www.KitaboSunnat.com

# فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ

تالیف

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

# محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com



# حرفِ اوّل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَمَنِ اهْتَدٰى بِهُدَاهُ.

اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے انسانوں کی راہنمائی کے لیے علم وحی کا بندوبست فرمایا، سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر دور کے نبی اور رسول کے ذریعے دینی مشکلات کو حل کیا، اپنی رضا و رحمت کے حصول اور غضب وعقاب سے بچنے کا مکمل سامان مہیا کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دین اسلام کی تعلیلاً وتنصیصاً تکمیل فرما دی۔ اب وحی کا سلسلہ منقطع ہے، نہ کسی وحی کی ضرورت باقی ہے اور نہ کوئی نبی یا رسول پیدا ہوگا۔

دینی مسائل دو طرح کے ہیں: ایک وہ جو منصوص ہیں، ان پر قرآن کریم، احادیث صحیحہ اور اجماع اُمت کے دلائل واضح ہیں۔ دوسرے مسائل وہ ہیں، جو خالص اجتہادی نوعیت کے ہیں، جن پر کتاب وسنت اور اجماع سلف میں واضح نص موجود نہیں، البتہ نصوص شرع میں اصول وضوابط بیان ہوئے ہیں، جن کی بنیاد پر اُمت کے کبار علما اجتہاد کرتے ہیں اور جدید اور پیش آمدہ مسائل میں اُمت کی راہنمائی کرتے ہیں۔

کتاب وسنت اور اجماع کے بعد دین کا چوتھا بڑا ماخذ اجتہاد وقیاس ہے، اجتہاد ہر کس وناکس کا کام نہیں، بلکہ اُمت کے جید اور کبار علمائے کرام کا وظیفہ ہے، جو مسئلہ کی نوعیت، مقاصد شرع، نصوص کے مدلول اور سائل کی ضرورت کو مدنظر رکھ کر فتویٰ دیتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جدید مسائل کا تعلق چونکہ اجتہاد سے ہوتا ہے، جس میں ہر صحیح العقیدہ اور سدید المنہج عالم اپنی پوری کوشش کرتا ہے اور اللہ سے ڈر کر فتویٰ یا جواب عرض کرتا ہے، مگر اس میں غلطی کا امکان بہر حال باقی رہتا ہے، اسی وجہ سے بعض اجتہادی مسائل میں کبار علما کا بھی اختلاف ہو جاتا ہے، کئی علما بعض مسائل سے رجوع بھی کر لیتے ہیں۔ یہ سب کچھ اہل علم اور اہل فتویٰ کے لیے باعث قدح نہیں، کیونکہ مفتی اور مجتہد جب پوری کوشش کر کے دینی راہنمائی کرتا ہے، تو درست کہے یا غلطی کرے، بہر کیف اسے اجر و ثواب ضرور ملتا ہے، درستی کی صورت میں دوہرا اور غلطی کی صورت میں اکہرا۔

لہٰذا کسی فتویٰ سے رجوع یا غلطی سرزد ہونے کی بنا پر اہل علم سے بدظن ہو جانا یا ان پر طعن و تشنیع کرنا ہرگز جائز نہیں، اس میں دین کا نقصان ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اگر کسی عام آدمی نے کسی بڑے عالم سے فتویٰ لیا اور عمل شروع کر دیا، بعد میں اسی عالم نے اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا، تو مستفتی (فتویٰ لینے والے) کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، اس نے پہلے فتویٰ پر جو عمل کیا، اگر وہ غلط بھی تھا، تب بھی وہ گناہ گار نہ ہوگا، البتہ اس فتویٰ کے غلط ہونے کے بعد اسے چاہیے کہ حق کی طرف پھر جائے، اب وہ اُسی کا مکلّف ہے۔

اہل علم ہر دور میں فتویٰ دیتے رہے ہیں، جنھیں مفاد عامہ کے لیے جمع کر دیا جاتا رہا، عربی، فارسی اور اردو میں بہت سے فتاویٰ جات طبع ہو چکے ہیں۔ فتاویٰ ہر دور کی ضرورت ہے اور علما اس ذمہ داری سے بطریق احسن نبھاتے رہے ہیں۔

اسی ضرورت کے پیش نظر ہم نے بھی ادنیٰ کوشش کی ہے، حتی المقدور علم کی تنقیح کی ہے، اختصار اور جامعیت سے کام لیا ہے، حسب ضرورت دلائل اور استدلال ذکر کر دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے۔بعض مسائل میں دلائل ذکرنہیں کیے گئے،ان کی تفصیل ''فتاویٰ امن پوری'' میں ذکر کردی گئی ہے۔اس مجموعہ کا نام «فاسئلوا اهل الذکر» تجویز کیا گیا ہے۔اس کی تیاری میں ہم نے پوری کوشش کی ہے، جوصحیح کیا، وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو کوتاہی اور غلطی ہوئی ، وہ ہماری اور شیطان رجیم کی طرف سے ہے،اس سے ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مجموعہ کوشرف قبولیت بخشے اور انسانوں کے لیے نافع ومفید بنائے ،آمین یارب العالمین!

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

0300-5482125

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



**سوال**: کیا تہجد سے پہلے سونا ضروری ہے؟

**جواب**: تہجد سے پہلے سونا ضروری نہیں۔ تہجد کا وقت عشا کے بعد سے طلوعِ فجر تک ہے، اس دوران کسی بھی وقت ادا کی جا سکتی ہے۔ البتہ رات کے آخری پہر بیدار ہو کر ادا کرنا افضل ہے۔ سونے سے پہلے اگر کوئی تہجد پڑھ لیتا ہے، تو بھی کوئی حرج نہیں، کیونکہ تہجد سے پہلے سونا شرط نہیں ہے۔

**سوال**: ناپاک کپڑے میں نماز پڑھ لی، بعد میں علم ہوا، تو کیا نماز کا اعادہ کرے گا؟

**جواب**: ناپاک کپڑے میں نماز پڑھی، علم ہونے کے بعد نماز کا اعادہ نہیں۔

❀ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي نَعْلَيْهِ، فَصَلَّى النَّاسُ فِي نِعَالِهِمْ، ثُمَّ أَلْقَى نَعْلَيْهِ، فَأَلْقَى النَّاسُ نِعَالَهُمْ وَهُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ قَالَ : مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى إِلْقَاءِ نِعَالِكُمْ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالُوا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، رَأَيْنَاكَ فَعَلْتَ فَفَعَلْنَا، قَالَ : إِنَّ جِبْرِيلَ أَخْبَرَنِي أَنَّ فِيهِمَا أَذًى، فَإِذَا أَتٰى أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَنْظُرْ فَإِنْ رَأٰى فِي نَعْلَيْهِ أَذًى، وَإِلَّا فَلْيُصَلِّ فِيهِمَا .

”رسول کریم ﷺ نے جوتے پہن کر نماز پڑھائی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی جوتوں سمیت نماز ادا کی، پھر دوران نماز نبی کریم ﷺ نے جوتے اتار دیئے، یہ دیکھ کر صحابہ نے بھی جوتے اتار دیئے، نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپ نے جوتے کیوں اتارے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



کو دیکھا تو اتار دیے، فرمایا: مجھے جبریل نے بتایا تھا کہ جوتا نجاست آلود ہے، آپ مسجد آنے سے قبل جوتا دیکھ لیا کریں، اس میں نجاست ہو، تو اتار دیا کریں، ورنہ اسی میں نماز ادا کر لیا کریں۔''

(مُسند الطّیالسي، ص 286، مسند الإمام أحمد : 20/3، سنن أبي داوٗد : 650، مسند ابن حُمَید : 880، مسند أبي یعلی : 1194، السّنن الکبرٰی للبَیْهقي : 406/2، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (۱۰۱۷) اور امام ابن حبان رحمہما اللہ (۲۱۸۵) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ حاکم رحمہ اللہ (۱/۲۶۰) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(خلاصة الأحکام: 319/1)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاست آلود جوتے میں جتنی نماز ادا کی، علم ہو جانے کے بعد اس کا اعادہ نہیں کیا۔ یہی معاملہ اس شخص کا ہے، جو نجس آلود کپڑوں میں نماز ادا کر لے، معلوم ہونے کے بعد اس نماز کا اعادہ نہیں کرے گا۔

**سوال**: چھوڑی گئی نمازوں کا فدیہ دینے کی وصیت کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: چھوڑی گئی نمازوں کا فدیہ دینے کی وصیت باطل ہے۔ نمازوں کا فدیہ نہیں۔ اس پر فقط توبہ ہے۔

**سوال**: ایک شخص عرصہ دراز تک امامت کراتا رہا، قرائن سے پتہ چلا کہ وہ کافر ہے، مگر خود وہ کافر ہونے کا اقرار نہیں کرتا، بلکہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، مگر لوگوں کو اس کی بات پر اعتماد نہیں، بلکہ ان کا خیال یہ ہے کہ یہ نفاق کی وجہ سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے، کیا اس کی اقتدا میں پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ ہوگا؟

**جواب**: اس کا کفر ثابت ہو جانے کی صورت میں نمازوں کا اعادہ نہیں۔

**سوال**: نوافل کی جماعت میں بعد میں شریک ہونے والے کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: نوافل کی جماعت میں شروع میں شریک ہو، یا بعد میں، درست اور جائز ہے، کراہت پر کوئی دلیل نہیں۔

**سوال**: کیا اشراق اور چاشت دو الگ الگ نمازیں ہیں؟

**جواب**: اشراق اور چاشت ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔ الگ الگ نماز ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔

**سوال**: داڑھی کترے کو امام مقرر کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: داڑھی کترے کو امام مقرر کرنا جائز نہیں۔ ایک مٹھی سے کم داڑھی رکھنا بالاتفاق حرام ہے اور اعلانیہ فسق ہے۔ لہٰذا ایسا انسان امامت کے منصب کا اہل نہیں، لہٰذا اس کی اقتدا میں نماز نہ پڑھی جائے اور ایسے امام کو امامت سے برخاست کرنا ضروری ہے۔ اگر مقامی جماعت ایسا نہیں کر سکتی، تو حکومت وقت کی طرف رجوع کر کے اسے معزول کرایا جائے۔ اگر امام پہلے داڑھی منڈواتا تھا، پھر سچے دل سے توبہ کر لی، مگر داڑھی ابھی پوری نہیں آئی، تو اسے امام مقرر کرنا درست نہیں، تا آنکہ اس کی مکمل داڑھی آ جائے، ورنہ کئی مغالطے جنم لیں گے۔

**سوال**: امام کو قراءت میں غلطی لگی، مقتدی لقمہ دیتا ہے، لیکن امام بار بار پیچھے سے قراءت شروع کرتا ہے، آگے نہیں پڑھ پاتا، تو کیا اس سے نماز فاسد ہوگی؟

**جواب**: امام کو چاہیے کہ جہاں سے آگے پڑھنا مشکل ہو، وہاں پر قراءت ختم کر دے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



اور رکوع کر لے، البتہ نماز فاسد نہیں ہوتی۔

**سوال**: امام نے سلام پھیر دیا، لیکن مقتدی نے ابھی تشہد میں درود مکمل نہیں کیا، کیا مقتدی امام کے ساتھ سلام پھیر دے؟

**جواب**: آخری تشہد میں درود پڑھنا واجب ہے، مقتدی کو چاہیے کہ درود مکمل کرے اور بعد میں سلام پھیر دے۔ امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے۔

**سوال**: آیت: ﴿فَلَمَّا أَثْقَلَتْ دَعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۞ فَلَمَّآ آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيمَآ آتَاهُمَا فَتَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ (الأعراف: ١٨٩-١٩٠) سے کون مراد ہیں؟

**جواب**: اس آیت کریمہ میں مشرکین کا عقیدہ ذکر ہوا ہے۔ اس سے بعض نے آدم اور حواء علیہما السلام مراد لیے ہیں۔ یہ قطعاً درست نہیں، بلکہ بوجوہ باطل ہے، کیونکہ نبی شرک کی کسی بھی قسم کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔ اس حوالے سے جو روایات وارد ہوئی ہیں، وہ اُصول محدثین کے مطابق درجہ صحت کو نہیں پہنچتیں۔

ایک روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام نے اپنے ایک بیٹے کا نام عبدالحارث رکھا تھا۔

(مسند الامام أحمد: 11/5، سنن التّرمذي: 3077، تفسير الطّبري: 309/13، المُستدرك للحاكم: 545/2)

مگر یہ روایت سنداً ثابت نہیں۔ یہ منکر اور مضطرب روایت ہے۔

① عمر بن ابراہیم عبدی کی روایت قتادہ سے منکر ہوتی ہے۔ یہ روایت بھی قتادہ سے ہے۔

② قتادہ کا عنعنہ بھی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ساری کی ساری روایات غیر ثابت ہیں۔

۞ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ الْمُرَادُ مِنْ هٰذَا السِّيَاقِ آدَمُ وَحَوَّاءُ، وَإِنَّمَا الْمُرَادُ مِنْ ذٰلِكَ الْمُشْرِكُونَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ .

''اس آیت کے سیاق سے آدم اور حواء علیہما السلام مراد نہیں ہیں، بلکہ اس سے آدم علیہ السلام کی ذرّیت میں مشرک لوگ مراد ہیں۔''

(تفسير ابن كثير : 528/3)

تنبیہ: قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ سے مروی ہے:

كَانَ شِرْكًا فِي طَاعَتِهٖ وَلَمْ يَكُنْ شِرْكًا فِي عِبَادَتِهٖ .

''اس آیت میں شرک سے مراد اطاعت میں شرک ہے، نہ کہ عبادت میں۔''

(تفسير ابن أبي حاتِم : 8659)

روایت ضعیف ہے۔ سعید بن ابی عروبہ کا عنعنہ ہے۔

**سوال**: سیدنا نوح اور سیدنا لوط علیہما السلام کی بیویوں کے بارے میں ﴿فَخَانَتَاهُمَا﴾ (التّحریم : ۱۰) آیا ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟

**جواب**: اس خیانت سے بدکاری نہیں، بلکہ ایمان اور عقیدہ میں خیانت مراد ہے۔

۞ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ الْمُرَادُ : ﴿فَخَانَتَاهُمَا﴾ فِي فَاحِشَةٍ، بَلْ فِي الدِّينِ، فَإِنَّ نِسَاءَ الْأَنْبِيَاءِ مَعْصُومَاتٌ عَنِ الْوُقُوعِ فِي الْفَاحِشَةِ؛ لِحُرْمَةِ الْأَنْبِيَاءِ .

''اس خیانت سے مراد فحاشی والی خیانت نہیں، بلکہ دین میں خیانت مراد ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کیونکہ انبیائے کرام علیہم السلام کی عزت وحرمت کی وجہ سے ان کی بیویاں فحاشی میں واقع ہونے سے بچالی گئی ہیں۔"

(تفسير ابن كثير : 171/8)

**سوال**: فرمان نبوی: «إِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ» کا کیا مفہوم ہے؟

**جواب**: واقعہ افک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ، يَا عَائِشَةُ، إِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْكِ كَذَا وَكَذَا، فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً، فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ، وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ، فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ، فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ، تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ .

"امابعد، عائشہ! مجھے آپ کے بارے میں یہ یہ باتیں پہنچی ہیں، اگر آپ اس الزام سے بری ہیں، تو بہت جلد اللہ تعالیٰ آپ کی برأت کا اعلان کر دے گا اور اگر آپ سے غلطی سرزد ہوگئی ہے، تو اللہ سے توبہ واستغفار کر لیں، کیونکہ انسان جب گناہ کا اعتراف کر لے اور توبہ کرے، تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔"

(صحيح البخاري : 4141، صحيح مسلم : 2770)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر آپ اس الزام سے بری ہیں، تو اللہ آپ کی برأت کا اعلان دے گا اور اگر آپ سے خلاف عادت خطا کا صدور ہوگیا ہے، تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیں۔

قرآن کریم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا اعلان کر دیا، لہٰذا سیدہ سے خطا سرزد نہیں ہوئی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا میں وآخرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں، کیونکہ کسی نبی کے لیے حلال نہیں کہ کسی فاحشہ عورت کو بیوی بنائے رکھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



**سوال**: قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد میں یہ یہ خوبیاں تھیں، لہٰذا وہ نبی تھا، دعویٰ نبوت سے پہلے اس کے بارے میں تعریفی کلمات کہے گئے، جب نبوت کا دعویٰ کیا، تو مخالفت شروع ہوگئی، مرزا بھی کہا کرتا تھا: ﴿فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾ (یونس: ١٦)

**جواب**: اس آیت کا یہ معنی ہے کہ میں تم میں موجود تھا، میں نے کبھی کوئی تصنیف نہیں کی، نہ میں لکھنا پڑھنا جانتا ہوں، اب اچانک کیسے میں نے یہ کتاب اپنی طرف سے گھڑ لی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ جانتے ہیں کہ میں بڑا شریف تھا، وغیرہ، کیونکہ یہ کوئی حجت نہیں۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ﴾ (الأعراف: ١٧٥)

”(اے نبی!) آپ ان لوگوں پر اس شخص کی حالت بیان کریں، جسے ہم نے اپنی نشانیاں دیں، لیکن وہ ان سے بھٹک گیا، تو شیطان نے اسے اپنے بہکاوے میں کر لیا اور وہ بھٹکے ہوئے لوگوں میں شامل ہو گیا۔“

کوئی بھی انسان راہِ راست سے بھٹک سکتا ہے۔ خاتمہ کا اعتبار ہوتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی انتہائی جھوٹا متنبّی تھا۔ دعویٰ نبوت سے پہلے والی زندگی بھی پاکیزہ نہ تھی، نہ ہی وہ کوئی شریف انسان تھا۔ اس کی اپنی کتابیں اس پر شاہد ہیں۔

**سوال**: ﴿وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي﴾ (یوسف: ٥٣) کس کا قول ہے؟

**جواب**: جمہور مفسرین کے ہاں یہ عزیز مصر کی بیوی کا قول ہے، نہ کہ یوسف علیہ السلام کا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْقَوْلُ هُوَ الْأَشْهَرُ وَالْأَلْيَقُ وَالْأَنْسَبُ بِسِيَاقِ الْقِصَّةِ وَمَعَانِي الْكَلَامِ، وَقَدْ حَكَاهُ الْمَاوَرْدِيُّ فِي تَفْسِيرِهٖ، وَانْتَدَبَ لِنَصْرِهٖ الْإِمَامُ الْعَلَّامَةُ أَبُو الْعَبَّاسِ ابْنُ تَيمِيَّة، رَحِمَهُ اللّٰهُ، فَأَفْرَدَهٗ بِتَصْنِيفٍ عَلٰى حِدَةٍ.

''یہی قول زیادہ مشہور ہے، قصے کا سیاق اور بلاغت بھی اسی کے موافق ہے۔ علامہ ماوردی رحمہ اللہ نے اسے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ امام، علامہ، ابوالعباس، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (مجموع الفتاویٰ: ۱۰/ ۲۹۸) نے اس قول کی خوب حمایت کی ہے اور اس بارے میں مستقل کتاب تصنیف کی ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر: 4/395)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ جِبْرِيلُ لَهٗ: يَا يُوسُفُ، اذْكُرْ هَمَّكَ، فَقَالَ: ﴿وَمَآ أُبَرِّئُ نَفْسِيٓ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوٓءِ﴾.

''جبریل نے یوسف علیہ السلام سے کہا: یوسف! آپ اپنے ابتدائی ارادے کے بارے میں تو بتائیے۔ تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا: ﴿وَمَآ أُبَرِّئُ نَفْسِيٓ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوٓءِ﴾''

(الغَرائب المُلتقطة لابن حَجر: 1580)

روایت ضعیف و منکر ہے۔ مؤمل بن اسماعیل ''کثیر الخطا'' ہے، یہ روایت بھی اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



خطا ہے۔حماد بن سلمہ کے شاگردوں میں سے صرف مؤمل نے یہ روایت مرفوعاً ذکر کی ہے۔ باقی سب نے موقوف یا مقطوع بیان کی ہے۔

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب قول بھی ثابت نہیں ہے اور حسن بصری رحمہ اللہ کا قول بھی ضعیف ہے۔

**سوال**: کیا مسافر مقیم کی اقتدا کر سکتا ہے؟

**جواب**: مسافر مقیم امام کی اقتدا کر سکتا ہے۔

❀ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ صَلَّى أَرْبَعًا، وَإِذَا صَلَّاهَا وَحْدَهُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ .

’’سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (حالت سفر میں) جب (مقیم) امام کی اقتدا میں نماز پڑھتے، تو چار رکعت ادا کرتے اور جب اکیلے نماز ادا کرتے، تو دو رکعت ادا کرتے تھے۔‘‘

(صحیح مسلم : 694)

**سوال**: کیا مقیم مسافر کی اقتدا کر سکتا ہے؟

**جواب**: مقیم مسافر کی اقتدا کر سکتا ہے۔

❀ اسلم مولیٰ عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ صَلَّى لِلنَّاسِ بِمَكَّةَ رَكْعَتَيْنِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ : يَا أَهْلَ مَكَّةَ : أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ فَإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ .

’’عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مکہ میں لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھایا کرتے تھے، جب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



سلام پھیرتے، تو کہتے: اے اہل مکہ! آپ نماز مکمل کر لیں، ہم مسافر ہیں۔''

(مؤطأ الإمام مالك :402/1، وسندهٗ صحيحٌ)

**سوال**: کیا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تین طلاق سے رجوع کر لیا تھا؟

**جواب**: ثابت نہیں۔

❀ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

مَا نَدِمْتُ عَلٰی شَيْءٍ نَدَامَتِي عَلٰی ثَلَاثٍ؛ أَنْ لَّا أَكُونَ حَرَّمْتُ الطَّلَاقَ، وَعَلٰی أَنْ لَّا أَكُونَ أَنْكَحْتُ الْمَوَالِيَ، وَعَلٰی أَنْ لَّا أَكُونَ قَتَلْتُ النَّوَائِحَ .

''میں اتنا نادم کسی چیز پر نہیں ہوا، جتنا تین چیزوں پر ہوا ہوں؛ ① کاش میں نے طلاق کو حرام قرار نہ دیتا، ② کاش میں موالی کا نکاح نہ کرواتا ③ کاش میں نوحہ کرنے والوں کو قتل نہ کرواتا۔''

(إغاثة اللّهفان لابن القيم :336/1)

سند سخت ضعیف ہے۔

① یزید بن ابی مالک مدلس ہیں، نیز سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ صَاحِبُ تَدْلِيسٍ وَّإِرْسَالٍ عَمَّنْ لَمْ يُدْرِكْ .

''یہ مدلس ہیں اور ان لوگوں سے ارسال بھی کرتے ہیں، جن سے ان کی ملاقات نہیں ہوئی ہوتی۔''

(ميزان الاعتدال : 439/4)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



② خالد بن یزید بن عبدالرحمٰن بن ابی مالک ضعیف ہے۔

**سوال:** کیا زمزم رو بہ قبلہ ہو کر پینا مستحب ہے؟

**جواب:** جی ہاں، زمزم قبلہ رو ہو کر پینا مستحب ہے۔

❀ عبداللہ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ أَيْنَ جِئْتَ؟ قُلْتُ: شَرِبْتُ مِنْ زَمْزَمَ، قَالَ: شَرِبْتَ كَمَا يَنْبَغِي؟ قُلْتُ: كَيْفَ أَشْرَبُ؟ قَالَ: إِذَا شَرِبْتَ فَاسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ ثُمَّ اذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ ثُمَّ تَنَفَّسْ ثَلَاثًا وَتَضَلَّعْ مِنْهَا فَإِذَا فَرَغْتَ فَاحْمَدِ اللّٰهَ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: آيَةُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِينَ أَنَّهُمْ لَا يَتَضَلَّعُونَ مِنْ زَمْزَمَ.

”مجھے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آپ کہاں سے آئے ہیں؟ عرض کیا: زمزم پی کر، فرمایا: ویسے پیا، جیسے پینا چاہیے؟ عرض کیا: کیسے پینا چاہیے؟ فرمایا: زمزم پیتے وقت قبلہ رو ہو جائیں، پھر بسم اللہ پڑھیں، تین سانس لیں اور پیٹ بھر کر پی لیں، جب سیر ہو جائیں، تو الحمدللہ کہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے اور منافقین کے مابین ایک نشانی یہ بھی ہے کہ منافقین پیٹ بھر کر زمزم نہیں پیتے۔“

(السّنن الكبرى للبيهقي: 9656، 9657، وسندهٗ حسنٌ)

**سوال:** کہا جاتا ہے کہ ایک شخص ”عکہ“ سے مکہ پیاز لایا، تو کوئی خریدار نہیں تھا، پیاز خراب ہو رہے تھے، تو اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سارا ماجرا بیان کیا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



يَآ أَيُّهَا النَّاسُ سَمِعْتُ مِنْ حَبِيبِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ أَكَلَ بَصَلَ عَكَّةَ فِي مَكَّةَ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ .

''لوگو! میں نے اپنے حبیب رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جس نے مکہ میں عکہ کے پیاز خرید کر کھائے، اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔''

تو لوگوں نے یہ حدیث سن کر پیاز خرید لئے۔

اس واقعہ کی کیا حقیقت ہے؟

**جواب**: یہ جھوٹا واقعہ ہمارے دور کے بعض روافض نے گھڑا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس سے بری ہیں۔ دراصل یہ لوگ باور کرانا چاہتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی پر جھوٹ باندھتے تھے۔ العیاذ باللہ!

**سوال**: کیا سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی ماں کو کالی کلوٹی کہا؟

**جواب**: ثابت نہیں۔ اس حوالے سے ایک سخت ضعیف روایت بھی آتی ہے۔

❀ ضمرہ بن حبیب رحمہ اللہ سے مروی ہے:

''سیدنا ابوذر غفاری اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہما کے درمیان کوئی اختلاف تھا۔ تو سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کی ماں کالی ہے، تو بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ سے شکایت کی، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلوانے کا حکم دیا۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ جب آ گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: آپ نے بلال پر شتم کیا ہے اور ان کی ماں کے کالے پن کا طعنہ دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرا نہیں خیال تھا کہ آپ میں جاہلیت کے تکبر سے کچھ باقی ہوگا۔ تو سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ زمین پر لیٹ گئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اپنے گالوں کو زمین پر رکھ دیا اور کہا: اللہ کی قسم! میں اس وقت تک زمین سے نہیں اٹھوں گا، جب تک بلال میرے منہ کو قدموں سے روند نہ دیں، تب سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے ان کے منہ کو پاؤں سے روند دیا۔''

(شرح صحيح البخاري لابن بطّال: 1/87-88)

سخت ضعیف روایت ہے۔

① ولید بن مسلم تدلیس تسویہ کرتے تھے، آخر سند تک سماع کی تصریح چاہیے۔

② ابوبکر بن عبداللہ بن ابی مریم سخت ضعیف ہے۔

③ ضمرہ بن حبیب کا سیدنا ابوذر غفاری اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں۔

④ ولید بن مسلم سے نیچے سند غائب ہے۔

**سوال**: نماز شروع کرتے وقت انگوٹھے کانوں کی لو سے مس کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: اس پر کوئی دلیل نہیں۔

✿ علامہ طحطاوی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۳۱ھ) فرماتے ہیں:

مَسُّ الشَّحْمَتَيْنِ لَمْ يُذْكَرْ فِي الْمَتَدَاوَلَاتِ.

''(انگوٹھوں کو) کانوں کی لَو سے مس کرنا متداول کتب میں منقول نہیں ہوا۔''

(حاشية الطّحطاوي، ص 278)

**سوال**: حشیش (چرس) کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: چرس حرام ہے۔ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

✿ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ يَحْرُمُ بِلَا نِزَاعٍ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



”چرس کے حرام ہونے میں مسلمانوں کا کوئی اختلاف نہیں۔“

(مجموع الفتاویٰ: 10/11)

✿ علامہ شامی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) نقل کرتے ہیں:

حَکَی الْقَرَافِيُّ وَابْنُ تَیْمِیَّةَ الْإِجْمَاعَ عَلٰی تَحْرِیمِ الْحَشِیشَةِ .

”قرافی اور ابن تیمیہ نے حشیش کے حرام ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔“

(فتاویٰ شامی: 459/6، قرة عين الأخيار: 15/7)

**سوال**: سیدنا علی رضی اللہ عنہ بستیوں میں جمعہ کے قائل تھے؟

**جواب**: جی ہاں، بستیوں میں جمعہ بالا جماع جائز ہے۔

✿ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا تَشْرِیقَ وَلَا جُمُعَةَ إِلَّا فِي مِصْرٍ جَامِعٍ .

”نماز عید اور نماز جمعہ صرف ان آبادیوں میں فرض ہے، جن کے باشندے مستقل رہائش پذیر ہیں۔“

(مَعرِفة السّنن والآثار للبَيْهقي: 6330، وسندهٗ صحيحٌ)

قرآن کریم کے عموم اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق ہر جگہ جمعہ ادا کیا جا سکتا ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اس قول کا یہ مطلب نہیں کہ بستیوں میں جمعہ یا عید ادا نہیں ہو سکتی، بلکہ اہل علم نے اس کے دو مفہوم بیان کیے ہیں:

① حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأَشْبَهُ بِأَقَاوِیلِ السَّلَفِ وَأَفْعَالِهِمْ فِي إِقَامَةِ الْجُمُعَةِ فِي الْقُرَی الَّتِي أَهْلُهَا أَهْلُ قَرَارٍ لَیْسُوا بِأَهْلِ عُمُودٍ یَتَنَقَّلُونَ إِنَّ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



ذٰلِكَ مُرَادُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

”سلف کے اقوال وافعال سے درست بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان بستیوں میں جمعہ قائم کیا جائے گا، جہاں لوگ مقیم ہوں اوران میں نہیں، جہاں لوگ مسافر ہوں اورانہوں نے وہاں سے کوچ کر جانا ہو، علی رضی اللہ عنہ کی یہی مراد ہے۔“

(المُهذّب في اختصار السّنن الكبير : 1109/3)

② علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُ أَرَادَ بِذٰلِكَ الْقُرَى الَّتِي فِيهَا وَالٍ مِّنْ جِهَةِ الْإِمَامِ، فَيَكُونُ مُرَادُهُ أَنَّهُ لَا جُمُعَةَ إِلَّا بِإِذْنِ الْإِمَامِ فِي مَكَانٍ لَّهُ فِيهِ نَائِبٌ يُقِيمُ الْجُمُعَةَ بِإِذْنِهِ، وَبِذٰلِكَ فَسَّرَهُ أَحْمَدُ فِي رِوَايَةٍ عَنْهُ.

”اس سے مراد وہ بستیاں ہیں، جن میں کوئی والی ہوتا ہے، جسے امام نے مقرر کیا ہوتا ہے، تو ان کی مراد یہ ہوگی کہ جمعہ صرف امام کی اجازت سے ہوتا ہے، ایسی جگہ میں، جہاں اس کا کوئی نائب ہو، وہ اس کی اجازت سے جمعہ پڑھائے گا۔ امام احمد نے یہی تفسیر کی ہے۔“

(فتح الباري لابن رجب : 140/8)

**سوال**: بعض لوگ مصافحہ کے بعد اپنا ہاتھ چومتے ہیں، کیسا ہے؟

**جواب**: جائز نہیں۔ قرآن وسنت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

❀ فقہائے احناف نے لکھا ہے:

مَا يَفْعَلُهُ الْجُهَّالُ مِنْ تَقْبِيلِ يَدِ نَفْسِهٖ إِذَا لَقِيَ غَيْرَهٗ فَمَكْرُوهٌ.

”بعض جہلا کسی غیر سے ملتے وقت اپنا ہاتھ چومتے ہیں، یہ مکروہ ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(درِمختار،ص659،البِناية شرح الهداية : 198/12، مِنحة السّلوك، ص 415، تبيين الحقائق شرح كنز الدّقائق : 25/6، البحر الرّائق : 226/8)

**سوال**: جو شخص علم غیب کا دعویٰ کرے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

**جواب**: علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے، جانتے بوجھتے جو علم غیب کا دعویٰ کرے، وہ کافر ہے۔

❀ محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

أَمَّا الْغَيْبُ فَلَا يَعْلَمُهٗ إِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰی .

”غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔“

(الأصل : 237/7)

❀ حنفی فقہا نے لکھا ہے:

...... ادَّعَی الْغَيْبَ بِنَفْسِهٖ يَكْفُرُ .

”جس نے اپنے لیے غیب جاننے کا دعوی کیا، وہ کافر ہو گیا۔“

(مَجمع الأنهر : 691/1، فتاویٰ شامی: 44/1، 242/4۔243، الأشباہ والنظائر، ص167)

❀ فقہ حنفی کی معتبر کتاب میں ہے:

يَكْفُرُ بِقَوْلِهٖ عِنْدَ رُؤْيَةِ الدَّائِرَةِ الَّتِي تَكُونُ حَوْلَ الْقَمَرِ يَكُونُ مَطَرٌ مُدَّعِيًا عِلْمَ الْغَيْبِ، كَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ .

”اس شخص کی تکفیر کی جائے گی، جو جب چاند کے گرد دائرہ دیکھ کر بارش کی خبر دیتا ہے، یہ غیب کا دعوی کرتا ہے۔ بحر الرائق میں اسی طرح لکھا ہے۔“

(فتاویٰ عالمگیری: 280/2)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



❁ علامہ صنع اللہ حنفی رحمہ اللہ (۱۱۲۰ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ غَيْبِ الْأَوْلِيَاءِ وَغَيْبِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَقَالَ : هٰذَا غَيْرُ ذٰلِكَ، مَعَ أَنَّ الْحَالَ فِي الْمَحْذُورِ وَاحِدٌ، فَقَدْ ضَلَّ بِهَوَاهُ، وَاتَّبَعَ شَيْطَانَهٗ بِفَتْوَاهُ .

''جو اولیاء کے غیب اور اللہ کے غیب میں فرق کرتا ہے اور کہتا ہے: ان دونوں کے غیب میں فرق ہے، حالانکہ جو اولیا کے لیے اللہ جیسا غیب سمجھے یا ان میں فرق کرے، دونوں باتیں غلط ہیں۔ تو ایسا شخص اپنی خواہشات میں گمراہ ہو گیا ہے اور اپنے فتوے کے ساتھ شیطان کا متبع بن گیا۔''

(سَيف اللّٰه علٰى من كَذَب علٰى أولياء اللّٰه، ص 62)

**سوال**: اگر کوئی دعویٰ کرے کہ مجھے فلاں کی چوری کا علم ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: علم غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جو بھی غیب کا دعویٰ کرے، وہ قرآن و حدیث اور اجماع امت کا منکر ہے، اس بنا پر وہ کافر ہو جائے گا۔

❁ علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ (۹۷۰ھ) نے لکھا ہے:

...... بِقَوْلِهٖ : أَنَا أَعْلَمُ الْمَسْرُوقَاتِ وَبِقَوْلِهٖ : أَنَا أُخْبِرُ عَنْ إِخْبَارِ الْجِنِّ إِيَّايَ .

''......اس شخص کی تکفیر کی جائے گی، جو کہے کہ میں چوری شدہ چیزوں کو جانتا ہوں یا میں اس لئے خبر دیتا ہوں کہ مجھے جن بتاتے ہیں۔''

(البَحر الرّائق : 130/5)

❁ فتاویٰ شامی میں ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فِي التَّتَارْخَانِيَّة : يَكْفُرُ بِقَوْلِهٖ : أَنَا أَعْلَمُ الْمَسْرُوقَاتِ أَوْ أَنَا أُخْبِرُ عَنْ إِخْبَارِ الْجِنِّ إِيَّایَ .

''تتارخانیہ میں ہے کہ اس شخص کی تکفیر کی جائے گی، جو کہے میں چوری شدہ چیزوں کو جانتا ہوں یا میں جنوں کے ذریعہ سے خبر دیتا ہوں۔''

(فتاویٰ شامی:4/242، مَجمع الأنهر :1/691)

**سوال**: جو یہ کہے کہ اولیا کی روحیں گھومتی پھرتی ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: روح جسم سے نکل جانے کے بعد دوبارہ دنیا میں نہیں آتی۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ﴾ (الزمر : ٤٢)

''جن (روحوں) پر موت کا فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے، انہیں اللہ تعالیٰ اپنے پاس روک لیتا ہے (دنیا میں نہیں آنے دیتا)۔''

❀ علامہ صنع اللہ حنفی رحمہ اللہ (۱۱۲۰ھ) اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

لَا يَرُدُّهَا، وَتَبْقٰى عِنْدَهٗ، وَيَنْقَطِعُ تَعَلُّقُهَا عَنِ الْأَحْيَاءِ وَتَصَرُّفُهَا فِي الْأَبْدَانِ .

''اسے (دنیا میں) نہیں لوٹاتا، بلکہ وہ اس کے پاس ہی رہتی ہے۔ اس کا تعلق زندوں سے منقطع ہو جاتا ہے اور بدن میں اس کا تصرف بھی ختم ہو جاتا ہے۔''

(سَیف اللّٰه علٰی من کَذَب علٰی أولیاء اللّٰه، ص 45)

❀ نیز فرماتے ہیں:

جَمِيعُ ذٰلِكَ، وَمَا هُوَ نَحْوَهٗ دَالٌّ عَلَى انْقِطَاعِ الْحِسِّ وَالْحَرْكَةِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مِنَ الْمَيِّتِ، وَأَنَّ أَرْوَاحَهُمْ مُمْسَكَةٌ، وَأَنَّ أَعْمَالَهُمْ مُنْقَطِعَةٌ مَحْفُوظَةٌ عَنْ زِيَادَةٍ وَنُقْصَانٍ ...... وَالْكُفَّارُ كِتَابُهُمْ فِي سِجِّينٍ، فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنْ لَيْسَ لِلْمَيِّتِ تَصَرُّفٌ فِي ذَاتِهٖ فَضْلًا عَنْ غَيْرِهٖ بِحَرْكَةٍ، وَأَنَّ رُوحَهٗ مَحْبُوسَةٌ مَرْهُونَةٌ بِعَمَلِهَا مِنْ خَيْرٍ وَّشَرٍّ، فَإِذَا عَجَزَ عَنْ حَرْكَةِ نَفْسِهٖ فَكَيْفَ يَتَصَرَّفُ فِي حَقِّ غَيْرِهٖ؟ فَالرَّبُّ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى يُخْبِرُ أَنَّهٗ يُمْسِكُ الْأَرْوَاحَ عِنْدَهٗ، وَهٰؤُلَاءِ الْمُلْحِدُونَ يَقُولُونَ: إِنَّ الْأَرْوَاحَ مُطْلَقَةٌ مُتَصَرِّفَةٌ!.

”یہ اور دیگر دلائل دلالت کرتے ہیں کہ میت سے حس اور حرکت منقطع ہو جاتی ہے اور ان کی ارواح روک لی جاتی ہیں، ان کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں، زیادت اور کمی سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ ...... کفار کا اندراج سجین میں ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میت اپنی ذات میں کچھ تصرف نہیں کر سکتی، کجا کسی غیر میں کسی حرکت کے ساتھ تصرف کرے۔ اس کی روح اچھے برے عمل کی بنا پر اپنی جگہ پر روک لی جاتی ہے۔ جب وہ خود حرکت سے عاجز ہے، تو وہ غیر میں تصرف کیسے کر سکتی ہے؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ یہ خبر دیتا ہے کہ وہ ارواح کو اپنے پاس روک لیتا ہے، جبکہ یہ ملحدین کہتے ہیں کہ ارواح گھومتی پھرتی ہیں اور تصرف کرتی ہیں۔“

(سَيف اللّٰه علٰى من كَذَب علٰى أولياء اللّٰه، ص 32-33)

✿ علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ (۹۷۰ھ) نے لکھا ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



فِي الْبَزَّازِيَّةِ : قَالَ عُلَمَاؤُنَا : مَنْ قَالَ : أَرْوَاحُ الْمَشَايِخِ حَاضِرَةٌ تَعْلَمُ يَكْفُرُ.

'بزازیہ میں ہے: ہمارے علما کہتے ہیں کہ جس شخص نے یہ کہا کہ مشائخ کی ارواح حاضر ہوتی ہیں اور جانتی ہیں، تو اس نے کفر کیا۔''

(البحر الرّائق : 134/5)

❀ علامہ شیخی زادہ حنفی رحمہ اللہ (۱۰۷۸ھ) فرماتے ہیں:

يَكْفُرُ بِقَوْلِهٖ : أَرْوَاحُ الْمَشَايِخِ حَاضِرَةٌ، تَعْلَمُ.

''جو کہے کہ مشائخ کی ارواح حاضر ہوتی ہیں اور جانتی ہیں، وہ کافر ہے۔''

(مَجمع الأنهر :691/1)

**سوال**: سجدہ تعظیمی کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: سجدہ تعظیمی عبادت ہے، اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں۔

❀ حنفی فقہا کا فتویٰ ہے:

إِنَّ السُّجُودَ لِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى وَجْهِ التَّعْظِيمِ كُفْرٌ.

''غیر اللہ کو تعظیمی سجدہ کرنا کفر ہے۔''

(المَبسوط للسّرخسي : 130/24، مِنحة السّلوك، ص 415، البِناية شرح الهداية : 200/12، فتاوىٰ شامى : 134/6، مَجمع الأنهر : 542/2)

❀ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا السُّجُودُ لِغَيْرِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى فَهُوَ كُفْرٌ إِذَا كَانَ مِنْ غَيْرِ إِكْرَاهٍ وَمَا يَفْعَلُهُ الْجُهَّالُ مِنَ الصُّوفِيَةِ بَيْنَ يَدَي شَيْخِهِمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فَحَرَامٌ مَحْضٌ أَقْبَحُ الْبِدَعِ فَيُنْهَوْنَ عَنْ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ .

''غیر اللہ کے لئے سجدہ کفر ہے، جب ایسے کرنے پر اسے مجبور نہ کیا گیا ہو۔ باقی یہ جو جہال صوفیا اپنے شیخ کے سامنے کرتے ہیں، محض حرام ہے، بدترین بدعت ہے اور ان کو بالضرور اس سے روکا جائے۔''

(البِناية شرح الهداية : 199/12)

**سوال**: محبت کے تعویذ کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: محبت کا تعویذ جائز نہیں، کیونکہ یہ جادو کی ایک قسم ہے۔

❀ علمائے احناف کا فتویٰ ہے:

إِنْ أَرَادَتِ امْرَأَةٌ أَنْ تَضَعَ التَّعْوِيذَ لِيُحِبَّهَا زَوْجُهَا بَعْدَمَا كَانَ يُبْغِضُهَا ذَكَرَ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ أَنَّ ذٰلِكَ حَرَامٌ .

''اگر کوئی خاتون اس لئے تعویذ پہنے کہ اس سے نفرت کرنے والا شوہر اس سے محبت کرنے لگے، تو ''جامع صغیر'' میں ہے کہ یہ حرام ہے۔''

(فتاویٰ عالمگیری:356/5، دُرر الحُكّام :319/1، فتاویٰ شامی:364/6)

**سوال**: بت پرستی کا سبب کیا بنا؟

**جواب**: بت پرستی کا سبب اولیاء اللہ کی حد درجہ تعظیم ہے، ان کی قبروں پر سجدے کیے جانے لگے، بعد میں ان کی مورتیاں بنا کر ان کی عبادت ہونے لگی۔ یوں بت پرستی کی بنیاد پڑی۔ معلوم ہوا کہ قبر پرستی دراصل بت پرستی ہے۔

❀ علامہ شامی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) نے لکھا ہے:

إِنَّ أَصْلَ عِبَادَةِ الْأَصْنَامِ اتِّخَاذُ قُبُورِ الصَّالِحِينَ مَسَاجِدَ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



”بتوں کی پوجا کی اصل نیک لوگوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنانا ہے۔“

(فتاویٰ شامی: 380/1)

❁ علامہ عینی حنفی ”صنم“ اور ”وثن“ میں فرق کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

إِذَا كَانَ مَعْمُولًا مِّنْ خَشَبٍ أَوْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ صُوْرَةَ إِنْسَانٍ فَهُوَ صَنَمٌ، وَإِنْ كَانَ مَعْمُولًا مِنْ حِجَارَةٍ فَهُوَ وَثَنٌ .

”جب وہ لکڑی، سونے یا چاندی سے انسان کی صورت میں بنایا گیا ہو، تو اس کو صنم کہیں گے اور پتھر سے تراشا گیا ہو، تو وثن کہیں گے۔“

(البناية شرح الهداية : 28/6)

**سوال**: کیا وفات النبی ﷺ کے غم میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جسم کمزور ہوتا گیا، تا آنکہ وفات پا گئے؟

**جواب**: یقیناً سارے کے سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی کریم ﷺ کی وفات حسرت آیات کو شدید غم لاحق ہوا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نہ صرف نبی وفات ہوئے تھے، بلکہ سفر وحضر کے ساتھی اور حبیب کی وفات ہوئی تھی، اس لیے آپ رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ غم اور پریشانی تھی۔

البتہ ایسا نہیں تھا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وفات رسول ﷺ کے غم میں نڈھال سے نڈھال ہوتے گئے اور جلد ہی فوت ہو گئے۔ اس بارے میں مروی روایت ثابت نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

كَانَ سَبَبُ مَوْتِ أَبِي بَكْرٍ مَوْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَ جِسْمُهُ يَحْرِي حَتّٰى مَاتَ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موت کا سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ہی ہے، (وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد) آپ رضی اللہ عنہ کا جسم مسلسل ڈھلنے لگا، یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے۔“

(المُستدرك للحاكم : 63/3، الطب النّبوي للأصبهاني : 229، تاريخ ابن عساكر : 480/30)

سند سخت ضعیف ہے۔

① سیف بن عمر کوفی ”ضعیف ومتروک“ ہے۔

② مبشر بن فضیل ”مجہول“ ہے۔

❀ امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَجْهُولٌ بِالنَّقْلِ.

”یہ شخص روایتِ حدیث میں مجہول ہے۔“

(الضّعفاء الكبير : 236/4)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُدْرٰى مَنْ هُوَ؟

”نہ معلوم کون ہے؟“

(ميزان الاعتدال : 434/3)

**سوال**: اولیاء اللہ کی قبروں پر چادریں چڑھانا کیسا ہے؟

**جواب**: اولیاء اللہ کی قبروں پر چادریں چڑھانا بدعت ہے۔ یہ قبروں کے معاملہ میں غلو ہے اور قبروں کی غیر شرعی تعظیم ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

وَضْعُ السُّتُورِ، وَالْعَمَائِمِ، وَالثِّيَابِ عَلٰى قُبُورِ الصَّالِحِينَ الْأَوْلِيَاءِ كَرِهَهُ الْفُقَهَاءُ، حَتّٰى قَالَ فِي فَتَاوَى الْحُجَّةِ : وَتُكْرَهُ السُّتُورُ عَلَى الْقُبُورِ، وَلٰكِنْ نَّحْنُ الْآنَ نَقُولُ : إِنْ كَانَ الْقَصْدُ بِذٰلِكَ التَّعْظِيمَ فِي أَعْيُنِ الْعَامَّةِ، حَتّٰى لَا يَحْتَقِرُوا صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ، ...... فَهُوَ أَمْرٌ جَائِزٌ لَّا يَنْبَغِي النَّهْيُ عَنْهُ، لِأَنَّ الْأَعْمَالَ بِالنِّيَّاتِ، وَلِكُلِّ امْرِءٍ مَّا نَوٰى، فَإِنَّهٗ وَإِنْ كَانَ بِدْعَةً عَلٰى خِلَافِ مَا كَانَ عَلَيْهِ السَّلَفُ ...... .

”نیک اولیا کی قبروں پر چادریں، پگڑیاں اور کپڑے رکھنے کو ہمارے فقہا نے مکروہ قرار دیا ہے، حتی کہ فتاوی الحجہ میں لکھا ہے: قبروں پر چادریں ڈالنا مکروہ ہے، لیکن ہم اب کہتے ہیں کہ اگر اس سے عام لوگوں کی نظروں میں صاحب ِقبر کی تعظیم پیدا کرنا مقصود ہو تا کہ وہ صاحب ِقبر کو حقیر نہ سمجھیں......تو یہ جائز ہے، اس سے روکنا درست نہیں، کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو وہی کچھ ملتا ہے، جس کی وہ نیت کرتا ہے۔ یہ عمل اگرچہ بدعت ہے اور اس طریقے کے خلاف ہے، جس پر سلف صالحین کاربند تھے۔“

(العقود الدريّة في تَنقيح الفتاوى الحامديّة : 325/2، فتاوى الشامي : 363/6)

ملاحظہ فرمائیں کہ اسے بدعت بھی قرار دیا جا رہا ہے اور یہ بھی اقرار کیا جا رہا ہے کہ سلف صالحین اس عمل پر کاربند نہیں تھے، لیکن پھر بھی اسے جائز کہا جا رہا ہے۔ کیا اس سے یہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



بات بخوبی معلوم نہیں ہو جاتی کہ بعض لوگ اپنا دین کتاب وسنت اور سلف صالحین سے نہیں، بلکہ اپنی آراء وخواہشات سے اخذ کرتے ہیں۔ قبروں کی جعلی اور خود ساختہ تعظیم سے شرک کی راہ ہموار کرنا مقصود ہے۔ اگر شریعت میں اس کا کوئی تصور ہوتا، تو سلف صالحین اسے ضرور اپناتے۔ صحابہ کرام نے قبر نبی اور تابعین عظام نے قبورِ صحابہ کے ساتھ اور تبع تابعین اعلام نے قبورِ تابعین کے ساتھ ایسا کوئی معاملہ نہیں کیا۔

**سوال**: یہ عقیدہ کہ میت تصرف واختیار رکھتی ہے، کیسا ہے؟

**جواب**: یہ کفریہ عقیدہ ہے۔ قرآن وحدیث کی نصوص اس کا رد کرتی ہیں۔

❁ **فقہائے احناف کا فتویٰ ہے:**

إِنْ ظَنَّ أَنَّ الْمَيِّتَ يَتَصَرَّفُ فِي الْأُمُورِ دُونَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاعْتِقَادُهٗ ذٰلِكَ كُفْرٌ .

''اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ میت بعض معاملات میں تصرف کرسکتی ہے، تو اس کا یہ عقیدہ کفریہ ہے۔''

(البَحر الرّائق : 321/2، **فتاوی شامی**: 439/2، حاشية الطّحطاوي، ص 693)

**سوال**: غیر اللہ کی پکار کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: غیر اللہ کی پکار شرک ہے۔

❁ **اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:**

﴿فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾

(غافر : ١٤)

''اللہ کو پکاریں، اس کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے، اگرچہ کفار ناپسند کریں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ﴾

(فاطر : ١٣)

”اللہ کے سوا تم جن کو پکارتے ہو، وہ ایک کھجور کی گٹھلی کے دھاگے کے مالک بھی نہیں ہیں۔“

❁ نیز فرمان الٰہی ہے:

﴿وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ﴾(الأعراف : ١٩٧)

”جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ تمہاری مدد کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ ہی اپنی مدد پر قادر ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے ان سے اس بات کی نفی کی ہے کہ وہ مدد و نصرت کی استطاعت و طاقت ہی نہیں رکھتے۔

❁ علامہ صنع اللہ حنفی رحمہ اللہ (١١٢٠ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ : ﴿مِنْ دُونِ اللّٰهِ﴾ فِي الْآيَاتِ كُلِّهَا؛ أَيْ مِنْ غَيْرِهٖ تَعَالٰى، فَإِنَّهُ عَامٌّ يَدْخُلُ فِيهِ مَنِ اعْتَقَدْتَهُ مِنْ شَيْطَانٍ وَّوَلِيٍّ تَسْتَمِدُّهُ، فَإِنَّ مَنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلٰى نَصْرِ نَفْسِهٖ كَيْفَ يُمِدُّ غَيْرَهُ؟

”تمام آیات میں (من دون اللہ) سے مراد اللہ کا غیر ہے۔ یہ عام ہے، اس میں شیطان اور ولی سب داخل ہیں، جن سے بھی امداد مانگی جائے۔ کیونکہ جو شخص اپنی نصرت کی طاقت نہیں رکھتا، وہ کسی دوسرے کی مدد کیسے کر سکتا ہے؟“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(سَیف اللّٰہ علٰی من کَذَب علٰی أولیاء اللّٰہ، ص 30)

**سوال**: کاہن، عراف، رمال، نجومی اور شعبدہ باز کا کیا حکم ہے؟

❀ **علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ (۹۷۰ھ) نقل کرتے ہیں:**

إِنَّ الْمُرَادَ بِالْكَاهِنِ وَالْعَرَّافِ فِي الْحَدِيثِ مَنْ يُخْبِرُ بِالْغَيْبِ أَوْ يَدَّعِي مَعْرِفَتَهٗ فَمَا كَانَ هٰذَا سَبِيلَهٗ لَا يَجُوزُ، وَيَكُونُ تَصْدِيقُهٗ كُفْرًا.

"حدیث میں کاہن اور عراف سے مراد وہ ہیں، جو غیب کی خبریں دیں یا غیب جاننے کا دعویٰ کریں، تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور ان کی تصدیق کفر ہے۔"

(البَحر الرّائق: 284/2، **فتاویٰ شامی**: 45/1، البِنایة شرح الهدایة للعیني: 297/7، حاشیة الطّحطاوي، ص 654، النّهر الفائق: 254/3)

❀ **علامہ منبجی حنفی رحمہ اللہ (٦٨٦ھ) فرماتے ہیں:**

اَلْفَرْقُ بَيْنَ الْكَاهِنِ وَالْعَرَّافِ أَنَّ الْكَاهِنَ يَتَعَاطَى الْخَبَرَ عَنِ الْكَوَائِنِ فِي مُسْتَقْبَلِ الزَّمَانِ وَمَعْرِفَةِ الْأَسْرَارِ، وَالْعَرَّافُ يَتَعَاطَى مَعْرِفَةَ الشَّيْءِ الْمَسْرُوقِ وَمَكَانِ الضَّالَّةِ وَنَحْوِهٖ.

"کاہن اور عراف میں فرق یہ ہے کہ کاہن آئندہ ہونے والے کاموں اور خفیہ امور کی خبر دیتا ہے اور عراف دعوی کرتا ہے کہ وہ مسروقہ چیزوں کو اور ان جگہوں کو جانتا ہے، جہاں چیزیں گم ہوئی ہیں۔"

(اللُّباب في الجمع بین السّنة والکتاب: 508/2)

❀ **علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) نے لکھا ہے:**

اَلْحَاصِلُ أَنَّ الْكَاهِنَ مَنْ يَدَّعِي مَعْرِفَةَ الْغَيْبِ بِأَسْبَابٍ وَهِيَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مُخْتَلِفَةٌ فَلِذَا انْقَسَمَ إِلٰى أَنْوَاعٍ مُتَعَدِّدَةٍ كَالْعَرَّافِ، وَالرَّمَّالِ وَالْمُنَجِّمِ، وَهُوَ الَّذِي يُخْبِرُ عَنِ الْمُسْتَقْبَلِ بِطُلُوعِ النَّجْمِ وَغُرُوبِهٖ، وَالَّذِي يَضْرِبُ بِالْحَصٰى، وَالَّذِي يَدَّعِي أَنَّ لَهٗ صَاحِبًا مِّنَ الْجِنِّ يُخْبِرُهٗ عَمَّا سَيَكُونُ، وَالْكُلُّ مَذْمُومٌ شَرْعًا، مَحْكُومٌ عَلَيْهِمْ وَعَلٰى مُصَدِّقِهِمْ بِالْكُفْرِ، وَفِي الْبَزَّازِيَّةِ : يَكْفُرُ بِادِّعَاءِ عِلْمِ الْغَيْبِ وَبِإِتْيَانِ الْكَاهِنِ وَتَصْدِيقِهٖ، وَفِي التَّتَارْخَانِيَّةِ : يَكْفُرُ بِقَوْلِهٖ : أَنَا أَعْلَمُ الْمَسْرُوقَاتِ أَوْ أَنَا أُخْبِرُ عَنْ إِخْبَارِ الْجِنِّ إِيَّايَ، قُلْتُ : فَعَلٰى هٰذَا أَرْبَابُ التَّقَاوِيمِ مِنْ أَنْوَاعِ الْكَاهِنِ لِادِّعَائِهِمُ الْعِلْمَ بِالْحَوَادِثِ الْكَائِنَةِ .

”حاصل کلام یہ ہے کہ کاہن اس کو کہتے ہیں، جومختلف اسباب سے غیب جاننے کا دعویٰ کرے۔ کاہن کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں، ایک عراف ہوتا ہے۔ اسی طرح رمّال ہوتا اور ایک نجومی ہوتا ہے۔ یہ ستاروں کے طلوع وغروب کے ذریعے مستقبل کی خبر دیتا ہے۔ ایک وہ ہوتا ہے، جو کنکری مارتا ہے اور ایک وہ ہوتا ہے، جو کہتا ہے: میرے پاس جن ہے، جو مجھے مستقبل کی خبریں دیتا ہے۔ یہ سب شرعاً مذموم ہیں۔ ان پر اور ان کی تصدیق کرنے والے پر کفر کا حکم لاگو ہوتا ہے۔ بزازیہ میں لکھا ہے: جو علم غیب کا دعوی کرے، یا کاہن کے پاس آئے اور اس کی تصدیق کرے، وہ کافر ہو جائے گا۔ تتارخانیہ میں لکھا ہے: اس شخص کی تکفیر کی جائے گی، جو کہتا ہے کہ میں چوری شدہ چیزوں کو جانتا ہوں یا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



میں خبر دیتا ہوں، کیونکہ مجھے یہ باتیں جن بتاتے ہیں۔ میں (شامی) کہتا ہوں: جنتری کے ذریعہ قسمت کا حال دریافت کرنے والوں کو بھی کاہن کی اقسام میں شمار کیا جائے گا، کیونکہ وہ بھی آئندہ پیش آمدہ حوادث جاننے کا دعوی کرتے ہیں۔''

(فتاوی شامی:4/242)

**سوال**: غیر اللہ کی قسم کھانا کیسا ہے؟

**جواب**: غیر اللہ کی قسم کھانا جائز نہیں۔ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

❁ علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی رحمہ اللہ (۵۹۳ھ) نے لکھا ہے:

مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ لَمْ يَكُنْ حَالِفًا كَالنَّبِيِّ وَالْكَعْبَةِ .

''جو غیر اللہ کے نام کی قسم اٹھائے، اس کی قسم قبول نہیں، جیسے وہ نبی اور کعبہ کی قسم اٹھا دے۔''

(الهِداية : 2/318، طبع بَيْروت)

❁ علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ (۹۷۰ھ) نے لکھا ہے:

لِأَنَّ الْحَلِفَ بِالنَّبِيِّ وَالْكَعْبَةِ حَلِفٌ بِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

''کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور کعبہ کی قسم اٹھانا، غیر اللہ کی قسم ہے۔''

(البحر الرّائق : 4/311)

**سوال**: نجومی سے قسمت کا حال معلوم کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: کفر ہے، غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

لَا يُعْتَبَرُ قَوْلُ الْمُنَجِّمِينَ بِالْإِجْمَاعِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



”نجومیوں کے اقوال معتبر نہیں ہیں، اس پر اجماع ہے۔“

(البِناية شرح الهداية : 17/4)

❁ علمائے احناف کا فتویٰ ہے:

لَا عِبْرَةَ بِقَوْلِ الْمُنَجِّمِينَ .

”نجومیوں کے اقوال کا کوئی اعتبار نہیں۔“

(البَحر الرّائق : 284/2، فتاویٰ شامی:392/2، حاشية الطّحطاوي، ص 644)

**سوال**: قوالی کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: قوالی حرام ہے۔اس میں آلات موسیقی کا استعمال ہوتا ہے۔قوال بدعقیدہ، باطنی صوفی اور فاسق وفاجر ہوتے ہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾

(لُقمان : ٦)

”بعض لوگ آلات موسیقی کے شوقین ہیں، تا کہ بغیر علم کے اللہ کے رستے سے بھٹکائیں اور اس کی آیات سے ٹھٹھا اور مذاق کریں، ان کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔“

❁ فقہ حنفی میں ہے:

اَلسَّمَاعُ وَالْقَوْلُ وَالرَّقْصُ الَّذِي يَفْعَلُهُ الْمُتَصَوِّفَةُ فِي زَمَانِنَا حَرَامٌ لَا يَجُوزُ الْقَصْدُ إِلَيْهِ وَالْجُلُوسُ عَلَيْهِ وَهُوَ وَالْغِنَاءُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com


وَالْمَزَامِيرُ سَوَاءٌ .

”سماع، قوالی اور رقص، جو ہمارے زمانے کے صوفیا کرتے ہیں، حرام ہیں، ان مجلسوں اور محفلوں میں جانا اور ان میں بیٹھنا جائز نہیں۔ قوالی، گانا اور موسیقی کا حکم ایک ہے۔“

(فتاویٰ عالمگیری: 352/5، فتاویٰ شامی: 349/6)

✿ علامہ حصکفی حنفی رحمہ اللہ (۱۰۸۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمَلَاهِي كُلَّهَا حَرَامٌ .

”گانے بجانے کے تمام آلات حرام ہیں۔“

(الدرّ المُختار، ص 652)

✿ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

تُرَدُّ شَهَادَةُ الْقَوَّالِ وَالرَّقَّاصِ .

”قوال اور ناچنے والے کی گواہی قبول نہیں۔“

(البِناية شرح الهداية: 89/12)

**سوال**: مندرجہ ذیل حدیث کا مفہوم بیان کریں۔

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ يَدْعُونَ اللّٰهَ فَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ؛ رَجُلٌ كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَأَةٌ سَيِّئَةُ الْخُلُقِ فَلَمْ يُطَلِّقْهَا، وَرَجُلٌ كَانَ لَهُ عَلٰى رَجُلٍ مَالٌ فَلَمْ يُشْهِدْ عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ آتٰى سَفِيهًا مَالَهُ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمْ﴾ (النّسآء: ٥)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”تین آدمیوں کی دعا قبول نہیں ہوتی؛ ① جس کی بیوی بداخلاق اور بدتمیز ہو، وہ اسے طلاق نہ دے۔ ② جو کسی کو قرض دے، لیکن اس پر گواہ نہ بنائے۔ ③ جو اپنا مال (بغرض تجارت) کسی ناسمجھ کے حوالے کر دے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمْ﴾(النّسآء : ۵)”اپنے مال ناسمجھ لوگوں کے سپرد مت کرو۔“

(المُستدرك للحاكم : 331/2، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 146/10، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام حاکم رحمہ اللہ نے بخاری و مسلم کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

**جواب**: اس حدیث میں تین باتیں مذکور ہیں؛

① جس کی بیوی بداخلاق ہے، وہ اسے طلاق نہیں دیتا، تو اس کی دعا قبول نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بیوی اسے پریشان کرتی ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ اللہ یہ پریشانی دور کر دے، تو اس کی یہ دعا قبول نہیں ہوتی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے رخصت دی ہے کہ وہ ایسی بداخلاق بیوی کو طلاق دے کر خلاصی پا لے، لیکن وہ اسے طلاق نہیں دیتا، ایسا شخص اگر بیوی کی اذیتوں پر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے، تو اس کی دعا رد ہو جاتی ہے۔ اس سے مطلق دعا مراد نہیں ہے۔

② جس نے کسی شخص کو قرض دیا ہو، قرض پر گواہ نہ بنایا ہو، اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو قرض دیا، کسی کو گواہ نہ بنایا، پھر جب قرض کا مطالبہ کیا، تو قرض لینے والا مکر گیا، اب مطالبہ کرنے والا اسے بددعا دیتا ہے، تو اس شخص کی یہ دعا جو یہ دوسرے شخص کے خلاف کر رہا ہے، قبول نہ ہوگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے قرض پر گواہ بنانے کی راہنمائی کی تھی، لیکن اس نے اللہ کے حکم کو اختیار نہ کیا، لہٰذا اب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



بطور سزا اس کی قرض لینے والے کے خلاف دعائیں قبول نہ ہوں گی۔

③ جو اپنا مال کسی ناسمجھ کے سپرد کر دیتا ہے، اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص اپنا مال کسی ناسمجھ کو دیتا ہے کہ میرے مال میں تجارت کرو، لیکن وہ ناسمجھ مال ضائع کر دیتا ہے، اب مال کا مالک اس ناسمجھ کو بددعائیں دیتا ہے، تو اس کی یہ بددعائیں ہرگز قبول نہ ہوں گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ مال کو ناسمجھوں کے حوالے نہ کرو۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمْ﴾(النساء : 5)

''اپنے مال ناسمجھ لوگوں کے سپرد مت کریں۔''

ان تین افراد کی دعا مطلق رد نہیں ہوتی، بلکہ یہاں خاص دعا مراد ہے، جو رد کر دی جاتی ہے۔

**سوال**: کیا امام کو لقمہ دیا جا سکتا ہے؟

**جواب**: امام قرأت میں بھول جائے، تو اسے لقمہ دیا جا سکتا ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةً، فَقَرَأَ فِيهَا فَلُبِسَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِأُبَيٍّ : أَصَلَّيْتَ مَعَنَا؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : فَمَا مَنَعَكَ .

''نبی کریم ﷺ نے (فجر کی) نماز پڑھائی، قرأت کی، تو آپ کو لقمہ لگا۔ نماز سے فارغ ہوئے، تو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے نماز ہمارے ساتھ نہیں پڑھی؟ کہنے لگے: جی ہاں، فرمایا: پھر لقمہ کیوں نہیں دیا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(سنن أبي داود : 907، المُعجم الكبير للطّبراني : 313/12، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۲۴۲) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔ حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع: ۴/ ۲۴۱) نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

❀ طبرانی کے الفاظ ہیں:

فَمَا مَنَعَكَ أَنْ تَفْتَحَ عَلَيَّ؟

”مجھے لقمہ کیوں نہ دیا۔“

❀ ثابت بنانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ أَنَسٌ يُصَلِّي وَغُلَامُهٗ يُمْسِكُ الْمُصْحَفَ خَلْفَهٗ، فَإِذَا تَعَايَا فِي آيَةٍ، فَتَحَ عَلَيْهِ.

”سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے، تو ان کا غلام ان کے پیچھے قرآن پکڑ کر کھڑا ہو جاتا۔ جب آپ کسی آیت پر رکتے، تو وہ لقمہ دے دیتا۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 337/2، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 212/3، وسندهٗ صحيحٌ)

## تنبیہ:

❀ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

مَنْ فَتَحَ عَلَى الْإِمَامِ فَقَدْ تَكَلَّمَ.

”جس نے امام کو لقمہ دیا، اس نے (نماز میں) کلام کیا۔“

(سنن الدّارقُطني : 1489)

سند ضعیف ہے۔

① حارث بن عبد اللہ اعور ضعیف ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



② محمد بن سالم ضعیف و متروک ہے۔

محمد بن سالم کی متابعت ہوئی ہے۔

(مصنّف عبد الرّزاق :2821)

مگر اس کی سند بھی ضعیف ہے۔

① ابو اسحاق سبیعی کا عنعنہ ہے۔

② عبد الرزاق کا عنعنہ ہے۔

اس کی مزید ضعیف متابعات بھی ہیں۔

تنبیہ:

امام قرأت بھول جائے اور کوئی ایسا شخص لقمہ دے دے، جو امام کی اقتدا نہیں کر رہا، تو یہ جائز ہے۔ فاسد کہنے والوں کی بات درست نہیں۔

**سوال**: قبر پر تین لپیں مٹی ڈالتے وقت ﴿مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ﴾ (طٰہٰ:۵۵) پڑھنا کیسا ہے؟

**جواب**: اس بارے روایت ضعیف ہے۔

❀ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

لَمَّا وُضِعَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ ابْنَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَبْرِ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ﴿مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ، وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ﴾ .

”جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کو قبر میں اُتارا گیا، تو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ، وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى﴾

(مسند الإمام أحمد: 254/5)

سند سخت ضعیف ہے۔

① عبید اللہ بن زحر ضعیف ہے۔

② علی بن یزید الہانی بھی ضعیف ہیں۔

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ .

''یہ سند ضعیف ہے۔''

(السّنن الكبرىٰ: 407/3)

اس کی سند کو حافظ ہیثمی (مجمع الزوائد: ۴۳/۳)، حافظ ذہبی (تلخیص المستدرک: ۲/۳۷۹) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (التلخیص الحبیر: ۱۳۰/۲) نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

**سوال**: قرآنی سورتوں اور آیات کی بطور علاج گنتی مقرر کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: بعض لوگ مختلف علاج معالجے اور پریشانیوں کا حل بتاتے ہوئے بعض قرآنی سورتوں اور آیات کی گنتی مقرر کرتے ہیں، یہ اقدام مستحسن نہیں۔

❀ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

اَلسُّنَّةُ لَا تَثْبُتُ بِمُجَرَّدِ التَّجْرِبَةِ وَلَا يَخْرُجُ بِهَا الْفَاعِلُ لِلشَّيْءِ مُعْتَقِدًا أَنَّهُ سُنَّةٌ عَنْ كَوْنِهِ مُبْتَدِعًا .

''محض تجربہ سے سنت ثابت نہیں ہوتی۔ کسی (غیر مسنون) کام کو سنت سمجھ کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کرنے والا بدعتی ہے۔''

(تُحفة الذّاکرین، ص 215)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّمَا يَثْبُتُ اسْتِحْبَابُ الْأَفْعَالِ وَاتِّخَاذُهَا دِينًا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا كَانَ عَلَيْهِ السَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ، وَمَا سِوٰى هٰذِهٖ مِنَ الْأُمُورِ الْمُحْدَثَةِ فَلَا يُسْتَحَبُّ، وَإِنِ اشْتَمَلَتْ أَحْيَانًا عَلٰى فَوَائِدَ، لِأَنَّا نَعْلَمُ أَنَّ مَفَاسِدَهَا رَاجِحَةٌ عَلٰى فَوَائِدِهَا .

''افعال کا استحباب اور مشروعیت صرف کتاب اللہ، سنت رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور سلف صالحین کے عمل سے ثابت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ جتنے بھی امور بعد میں جاری ہوئے، وہ مستحب نہیں، اگر چہ ان کے بعض (وقتی) فوائد بھی ہوں، کیونکہ ہم بخوبی جانتے ہیں کہ ان کے مفاسد، فوائد سے زیادہ ہیں۔''

(اقتضاء الصّراط المُستقیم : 218/2)

**سوال**: حدیث: لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ؛ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا کا کیا مفہوم ہے؟

**جواب**: یہ متفق علیہ روایت ہے۔ یہاں حسد مجازا ''غبطہ'' (رشک) کے معنی میں مستعمل ہے۔ ویسے تو حسد شرعا حرام اور مذموم وممنوع ہے۔ سب سے پہلے حسد ابلیس نے کیا تھا۔ کسی پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور نعمت دیکھ کر دل جل جانا اور اس سے زوال نعمت کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



خواہش کرنا ''مذموم حسد'' ہے۔ رہا غبطہ (رشک) تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی پر اللہ تعالیٰ کی نعمت دیکھ کر رشک آ جانا کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ایسا ہی نواز دے۔ اس میں زوال نعمت کی خواہش نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا قابل رشک عمل ہے، اسی طرح حفظ قرآن کی دولت بھی بے مثال ہے۔

**سوال**: قرأت کے اختتام پر ''صدق اللہ العظیم'' کہنا کیسا ہے؟

**جواب**: اس پر کوئی دلیل شرعی نہیں۔

**سوال**: ختم قرآن سے متعلق دعا کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِخْبَاتَ الْمُخْبِتِينَ، وَإِخْلَاصَ الْمُوقِنِينَ، وَمُرَافَقَةَ الْأَبْرَارِ، وَاسْتِحْقَاقَ حَقَائِقِ الْإِيمَانِ، وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ، وَوُجُوبَ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ.

''اے اللہ! میں تجھ سے عاجز اور انکسار لوگوں کی انکساری، یقین کامل رکھنے والوں کے اخلاص، نیکو کاروں کی رفاقت، حقائق الایمان کے استحقاق، ہر نیکی میں حصہ داری، ہر گناہ سے بچاؤ، تیری رحمت کے واجب ہونے، اپنے حق میں بخشش کے پختہ ہونے، جنت میں داخل ہونے کی کامیابی اور جہنم سے نجات کا سوال کرتا ہوں۔''

(مَجموع فيه مصنفات أبي الحسن ابن الحمامي، ص 183، الأمالي للشّجري: 563)

سند ضعیف و منکر ہے۔ ابو یحییٰ زکریا بن ابی صمصامہ مجہول ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَتٰی بِخَبَرٍ مُّنْكَرٍ عَنْ حُسَيْنٍ الْجُعْفِيِّ .

”اس نے حسین جعفی سے (یہ) منکر روایت بیان کی ہے۔“

(میزان الاعتدال : 73/2)

**سوال**: تکمیل قرآن کے موقع پر دعا کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: تکمیل قرآن کریم کے موقع پر دعا کرنا جائز ہے۔

❀ ثابت بنانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ أَنَسٌ إِذَا خَتَمَ الْقُرْآنَ، جَمَعَ وَلَدَهٗ وَأَهْلَ بَيْتِهٖ فَدَعَا لَهُمْ .

”سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب قرآن کریم کی تکمیل کرتے، تو اپنے بچوں اور دیگر اہل خانہ کو جمع کرتے اور ان کے لیے دعا کرتے۔“

(سنن الدّارمي : 3717، فضائل القرآن للفِريابي : 83، تفسير ابن مَنصور : 27، وسندهٗ حسنٌ)

**سوال**: کیا قرآن کی تلاوت کرنے والے کو سلام کہا جا سکتا ہے؟

**جواب**: قرآن پڑھنے والے کو سلام کہنا مسنون ہے۔

❀ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا جُلُوسًا فِي الْمَسْجِدِ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَّمَ عَلَيْنَا، فَرَدَدْنَا عَلَيْهِ السَّلَامَ .

”ہم مسجد میں بیٹھے قرآن کریم پڑھ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور ہمیں سلام کہا۔ ہم نے سلام کا جواب دیا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(مسند الإمام أحمد : 150/4 ، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلَالَةٌ عَلَى السَّلَامِ عَلَى الْقَارِئِ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ قرآن پڑھنے والے کو سلام کہا جا سکتا ہے۔''

(مقدمة تفسير ابن كثير :61/1)

**سوال**: ریا کاری اور دکھلاوا کا توڑ کیا ہے؟

**جواب**: ریا کاری شرک خفی ہے۔ یہ نیکیوں کو کھا جاتی ہے۔ اخلاص کی دولت سے محروم شخص ہی ریا کاری میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ اس کا توڑ یہ ہے کہ آپ جو عمل جلوت میں کریں، وہی خلوت میں بھی کریں۔

**سوال**: میت کے ساتھ قرآن کریم رکھنا کیسا ہے؟

**جواب**: بے اصل، بے ثبوت اور بدعت ہے۔ قرآن کریم کلام الٰہی ہے، جو اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے اتارا ہے، نہ کہ مُردوں کے سرہانے رکھنے کے لیے۔ اس سے مرنے والے کو کیا فائدہ؟ سلف صالحین ایسا ہرگز نہیں کرتے تھے۔ ایک مومن کو چاہیے کہ دینی امور میں کتاب وسنت اور اسلاف امت کے فہم پر اکتفا کرے۔ اسی طرح بعض لوگ قریب الموت کے سرہانے قرآن کریم رکھتے ہیں، یہ بدعت محدث اور بے اصل عمل ہے۔ اسلاف امت اس سے ناواقف تھے۔ میت کو غسل دیتے وقت قرآن خوانی جائز نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کفن پر قرآنی آیات لکھنا بھی ثابت نہیں۔ اسی طرح جنازے کے پیچھے پیچھے قرآن پڑھنا بھی غیر مسنون عمل ہے۔

**سوال**: کیا مقتدیوں کے بعض اعمال امام کی نماز پر اثر انداز ہوتے ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(جواب): مقتدیوں کے بعض اعمال امام کی نماز پر اثر انداز ہو سکتے ہیں، جن میں ایک وضو بھی ہے۔

## تنبیہ:

❀ ایک صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمُ الصُّبْحَ فَقَرَأَ بِهِمُ الرُّومَ فَأَوْهَمَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنَّهُ يَلْبَسُ عَلَيْنَا الْقُرْآنُ، إِنَّ أَقْوَامًا مِنْكُمْ يُصَلُّونَ مَعَنَا لَا يُحْسِنُونَ الْوُضُوءَ، فَمَنْ شَهِدَ الصَّلَاةَ مَعَنَا فَلْيُحْسِنِ الْوُضُوءَ.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو فجر کی نماز پڑھائی، اس میں سورت روم کی قرأت کی اور آپ کو لقمہ لگا۔ جب سلام پھیرا، تو فرمایا: ہمیں قرآن کی قرأت میں التباس ہو جاتا ہے، کیونکہ بعض ایسے لوگ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، جو وضو سنوار کر نہیں کرتے۔ لہٰذا جو ہمارے ساتھ نماز میں حاضر ہو، وہ اچھی طرح وضو کرے۔“

(مسند الإمام أحمد: 471/3، تفسير ابن كثير: 216/4)

سند ضعیف ہے۔ ابوروح شبیب بن نعیم مجہول الحال ہے، اس کی کوئی معتبر توثیق نہیں۔

(سوال): دشمن کی سرزمین کی طرف سفر کرتے ہوئے قرآن کریم لے جانا کیسا ہے؟

(جواب): سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ يُّسَافَرَ بِالْقُرْآنِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



إِلٰى أَرْضِ الْعَدُوِّ.

''رسول اللہ ﷺ نے دشمن کی سرزمین میں قرآن لے جانے سے منع فرمایا۔''

(صحيح البخاري : 2990، صحيح مسلم : 1869)

دشمن کی سرزمین میں قرآن کریم لے جایا جا سکتا ہے۔ البتہ یہ اندیشہ ہو کہ کافر قرآن کریم کی بے حرمتی کر سکتے ہیں، یا اس میں تحریف کر کے وہاں کے مسلمانوں کو گمراہ کر سکتے ہیں، تو ان کی سرزمین میں قرآن مجید لے کر جانا ممنوع ہے۔

**سوال**: ترجیع کے ساتھ قرأت کا کیا مطلب ہے؟

**جواب**: سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فِي مَسِيرٍ لَهٗ سُورَةَ الْفَتْحِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ، فَرَجَّعَ فِي قِرَاءَ تِهٖ.

''فتح مکہ والے سال نبی کریم ﷺ نے ایک سفر کے دوران سورت فتح کی تلاوت کی، آپ ﷺ نے ''ترجیع'' کے ساتھ قرأت کی۔''

(صحيح البخاري : 5047، صحيح مسلم : 794، واللّفظ لهٗ)

ترجیع کا لغوی معنی ''حلق میں آواز کو گھمانا'' ہے۔ البتہ حدیث کے سیاق وسباق میں اس کا مطلب خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کرنا ہے۔ اس کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ خشوع وتدبر کی غرض سے آیات کو دہرانا۔

**سوال**: حافظ قرآن کے والدین کو روز قیامت تاج اور پوشاک پہنائی جائے گی۔ یہ حدیث سنداً کیسی ہے؟

**جواب**: یہ روایت مسند احمد (۲۹۹۵۰) اور مستدرک حاکم (۱/۵۶۸) وغیرہما میں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



آتی ہے۔اس کی سند ضعیف ہے۔بشیر بن مہاجر غنوی کی کئی منکر روایات ہیں۔ یہ بھی ان میں سے ایک ہے۔

❀ امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ فِي هٰذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَدِيثٌ، أَسَانِيدُهَا كُلُّهَا مُتَقَارِبَةٌ .

”نبی کریم ﷺ سے اس باب میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔اس حدیث کی تمام سندیں ضعف میں ایک جیسی ہیں۔“

(الضُّعفاء الکبیر :143/1)

**سوال**: جو شخص ہر رات سورت واقعہ پڑھے، اسے فاقہ نہیں پہنچتا۔ یہ بات کہاں تک درست ہے؟

**جواب**:اس بارے میں کوئی روایت ثابت نہیں۔

**سوال**: کیا سونے سے پہلے سورت الملک کی تلاوت کرنا ثابت ہے؟

**جواب**:سونے سے پہلے سورت الملک کی تلاوت جائز ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سُوْرَةُ تَبَارَكَ هِيَ الْمَانِعَةُ، تَمْنَعُ بِإِذْنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، أُتِيَ رَجُلٌ مِّنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ فَقَالَتْ لَهٗ : لَا سَبِيْلَ لَكَ عَلٰى هٰذَا إِنَّهٗ كَانَ قَدْ دَعَا فِي سُوْرَةِ الْمُلْكِ، وَأُتِيَ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ فَقَالَتْ رِجْلَاهُ : لَا سَبِيْلَ لَكُمْ عَلٰى هٰذَا إِنَّهٗ كَانَ يَقُوْمُ بِي

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



بِسُوْرَةِ الْمُلْكِ فَمَنَعَتْهُ بِإِذْنِ اللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَهِيَ فِي التَّوْرَاةِ سُوْرَةُ الْمُلْكِ، مَنْ قَرَأَهَا فِي لَيْلَةٍ، فَقَدْ أَكْثَرَ وَأَطَابَ.

''سورت ملک (اپنے پڑھنے والے کے لیے) اللہ تعالیٰ کے حکم سے عذاب قبر سے رکاوٹ بنے گی، اگر عذاب سر کی طرف سے آئے گا، تو یہ سورت کہے گی: یہاں سے تیرے لئے کوئی رستہ نہیں، کیونکہ یہ سورت ملک پڑھتا تھا۔ ٹانگوں کی جانب سے آئے گا، تو ٹانگیں بولیں گی: یہاں سے رستہ نہیں ملے گا، کیونکہ یہ سورت ملک کی تلاوت ہم پہ کھڑا ہو کر کرتا تھا۔ سورت ملک اللہ تعالیٰ کے حکم سے عذاب قبر سے دفاع کرے گی۔ تورات میں اس کا نام سورت ملک ہے، جو اسے رات کے وقت پڑھتا ہے، وہ بہت سی بھلائیاں سمیٹ لیتا ہے۔''

(إثبات عذاب القبر للبيهقي: 149، وسندهٗ حسنٌ)

❀ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

إِذَا كَانَ الرَّجُلُ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْمُلْكِ كُلَّ لَيْلَةٍ فَأُدْخِلَ قَبْرَهٗ فَيُؤْتٰى فِي قَبْرِهٖ فَيُبْدَأُ بِرِجْلَيْهِ فَتَقُوْلُ رِجْلَاهُ: مَا لَكُمْ عَلٰى مَا قِبَلِي سَبِيْلٌ.

''رات کو معمول کے ساتھ سورت ملک کی تلاوت کرنے والے کو جب قبر میں داخل کیا جائے گا، تو یہ عذاب سے حفاظت کرے گی۔ سب سے پہلے عذاب پاؤں کی جانب سے آئے گا، پاؤں کہیں گے: اس طرف سے تیرے لئے کوئی راستہ نہیں ہے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني: 8652؛ وسندهٗ حسنٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس بارے میں کوئی مرفوع روایت ثابت نہیں۔

**سوال**: کیا اہل بیت کو منبروں پر گالیاں دی گئیں؟

**جواب**: سلف صالحین یعنی صحابہ و تابعین، اہل بیت کا احترام کرتے تھے۔ ان کی عقیدت کا دم بھرتے تھے۔ سلف میں سے کوئی بھی اہل بیت کو برا بھلا نہیں کہتا تھا۔ اس ضمن میں ایک روایت پیش کی جاتی ہے، جس کا تحقیقی جائزہ حاضر خدمت ہے۔

❁ علی بن حسین زین العابدین رحمہ اللہ سے مروان بن حکم رحمہ اللہ نے کہا:

مَا كَانَ فِي الْقَوْمِ أحدٌ أَدْفَعَ عَنْ صَاحِبِنَا يَعْنِي عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانٍ مِنْ صَاحِبِكُمْ يَعْنِي عَلِيّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، قُلْتُ: فَمَا بَالُكُمْ تَسُبُّوهُ عَلَى الْمَنَابِرِ؟ قَالَ: لَا يَسْتَقِيمُ الْأَمْرُ إِلَّا بِذَاكَ.

”سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو جتنا دفاع سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کیا ہے، اتنا کسی نے نہیں کیا۔ میں (زین العابدین) نے کہا: پھر تم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو منبروں پر برا بھلا کیوں کہتے ہو؟ مروان نے کہا: حکومت ایسے ہی چلتی ہے۔“

(التّاریخ الکبیر لابن خیثمۃ: 917/2، تاریخ ابن عساکر: 438/42)

سند ضعیف ہے، محمد بن اسحاق کا عنعنہ ہے۔

**سوال**: ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ فدک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی زندگی میں ہی دے دیا تھا۔ اس کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

**جواب**: روایت یہ ہے:

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَآتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ﴾ (الإسراء: ٢٦) دَعَا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ وَأَعْطَاهَا فَدَكَ .

”جب آیت ﴿وَآتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ﴾ ”رشتہ داروں کو ان کا حق دیجئے۔“
نازل ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور انہیں باغ فدک عطا کر دیا۔“

(مُسند أبي يعلى المَوْصلي : 1075)

سند باطل ہے۔

① عطیہ بن سعد عوفی ضعیف شیعہ اور مدلس ہے۔

② فضیل بن مرزوق کوفی کی عطیہ سے روایت کو موضوع (من گھڑت) کہا گیا ہے۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَرْوِي عَنْ عَطِيَّةَ الْمَوْضُوعَاتِ .

”یہ عطیہ سے من گھڑت روایات نقل کرتا ہے۔“

(كتاب المَجروحين : 209/2)

③ حسین بن یزید طحان ضعیف ہے۔

❁ اسے امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے ”لین الحدیث“ کہا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 67/3)

**سوال**: حدیث: خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰى صُورَتِهٖ، طُولُهٗ سِتُّونَ ذِرَاعًا میں صُورَتِهٖ کی ضمیر کا مرجع کا کیا ہے؟

**جواب**: یہ حدیث صحیح بخاری (۶۲۲۷) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آتی ہے۔ اس میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



ضمیر آدم علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے۔قریب ترین مرجع لفظ''آدم''ہی ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الرِّوَايَةُ تُؤَيِّدُ قَوْلَ مَنْ قَالَ: إِنَّ الضَّمِيرَ لِآدَمَ وَالْمَعْنٰى أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَوْجَدَهٗ عَلَى الْهَيْئَةِ الَّتِي خَلَقَهٗ عَلَيْهَا لَمْ يَنْتَقِلْ فِي النَّشْأَةِ أَحْوَالًا وَلَا تَرَدَّدَ فِي الْأَرْحَامِ أَطْوَارًا كَذُرِّيَّتِهٖ بَلْ خَلَقَهُ اللّٰهُ رَجُلًا كَامِلًا سَوِيًّا مِنْ أَوَّلِ مَا نَفَخَ فِيهِ الرُّوحَ ثُمَّ عَقَّبَ ذٰلِكَ بِقَوْلِهٖ: وَطُولُهٗ سِتُّونَ ذِرَاعًا، فَعَادَ الضَّمِيرُ أَيْضًا عَلٰى آدَمَ.

''یہ روایت ان کی تائید کرتی ہے، جو کہتے ہیں کہ یہ ضمیر آدم علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے۔اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو اُسی ہیئت کے مطابق وجود دے دیا، جس ہیئت پر ان کی تخلیق کی تھی،مختلف احوال سے گزار کر ان کی نشوونما نہیں کی، نہ ہی رحم مادر میں مختلف حالتوں سے گزارا، جیسا کہ ذرّیت آدم کے ساتھ ہوتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو شروع سے ہی جب ان میں روح پھونکی، ایک مکمل اور صحیح سلامت آدمی کی صورت میں تخلیق کیا۔حدیث کے اگلے الفاظ کہ ان کا قد ساٹھ (۶۰) ہاتھ لمبا تھا۔اس میں بھی ضمیر آدم علیہ السلام کی طرف ہی لوٹتی ہے۔''

(فتح الباري: 366/6)

❀ صحیح مسلم (۲۶۱۲) کی روایت کا بھی یہی مفہوم ہے:

إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ، فَإِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



عَلٰی صُورَتِہٖ .

”جب کوئی اپنے بھائی سے لڑ پڑے، تو چہرے پر مارنے سے پرہیز کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی (پہلی اور اصلی) صورت کے مطابق تخلیق کیا ہے۔“

**فائدہ:**

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ ابْنَ آدَمَ خُلِقَ عَلٰی صُورَةِ الرَّحْمٰنِ .

”ابن آدم کو رحمٰن کی صورت کے مطابق تخلیق کیا گیا ہے۔“

(السّنّة لابن أبي عاصم: 517، التّوحيد لابن خزيمة: 85/1)

سند ضعیف ہے۔

① اعمش مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② حبیب بن ابی ثابت بھی مدلس ہیں اور عن سے بیان کر رہے ہیں۔

③ حبیب بن ابی ثابت کی عطاء سے روایت میں کلام ہے۔

❁ امام یحییٰ بن سعید قطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَبِيبُ بْنُ أَبِی ثَابِتٍ عَنْ عَطَاءٍ لَيْسَتْ بِمَحْفُوظَةٍ .

”حبیب بن ابی ثابت کی عطاء سے (کئی) روایات غیر محفوظ ہیں۔“

(الضّعفاء الكبير للعُقَيلي: 263/1، وسندهٗ صحيحٌ)

**سوال:** کیا نماز کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا ضروری ہے؟

**جواب:** نماز کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



❁ نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کو نماز سکھائی، پھر فرمایا:

اِفْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا . ”ہر رکعت میں ایسا کریں۔“

(صحیح البخاري : 757، صحیح مسلم : 397)

اس تفصیلی روایت میں سورت فاتحہ پڑھنے کا حکم بھی موجود ہے، حدیث کے آخری جملے سے ثابت ہوا کہ ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔

**سوال**: کیا فعل رسول ﷺ سے وجوب ثابت ہو سکتا ہے؟

**جواب**: جی ہاں، فعل رسول ﷺ سے بھی وجوب ثابت ہو سکتا ہے، بشرطیکہ اس کے خلاف دلیل قائم نہ ہو۔

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا لَنَا وَلِلرَّمَلِ إِنَّمَا كُنَّا رَاءَ يْنَا بِهِ الْمُشْرِكِينَ وَقَدْ أَهْلَكَهُمُ اللّٰهُ، ثُمَّ قَالَ : شَيْءٌ صَنَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا نُحِبُّ أَنْ نَتْرُكَهٗ .

”اب ہمیں رمل کی کیا ضرورت؟ یہ تو ہم نے مشرکوں کو اپنی قوت دکھانے کے لیے کیا تھا، اب مشرکوں کو اللہ تعالیٰ نے تباہ کر دیا ہے۔ پر جو عمل رسول اللہ ﷺ نے کیا ہو، ہم اسے چھوڑنا بھی تو پسند نہیں کرتے۔“

(صحیح البخاري : 1605)

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ أَفْعَالَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْوُجُوبِ حَتّٰى يَقُومَ عَلٰى خِلَافِهِ دَلِيلٌ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”اس حدیث میں دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ کے افعال بھی واجب ہیں، یہاں تک کہ عدم وجوب پر کوئی دلیل آجائے۔“

(أعلام الحديث : 879/2)

❀ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَوْلَا أَنْ تُغْلَبُوا لَنَزَلْتُ، حَتّٰى أَضَعَ الْحَبْلَ عَلٰى هٰذِهٖ، يَعْنِي عَاتِقَهٗ، وَأَشَارَ إِلٰى عَاتِقِهٖ.

”اگر یہ نہ ہوتا کہ آپ مغلوب ہو جائیں گے، تو میں (سواری سے) اتر کر رسی اپنے ہاتھ میں پکڑتا اور اسے اپنے کندھے پر رکھ لیتا۔ آپ ﷺ نے کندھے کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔“ (صحيح البخاري : 1635)

رسول اللہ ﷺ کی مراد یہ ہے کہ اگر میں سواری سے اتر کر زمزم پلانے لگ جاؤں، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی میری پیروی اور اقتدا میں پانی پلانے لگیں گے اور یہاں بھیڑ لگ جائے گی۔

ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کے فعل مبارک پر عمل کرتے تھے اور اس میں سستی سے کام نہیں لیتے تھے۔ کتب احادیث میں اس کی درجنوں مثالیں موجود ہیں۔

**سوال**: مال نصاب کو پہنچ گیا، زکوۃ فرض ہوگئی، سال پورا ہونے پر ادا نہیں کی، اسی اثنا میں مال تلف ہو گیا، تو کیا اس مال پر زکوۃ ہے؟

**جواب**: جی ہاں، اس مال پر زکوۃ واجب ہے۔ جب بھی مال ہاتھ لگے، اس کی زکوۃ دے گا، کیونکہ مال کے باوجود زکوۃ نہ دینا ظلم ہے، لہٰذا وہ اس کوتاہی پر توبہ واستغفار بھی کرے، فرائض کی ادائیگی میں سستی نہیں کرنی چاہیے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



**سوال**: اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو بہن کہہ دیتا ہے، تو اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: بیوی کو بہن کہہ دیا، طلاق کی نیت نہ تھی، تو طلاق نہ ہوگی۔ اگر بیوی کو بہن کہہ دیا، ظہار کا ارادہ نہیں تھا، تو ظہار نہیں ہوگا۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی کو أُخْتِي "میری (اسلامی) بہن" کہا۔

(صحيح البخاري: 3358، صحيح مسلم: 2371)

**سوال**: کیا وقت سے پہلے زکوۃ دی جا سکتی ہے؟

**جواب**: وقت سے پہلے بھی زکوۃ ادا کی جا سکتی ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا تَعْجِيلُ الزَّكَاةِ قَبْلَ وُجُوبِهَا بَعْدَ سَبَبِ الْوُجُوبِ فَيَجُوزُ عِنْدَ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ كَأَبِي حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ.

"زکوۃ کے وجوب کا سبب (نصاب) موجود ہو، تو اس کے واجب ہونے (یعنی سال گزرنے) سے پہلے زکوۃ ادا کرنا جمہور اہل علم کے نزدیک جائز ہے، جیسے امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ۔"

(مجموع الفتاویٰ: 85/25)

**سوال**: حوادثات ونوازل میں نماز کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: اللہ اپنے بندوں کے لیے نشانیاں ظاہر کرتا ہے، ان میں زلزلہ، تیز آندھی، اندھیرا چھا جانا، کوئی بھی وبائی مرض پھیل جانا وغیرہ شامل ہیں، جو برے لوگوں کے لیے آفت اور نیک لوگوں کے لیے آزمائش ہوتی ہیں، حوادثات ونوازل میں نیک و بد دونوں کام آتے ہیں، قیامت کے دن ہر ایک کو اس کی نیت اور عقیدے پر اٹھایا جائے گا، ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حالات میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر اسلاف کا عمل مشعل راہ ہے، حوادثات ونوازل کی وجوہات پر بحث کے بجائے، قرب الٰہی کی کوشش کرنی چاہیے۔

❀ عبداللہ بن حارث انصاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ لَيْلًا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : لَا أَدْرِي هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَجَدْتُ قَالُوا : نَعَمْ قَدْ وَجَدْنَا، فَانْطَلَقَ مِنَ الْغَدِ، فَصَلَّى بِهِمْ فَكَبَّرَ وَقَرَأَ وَرَكَعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ فَكَانَتْ صَلَاتُهُ سِتَّ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ .

”ایک رات (بصرہ میں) زلزلہ آیا، تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: میں نے زلزلہ محسوس کیا ہے، معلوم نہیں آپ نے محسوس کیا ہے کہ نہیں؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں ہم نے بھی (زلزلے کے جھٹکے) محسوس کیے ہیں، تو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما صبح سویرے نکلے اور لوگوں کو نماز (زلزلہ) پڑھائی۔ (جس کا طریقہ کچھ یوں تھا کہ) آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا، قرأت کی اور رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھا کر قرأت شروع کر دی، پھر رکوع کیا، پھر رکوع سے اُٹھ کر قرأت شروع کر دی، پھر رکوع کیا، پھر سجدہ کیا، اس کے بعد کھڑے ہوئے اور قرأت شروع کی، پھر رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھایا اور قرأت شروع کر دی، پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا۔ اس (دو رکعت) نماز میں آپ رضی اللہ عنہ نے چھ رکوع کیے اور چار سجدے کیے۔“

(الأوسط لابن المُنذر : 2918، وسندهُ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



❁ جعفر بن برقان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي زَلْزَلَةٍ كَانَتْ بِالشَّامِ : أَنِ اخْرُجُوا يَوْمَ الِاثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ كَذَا وَكَذَا، وَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُّخْرِجَ صَدَقَةً فَلْيَفْعَلْ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ : ﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى﴾(الأعلٰى : ١٥) .

''عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے ہمیں شام میں آنے والے زلزلے کے متعلق خط لکھا کہ آپ فلاں مہینے میں اتوار کے دن نکلیں اور جو کوئی صدقہ کر سکتا ہے، کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ❁ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى﴾(الأعلٰى : ١٥) ''یقیناً وہ کامیاب ہو گیا، جس نے تزکیہ نفس کیا، اللہ کا نام لیا اور نماز پڑھی۔''

(مُصنّف ابن أبي شيبة : 472/2، وسندهٗ صحيحٌ)

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف وخسوف ادا کی اور امت کو ترغیب دلائی۔

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) کسوف والی حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الصَّلَاةَ مُسْتَحَبَّةٌ عِنْدَ حُدُوثِ كُلِّ آيَةٍ مِنَ الْآيَاتِ كَالزَّلْزَلَةِ وَالرِّيحِ الْعَاصِفِ، وَالظُّلْمَةِ وَنَحْوِهَا مِنَ الْحَوَادِثِ وَالْآيَاتِ .

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ کسی بھی نشانی کے ظاہر ہونے پر نماز پڑھنا مستحب ہے، مثلاً زلزلہ، تندوتیز آندھی، اندھیرا، یا دیگر حوادثات اور نشانیاں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(أعلام الحديث :613/1)

**سوال**: کیا عورت اپنا یا کسی کا نکاح کر سکتی ہے؟

**جواب**: عورت اپنا نکاح نہیں کر سکتی۔نہ ہی کسی کا نکاح کر سکتی ہے۔

❁ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً .

”کوئی بھی قوم ہرگز فلاح نہیں پاسکتی، جو اپنے معاملات کسی بھی عورت کو سونپے۔“

(صحيح البخاري : 4425)

نکاح کرنا، کرانا شرعی ذمہ داری ہے، جس کا اختیار عورت کو نہیں سونپا گیا، عورت یہ ذمہ داری بطریق احسن نہیں نبا سکتی، کیونکہ عورت ناقص العقل اور ناقص الدین ہے۔

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقُوا عَلٰى أَنَّ الْمَرْأَةَ لَا تَصْلُحُ أَنْ تَكُونَ إِمَامًا وَلَا قَاضِيًا، لِأَنَّ الْإِمَامَ يَحْتَاجُ إِلَى الْخُرُوجِ لِإِقَامَةِ أَمْرِ الْجِهَادِ، وَالْقِيَامِ بِأُمُورِ الْمُسْلِمِينَ، وَالْقَاضِي يَحْتَاجُ إِلَى الْبُرُوزِ لِفَصْلِ الْخُصُومَاتِ، وَالْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ لَا تَصْلُحُ لِلْبُرُوزِ، وَتَعْجِزُ لِضَعْفِهَا عِنْدَ الْقِيَامِ بِأَكْثَرِ الْأُمُورِ، وَلِأَنَّ الْمَرْأَةَ نَاقِصَةٌ، وَالْإِمَامَةُ وَالْقَضَاءُ مِنْ كَمَالِ الْوِلَايَاتِ، فَلَا يَصْلُحُ لَهَا إِلَّا الْكَامِلُ مِنَ الرِّجَالِ .

”اہل علم کا اتفاق ہے کہ عورت حاکم اور قاضی بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی، کیونکہ حاکم کو اُمور جہاد اور مسلمانوں کے دیگر معاملات کے حل کے لیے باہر نکلنا پڑھتا ہے، اسی طرح قاضی کو بھی جھگڑوں کے فیصلے کے لیے نمایاں ہونا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



پڑتا ہے، جبکہ عورت پوری کی پوری پردہ ہے، جسے نمایاں نہیں کیا جا سکتا۔ نیز یہ اپنی کمزوری کی وجہ سے اکثر معاملات بخوبی انجام نہیں دے سکتی، کیونکہ عورت ناقص ہے اور حکومت اور عہدۂ قضاۃ کمال ولایت ہیں، جو صرف کامل مرد ہی انجام دے سکتے ہیں۔''

(شرح السُّنّة: 77/10)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُنْكِحُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ، وَلَا تُنْكِحُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا، إِنَّ الَّتِي تُنْكِحُ نَفْسَهَا هِيَ الْبَغِيُّ.

''عورت کسی اور کا یا اپنا نکاح نہیں کر سکتی، اپنا نکاح خود کرنے والی زانیہ ہے۔''

(سنن الدّارقطني: 228/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے:

لَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ، وَلَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا، وَالزَّانِيَةُ هِيَ الَّتِي تُنْكِحُ نَفْسَهَا بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا.

''کوئی عورت کسی عورت کا نکاح نہ کرے، نہ ہی اپنا نکاح خود کرے، جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح خود کرتی ہے، وہ زانیہ ہے۔''

(سنن الدّارقُطني: 3539، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(اتّحاف المَهرة: 566/15)

❁ قاضی ابو یعلی ابن الفراء رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ظَاهِرُ هٰذَا أَنَّهَا لَيْسَتْ وَلِيَّةً بِحَالٍ وَهُوَ اخْتِيَارُ الْخَرِقِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ .

”اس اثر کا ظاہر دلالت کرتا ہے کہ عورت بالکل بھی ولی نہیں بن سکتی۔ علامہ ابوالقاسم عمر بن حسین خرقی رحمہ اللہ (۳۳۴ھ) نے اسی موقف کو اختیار کیا ہے۔“

(المَسائل الفقهية من كتاب الرّوايتين والوجهين : 91/1)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ خِلَافُ ذٰلِكَ .

”اس کے خلاف کسی صحابی سے کچھ ثابت نہیں۔“

(المَجموع للنّووي : 149/16، فتح الباري لابن حَجَر : 187/9)

❁ فقہائے سبعہ کا فتویٰ ہے:

لَا تَعْقِدُ امْرَأَةٌ عُقْدَةَ النِّكَاحِ فِي نَفْسِهَا وَلَا فِي غَيْرِهَا .

”عورت نہ خود اپنا نکاح کر سکتی ہے، نہ کسی اور عورت کا۔“

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 113/4، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا تُنْكِحُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ .

”کوئی عورت دوسری عورت کا نکاح نہیں کر سکتی۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 134/2/4، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ نیز فرماتے ہیں:

لَا تُنْكِحُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا، وَكَانُوا يَقُولُونَ : إِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِي تُنْكِحُ نَفْسَهَا .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”عورت اپنا نکاح خودنہیں کرسکتی، وہ (صحابہ وتابعین) فرمایا کرتے تھے کہ جو عورت خود اپنا نکاح کرتی ہے، وہ بلاشبہ زانیہ ہے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 134/2/4، وسندهٗ صحيحٌ)

**سوال**: کیا اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے؟

**جواب**: اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے، خواہ ذمی ہو، یا حربی۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا مُحَاصِرِينَ قَصْرَ خَيْبَرَ، فَرَمٰى إِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيهِ شَحْمٌ، فَنَزَوْتُ لِآخُذَهٗ، فَالْتَفَتُّ، فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ .

”ہم خیبر کے محل کا محاصرہ کیے ہوئے تھے کہ کسی شخص نے چربی سے بھرا ایک توشہ دان پھینکا، میں اسے لینے کے لیے جلدی سے لپکا، میں نے دیکھا کہ وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں، تو مجھے بڑی شرم آئی۔“

(صحيح البخاري : 3153، صحيح مسلم : 1772)

❀ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ ذَكَاةَ أَهْلِ الْحَرْبِ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ كَذَكَاةِ مَنْ لَهٗ ذِمَّةٌ مِنْهُمْ فِي بِلَادِ الْإِسْلَامِ .

”اس حدیث میں دلیل ہے کہ حربی اہل کتاب کے ذبیحہ کا وہی حکم ہے، جو دار الاسلام میں موجود ذمی کے ذبیحہ کا ہے۔“

(أعلام الحديث : 1663/3)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



**سوال**: کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ اہل بیت میں سے ہیں؟

**جواب**: سیدنا علی رضی اللہ عنہ اہل بیت میں سے ہیں۔ اس پر کئی صحیح احادیث دلیل ہیں۔

❀ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا كَوْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ، فَهٰذَا مِمَّا لَا خِلَافَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ فِيهِ، وَهُوَ أَظْهَرُ عِنْدَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ أَنْ يَحْتَاجَ إِلٰى دَلِيلٍ، بَلْ هُوَ أَفْضَلُ أَهْلِ الْبَيْتِ .

''سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اہل بیت کا فرد ہونے میں مسلمانوں کا کوئی اختلاف نہیں، یہ مسلمانوں کے ہاں اتنی واضح بات ہے کہ اس کے لیے دلیل کی ضرورت نہیں، بلکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تو اہل بیت میں افضل ترین ہیں۔''

(الفتاوى الكبرىٰ: 55/1)

❀ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو چادر میں لے کر یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ أَهْلُ بَيْتِي أَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا .

''اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، گندگی ان کے قریب نہ پھٹکنے دینا اور انہیں کمال درجہ کی طہارت نصیب فرما۔''

(مسند الإمام أحمد: 298/6، وسندهٗ حسنٌ)

❀ سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آیت مباہلہ (آل عمران: ٦١) نازل ہوئی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلا کر فرمایا:

اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِي . ''اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(صحیح مسلم : 2404)

❁ سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي ، وَأَهْلُ بَيْتِي أَحَقُّ .

''اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں اور میرے اہل بیت عزت وتکریم کے زیادہ حق دار ہیں۔''(مسند الإمام أحمد : 107/4 ، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (٦٩٧٦) نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (٣/١٤٧) نے بخاری ومسلم رحمہما اللہ کی شرط پر ''صحیح'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(السّنن الکبریٰ : 152/2)

**سوال**: خنزیر کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: خنزیر نجس العین ہے۔ بالاتفاق حرام ہے۔ کسی ملت میں بھی حلال نہیں رہا۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ﴾(المائدۃ : ٣)

''تم پر مردار، (ذبح کے وقت بہنے والا) خون اور خنزیر کا گوشت حرام ہے۔''

❁ نیز فرمایا:

﴿قُلْ لَّآ أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ﴾

(الأنعام : ١٤٥)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



”(اے نبی!) کہہ دیجئے کہ مجھ پر جو وحی کی گئی ہے، اس میں کھانے والے پر صرف یہ حرام ہے؛ مردار، (ذبح کے وقت) بہنے والا خون اور خنزیر کا گوشت، اس لیے کہ یہ پلید ہے۔“

❁ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو پاک اور حلال چیزیں کھانے کا حکم دیا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾(البقرة: ١٧٢)

”مومنو! ہمارا دیا ہوا پاکیزہ اور حلال رزق کھاؤ۔“

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ، وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ.

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعہ شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی تجارت کو حرام قرار دیا ہے۔“

(صحيح البخاري: 2236، صحيح مسلم: 1581)

❁ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيرِ، فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهُ فِي لَحْمِ خِنْزِيرٍ وَدَمِهِ.

”جس نے نردشیر (چوسر کی طرح کا کھیل) کھیلا، اس نے گویا خنزیر کے گوشت اور خون میں اپنا ہاتھ رنگ دیا۔“(صحيح مسلم: 2260)

❁ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ.

”عیسیٰ علیہ السلام (قرب قیامت نزول فرمائیں گے اور) خنزیر کو قتل کریں گے۔“

(صحيح البخاري: 2222، صحيح مسلم: 155)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى نَجَاسَةِ عَيْنِهِ وَأَنَّ سُؤْرَهٗ مُحَرَّمٌ، وَالشَّيْءُ الطَّاهِرُ الْمُنْتَفَعُ بِهٖ لَا يُؤْمَرُ بِقَتْلِهٖ وَإِتْلَافِهٖ .

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ خنزیر نجس العین ہے اور اس کا جھوٹا حرام ہے، کیونکہ جو چیز پاک اور نفع مند ہو، اسے قتل اور تلف کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا۔''

(أعلام الحديث : 1562/3)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى تَحْرِيمِ الْخِنْزِيرِ، وَالْخِنْزِيرُ مُحَرَّمٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَاتِّفَاقِ الْأُمَّةِ .

''خنزیر کی حرمت پر اہل علم کا اجماع ہے۔ کتاب وسنت اور امت کے اجماع کی رُو سے خنزیر حرام ہے۔''

(الأوسط في السّنن والإجماع والإختلاف : 229/2)

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵٦ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقُوا ...... أَنَّ لَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَشَحْمَهٗ وَوَدَكَهٗ وَغُضْرُوفَهٗ وَمُخَّهٗ وَعَصَبَهٗ حَرَامٌ كُلُّهٗ وَكُلُّ ذٰلِكَ نَجَسٌ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ......خنزیر کا گوشت، چربی، چکنائی، نرم ہڈی، بھیجہ اور اعصاب سب کچھ حرام ہے، نیز سب نجس ہے۔''

(مَراتِب الإجماع، ص 23)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اَلْعَيْنُ الَّتِي حَرَّمَهَا اللّٰهُ فِي كُلِّ مِلَّةٍ، وَعَلٰى لِسَانِ كُلِّ رَسُولٍ، كَالْمَيْتَةِ، وَالدَّمِ وَالْخِنْزِيرِ، فَإِنَّ اسْتِبَاحَتَهُ مُخَالِفَةٌ لِمَا أَجْمَعَتِ الرُّسُلُ عَلٰى تَحْرِيمِهٖ .

''وہ نجس العین چیز، جسے اللہ تعالیٰ نے ہر ملت میں اور ہر رسول کی زبانی حرام کیا، مثلاً مردار، (ذبحہ کے وقت بہنے والا) خون اور خنزیر، تو اسے مباح اور جائز قرار دینے میں تمام رسولوں کی مخالفت ہے کہ انہوں نے متفقہ طور پر اسے حرام قرار دیا ہے۔''(زاد المَعاد : 676/5)

✿ نیز فرماتے ہیں:

أَمَّا تَحْرِيمُ بَيْعِ الْخِنْزِيرِ، فَيَتَنَاوَلُ جُمْلَتَهٗ، وَجَمِيعَ أَجْزَائِهِ الظَّاهِرَةِ وَالْبَاطِنَةِ، وَتَأَمَّلْ كَيْفَ ذُكِرَ لَحْمُهٗ عِنْدَ تَحْرِيمِ الْأَكْلِ إِشَارَةً إِلٰى تَحْرِيمِ أَكْلِهٖ وَمُعْظَمُهُ اللَّحْمُ، فَذَكَرَ اللَّحْمَ تَنْبِيهًا عَلٰى تَحْرِيمِ أَكْلِهٖ دُونَ مَا قَبْلَهٗ، بِخِلَافِ الصَّيْدِ، فَإِنَّهٗ لَمْ يَقُلْ فِيهِ : وَحَرَّمَ عَلَيْكُمْ لَحْمَ الصَّيْدِ، بَلْ حَرَّمَ نَفْسَ الصَّيْدِ؛ لِيَتَنَاوَلَ ذٰلِكَ أَكْلَهٗ وَقَتْلَهٗ، وَهَاهُنَا لَمَّا حَرَّمَ الْبَيْعَ ذَكَرَ جُمْلَتَهٗ، وَلَمْ يَخُصَّ التَّحْرِيمَ بِلَحْمِهٖ لِيَتَنَاوَلَ بَيْعَهٗ حَيًّا وَمَيِّتًا .

''خنزیر کی حرمت میں پورے کا پورا خنزیر داخل ہے، یعنی اس کے تمام ظاہری اور باطنی اجزا۔ ذرا تدبر کیجئے کہ کیسے خنزیر کے گوشت کا ذکر کر کے اس کے کھانے کی حرمت کی طرف اشارہ کر دیا، چونکہ خنزیر میں زیادہ چیز گوشت ہے،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



اس لیے گوشت کا ذکر کر کے اس کے کھانے کو حرام کر دیا، کسی اور چیز کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے برعکس (احرام کے حالت میں) شکار (کی حرمت میں) یہ نہیں کہا کہ تم پر شکار کا گوشت حرام کیا گیا ہے، بلکہ خود شکار کو حرام کیا ہے، اس میں شکار کے جانور کو قتل کرنا اور اسے کھانا دونوں شامل ہیں۔ جبکہ جب (خنزیر کی) تجارت کو حرام کیا، تو پورے خنزیر کا ذکر کیا اور اس کی حرمت گوشت کے ساتھ خاص نہیں کی، تا کہ بیع کی حرمت زندہ اور مردہ خنزیر کو شامل ہو۔‘‘

(زاد المَعاد: 674/5)

## فائدہ:

❀ علامہ ابن العربی مالکی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

’’فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ﴾ ’’مگر جس جانور کو تم ذبح کر لو (وہ حلال ہے)۔‘‘ خنزیر کو ذبح نہیں کیا جاتا۔ دباغت (چمڑے کو رنگنا) سے زیادہ تطہیر ذبح میں ہے، کیونکہ ذبح کا عمل جانور کے گوشت اور دیگر تمام اجزا پر ہوتا ہے، جبکہ دباغت کا عمل (بعض جزوی) اختلاف کے ساتھ صرف جلد پر ہوتا ہے۔ لہٰذا جب خنزیر کی جلد میں ذبح کا عمل اثر نہیں کرتا، تو اس میں دباغت کا عمل بالاولیٰ اثر نہیں کرتا (اس لیے اس کے چمڑے کو رنگنا جائز نہیں)۔‘‘

(المَسالك في شرح مؤطإ الإمام مالك: 310/5)

**سوال**: ٹڈی کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: ٹڈی بالاتفاق حلال ہے۔ مچھلی کی طرح اسے بھی ذبح نہیں کیا جاتا۔ اس کا شمار حشرات الارض میں ہوتا ہے۔ یہ چھ ٹانگوں والا کیڑا ہے۔ اس میں خون نہیں ہوتا۔ کئی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



بیماریوں میں بطور علاج استعمال ہوتا ہے۔قوم موسیٰ پر ٹڈیوں کا عذاب آیا تھا۔(سورت اعراف:۱۳۳) سیدنا ایوب علیہ السلام پر سونے کی ٹڈیوں کا لشکر اُتارا گیا۔(صحیح بخاری:۲۷۹) سیدنا ایوب علیہ السلام صابر نبی تھے، قضائے الٰہی پر راضی ہونے والے تھے، یہ ان کے لیے بطور معجزہ و اکرام صلہ تھا۔

❁ سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ الْجَرَادَ .

”ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات غزوات میں شریک ہوئے، جن میں ہم ٹڈیاں کھاتے رہے۔“

(صحيح البخاري : 5495، صحيح مسلم : 1952)

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ٹڈی کے بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا:

وَدِدْتُ أَنَّ عِنْدِي قَفْعَةً نَأْكُلُ مِنْهُ .

”دل کرتا ہے کہ میرے پاس ٹڈیاں سے بھری ٹوکری ہو اور ہم کھائیں۔“

(مؤطأ الإمام مالك : 933/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ؛ الْجَرَادُ وَالْحِيتَانِ وَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ .

”ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کر دیے گئے ہیں؛ (مردار میں) ٹڈی اور مچھلی، (اور خون میں) جگر اور تلی۔“

(السّنن الكبرى للبيهقي : 1196، وسندهٗ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



❁ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ الْمَيِّتَ يَحِلُّ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الْجَرَادُ وَالْحُوتُ .

''میں کسی مردہ چیز کو حلال نہیں جانتا، سوائے ٹڈی اور مچھلی کے۔''

(كتاب الأم : 233/2، ط النّجّار)

## اجماعِ اُمت:

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى إِبَاحَةِ أَكْلِ الْجَرَادِ إِذَا وُجِدَ مَيِّتًا .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ ٹڈی مردہ بھی ملے، تو اسے کھانا حلال ہے۔''

(الإجماع : 744)

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَخْتَلِفِ الْعُلَمَاءُ فِي أَكْلِهٖ عَلَى الْجُمْلَةِ، وَأَنَّهٗ إِذَا أُخِذَ حَيًّا وَقُطِعَتْ رَأْسُهٗ أَنَّهٗ حَلَالٌ بِاتِّفَاقٍ .

''مجموعی طور پر اہل علم نے ٹڈی کو کھانے میں اختلاف نہیں کیا۔ ٹڈی کو زندہ پکڑ کر اس کا سر کاٹ دیا جائے، تو یہ بالاتفاق حلال ہے۔''

(تفسير القُرطبي : 268/7)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

اَلسَّمَكُ وَالْجَرَادُ إِذَا مَاتَا طَاهِرَانِ بِالنُّصُوصِ وَالْإِجْمَاعِ .

''مچھلی اور ٹڈی مر جائیں، تو نصوص شرعیہ اور اجماع کی رُو سے پاک ہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(المَجموع شرح المهذّب: 561/2)

**سوال**: میت کو جلانا کیسا ہے؟

**جواب**: میت کو دفن کرنا ضروری ہے۔ اسے جلانا بے حرمتی اور بے احترامی ہے، خلاف شرع اقدام ہے، نیز یہ کفار کی پیروی ہے، مجوسی اور ہندو اپنے مردوں کو جلاتے ہیں۔ اَزل سے انسانوں کو دفنایا جا تا رہا ہے۔ یہ مسلمانوں کا متوارث عمل ہے۔

قبر کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے، جتنی انسان کی۔ پہلے انسان کو بھی دفنایا گیا۔ آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا، تو ایک کوا کے ذریعہ اسے دفن کا طریقہ بتایا گیا۔ (المائدۃ:۳۱) اگر کسی کا کوئی کا فر رشتہ دار فوت ہو جائے، تو اس پر ضروری ہے کہ اسے دفن کرے، جلا نہیں سکتا، تو ایک مسلمان کی میت کو کیسے جلایا جا سکتا ہے؟

❁ سعودی علما کا فتویٰ ہے:

حَرْقُ جُثَثِ الْمَوْتٰی عَمَلٌ غَیْرُ جَائِزٍ شَرْعًا، وَهُوَ مِنْ عَمَلِ الْوَثَنِيِّينَ، وَالسُّنَّةُ أَنَّ الْمَيِّتَ الْمُسْلِمَ يُغَسَّلُ وَيُكَفَّنُ وَيُصَلّٰی عَلَيْهِ وَيُدْفَنُ فِي الْمَقْبَرَةِ الْعَامَّةِ لِلْمُسْلِمِينَ؛ لِأَنَّ حُرْمَةَ الْمُسْلِمِ مَيِّتًا كَحُرْمَتِهٖ حَيًّا، وَأَمَّا غَيْرُ الْمُسْلِمِ فَإِنَّهٗ يُدْفَنُ فِي حُفْرَةٍ بَعِيدًا عَنِ الْمُجْتَمَعِ حَتّٰی لَا يَتَأَذّٰی بِهِ النَّاسُ وَلَا يُحَرَّقُ.

”مردوں کے اجسام کو جلانا شرعاً ناجائز ہے۔ یہ بت پرستوں کا طریقہ ہے۔ سنت یہ ہے کہ مسلمان میت کو غسل دیا جائے، کفن دیا جائے، نماز جنازہ پڑھی جائے اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے، کیونکہ مردہ مسلمان کی حرمت ویسے ہی ہے، جیسے زندہ کی ہے۔ جبکہ غیر مسلم مر جائے، تو اسے علاقے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



سے دور گڑھا کھود کر اس میں دفن کر دیا جائے گا، تاکہ اس سے لوگ اذیت محسوس نہ کرے، اسے جلایا نہیں جائے گا۔‘‘

(فتاوی اللّجنة الدّائمة، رقم الفتویٰ : 17513)

**سوال**: میت کو ایک ملک سے دوسرے ملک منتقل کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: اصل یہ ہے کہ میت کو بغیر شرعی ضرورت کے ایک ملک سے دوسرے ملک میں منتقل نہ کیا جائے، کیونکہ جلدی دفن کرنے کا حکم ہے، بلا جواز تاخیر درست نہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ، فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا عَلَيْهِ، وَإِنْ تَكُنْ غَيْرَ ذٰلِكَ، فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ.

’’جنازہ میں جلدی کریں، کیونکہ اگر میت نیک ہے، تو آپ اسے خیر کی طرف لے جا رہے ہیں اور اگر معاملہ برعکس ہے، تو آپ ایک برے انسان کا بوجھ اپنے کندھوں سے اتار رہے ہیں۔‘‘

(صحيح البخاري : 1315، صحيح مسلم : 944)

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كُنَّا حَمَلْنَا الْقَتْلٰى يَوْمَ أُحُدٍ لِنَدْفِنَهُمْ، فَجَاءَ مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَدْفِنُوا الْقَتْلٰى فِي مَضَاجِعِهِمْ فَرَدَدْنَاهُمْ.

’’اُحد کے دن ہم شہدا کو اُٹھا کر لے جا رہے تھے، تاکہ انہیں (مدینہ میں) دفن کر دیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی آیا اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتے ہیں کہ شہدا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کو ان کی جائے شہادت میں ہی دفن کر دیں۔تو ہم انہیں واپس لے آئے۔“

(سنن أبي داود : 3165، سنن النّسائي : 2004، سنن التّرمذي : 1717، سنن ابن ماجه : 3165، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن صحیح“ اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۱۸۳) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

ایک ملک سے دوسرے ملک میں میت منتقل کرنے میں بسا اوقات کئی کئی دن لگ جاتے ہیں۔ یہ تاخیر درست نہیں۔ میت کا انتظار زندوں کے لیے انتہائی اذیت اور کرب ناک ہوتا ہے۔ اس سے میت کے گل سڑ جانے کا اندیشہ بھی ہوتا ہے۔ بھاری سفری اخراجات اٹھتے ہیں۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ جو جہاں فوت ہو، اسے وہیں سپرد خاک کر دیا جائے۔بعض لوگ میت کو بطور امانت دفن کر دیتے ہیں، پھر نعش نکال کر وطن منتقل کر دی جاتی ہے، اس کا کوئی شرعی جواز نہیں۔

**سوال**: سلیمان علیہ السلام کا ایک رات میں سو بیویوں سے ازدواجی تعلقات قائم کرنے کا واقعہ کیا ہے؟

**جواب**: سیدنا سلیمان علیہ السلام بادشاہ نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وسیع و عریض سلطنت عطا کی تھی۔حدیث میں آپ کی سو بیویوں کا ذکر ہے۔یہ پہلی امتوں کا معاملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بطور معجزہ آپ کو بہت زیادہ طاقت عطا کی تھی، کہ آپ ایک وقت میں کئی بیویوں کے پاس جانے کی صلاحیت رکھتے تھے۔

ایک دفعہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں سو بیویوں کے پاس جاؤں گا، اس سے جو جو بچہ پیدا ہوگا، اسے مجاہد بناؤں گا، تو آپ کے ایک ساتھی یا فرشتے نے کہا کہ ان شاء اللہ کہیں، مگر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



آپ ان شاء اللہ کہنا بھول گئے، ایک ہی بچہ پیدا ہوا اور وہ بھی معذور۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر سلیمان علیہ السلام ان شاء اللہ کہہ دیتے، تو سو بچے پیدا ہوتے اور سبھی مجاہد ہوتے۔

رہا یہ اعتراض کہ ایک رات میں ایسا کیسے ممکن ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک نبی کا معاملہ ہے، نبی کا معاملہ امتیوں سے مختلف بھی ہوسکتا ہے۔

❀ علامہ احمد قسطلانی رحمہ اللہ (۹۲۳ھ) فرماتے ہیں:

”صحیح بخاری میں ہے کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: ”میں آج رات سو بیویوں سے ہم بستری کروں گا۔“ یہ سلیمان علیہ السلام کا معجزہ ہے، کیونکہ ایک عام انسان ایک ہی رات میں سو بیویوں سے ازدواجی تعلقات قائم کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے سلیمان علیہ السلام کو یہ قوت عطا فرمائی۔ لہٰذا یہ واقعہ سلیمان علیہ السلام کا معجزہ ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کا اظہار ہے۔ اس میں ان حضرات کا رد ہے، جو ہر چیز کو چار مخصوص ستاروں کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں، کہتے ہیں: فلاں چیز اس ستارے کی وجہ سے ہوتی ہے، فلاں چیز اُس ستارے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کی صلب میں سو آدمی کا مادہ تولید پیدا کر دیا۔“

(المَواهب اللّدّنية : 2/226-227)

## بیویوں کی تعداد میں اختلاف:

① سو بیویاں۔

(صحيح البخاري : 5242)

② سو یا ننانوے بیویاں۔ (راوی کا شک)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(صحيح البخاري : 2819)

③ نوے بیویاں۔

(صحيح البخاري : 6639، صحيح مسلم : 1654)

④ ستر بیویاں۔

(صحيح البخاري : 3424، صحيح مسلم : 1654)

⑤ ساٹھ بیویاں۔

(صحيح البخاري : 7469، صحيح مسلم : 1654)

✿ ان میں تطبیق کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

مُحَصَّلُ الرِّوَايَاتِ سِتُّونَ وَسَبْعُونَ وَتِسْعُونَ وَتِسْعٌ وَتِسْعُونَ وَمِائَةٌ وَالْجَمْعُ بَيْنَهَا أَنَّ السِّتِّينَ كُنَّ حَرَائِرَ وَمَا زَادَ عَلَيْهِنَّ كُنَّ سَرَارِيَ أَوْ بِالْعَكْسِ وَأَمَّا السَّبْعُونَ فَلِلْمُبَالَغَةِ وَأَمَّا التِّسْعُونَ وَالْمِائَةُ فَكُنَّ دُونَ الْمِائَةِ وَفَوْقَ التِّسْعِينَ فَمَنْ قَالَ : تِسْعُونَ أَلْغَى الْكَسْرَ وَمَنْ قَالَ مِائَةً جَبَرَهُ.

''تمام روایات کے مطابق عدد ساٹھ، ستر، نوے، ننانوے اور سو ہے۔ ان میں جمع وتطبیق کی صورت یہ ہے کہ ساٹھ آزاد بیویاں تھیں، باقی لونڈیاں۔ یا ساٹھ لونڈیاں اور باقی آزاد۔ ستر کا عدد مبالغہ کے لیے استعمال کیا گیا، جبکہ نوے اور سو کے عدد کی توجیح یہ ہے کہ اصل میں بیویاں سو سے کم تھیں اور نوے سے اوپر تھیں، لہٰذا جس نے نوے کا ذکر کیا، اس نے کسر ختم کر کے نوے کہہ دیا اور جس نے سو کا ذکر کیا، اس نے کسر پوری کرتے ہوئے سو کہہ دیا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(فتح الباري : 460/6)

باقی جس روایت میں ننانوے یا سو کا ذکر ہے، وہ شک پر مبنی ہے۔ اس میں درست اور صواب سو ہے۔ واللہ اعلم!

**سوال**: آیت: ﴿وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ﴾ (البلد : ۳) کا کیا معنی ہے؟

**جواب**: ''ما'' نافیہ بھی ہو سکتا ہے اور موصولہ بھی۔ نافیہ ہو، تو معنی ہوگا: ''میں قسم کھاتا ہوں، جو پیدا ہو چکا اور اس کی بھی جو ابھی تک پیدا نہیں ہوا۔''

''ما'' موصولہ ہو، تو معنی ہوگا: ''قسم ہے والد اور اس کی اولاد کی۔''

درست یہی ہے کہ اس آیت کریمہ میں مطلق باپ اور بیٹے کی قسم کھائی گئی ہے، اسے بغیر دلیل خاص کرنا درست نہیں، بعض نے یہاں باپ سے مراد آدم علیہ السلام اور ولد سے مراد اولاد آدم لیا ہے، بعض نے تو یہ تک لکھا ہے کہ باپ سے مراد سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ولد سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، یہ سب بلا دلیل ہے۔

بہر حال یہ آیت کریمہ عام ہے۔

❁ امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّوَابُ مِنَ الْقَوْلِ فِي ذٰلِكَ مَا قَالَهُ الَّذِي قَالُوا : إِنَّ اللّٰهَ أَقْسَمَ بِكُلِّ وَالِدٍ وَوَلَدِهٖ، لِأَنَّ اللّٰهَ عَمَّ كُلَّ وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ، وَغَيْرُ جَائِزٍ أَنْ يَخُصَّ ذٰلِكَ إِلَّا بِحُجَّةٍ يَجِبُ التَّسْلِيمُ لَهَا مِنْ خَبَرٍ، أَوْ عَقْلٍ، وَلَا خَبَرَ بِخُصُوصِ ذٰلِكَ، وَلَا بُرْهَانَ يَجِبُ التَّسْلِيمُ لَهٗ بِخُصُوصِهٖ، فَهُوَ عَلٰى عُمُومِهٖ كَمَا عَمَّهٗ.

''اس آیت کی تفسیر میں درست قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر والد اور اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اولاد کی قسم اُٹھائی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے والد اور اس کی اولاد کو عموم کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ لہٰذا اسے بغیر کسی نقلی اور عقلی دلیل کے خاص کرنا جائز نہیں۔ اسے خاص کرنے پر کوئی حدیث یا برہان نہیں ہے کہ جسے تسلیم کرنا واجب ہو، لہٰذا جیسے اللہ تعالیٰ نے اسے عام رکھا ہے، اسے عام ہی سمجھا جائے گا۔"

(تفسیر الطّبري : 408/24)

**تنبیہ:**

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے:

يَعْنِي بِالْوَالِدِ آدَمَ وَمَا وَلَدَ وَلَدَهُ.

"یہاں والد سے مراد سیدنا آدم علیہ السلام اور ولد سے مراد اولادِ آدم ہیں۔"

(المُستدرك للحاكم : 3932)

سند ضعیف ہے۔ عبداللہ بن ابی نجیح مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

**سوال**: معجزات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کتنے ہیں؟

**جواب**: معجزہ نبوت کی صداقت پر ایسی دلیل ہے، جو عاجز کر دیتی ہے۔ معجزاتِ رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بے شمار ہیں۔

❀ علامہ ابن العربی مالکی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْفَ مُعْجِزَةٍ، جَمَعْنَاهَا، وَهِيَ عَلٰى قِسْمَيْنِ؛ مِنْهَا مَا هِيَ فِي الْقُرْآنِ وَهُوَ تَوَاتُرٌ، وَمِنْهَا نَقْلُ آحَادٍ، وَمَجْمُوعُهَا خَرْقُ الْعَادَةِ عَلٰى يَدَيْهِ، وَعَلٰى وَجْهٍ لَا يَنْبَغِي إِلَّا لِنَبِيٍّ يَتَحَدّٰى.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



”ہم نے نبی کریم ﷺ کے ہزار معجزے جمع کیے ہیں۔ یہ دو طرح کے ہیں؛ ① جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے، وہ تو متواتر ہیں۔ ② جو خبر واحد کے ساتھ نقل ہوئے ہیں۔ یہ وہ اُمور ہیں، جو نبی کریم ﷺ سے خرق عادت صادر ہوئے ہیں، ان کا صدور ایک نبی سے ہی ہوسکتا ہے، ان کے ذریعہ چیلنج کیا جاتا ہے۔“

(المَسالك شرح مؤطأ الإمام مالك: 2/455)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُصْطَفٰی بِمُعْجِزَاتٍ أُخَرَ زَائِدَاتٍ عَلَی الْأَلْفِ وَالْمَئِیْنِ .

”مصطفیٰ کریم ﷺ کو ان بارہ سو کے علاوہ بھی معجزات عطا ہوئے ہیں۔“

(شرح مقدمة صحيح مسلم: 2/1)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ جَمَعْتُ نَحْوَ أَلْفِ مُعْجِزَةٍ .

”میں نے تقریبا ایک ہزار معجزات جمع کیے ہیں۔“

(الفُرقان بين أولياء الرّحمٰن وأولياء الشّيطان، ص 158)

**سوال**: کیا سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو زہر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیا، ایک روایت کی تحقیق؟

**جواب**: سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت زہر پینے سے ہوئی، یہ برحق ہے، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا قاتل نامعلوم ہے۔ یہ اتہام کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے زہر دیا، بے حقیقت اور بے ثبوت ہے۔

❀ ابوبکر عبداللہ بن حفص بن عمر بن سعد رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ سَعْدًا وَالْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَاتَا فِي زَمَنِ مُعَاوِيَةَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَيَرَوْنَ أَنَّهُ سَمَّهُ .

''سیدنا سعد اور سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہم سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں فوت ہوئے، لوگوں کا خیال تھا کہ حسن رضی اللہ عنہ کو زہر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیا ہے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 2694)

① سند منقطع ہے۔ ابو بکر عبد اللہ بن حفص کا سیدنا سعد اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما سے سماع ثابت نہیں۔

❁ امام ابو زرعہ رحمہ اللہ نے ابو بکر بن حفص کی سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کو ''مرسل'' کہا ہے۔

(المَراسيل لابن أبي حاتم، ص 92)

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ حَفْصٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ سَعْدٍ .

''ابو بکر بن حفص نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں کیا۔''

(مَجمع الزّوائد : 244/6)

② بشرط صحت روایت، جن لوگوں نے یہ خیال کیا، وہ یقیناً روافض ہوں گے۔

**سوال**: وبائی امراض میں گھروں میں رکے رہنا کیسا ہے؟

**جواب**: وبائی امراض میں حفاظتی تدبیر کے طور پر گھروں میں رکے رہنا درست اور صحیح ہے۔ ذیل میں ہر دور کے علما کا متفقہ فتویٰ پیش خدمت ہے:

قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ أَنَّهُ يَنْبَغِي إِذَا عُرِفَ أَحَدٌ بِالْإِصَابَةِ بِالْعَيْنِ أَنْ يُجْتَنَبَ وَيُتَحَرَّزَ مِنْهُ وَيَنْبَغِي لِلْإِمَامِ مَنْعُهُ مِنْ مُدَاخَلَةِ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



النَّاسِ وَيَأْمُرَهُ بِلُزُومِ بَيْتِهِ فَإِنْ كَانَ فَقِيرًا رَزَقَهُ مَا يَكْفِيهِ وَيَكُفُّ أَذَاهُ عَنِ النَّاسِ فَضَرَرُهُ أَشَدُّ مِنْ ضَرَرِ آكِلِ الثُّومِ وَالْبَصَلِ الَّذِي مَنَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُخُولَ الْمَسْجِدِ لِئَلَّا يُؤْذِي الْمُسْلِمِينَ .

''بعض اہل علم نے کہا ہے: جب کسی شخص کے متعلق معلوم ومشہور ہو جائے کہ اس کی نظر لگ جاتی ہے، تو اس سے میل جول سے احتراز و اجتناب کرنا چاہیے، حاکم کو چاہیے کہ ایسے شخص کو لوگوں سے میل ملاپ سے منع کرے، نیز اسے حکم دے کہ وہ گھر میں رکا رہے، اگر وہ فقیر ہے، تو بقدر کفایت اس کے لیے نان ونفقہ کا بندوبست کرے۔ اس شخص کو بھی چاہیے کہ باز آ جائے اور لوگوں کے لیے اذیت کا باعث نہ بنے۔ کیونکہ اس کا ضرر، (کچا) لہسن اور پیاز کھانے والے سے زیادہ ہے، جسے نبی کریم ﷺ نے مسجد میں داخل ہونے سے اس لیے منع فرمایا ہے کہ یہ (بدبو کی وجہ سے) لوگوں کے لیے اذیت کا باعث بنے گا۔''

(شرح صحيح البخاري للبطّال : 431/9، إكمال المُعلِم للقاضي عِياض : 85/7، شرح النّووي : 173/14، المُفهِم للقُرطبي : 568/5، فتح الباري لابن حَجَر : 205/10، التّوضيح لشرح الجامع الصّحيح لابن الملقّن : 264/5، طَرح التّثريب للعِراقي : 199/8، شرح الزُّرقاني : 507/4، شرح الطّيبي : 2973/9، شرح السّيوطي على مسلم : 205/5، فيض القدير للمَناوي : 397/4، مِرقاة المَفاتيح للملا علي القاري : 2885/7، نيل الأوطار للشّوكاني : 249/8)

❀ یہ فتویٰ نقل کرنے کے بعد حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



هٰذَا الَّذِي قَالَهٗ هٰذَا الْقَائِلُ صَحِيحٌ مُتَعَيِّنٌ وَّلَا يُعْرَفُ عَنْ غَيْرِهٖ تَصْرِيحٌ بِخِلَافِهٖ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

”یہ فتویٰ درست اور مناسب ہے، کسی سے اس کی مخالفت معلوم نہیں، واللہ اعلم!“

(شرح مسلم : 173/14)

**سوال**: سیدنا معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ لِي جَارِيَةٌ تَرْعٰى غَنَمًا لِّي قِبَلَ أُحُدٍ وَالْجَوَابِيَّةِ، فَاطَّلَعْتُ ذَاتَ يَوْمٍ، فَإِذَا الذِّئْبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ عَنْ غَنَمِهَا، وَأَنَا رَجُلٌ مِّنْ بَنِي آدَمَ، آسَفُ كَمَا يَأْسَفُونَ، لٰكِنِّي صَكَكْتُهَا صَكَّةً، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَظَّمَ ذٰلِكَ عَلَيَّ، قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَفَلَا أُعْتِقُهَا؟ قَالَ : ائْتِنِي بِهَا، فَأَتَيْتُهٗ بِهَا، فَقَالَ لَهَا : أَيْنَ اللّٰهُ؟ قَالَتْ : فِي السَّمَاءِ، قَالَ : مَنْ أَنَا؟ قَالَتْ : أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ، قَالَ : أَعْتِقْهَا، فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ.

”میری ایک لونڈی تھی، جو احد اور جوابیہ مقام کی طرف میری بکریاں چراتی تھی۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ ایک بھیڑیا ریوڑ سے ایک بکری لے گیا، میں آدم زاد تھا، سو مجھے بھی افسوس ہوا، جیسے دوسروں کو ہوتا ہے۔ میں نے اسے ایک تھپڑ رسید کر دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ نے اسے گراں سمجھا۔ عرض کیا: اللہ کے رسول! اسے آزاد نہ کر دوں؟ فرمایا: اسے میرے پاس لائیں، میں اسے لے آیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: اللہ کہاں ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

بولی: آسمانوں کے اوپر، فرمایا: میں کون ہوں؟ کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔

فرمایا: اسے آزاد کر دیں، یہ مؤمنہ ہے۔" (صحیح مسلم : ٥٣٧)

اس حدیث میں یحییٰ بن ابی کثیر مدلس ہیں، کیا کہیں سماع کی تصریح ملتی ہے؟

**جواب**: جی ہاں، کتاب التوحید لابن خزیمہ (١/ ٢٧٨) میں یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ نے سماع کی تصریح کی ہے۔ ویسے بھی صحیحین میں مدلسین کی ساری کی ساری مرفوع معنعن روایات سماع پر محمول ہیں۔

**سوال**: تالی بجانا کیسا ہے؟

**جواب**: تالی بجانا حرام ہے۔ غیر مہذب قوموں کا شعار ہے۔ جاہلیت کی رسم ہے۔ مشرکین کا طریقۂ عبادت ہے اور کفار سے مشابہت ہے۔ باطنی صوفیا کا دین ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً﴾ (الأنفال : ٣٥)

"بیت اللہ کے پاس مشرکوں کی عبادت سیٹیاں اور تالیاں ہیں۔"

❀ اس آیت کی تفسیر میں علامہ قرطبی رحمہ اللہ (٦٧١ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ رَدٌّ عَلَى الْجُهَّالِ مِنَ الصُّوفِيَّةِ الَّذِينَ يَرْقُصُونَ وَيُصَفِّقُونَ وَيُصْعَقُونَ وَذٰلِكَ كُلُّهُ مُنْكَرٌ يَتَنَزَّهُ عَنْ مِّثْلِهِ الْعُقَلَاءُ، وَيَتَشَبَّهُ فَاعِلُهُ بِالْمُشْرِكِينَ فِيمَا كَانُوا يَفْعَلُونَهُ عِنْدَ الْبَيْتِ.

"اس آیت میں ان جاہل صوفیا کا رد ہے، جو رقص کرتے ہیں، تالیاں بجاتے ہیں اور شور وغل کرتے ہیں۔ یہ سب منکر کام ہیں۔ اہل عقل وخرد ایسے امور سے مجتنب رہتے ہیں۔ یہ مشرکین کے ساتھ مشابہت ہے، وہ بیت اللہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پاس ایسا کرتے تھے۔‘‘

(تفسير القُرطبي : 400/7)

❁ علامہ احمد طحطاوی رحمہ اللہ (۱۲۳۱ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الرَّقْصُ وَالتَّصْفِيْقُ وَالصَّرِيْخُ وَضَرْبُ الْأَوْتَارِ وَالصَّنْجُ وَالْبُوْقُ الَّذِي يَفْعَلُهُ بَعْضُ مَنْ يَدَّعِي التَّصَوُّفَ فَإِنَّهُ حَرَامٌ بِالْإِجْمَاعِ لِأَنَّهَا زِيُّ الْكُفَّارِ .

’’رہا رقص کرنا، تالیاں بجانا، شور شرابا، ہارمونیم بجانا، چیخ و پکار اور بگل بجانا، جو صوفیت کے بعض دعویداروں کا معمول ہے، یہ بالا جماع حرام ہے، کیونکہ یہ کفار کا طور طریقہ ہے۔‘‘

(حاشية الطّحطاوي، ص 174، صفة الأذكار)

**سوال**: کیا قرآن مجید بے وضو پڑھا جا سکتا ہے؟

**جواب**: قرآن مجید بے وضو پڑھا جا سکتا ہے۔ اس پر کئی احادیث دلیل ہیں۔ البتہ چھوا نہیں جا سکتا۔ قرآن کریم موبائل سے پڑھا جائے، تو اس کے لیے وضو ضروری نہیں۔

❁ علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

مَا أَعْلَمُ خِلَافًا فِي جَوَازِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ عَلٰى غَيْرِ وُضُوءٍ مَا لَمْ يَكُنْ حَدَثُهُ جَنَابَةً .

’’میرے علم کے مطابق اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ قرآن بے وضو پڑھا جا سکتا ہے، الا کہ جنبی ہو۔‘‘

(الاستذکار : 104/2)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



❁ علامہ ابن رسلان رحمہ اللہ (۸۴۴ھ) ایک حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى جَوَازِ الْقِرَائَةِ لِلْمُحْدِثِ، وَهٰذَا إِجْمَاعُ الْمُسْلِمِينَ .

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ بے وضو آدمی کے لیے (زبانی) قرآن کی تلاوت کرنا جائز ہے، اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔''

(شرح أبي داود :1/492)

**سوال**: ایک مسلمان بیک وقت کتنی بیویاں رکھ سکتا ہے؟

**جواب**: ایک مسلمان بیک وقت زیادہ سے زیادہ چار آزاد بیویاں رکھ سکتا ہے۔ چار سے زائد رکھنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ چار سے زائد بیویاں رکھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تھا۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾

(النِّسآء : ۳)

''جتنی عورتوں سے چاہو نکاح کرو، دو دو سے، تین تین سے، چار چار سے۔''

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

''علامہ ابن قصار رحمہ اللہ کہتے ہیں: کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ عقد میں بیک وقت چار سے زائد بیویاں رکھے۔ ہمارے مطابق اس پر اجماع ہے۔ بعض لوگ، جن کے اختلاف کی کوئی حیثیت نہیں، کہتے ہیں: بیک وقت نو بیویاں رکھی جا سکتی ہیں، ان کا استدلال یہ ہے کہ آیت کریمہ: ﴿مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾ کے مطابق اس عدد کو جمع کرنا جائز ہے، دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی، تو آپ کی نو بیویاں تھیں۔ ہمارے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُسوہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حسنہ ہیں۔ جماعت حقہ کی دلیل یہ ہے کہ مفسرین کا اتفاق ہے کہ آیت:
﴿مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾ میں تینوں عددوں میں تخییر مراد ہے، نہ کہ ان کو جمع کرنا ......اگر اس سے نو کا عدد مراد ہوتا، تو ایک مختصر لفظ (نو) سے عدول اختیار نہ کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ فرما دیتا: ''نو عورتوں سے نکاح کرلو۔'' جبکہ عرب نو کا عدد چھوڑ کر ''دو، تین اور چار'' کا لفظ استعمال نہیں کرتے۔ لہٰذا فرمان باری تعالیٰ: ﴿مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾ کا پوشیدہ معنی یہ ہے کہ دو دو، تین تین، چار چار۔ اس سے تخییر مراد ہے۔ جیسا کہ اس فرمان باری تعالیٰ میں (تخییر مراد) ہے: ﴿أُولِي أَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾ ''دو دو، تین تین اور چار چار پروں والے (فرشتے)۔'' رہا ان کا یہ قول کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت نو بیویاں تھیں اور ہمیں آپ ﷺ کے نقشہ قدم پر چلنا چاہیے، تو ہم کہتے ہیں کہ چار سے زائد بیویاں رکھنا نبی کریم ﷺ کا خاصہ تھا۔''

(شرح صحيح البخاري: 190/7)

❀ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

''جان لیجئے کہ دو، تین اور چار کے عدد سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نو بیویاں رکھنا جائز ہے، جیسا کہ بعض حضرات نے کہا ہے، یہ لوگ کتاب وسنت کے فہم سے دور ہیں اور اسلاف امت کے منہج سے منحرف ہو چکے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ''واؤ'' جمع کے لیے ہے، ساتھ یہ دلیل دیتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بیک وقت نو بیویوں کو اپنے عقد میں جمع فرمایا ہے۔ جہالت پر مبنی یہ مؤقف روافض اور بعض اہل ظاہر کا ہے، انہوں نے ''مثنیٰ'' کے لفظ کو ''اثنین'' بنا دیا ہے، اسی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



طرح ''ثلاث'' اور ''رباع'' کو بھی۔ بعض اہل ظاہر نے تو اس سے بھی قبیح حرکت کی ہے، انہوں نے اٹھارہ بیویوں کا جواز پیش کر دیا ہے، استدلال یہ ہے کہ ان الفاظ کا معنی تکرار کا ہے اور ''واؤ'' جمع کے لیے ہے، انہوں نے ''مثنیٰ'' کا معنی ''دو دو'' کیا، اسی طرح ''ثلاث'' اور ''رباع'' کا معنی بھی۔ یہ سب لغت اور سنت سے جہالت کا نتیجہ ہے اور اجماع امت کی مخالفت ہے۔ کیونکہ کسی بھی صحابی اور تابعی سے منقول نہیں کہ اس نے بیک وقت عقد میں چار سے زائد بیویاں رکھی ہوں۔...... رہا نبی کریم ﷺ کے لیے (نو بیویوں کا) جواز، تو وہ نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے، جیسا کہ سورت احزاب میں اس پر بیان ہو گا۔ اب رہا ان کا کہنا کہ یہاں ''واؤ'' جمع کے لیے ہے، تو اگرچہ یہ بھی مستعمل ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے عرب کو فصیح ترین لغت کے ساتھ خطاب کیا ہے، عرب ''تسعہ'' کا لفظ ترک کر کے ''اثنین، ثلاثہ واربعہ'' (دو، تین اور چار) نہیں کہتے۔ اسی طرح اہل عرب اس شخص سے قباحت کا اظہار کرتے ہیں، جو اٹھارا کا لفظ بولنے کی بجائے کہتا ہے: فلاں کو چار، چھ اور آٹھ (درہم) دیجئے۔ دراصل یہاں ''واؤ'' بدل کے لیے ہے۔ یعنی دو کی بجائے تین سے نکاح کرلو، تین کی بجائے چار سے نکاح کرلو۔ اسی لیے ''واؤ'' کے ساتھ عطف ڈالا، نہ کہ ''أو'' کے ساتھ۔''

(تفسير القُرطبي : 17/5)

✿ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَخْتَلِفْ فِي أَنَّهُ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ زَوَاجُ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِ نِسْوَةٍ أَحَدٌ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ، وَخَالَفَ فِي ذٰلِكَ قَوْمٌ مِنَ الرَّوَافِضِ .

''مسلمانوں میں سے کسی نے اختلاف نہیں کیا کہ (بیک وقت) چار سے زائد نکاح کرنا جائز نہیں۔ روافض کی ایک جماعت نے اس بارے میں مخالفت کی ہے۔''

(المُحلّٰی : 7/9)

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۴۱ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى أَنَّ الْحُرَّ يَجُوزُ لَهٗ أَنْ يَّنْكِحَ أَرْبَعَ حَرَائِرَ .

''امت کا اجماع ہے کہ آزاد مسلمان کے لیے بیک وقت چار آزاد عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔''

(شرح السّنة : 61/9)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

مُجْمَعٌ عَلَيْهِ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ .

اس پر اہل علم کا اجماع ہے (کہ مسلمان زیادہ سے زیادہ چار بیویاں رکھ سکتا ہے)۔''

(تفسیر ابن کثیر : 209/2)

❁ نیز فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ قَاطِبَةً عَلٰى أَنَّ الزِّيَادَةَ عَلٰى أَرْبَعٍ كَانَ مِنْ خَصَائِصِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا عِبْرَةَ بِمُخَالَفَةِ الشِّيعَةِ فِي ذٰلِكَ .

''تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ (بیک وقت) چار سے زائد بیویاں رکھنا رسول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اللہ ﷺ کا خاصہ ہے، اس حوالہ سے شیعہ کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں۔“

(تُحفة الطّالب، ص 104)

❀ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (۷۹۰ھ) فرماتے ہیں:

أَتٰى بَعْضُ مَنْ نُسِبَ إِلَى الْفِرَقِ مِمَّنْ حَرَّفَ التَّأْوِيلَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ، فَأَجَازَ نِكَاحَ أَكْثَرِ مِنْ أَرْبَعِ نِسْوَةٍ، إِمَّا اقْتِدَاءً فِي زَعْمِهٖ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ أَحَلَّ لَهٗ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَهُنَّ، وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلٰى إِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ أَنَّ ذٰلِكَ خَاصٌّ بِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَإِمَّا تَحْرِيفًا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾ (النّساء : ٣) فَأَجَازَ الْجَمْعَ بَيْنَ تِسْعِ نِسْوَةٍ، ذٰلِكَ، وَلَمْ يَفْهَمِ الْمُرَادَ مِنَ الرَّاوِي وَلَا مِنْ قَوْلِهٖ : ﴿مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾ (النّساء : ٣) فَأَتٰى بِبِدْعَةٍ أَجْرَاهَا فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ لَا دَلِيلَ عَلَيْهَا وَلَا مُسْتَنَدَ فِيهَا .

”کلام الٰہی کی تحریف کرنے والے فرقے کی طرف منسوب ایک شخص نے جسارت کی اور (بیک وقت) چار سے زائد عورتوں سے نکاح کو جائز قرار دے دیا، اپنے تئیں اس نے یہ دعویٰ نبی کریم ﷺ کی اقتدا کرتے ہوئے کیا، کہ آپ ﷺ کے لیے چار سے زائد عورتوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا جائز تھا اور اس طرف التفات بھی نہ کیا کہ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



خاصہ ہے۔ یا اس نے فرمان باری تعالیٰ: ﴿فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾ (النّساء : ٣) ”جتنی عورتوں سے چاہو نکاح کرو، دو دو سے، تین تین سے، چار چار سے۔“ کی تحریف کرتے ہوئے یہ دعویٰ کیا ہے اور نو عورتوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے کو جائز قرار دے دیا۔ اس شخص نے نہ تو راوی (کی حدیث) کی مراد کو سمجھا اور نہ فرمان باری تعالیٰ: ﴿مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾ (النّساء : ٣) ”دو دو سے، تین تین سے، چار چار سے۔“ کا مفہوم سمجھا اور ایک ایسی بدعت نکال کر اُمت میں جاری کر دی، جس کی کوئی دلیل یا مستند نہیں۔“

(الاعتصام : 525/2)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

قَدِ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ مِنْ خَصَائِصِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزِّيَادَةَ عَلٰى أَرْبَعِ نِسْوَةٍ يَجْمَعُ بَيْنَهُنَّ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ ﷺ نے چار سے زائد بیویوں کو (ایک نکاح میں) جمع کیا۔“

(فتح الباري : 114/9)

اسلام نے چار سے زائد بیویاں رکھنے کی بالکل اجازت نہیں دی، اس لیے جو کافر مسلمان ہو جائے اور اس کی چار سے زائد بیویاں ہوں، تو ان میں سے جو چار اسے زیادہ پسند ہوں، انہیں رکھ لے، باقی بیویوں کو چھوڑ دے۔

امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



**تنبیہ:**

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ غَيْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ الثَّقَفِيَّ أَسْلَمَ، وَعِنْدَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّمْسِكَ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا .

''سیدنا غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے، ان کے نکاح میں دس بیویاں تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا کہ ان میں سے چار رکھ لیں۔''

(سنن الدّارقطني : 271/3، المُعجم الأوسط للطّبراني : 1680، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 183/7، أخبار أصفهان لأبي نُعَيم الأصبهاني :295/1)

اس روایت میں کلام ہے۔

**سوال**: اُصول دین کتنے ہیں؟

**جواب**: اُصول دین چار ہیں۔

**سوال**: کیا خرگوش حلال ہے؟

**جواب**: خرگوش بالاجماع حلال ہے۔

❀ علامہ قدوری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ فِيهِ لِأَحَدٍ مِّنَ الْعُلَمَاءِ .

''خرگوش کی حلت میں کسی عالم کا اختلاف نہیں۔''

(البِناية شرح الهداية للعيني :599/11)

❀ علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

اَلْأَرْنَبُ حَلَالٌ عِنْدَ الْكُلِّ وَنُسِبَ إِلَى الرَّوَافِضِ تَحْرِيمُهٗ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



”خرگوش سب کے ہاں حلال ہے، اس کی حرمت روافض سے منسوب ہے۔“

(العَرف الشّذي : 270/3)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَرَرْنَا فَاسْتَنْفَجْنَا أَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ، فَسَعَوْا عَلَيْهِ فَلَغِبُوا، قَالَ : فَسَعَيْتُ حَتّٰى أَدْرَكْتُهَا، فَأَتَيْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا، فَبَعَثَ بِوَرِكِهَا وَفَخِذَيْهَا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَيْتُ بِهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبِلَهُ .

”ہم مرِ ظہران کے پاس سے گزر رہے تھے، وہاں ہم نے ایک خرگوش کا پیچھا کیا، لوگ اس کے پیچھے بھاگے، مگر تھک گئے۔ پھر میں (انس) اس کے پیچھے بھاگا بالآخر میں نے اسے پکڑ ہی لیا اور سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دے دیا، انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کی دونوں رانیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیں، میں انہیں لے کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، تو آپ نے انہیں قبول فرما۔“

(صحيح البخاري : 5535، صحيح مسلم : 1953)

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُّتَّفَقٌ عَلٰى صِحَّتِهٖ .

”اس حدیث کی صحت پر اتفاق ہے۔“

(شرح السّنة : 242/11)

❁ حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلْحَدِيثُ دَلِيلٌ عَلٰى جَوَازِ أَكْلِ الْأَرْنَبِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



''یہ حدیث دلیل ہے کہ خرگوش کا گوشت کھانا جائز ہے۔''

(إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام : 279/2)

❁ علامہ امیر صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِجْمَاعُ وَاقِعٌ عَلٰى حِلِّ أَكْلِهَا .

''اجماع واقع ہو چکا ہے کہ خرگوش کا گوشت کھانا حلال ہے۔''

(سُبُل السّلام : 510/2)

❁ مخضرم تابعی ابورجاء عطاردی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجْنَا حُجَّاجًا فَصَادَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَرْنَبًا فَذَبَحَهَا بِظُفُرِهِ فَشَوَاهَا فَأَكَلُوهَا وَلَمْ آكُلْ مَعَهُمْ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ، سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ : لَعَلَّكَ أَكَلْتَ مَعَهُمْ؟ فَقُلْتُ : لَا، قَالَ : أَصَبْتَ إِنَّمَا قَتَلَهَا خَنْقًا .

''ہم حج کی نیت سے سفر پر نکلے، تو (رستے میں) ایک شخص نے خرگوش کا شکار کیا اور اسے اپنے ناخن سے ذبح کیا، پھر اسے بھونا، لوگوں نے کھایا، مگر میں نے نہیں کھایا۔ جب (حج کے بعد) ہم مدینہ واپس آئے، تو میں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا: شاید آپ نے بھی ان کے ساتھ کھایا؟ میں نے عرض کیا: نہیں، فرمایا: آپ نے اچھا کیا۔ اسے (گویا) گلا گھونٹ کر مارا گیا ہے۔''

(شرح مَعاني الآثار للطّحاوي : 184/4، وسندهٗ حسنٌ)

❁ عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے خرگوش کے بارے میں پوچھا گیا، فرمایا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



لَا بَأْسَ بِهَا .  ”خرگوش کو کھانے میں کوئی حرج نہیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 245/8، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ ابو وسیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حسن بن حسن بن علی رحمہ اللہ سے خرگوش کے متعلق پوچھا، تو فرمایا:

أَعَافُهَا، وَلَا أُحَرِّمُهَا عَلَى الْمُسْلِمِينَ .

”مجھے پسند نہیں، لیکن میں اسے مسلمانوں پر حرام نہیں کرتا۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 247/8، وسندهٗ حسنٌ)

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۸/ ۲۴۸، وسندہ صحیح) اور عکرمہ مولیٰ ابن عباس (مصنف ابن ابی شیبہ: ۸/ ۲۴۸، وسندہ حسن) خرگوش کو مکروہ خیال کرتے تھے۔

❀ بعض ضعیف روایات میں ہے کہ خرگوش کو حیض آتا ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَوْ صَحَّ لَمْ يَكُنْ فِيهِ دَلَالَةٌ عَلَى الْكَرَاهَةِ .

”یہ (حیض آنے والی حدیث) ثابت بھی ہو جائے، تب بھی اس سے کراہت ثابت نہیں ہوتی۔“

(فتح الباري : 662/9، حياة الحيوان للدّميري، ص 38)

❀ علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ (۶۳۰ھ) فرماتے ہیں:

اصْطَادَ صَدِيقٌ لَنَا أَرْنَبًا، فَرَآهُ وَلَهُ أُنْثَيَانِ وَذَكَرٌ وَفَرْجُ أُنْثَى، فَلَمَّا شَقُّوا بَطْنَهَا رَأَوْا فِيهَا حَرِيفَيْنِ، سَمِعْتُ هَذَا مِنْهُ وَمِنْ جَمَاعَةٍ كَانُوا مَعَهُ، وَقَالُوا :مَا زِلْنَا نَسْمَعُ أَنَّ الْأَرْنَبَ يَكُونُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



سَنَةً ذَكَرًا وَسَنَةً أُنْثَى، وَلَا نُصَدِّقُ ذَلِكَ، فَلَمَّا رَأَيْنَا هَذَا،

”ہمارے ایک دوست نے خرگوش کا شکار کیا، اسے دیکھا تو اس کے دو خصیے، ایک آلہ تناسل اور مادہ والی شرمگاہ تھی۔ یہ بات میں نے اپنے دوست اور کئی دوسرے لوگوں سے سنی ہے، جو اسی کے ساتھ تھے۔ انہوں نے کہا: ہم سنتے آ رہے ہیں کہ خرگوش ایک سال نر ہوتا ہے اور ایک سال مادہ، ہم یہ بات ماننے کو تیار نہ تھے، لیکن جب ہم نے خود یہ سب دیکھا، تو ہم جان گئے کہ یہ جب حاملہ ہوتا ہے، تو مادہ ہوتا ہے اور سال گزرنے کے بعد یہ نر بن جاتا ہے۔ یا تو ہوتا ہی ایسا ہے، یا پھر خرگوشوں میں بھی مخنث ہوتے ہیں، جیسے انسانوں میں ہوتے ہیں۔ بعض انسانوں میں مرد اور عورت دونوں کی شرمگاہیں ہوتی ہیں۔ خرگوش کو بھی حیض آتا ہے، جیسے عورتوں کو آتا ہے۔ میں جزیرہ میں رہتا تھا، وہاں میرا ایک پڑوسی تھا، اس کی ایک صفیہ نامی بیٹی تھی، جو تقریبا پندرہ سال تک لڑکی رہی، پھر اچانک اس میں مرد کی طرح آلہ تناسل نمودار ہوا اور اس کی داڑھی نکل آئے، تو اس کی عورت والی شرمگاہ بھی تھی اور مرد کی طرح آلہ تناسل بھی۔“

(الكامل في التّاريخ: 421/10)

**سوال**: بعض لوگ قبول روایت کے لیے راوی میں فقہ کی شرط لگاتے ہیں، یہ کہاں تک درست ہے؟

**جواب**: قبول روایت یا ترجیح کے لیے راوی کے فقیہ ہونے کی شرط باطل ہے۔ محدثین عظام کے اُصولوں میں ایسا کچھ نہیں ہے۔

❀ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



رُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيهٍ .

”بہت سے دین کی بات کو پہنچانے والے ایسے ہیں، جو خود فقیہ نہیں۔“

(سنن أبي داود : 3660، سنن التّرمذي : 2656، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن“ اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (٦٨٠) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ اشْتِرَاطَ الْفِقْهِ فِي الرَّاوِي تَحَكُّمٌ لَا وَجْهَ لَهٗ، وَإِنَّمَا الْمَأْخُوذُ عَلَيْهِ الْعَدَالَةُ وَالضَّبْطُ .

”راوی میں فقہ کی شرط لگانا زبردستی اور بے وجہ ہے۔ راوی کے لیے صرف عدالت اور ضبط کی شرط ہے۔“

(كَشف المُشكِل من حديث الصّحيحَين : 424/3)

**سوال**: سال پورا ہونے کے بعد مال پر زکوٰۃ کی کیا دلیل ہے؟

**جواب**: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَا تَجِبُ فِي مَالٍ زَكَاةٌ حَتّٰى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ .

”مال میں زکوٰۃ تب واجب ہوتی ہے، جب اس پر سال گزر جائے۔“

(مؤطأ الإمام مالك :246/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ علامہ ابن العربی مالکی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ أَنَّهٗ لَا يَجِبُ فِي مَالٍ زَكَاةٌ حَتّٰى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”مسلمانوں میں اس پر کوئی اختلاف نہیں کہ مال میں زکوٰۃ تب واجب ہوتی ہے، جب اس پر سال گزر جائے۔“

(المَسالك شرح موطإ الإمام مالك : 23/4)

**سوال**: شرعی دلائل کتنے ہیں؟

**جواب**: محدثین کرام کے ہاں بالاجماع شرعی دلائل چار ہیں۔

① قرآن مجید ② حدیث ③ اجماع ④ قیاس صحیح۔

❁ علامہ ابوالحسین یحییٰ بن ابی الخیر یمنی رحمہ اللہ (۵۵۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأُصُولُ الَّتِي بَنٰى أَصْحَابُ الْحَدِيثِ عَلَيْهَا أَقْوَالَهُمُ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَالْإِجْمَاعُ وَالْقِيَاسُ .

”محدثین نے جن اُصولوں پر اپنے اقوال کی بنیاد ڈالی ہے، وہ قرآن، سنت، اجماع اور قیاس ہیں۔“

(الانتصار في الرّدّ على المُعتزلة القدرية الأشرار :102/1)

انہیں احکام شرعیہ، ادلہ اربعہ، مآخذ شرعیہ، ادلۃ الاحکام، دلائل الفقہ، اُصول اربعہ، ادلۃ اجتہادیہ، مصادر اربعہ اور ادلہ سمعیہ بھی کہا جاتا ہے۔

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ الْمُهَلَّبُ وَغَيْرُهُ : إِذَا كَانَ الرَّأْيُ وَالْقِيَاسُ عَلٰى أَصْلٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ أَوْ إِجْمَاعِ الْأُمَّةِ فَهُوَ مَحْمُودٌ، وَهُوَ الْاِجْتِهَادُ وَالْاِسْتِنْبَاطُ الَّذِي أَبَاحَهُ اللّٰهُ لِلْعُلَمَاءِ، وَأَمَّا الرَّأْيُ الْمَذْمُومُ وَالْقِيَاسُ الْمُتَكَلَّفُ الْمَنْهِيُّ عَنْهُ، فَهُوَ مَا لَمْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



يَكُنْ عَلٰى هٰذِهِ الْأُصُولِ؛ لِأَنَّ ذٰلِكَ ظَنٌّ وَنَزْغٌ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَالدَّلِيلُ عَلٰى صِحَّةِ هٰذَا قَوْلُهٗ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾(بني إسرائيل : ٣٦)

”علامہ مہلب بن ابی صفرہ رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا ہے: جب رائے اور قیاس کی بنیاد کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اجماع امت پر ڈالی جائے، تو وہ قیاس اور رائے محمود ہے۔ یہی وہ اجتہاد اور استنباط ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے علما کے لیے مباح قرار دیا ہے۔ جبکہ مذموم رائے اور ممنوع قیاس وہ ہے، جس کی بنا ان اُصولوں پر نہ ڈالی جائے، کیونکہ یہ محض گمان ہے اور شیطان کی چال ہے۔ اس کی دلیل فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾(بني إسرائيل : ٣٦) ”اس کی پیروی مت کریں، جس کا آپ کو علم نہیں۔“

(شرح صحيح البخاري : 351/10، التّوضيح لابن المُلَقّن : 66/33)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْأُصُولَ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَالْإِجْمَاعُ وَالْقِيَاسُ وَالْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ فِي الْحَقِيقَةِ هُمَا الْأَصْلُ وَالْآخَرَانِ مَرْدُودَانِ إِلَيْهِمَا .

”اُصول شریعت درحقیقت قرآن، سنت، اجماع اور قیاس (صحیح) ہیں۔ درحقیقت قرآن اور حدیث ہی اصل ہیں، دوسرے دو (اجماع وقیاس) انہی کی طرف لوٹتے ہیں۔“

(فتح الباري : 366/4)

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۵۴ھ) نے بھی یہی اصول ذکر کیے ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(کتاب المَجروحین : 158/3)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) نے بھی چار اُصول ذکر کیے ہیں۔

(کشف المُشکِل : 423/3)

❁ علامہ امیر صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) نے بھی چار اصول ذکر کیے ہیں۔

(سُبُل السّلام : 14/1)

❁ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) نے بھی یہی کہا ہے۔

(نیل الأوطار : 257/5)

**سوال**: احناف کے نزدیک زنا پر اُجرت لینے سے حد ساقط ہو جاتی ہے، اُن کی دلیل کا تحقیقی جائزہ پیش کریں۔

**جواب**: روایات بمع تحقیق پیش خدمت ہیں۔

❁ سیدنا ابوطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ امْرَأَةً أَصَابَهَا جُوعٌ، فَأَتَتْ رَاعِيًا، فَسَأَلَتْهُ الطَّعَامَ، فَأَبٰى عَلَيْهَا حَتّٰى تُعْطِيَهُ نَفْسَهَا قَالَتْ : فَحَثَا لِي ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِنْ تَمْرٍ، وَذَكَرَتْ أَنَّهَا كَانَتْ جُهِدَتْ مِنَ الْجُوعِ، فَأَخْبَرَتْ عُمَرَ فَكَبَّرَ، وَقَالَ : مَهْرٌ مَهْرٌ مَهْرٌ، كُلُّ حَفْنَةٍ مَهْرٌ، وَدَرَأَ عَنْهَا الْحَدَّ .

''ایک عورت کو سخت بھوک لگی، وہ ایک چرواہے کے پاس آئی اور کھانا مانگا، اُس نے کھانا دینے سے انکار کر دیا، یہاں تک کہ عورت اُسے خواہش پوری کرنے دے۔عورت نے بیان کیا کہ اس نے مجھے تین لپیں کھجور دی (اور مجھ سے زنا کر لیا)۔اس عورت نے مزید بتایا کہ اُسے ایسے کرنے پر بھوک نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مجبور کیا۔ پھر اس نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو یہ سارا واقعہ سنایا، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا: یہ (کھجوریں) مہر ہیں، مہر ہیں، مہر ہیں، ہر لپ مہر ہے۔ نیز سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس سے حد ساقط کر دی۔''

(مصنّف عبد الرّزاق : 406/7، الرقم : 13653)

سند ضعیف ہے۔

① عبد الرزاق بن ہمام کا عنعنہ ہے۔

② سفیان بن عیینہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❁ علامہ ابن ترکمانی حنفی رحمہ اللہ (۷۵۰ھ) نے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کو ''مدلس'' کہا ہے۔

(الجَوهر النَّقِيّ : 138/2)

❁ ابو سلمہ بن سفیان مخزومی سے مروی ہے:

إِنَّ امْرَأَةً جَاءَ تْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَتْ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَقْبَلْتُ أُسَوِّقُ غَنَمًا، فَلَقِيَنِي رَجُلٌ فَحَفَنَ لِي حِفْنَةً مِّنْ تَمْرٍ، ثُمَّ حَفَنَ لِي حِفْنَةً مِنْ تَمْرٍ، ثُمَّ حَفَنَ لِي حِفْنَةً مِنْ تَمْرٍ، ثُمَّ أَصَابَنِي، فَقَالَ عُمَرُ : قُلتِ مَاذَا؟ فَأَعَادَتْ، فَقَالَ عُمَرُ وَيُشِيرُ بِيَدِهِ : مَهْرٌ مَهْرٌ، وَيُشِيرُ بِيَدِهِ كُلَّمَا قَالَ، ثُمَّ تَرَكَهَا .

''ایک عورت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور عرض کیا: امیر المومنین! میں بکریاں چرا رہی تھی کہ مجھے ایک آدمی ملا، اس نے مجھے تین لپیں کھجوریں دیں، پھر مجھ سے اپنی خواہش پوری کر لی۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کیا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



کہہ رہی ہیں؟ تو اس نے دوبارہ یہی بات دہرائی، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کا اشارہ کیا اور فرمایا: یہ مہر ہے، یہ مہر ہے۔ ہر بار ہاتھ سے اشارہ کیا۔ پھر اس عورت کو جانے دیا (اور حد نافذ نہیں کی)۔''

(مصنّف عبد الرّزاق : 406/7، الرقم : 13652)

سند ضعیف و مرسل ہے۔

① محمد بن حارث بن سفیان مخزومی مجہول الحال ہے، اسے صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۴۰۴/۷'' میں ذکر کیا ہے۔

② ابو سلمہ بن سفیان نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

**سوال**: کیا حدیث: اَلْأَذان فِي الْحَبْشَةِ ثابت ہے؟

**جواب**: جی ہاں یہ حدیث ثابت ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْأَذَانُ فِي الْحَبَشَةِ .

''اذان (کی خوبی) حبشہ میں ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 364/2، سنن التّرمذي : 3936، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ سیوطی رحمہ اللہ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۳) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام کے پہلے مؤذن سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا تعلق حبشہ سے تھا۔

**سوال**: اہل رائے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

**جواب**: اہل الرائے سے مراد وہ لوگ ہیں، جو قرآن و حدیث اور اجماع کے مخالف اقوال کو دین کا درجہ دیتے ہیں۔ اہل الرائے کی مذمت آئی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَثْبُتَ الْجَهْلُ، وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ، وَيَظْهَرَ الزِّنَا.

”قیامت کی علامات میں سے ہے کہ علم اُٹھالیا جائے گا، جہالت درآئے گی، شراب (بکثرت) پی جائے گی اور زنا عام ہو جائے گا۔“

(صحيح البخاري: 80، صحيح مسلم: 2671)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ أَنْ أَعْطَاكُمُوهُ انْتِزَاعًا، وَلٰكِنْ يَنْتَزِعُهُ مِنْهُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَاءِ بِعِلْمِهِمْ، فَيَبْقٰى نَاسٌ جُهَّالٌ، يُسْتَفْتَوْنَ فَيُفْتُونَ بِرَأْيِهِمْ، فَيُضِلُّونَ وَيَضِلُّونَ.

”اللہ تعالیٰ آپ کو علم دے کر یوں ہی چھین نہیں لے گا، بلکہ علم یوں چھینے گا کہ علما کو فوت کر دے گا، پھر جاہل لوگ باقی رہ جائیں گے، ان سے فتویٰ لیا جائے گا، تو وہ محض اپنی رائے سے فتویٰ دیں گے، اس سے دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے اور خود بھی گمراہ ہو جائیں گے۔“

(صحيح البخاري: 7307، صحيح مسلم: 2673)

❁ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

سُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا.

”ان سے سوال پوچھا جائے گا، تو بغیر علم کے فتویٰ دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کی گمراہی کا باعث بھی بنیں گے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(صحيح البخاري : 100، صحيح مسلم : 2673)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيْثٌ ثَابِتٌ، مُتَّصِلُ الْإِسْنَادِ .

”یہ حدیث ثابت ہے، اس کی سند متصل ہے۔“

(سِيَر أعلام النُّبلاء : 36/6)

❀ امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّمَا هَلَكْتُمْ حِينَ تَرَكْتُمُ الْآثَارَ، وَأَخَذْتُمْ بِالْمَقَايِيسِ .

”اُس وقت تمہاری ہلاکت یقینی ہے، جب تم نے احادیث کو چھوڑ کر قیاس (فاسد) کو اختیار کرلیا۔“

(جامع بيان العلم وفضله لابن عبد البرّ : 2017، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

تَرَكْنَا أَصْحَابَ الرَّأْيِ وَكَانَ عِنْدَهُمْ حَدِيثٌ كَثِيرٌ، فَلَمْ نَكْتُبْ عَنْهُمْ، لِأَنَّهُمْ مُعَانِدُونَ لِلْحَدِيثِ، لَا يُفْلِحُ مِنْهُمْ أَحَدٌ .

”ہم نے اہل الرائے کو چھوڑ دیا، ان کے پاس بہت احادیث تھیں، لیکن ہم نے ان سے احادیث نہیں لکھیں، کیونکہ وہ حدیث کے دشمن ہیں، ان میں سے کوئی بھی فلاح نہیں پائے گا۔“

(مسائل الإمام أحمد بن حنبل برواية ابن هانئ : 168/2)

❀ امام ابوبکر بن ابی داود رحمہ اللہ (۳۱۶ھ) فرماتے ہیں:

أَهْلُ الرَّأْيِ هُمْ أَهْلُ الْبِدَعِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”اہل رائے ہی اہل بدعت ہیں۔“

(جامع بَيان العِلم وفَضلِهٖ لابن عبد البرّ : 2005، وسندهٗ حسنٌ)

✿ علامہ الکیا الہراسی رحمہ اللہ (۵۰۴ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ تَعَالٰى : ﴿فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ﴾ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يَجُوزُ تَغْيِيرُ الْأَقْوَالِ الْمَنْصُوصِ عَلَيْهَا، وَأَنَّهٗ يَتَعَيَّنُ اتِّبَاعُهَا .

”فرمان باری تعالیٰ: ﴿فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ﴾ ”ظالموں نے اس بات کو بدل ڈالا، جو ان سے کہی گئی تھی۔“ میں دلیل ہے کہ ان اقوال کو بدلنا ہرگز جائز نہیں، جن پر نص قائم ہو چکی ہو، بلکہ ان کا اتباع کرنا ضروری ہے۔“ (أحكام القرآن : 9/1)

✿ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَأَلْتُ الشَّافِعِيَّ عَنِ الْقِيَاسِ فَقَالَ : عِنْدَ الضَّرُورَاتِ .

”میں نے امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ سے قیاس (کی حجیت) کے متعلق سوال کیا، تو فرمایا: ضرورت کے وقت (جائز) ہے۔“

(المَدخل إلى السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 248، وسندهٗ صحيحٌ)

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلْحَاصِلُ أَنَّ الْمَصِيرَ إِلَى الرَّأْيِ إِنَّمَا يَكُونُ عِنْدَ فَقْدِ النَّصِّ وَإِلٰى هٰذَا يُومِئُ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”حاصل بحث یہ ہے کہ رائے کی طرف اس وقت جایا جائے گا، جب (اس مسئلہ میں) نص نہ پائی جائے، امام شافعی رحمہ اللہ کے قول میں اسی طرف اشارہ ہے۔“

(فتح الباري : 289/13)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى تَحْرِيمِ الْحُكْمِ وَالْفُتْيَا بِالْهَوٰى .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ ہوائے نفسی کے ساتھ حکم لگانا یا فتویٰ دینا حرام ہے۔“

(الفتاوى الكُبرىٰ : 555/5)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ ابْنُ بَطَّالٍ : التَّوْفِيقُ بَيْنَ الْآيَةِ وَالْحَدِيثِ فِي ذَمِّ الْعَمَلِ بِالرَّأْيِ وَبَيْنَ مَا فَعَلَهُ السَّلَفُ مِنَ اسْتِنْبَاطِ الْأَحْكَامِ أَنَّ نَصَّ الْآيَةِ ذَمُّ الْقَوْلِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَخَصَّ بِهٖ مَنْ تَكَلَّمَ بِرَأْيٍ مُجَرَّدٍ عَنِ اسْتِنَادٍ إِلٰى أَصْلٍ وَمَعْنٰى الْحَدِيثِ : ذَمُّ مَنْ أَفْتٰى مَعَ الْجَهْلِ وَلِذٰلِكَ وَصَفَهُمْ بِالضَّلَالِ وَالْإِضْلَالِ وَإِلَّا فَقَدْ مَدَحَ مَنِ اسْتَنْبَطَ مِنَ الْأَصْلِ لِقَوْلِهٖ : ﴿لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهٗ مِنْهُمْ﴾ فَالرَّأْيُ إِذَا كَانَ مُسْتَنِدًا إِلٰى أَصْلٍ مِنَ الْكِتَابِ أَوِ السُّنَّةِ أَوِ الْإِجْمَاعِ فَهُوَ الْمَحْمُودُ وَإِذَا كَانَ لَا يَسْتَنِدُ إِلٰى شَيْءٍ مِنْهَا فَهُوَ الْمَذْمُومُ .

”علامہ ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رائے پر عمل کی مذمت میں وارد آیت اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



حدیث کے درمیان اور سلف صالحین کے استنباط احکام کے درمیان تطبیق کی صورت یہ ہے کہ آیت میں بغیر علم کے بات کرنے کی مذمت کی گئی ہے، لہٰذا آیت میں خاص ان کی مذمت ہے، جو بغیر کسی شرعی دلیل کے محض رائے کی بنیاد پر بات کرتے ہیں۔ حدیث میں ان کی مذمت کی گئی ہے، جو اپنی جہالت کے ساتھ فتویٰ دیتے ہیں۔ اسی لیے انہیں گمراہ اور گمراکن کہا گیا ہے۔ ورنہ تو اللہ تعالیٰ نے کتاب وسنت سے استنباط کرنے والوں کی مدح وستائش کی ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ﴾ ''اس کی حقیقت وہ لوگ جان لیں گے، جو استنباط کرتے ہیں۔'' لہٰذا جب رائے کی بنیاد قرآن، حدیث یا اجماع پر ڈالی جائے، تو وہ رائے محمود ہے اور جب رائے کی بنیاد ان اُصولوں میں سے کسی پر نہ ڈالی جائے، تو وہ مذموم ہے۔''

(فتح الباري: 352/13)

❀ سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّهِمُوا رَأْيَكُمْ عَلٰى دِينِكُمْ .

''لوگو! دین میں اپنی رائے داخل مت کریں۔''

(صحيح البخاري: 7308)

❀ محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ قَاسَ إِبْلِيسُ، وَإِنَّمَا عُبِدَتِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِالْمَقَايِيسِ .

''(شرعی دلیل کے مقابلہ میں) سب سے پہلے قیاس ابلیس نے کیا تھا، سورج اور چاند کی عبادت قیاس (فاسد) کی بنیاد پر ہی کی جاتی ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(مصنّف ابن أبي شيبة : 253/7، الرقم : 35806، سندهٗ صحيحٌ)

**سوال**: اگرامام بیٹھ کر نماز پڑھائے، تو مقتدی کیا کرے؟

**جواب**: اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے، تو مقتدی کو اختیار ہے، چاہے امام کی طرح بیٹھ کر نماز پڑھ لے، چاہے کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام کی نماز کا ذکر کرتی ہیں:

كَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي وَهُوَ قَائِمٌ بِصَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ .

''سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔''

(صحيح البخاري : 683، صحيح مسلم : 418، واللّفظ لهٗ)

ثابت ہوا کہ امام بیٹھ کر نماز پڑھائے، تو مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

❀ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِئْتَمُّوا بِأَئِمَّتِكُمْ إِنْ صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِنْ صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا .

''امام کی اقتدا کریں، اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھائے، تو آپ بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں اور اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے، تو آپ بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں۔''

(صحيح مسلم : 413)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



❁ اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاكٍ، فَصَلَّى جَالِسًا وَصَلَّى وَرَاءَهُ قَوْمٌ قِيَامًا، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا رَكَعَ، فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ، فَارْفَعُوا، وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھے اور گھر میں بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے، آپ کے پیچھے کچھ صحابہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا، پھر نماز مکمل کرنے کے بعد فرمایا: امام اس لیے بنایا جاتا ہے، تاکہ اس کی اقتدا کی جائے، لہٰذا جب وہ رکوع کرے، تو آپ رکوع کریں، جب وہ رکوع سے سر اُٹھائے، تو آپ سر اٹھائیں اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے، تو آپ بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں۔“

(صحيح البخاري: 688، صحيح مسلم: 412)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا صَلَّى جَالِسًا، فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ.

”جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے، تو آپ سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں۔“

(صحيح البخاري: 722، صحيح مسلم: 414)

❁ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

صَلَّى بِهِمْ جَالِسًا، وَصَلَّوْا مَعَهُ جُلُوسًا.

”آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھائی، اُن کے ساتھ لوگوں نے بھی بیٹھ کر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



نماز پڑھی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 326/2، وسندهٗ صحيحٌ)

ان آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ امام بیٹھ کر نماز پڑھائے، تو مقتدی بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں اور اُن لوگوں کا رد ہے، جو ان احادیث کو منسوخ سمجھتے ہیں، جن میں مقتدیوں کے لیے بھی بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت ہے، کیونکہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ راوی حدیث ہیں۔

**سوال**: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَّعْرُوضَةٌ عَلَيَّ .

''جمعہ کا دن افضل ہے۔ اس دن سیدنا آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن صور پھونکا جائے گا اور سخت آواز ظاہر ہوگی۔ لہٰذا جمعہ کے دن مجھ پہ بکثرت درود پڑھیں آپ کا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔''

ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وفات کے بعد آپ پر درود کیسے پیش کیا جائے گا؟ کیا آپ کا جسدِ مبارک خاک میں نہیں مل چکا ہوگا؟ فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ .

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیا کے اجساد مقدسہ حرام قرار دیئے ہیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 8/4، سنن أبي داوٗد : 1047، 1531، سنن النّسائي : 1375، سنن ابن ماجه : 1085، 1636، فضل الصّلاة على النبيّ للقاضي إسماعيل : 22)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



**جواب**: یہ روایت منکر (ضعیف) ہے۔ اس سند میں عبدالرحمن بن یزید بن تمیم ہے، یہ ضعیف و منکر الحدیث ہے۔ امام بخاری، امام ابوحاتم، امام ابو زرعہ اور امام ابن حبان رحمہم اللہ جیسے کبار ائمہ حدیث نے یہی کہا ہے۔ اس کو عبدالرحمن بن یزید بن جابر (ثقہ) قرار دینا خطا ہے۔

❁ اس حدیث کو امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے ''منکر'' کہا ہے۔

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم: 529/2)

**سوال**: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا:

إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَّا إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ فَلَنْ تَضِلُّوا أَبَدًا؛ كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''میں آپ میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں، انہیں تھامے رکھو گے، تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔''

(المُستدرك للحاكم: 93/1)

**جواب**: سند ضعیف ہے۔ ابو اویس عبداللہ بن عبداللہ مدنی ضعیف ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ الْأَكْثَرُونَ .

''اسے اکثر محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(المَجموع: 20/9)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



**سوال**: امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں: انا محمد، انا عبداللہ، عبداللہ، یحییٰ، اسحاق ذکر کرتے ہیں۔اس سے کیا مراد ہے؟

**جواب**: ''انا محمد'' سے مراد محمد بن سلام بیکندی ہیں، اسی طرح ''انا عبداللہ'' سے مراد عبداللہ بن مقاتل مروزی، ''عبداللہ'' سے مراد عبداللہ بن محمد جعفی، ''یحییٰ'' سے مراد یحییٰ بن موسیٰ بلخی اور ''اسحاق'' سے مراد اسحاق بن راہویہ ہیں۔

**سوال**: جان بوجھ کر غیر قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

**جواب**: جان بوجھ کر غیر قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھنا کفر ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهٗ﴾(البقرة : ۱۵۰)

''تم جہاں بھی ہو، (نماز کے لیے) بیت اللہ کی طرف رُخ کرو۔''

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو نماز کا طریقہ سکھایا:

اِسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ .

''قبلہ کی طرف رُخ کیجئے، پھر تکبیر (تحریمہ) کہیے۔''

(صحيح البخاري :6251، صحيح مسلم : 397)

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنَ الْأُمَّةِ فِي أَنَّ امْرَءً لَوْ كَانَ بِمَكَّةَ بِحَيْثُ يَقْدِرُ عَلَى اسْتِقْبَالِ الْكَعْبَةِ فِي صَلَاتِهٖ فَصَرَفَ وَجْهَهٗ عَامِدًا عَنْهَا إِلٰى أَبْعَاضِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ مِنْ خَارِجِهٖ أَوْ مِنْ دَاخِلِهٖ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



فَإِنَّ صَلَاتَهُ بَاطِلٌ، وَأَنَّهُ إِنِ اسْتَجَازَ ذٰلِكَ كَافِرٌ.

''امت کے کسی فرد کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ایک شخص مکہ میں ہے اور اس کے لیے نماز میں کعبہ کی طرف رُخ کرنا ممکن ہے، لیکن وہ جان بوجھ کر کعبہ سے منہ پھیر کر مسجد حرام کی اندرونی یا بیرونی جانب رُخ کر لیتا ہے، تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر وہ اسے جائز سمجھے، تو کافر ہے۔''

(المُحلّٰی بالآثار : 257/2)

**سوال**: کیا مسلمان عورت کسی کافر سے نکاح کر سکتی ہے؟

**جواب**: مسلمان عورت کا کافر سے نکاح جائز نہیں، ایسا نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا۔ اس میں مسلمان خاتون کی توہین ہے۔ غلبہ اسلام کے خلاف ہے۔ اسلام غالب ہونے کے لیے آیا ہے، نہ کہ مغلوب۔ بیوی فطری طور پر شوہر کے ماتحت ہوتی ہے۔ شدید خطرہ ہے کہ وہ اسے کافرہ بنا دے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتّٰى يُؤْمِنُوا﴾ (البقرة : ٢٢١)

''(اے اولیا!) تم مشرکوں سے (اپنی مومن عورتوں کا) نکاح مت کراؤ، تا آنکہ وہ ایمان لے آئیں۔''

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (٩١١ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ تَحْرِيمُ نِكَاحِ الْكَافِرِ لِلْمُسْلِمَةِ مُطْلَقًا وَهُوَ إِجْمَاعٌ.

''اس آیت میں دلیل ہے کہ کافر کا نکاح مسلم خاتون سے مطلقا حرام ہے، اس پر اجماع ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(الإكليل في استنباط التّنزيل، ص 51)

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا﴾(النّساء : ١٤١)

''اللہ تعالیٰ کافروں کو مومنوں پر ہرگز غلبہ نہیں دے گا۔''

اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے مومنوں پر کوئی اختیار نہیں رکھا۔ایک مسلمان عورت پر ایک کافر شوہر کا اختیار کیونکر ہو سکتا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

فِي الْيَهُودِيَّةِ وَالنَّصْرَانِيَّةِ تَكُونُ تَحْتَ النَّصْرَانِيِّ أَوِ الْيَهُودِيِّ فَتُسْلِمُ هِيَ قَالَ يُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا، الْإِسْلَامُ يَعْلُو وَلَا يُعْلٰى عَلَيْهِ .

''ایک یہودی عورت اور ایک عیسائی عورت، ایک عیسائی یا یہودی مرد کے نکاح میں ہیں، ان میں ایک بیوی مسلمان ہو جائے، تو ان (مسلمان بیوی اور شوہر) کے درمیان جدائی ڈالی جائے گی۔اسلام غالب ہے، مغلوب نہیں۔''

(شرح مَعاني الآثار للطّحاوي : 257/3، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(فتح الباري : 421/9)

❁ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (٦٢٠ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِجْمَاعُ الْمُنْعَقِدُ عَلٰى تَحْرِيمِ تَزَوُّجِ الْمُسْلِمَاتِ عَلَى الْكُفَّارِ .

''اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ مسلم خواتین کا کفار سے نکاح حرام ہے۔''

(المُغني : 155/7)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



❁ علامہ ابن ترکمانی حنفی رحمہ اللہ (۷۵۰ھ) فرماتے ہیں:

اَلْقُرْآنُ وَالسُّنَّةُ وَالْإِجْمَاعُ عَلٰى تَحْرِيمِ فُرُوجِ الْمُسْلِمَاتِ عَلَى الْكُفَّارِ.

”قرآن، حدیث اور اجماع کی رو سے مسلمان عورتوں کا نکاح کفار سے حرام ہے۔“

(الجَوهر النّقي : 189/7)

**سوال**: خودکشی کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: خودکشی حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ اس پر جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی کا باعث ہے۔ جب شیطان انسان پر حاوی ہو جاتا ہے، تو انسان اس کے بہکاوے میں آ کر زندگی جیسی انمول نعمت کی ناشکری کرتا ہے اور بے صبری کی وجہ سے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

یاد رہے کہ زندگی ایک بار ملی ہے۔ اسے ضائع ہونے سے بچائیے، جس نے اِس زندگی کو ضائع کیا، اس نے آخرت کو ضائع کر دیا۔ خودکشی کا بنیادی سبب دین سے دوری ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (البقرة : ١٩٥)

”خود کو ہلاکت میں مت ڈالو۔“

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ﴾ (النّساء : ٢٩)

”اپنے آپ کو قتل مت کرو۔“

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



مَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ، فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدّٰى فِيهِ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ تَحَسّٰى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهٗ، فَسُمُّهٗ فِي يَدِهٖ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِحَدِيدَةٍ، فَحَدِيدَتُهٗ فِي يَدِهٖ يَجَأُ بِهَا فِي بَطْنِهٖ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا .

''جس نے خود کو پہاڑ سے گرا کر خودکشی کی، وہ جہنم میں ایک لمبے عرصے تک خود کو اُونچائی سے گراتا رہے گا۔ جس نے زہر پی کر خودکشی کی، تو (روز قیامت) زہر اس کے ہاتھ میں ہو گا اور وہ جہنم میں ایک لمبی مدت تک زہر پیتا رہے گا۔ جس نے کسی تیز دھار آلہ سے خودکشی کی، تو وہ تیز دھار آلہ اس کے ہاتھ میں ہو گا اور وہ مدت مدید جہنم میں اسے اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا۔''

(صحيح البخاري : 5778، صحيح مسلم : 109)

❁ سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''جس نے دنیا میں کسی چیز کے ساتھ خودکشی کی، قیامت کے دن اُسے اسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔''

(صحيح البخاري : 6047، صحيح مسلم : 110)

❁ سیدنا جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهٖ جُرْحٌ، فَجَزِعَ، فَأَخَذَ سِكِّينًا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فَحَزَّ بِهَا يَدَهُ، فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتّٰى مَاتَ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : بَادَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهٖ، حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ .

''پچھلی اُمتوں میں ایک بندہ تھا، جو شدید زخمی ہوا اور سخت گھبراہٹ کا شکار ہو گیا، اس نے چھری سے اپنا ہاتھ کاٹ دیا، جس سے خون بند نہ ہوا اور فوت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس بندے نے میرے پاس آنے میں جلدی مچائی، لہٰذا میں نے اس پر جنت کو حرام کر دیا۔''

(صحيح البخاري : 3463، صحيح مسلم : 113)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلَّذِي يَخْنُقُ نَفْسَهٗ يَخْنُقُهَا فِي النَّارِ، وَالَّذِي يَطْعُنُهَا يَطْعُنُهَا فِي النَّارِ .

''جس نے گلا گھونٹ کر خودکشی کی، وہ جہنم میں بھی اپنا گلا گھونٹتا رہے گا اور جس نے نیزہ مار کر خودکشی کی، وہ دوزخ میں بھی خود کو نیزہ مارتا رہے گا۔''

(صحيح البخاري : 1365)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

شَهِدْنَا خَيْبَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهٗ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ : هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ أَشَدَّ الْقِتَالِ، حَتّٰى كَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحَةُ، فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ، فَوَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحَةِ، فَأَهْوٰى بِيَدِهٖ إِلٰى

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



كِنَانَتِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهَا أَسْهُمًا فَنَحَرَ بِهَا نَفْسَهُ، فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالُوا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، صَدَّقَ اللّٰهُ حَدِيثَكَ، انْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَقَالَ : قُمْ يَا فُلَانُ، فَأَذِّنْ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، إِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ .

''ہم خیبر میں تھے، رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں میں ایک شخص تھا، جو خود کو مسلمان ظاہر کرتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے متعلق فرمایا: یہ جہنمی ہے۔ جنگ شروع ہوئی، تو اس نے بہت سخت لڑائی کی، یہاں تک کہ اسے بہت زیادہ زخم آئے۔ بعض لوگ تو (نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی میں) شک کرنے لگے تھے۔ جب وہ شخص زخموں کے درد سے نڈھال ہو گیا، تو اس نے اپنے ترکش کی طرف ہاتھ بڑھایا، اس سے ایک تیر نکالا اور خود کو ذبح کر دیا۔ مسلمانوں پر یہ بڑا گراں گزرا، عرض گزار ہوئے: اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کو سچ ثابت کر دیا، فلاں شخص نے خود کو ذبح کر کے خودکشی کر لی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے کسی شخص سے فرمایا: اُٹھیے اور لوگوں میں اعلان کر دیجئے کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہو گا۔ اللہ تعالیٰ برے آدمی کے ذریعے بھی دین اسلام کی نصرت و تائید فرما دیتا ہے۔''

(صحيح البخاري : 4203، صحيح مسلم : 111)

حدیث کے الفاظ ''مومن ہی جنت میں جائے گا۔'' دلالت کرتے ہیں کہ یہ شخص منافق تھا۔ اس نے زخموں کی تاب نہ لا کر خودکشی کر لی تھی۔ اس لیے اس کا ٹھکانہ جہنم ہوا۔

**فائدہ:**

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



❁ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِمَشَاقِصَ، فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص (کا جنازہ) لایا گیا، جس نے تیروں کے ساتھ خودکشی کر لی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ نہیں پڑھایا۔''

(صحيح مسلم : 978)

❁ سنن نسائی (۱۹۶۴، وسندہ حسن) کے الفاظ ہیں:

أَمَّا أَنَا فَلَا أُصَلِّي عَلَيْهِ.

''رہی میری بات، تو میں اس کا جنازہ نہیں پڑھوں گا۔''

اہل سنت کا مذہب ہے کہ کبائر کے مرتکب پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی، لہٰذا خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خودکشی کی مذمت کرتے ہوئے نماز جنازہ نہیں پڑھا، جیسے مقروض (بخاری: ۵۳۷۱، مسلم: ۱۶۱۹) اور مال غنیمت میں خیانت کرنے والے (سنن ابی داود: ۲۷۱۰، وسندہ حسن) کا نہیں پڑھا اور صحابہ سے فرمایا:

صَلُّوا عَلٰى صَاحِبِكُمْ.

''اپنے ساتھی پر نماز جنازہ پڑھ لیں۔''

❁ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

فِيهِ جَوَازُ الصَّلَاةِ عَلَى الْعُصَاةِ، وَأَمَّا تَرْكُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهِ فَلَعَلَّهٗ لِلزَّجْرِ عَنِ الْغُلُولِ كَمَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



امْتَنَعَ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَدْيُونِ وَأَمَرَهُمْ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ .

”یہ حدیث دلیل ہے کہ کبائر کے مرتکب پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ رہا نبی کریم ﷺ کا اس کا جنازہ نہ پڑھنا، تو ممکن ہے کہ ایسا خیانت پر ڈانٹ دلانے کے لیے کیا ہو، جیسے نبی کریم ﷺ نے مقروض کا جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا تھا اور صحابہ کو جنازہ پڑھنے کا حکم دیا تھا۔“

(نيل الأوطار : 58/4)

❀ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْفُقَهَاءُ وَأَهْلُ السُّنَّةِ أَنَّ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ أَنَّهُ لَا يَخْرُجُ بِذٰلِكَ عَنِ الْإِسْلَامِ، وَأَنَّهُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ .

”فقہائے کرام اور اہل سنت کا اجماع ہے کہ جو خودکشی کر لے، وہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، نیز اس کا نماز جنازہ پڑھا جائے۔“

(شرح صحيح البخاري : 349/3)

**سوال**: ایک آدمی نے کسی عورت سے زنا کیا، اس زنا سے بچی پیدا ہوئی، کیا اس بچی کا نکاح زانی سے ہوسکتا ہے؟

**جواب**: نہیں ہوسکتا، کیونکہ شریعت میں رضاعی بیٹی سے نکاح کرنا حرام ہے۔ حالانکہ بیٹی نے بیوی کا دودھ پیا ہوتا ہے، جبکہ یہاں تو یہ بچی پیدا ہی زانی کے نطفہ سے ہوئی ہے۔ جب بیوی کے دودھ پلانے کے واسطہ سے نکاح جائز نہیں، تو براہِ راست اپنے ہی نطفہ سے پیدا ہونے والی بچی سے نکاح کیونکر جائز ہوگا۔

**سوال**: کیا حالت غصہ میں طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(جواب): حالت غصہ میں طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں، اس میں تفصیل ہے۔ جس میں غصے کی کیفیت اور آدمی کی راست گوئی کو مدنظر رکھا جائے گا۔

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلْغَضَبُ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ؛ أَحَدُهَا: مَا يُزِيلُ الْعَقْلَ، فَلَا يَشْعُرُ صَاحِبُهٗ بِمَا قَالَ، وَهٰذَا لَا يَقَعُ طَلَاقُهٗ بِلَا نِزَاعٍ، وَالثَّانِي: مَا يَكُونُ فِي مَبَادِيهِ بِحَيْثُ لَا يَمْنَعُ صَاحِبَهٗ مِنْ تَصَوُّرِ مَا يَقُولُ وَقَصْدِهٖ، فَهٰذَا يَقَعُ طَلَاقُهٗ، وَالثَّالِث: أَنْ يَّسْتَحْكِمَ وَيَشْتَدَّ بِهٖ، فَلَا يُزِيلُ عَقْلَهٗ بِالْكُلِّيَّةِ، وَلٰكِنْ يَحُولُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ نِيَّتِهٖ بِحَيْثُ يَنْدَمُ عَلٰى مَا فَرَطَ مِنْهُ إِذَا زَالَ، فَهٰذَا مَحَلُّ نَظَرٍ، وَعَدَمُ الْوُقُوعِ فِي هٰذِهِ الْحَالَةِ قَوِيٌّ مُتَّجِهٌ.

''غصہ تین طرح کا ہے؛ ① جو عقل کو زائل کر دے کہ آدمی کو شعور ہی نہ رہے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، ایسے غصے میں دی ہوئی طلاق بلا اختلاف واقع نہیں ہوتی۔ ② جو غصہ ابتدائی مراحل میں ہو کہ جو آدمی کو سوچ بچار اور ارادہ و نیت سے مانع نہ ہو، اس غصہ میں دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ ③ غصہ سخت ہو، کلی طور پر عقل کو زائل نہ کرے، مگر نیت و ارادے پر اس قدر اثر انداز ہو کہ بعد وہ آدمی کو اپنے کیے پر ندامت ہو، اس غصہ میں دی گئی طلاق کے متعلق اختلاف ہے، البتہ قوی اور درست بات یہی ہے کہ اس غصہ میں بھی طلاق واقع نہیں ہوتی۔''

(زاد المَعاد: 5/195-196)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ﴾(البقرة : ۲۲۷)

''اگر وہ طلاق کا پختہ ارادہ کرلیں۔''

❀ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ .

''کوئی قاضی غصہ کی حالت میں فریقین کے مابین فیصلہ نہ کرے۔''

(صحيح البخاري : 7158، صحيح مسلم : 1717)

آیت مبارکہ میں طلاق کے لیے عزم کا لفظ استعمال ہوا ہے، جس میں نیت اور پختہ ارادہ شامل ہے۔ اسی طرح حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی کو غصہ میں فیصلہ سے منع فرمایا ہے، اس لیے کہ غصہ میں وہ اپنے ہوش کھو بیٹھے گا اور غلط فیصلہ کر دے گا اور اس فیصلہ میں اس کی نیت اور ارادہ بھی شامل نہ ہوگا، غصہ زائل ہونے پر اسے فیصلے پر ندامت ہوگی۔

اسی طرح ایسا غصہ جو آدمی کی عقل کو اس قدر متاثر کر دے کہ وہ اپنے ہوش کھو بیٹھے، اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی، کیونکہ اس میں اس کی نیت شامل نہیں ہے۔ البتہ ایسا معمولی غصہ، جو عقل وشعور اور نیت پر اثر انداز نہ ہو، تو اس میں دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

**سوال**: گونگے کا نکاح کیسے پڑھایا جائے گا؟

**جواب**: اہل علم کا اتفاق ہے کہ گونگے کا اشارہ شرعاً معتبر ہے۔ یہ نطق (بولنا) کے قائم مقام ہے، لہٰذا گونگے کا نکاح اشارے سے منعقد ہو جائے گا۔

**سوال**: کیا بچے کی طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

**جواب**: اگر بچے کا بلوغت سے پہلے نکاح ہو گیا اور اس نے طلاق دے دی، تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



طلاق واقع نہیں ہوگی۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ، وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً، فَلَمْ يُجِزْنِي ثُمَّ عَرَضَنِي يَوْمَ الْخَنْدَقِ، وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، فَأَجَازَنِي .

''اُحد کے دن مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا گیا، اس وقت میری عمر چودہ سال تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (غزوہ میں شرکت کی) اجازت نہیں دی، پھر مجھے غزوۂ خندق کے موقع پر پیش کیا گیا، اس وقت میری عمر پندرہ سال تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت مرحمت فرما دی۔''

(صحيح البخاري : 2664، صحيح مسلم : 1868)

❀ اس حدیث پر امام نسائی رحمہ اللہ نے یوں تبویب کی ہے:

بَابُ مَتٰى يَقَعُ طَلَاقُ الصَّبِيِّ؟

''اس باب میں بیان ہے کہ بچے کی طلاق کب واقع ہوتی ہے؟''

❀ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الْقَلَمَ قَدْ وُضِعَ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الْمَجْنُونِ حَتّٰى يَفِيقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَعْقِلَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ .

''تین آدمی مرفوع القلم ہیں (۱) مجنون، جب تک سمجھدار نہ ہو جائے۔ (۲) بچہ، جب تک سن شعور (بلوغت) کو نہ پہنچ جائے (۳) سویا ہوا آدمی، جب تک بیدار نہ ہو جائے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(مسند عليّ بن الجَعد : ٧٤١، وسندهٗ صحيحٌ)

معلوم ہوا نابالغ بچہ شرعی احکام کا مکلّف نہیں ہوتا۔ اس میں بہتر فیصلے کی صلاحیت بھی نہیں ہوتی، لہٰذا اس کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّ طَلَاقَ الصَّبِيِّ، وَالْمَجْنُونِ لَا يَقَعُ.

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ (نابالغ) بچے اور مجنون کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔''

(شرح السنّة : 220/9)

**سوال**: مہر فاطمی کی کیا حیثیت ہے؟

**جواب**: مہر فاطمی پر کوئی دلیل نہیں۔ مہر کم یا زیادہ دیا جا سکتا ہے۔

**سوال**: خطبہ نکاح کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

**جواب**: نکاح میں دولہا اور دلہن کی رضا مندی، ولی کی اجازت، مہر اور ایجاب وقبول ضروری ہے۔ خطبہ نکاح ثابت نہیں، اس بارے میں سنن ابی داود (۲۱۱۸) والی روایت ابواسحاق سبیعی کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

البتہ اگر نکاح سے پہلے یا بعد وعظ ونصیحت کرنی ہے، تو خطبہ مشروع ہے۔

**سوال**: کیا سالی کی نواسی سے نکاح کیا جا سکتا ہے؟

**جواب**: بیوی کے ہوتے ہوئے سالی یا سالی سے نیچے کسی رشتہ مثلاً سالی کی نواسی یا پوتی سے نکاح صحیح نہیں، البتہ بیوی سے طلاق یا وفات کی صورت میں درست ہے۔

**سوال**: کیا باپ کے چچا کی بیٹی سے نکاح جائز ہے؟

**جواب**: جی ہاں۔ جائز ہے، کیونکہ حرام رشتوں میں اس کا ذکر نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



**سوال**: ایک شخص نے اپنی بھابھی سے زنا کیا، کیا دونوں بھائیوں کی اولاد کی آپس میں شادی ہوسکتی ہے؟

**جواب**: جی ہاں، ہوسکتی ہے۔

**سوال**: کیا رضاعی بہن بھائی کی اولاد کا آپس میں نکاح جائز ہے؟

**جواب**: جائز ہے۔ جب حقیقی بھائی بہن کی اولاد کا نکاح آپس میں جائز ہے، تو رضاعی کی اولاد کا بالاولیٰ جائز ہے، نیز اسے حرام رشتوں میں ذکر نہیں کیا گیا۔

**سوال**: ایک شخص نے اپنی بھابھی سے زنا کیا، جس سے بچی پیدا ہوئی، آیا زانی کے بیٹے کا نکاح اس بچی سے ہوسکتا ہے؟

**جواب**: نہیں ہوسکتا، کیونکہ شریعت میں رضاعی بہن سے نکاح کرنا حرام ہے، حالانکہ بہن نے اس لڑکے کی حقیقی ماں کا دودھ پیا ہوتا ہے، جبکہ یہاں جو بچی پیدا ہوئی ہے، وہ اس لڑکے کے زانی باپ کے نطفہ سے ہوئی ہے۔ جب ماں کے دودھ پلانے کے واسطہ سے نکاح جائز نہیں، تو براہِ راست باپ کے نطفہ سے پیدا ہونے والی بچی سے نکاح کیونکر جائز ہوگا؟

**سوال**: ایک آدمی نے اپنی بیٹی کا نکاح دوسرے آدمی سے کیا، تو اُس دوسرے آدمی نے اپنی بیٹی کا نکاح اُس کے ساتھ کردیا، یعنی داماد نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے سسر سے کردیا، دونوں سے اولاد ہوگئی، کیا اِن کی اولاد کا آپس میں نکاح ہوسکتا ہے؟

**جواب**: نہیں ہوسکتا۔ یہ ماموں بھانجی کا رشتہ ہے۔

**سوال**: کیا نبی کریم ﷺ مختون پیدا ہوئے؟

**جواب**: نبی کریم ﷺ کا پیدائشی طور پر ختنہ ثابت نہیں۔ اس کے بارے میں مروی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تمام روایات ضعیف وغیر ثابت ہیں۔

❀ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ فِيهِ شَيْءٌ .

”اس بارے میں کوئی روایت بھی ثابت نہیں۔“

(فتاویٰ شامی : 752/6، قُرّة عين الأخيار : 343/7)

پیدائشی طور پر ختنہ ہونا فضیلت کا باعث نہیں، کیونکہ عام بچے بھی پیدائشی طور پر مختون پیدا ہوتے ہیں۔

**سوال**: جوتا پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

**جواب**: صحیح احادیث سے جوتا پہن کر نماز پڑھنا ثابت ہے۔

❀ علامہ منبجی حنفی رحمہ اللہ (٦٨٦ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ جَاءَ تِ الْأَخْبَارُ مُتَوَاتِرَةً عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهِ فِي نَعْلَيْهِ .

”متواتر احادیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جوتا پہن کر نماز پڑھی۔“

(اللُّباب في الجمع بين السّنة والكتاب :326/1)

جوتا پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے، ضروری نہیں۔ لہٰذا مساجد میں قالین اور صفوں کی صفائی کا خیال کرنا چاہیے۔

**سوال**: نماز وتر کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: نماز وتر بالاتفاق سنت ہے۔ اس پر بہت سارے دلائل ہیں۔

❀ علامہ کاسانی حنفی رحمہ اللہ (۵۸۷ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



قَالَ عَامَّةُ الْفُقَهَاءِ : إِنَّ الْوِتْرَ سُنَّةٌ لِمَا أَنَّ كِتَابَ اللّٰهِ، وَالسُّنَنَ الْمُتَوَاتِرَةَ وَالْمَشْهُورَةَ مَا أَوْجَبَتْ زِيَادَةً عَلٰى خَمْسِ صَلَوَاتٍ .

''اکثر فقہا نے کہا ہے کہ وتر سنت ہے، کیونکہ قرآن کریم اور مشہور و متواتر سنت نے پانچ سے زائد نمازیں فرض نہیں کیں۔''

(بدائع الصّنائع :91/1)

**سوال**: میدان عرفات میں دو نمازیں جمع کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: میدان عرفات میں دو نمازیں جمع کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

✿ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلْجَمْعُ بِعَرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهُوَ مَنْقُولٌ بِالتَّوَاتُرِ فَلَمْ يَتَنَازَعُوا فِيهِ .

''عرفہ اور مزدلفہ میں دو نمازیں جمع کرنے کے جواز پر اتفاق ہے۔ یہ متواتر احادیث میں منقول ہے، اسی لیے فقہا نے اس میں اختلاف نہیں کیا۔''

(التّنبيه على مُشكِلات الهِداية : 1029/3)

**سوال**: کیا معراج والی رات اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کے درمیان تشہد کے بارے میں مکالمہ ہوا؟

**جواب**: اس طرح کی بات علمائے احناف نے اپنی کتب میں بغیر سند کے ذکر کی ہے، مگر یہ بے اصل ہے۔

**سوال**: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿إِنْ يَّتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ﴾(النّجم : ٢٣) ''وہ صرف گمان کی پیروی کرتے ہیں۔'' کا کیا مطلب ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(جواب): حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَيْ لَيْسَ لَهُمْ مُسْتَنَدٌ إِلَّا حُسْنَ ظَنِّهِمْ بِآبَائِهِمُ الَّذِينَ سَلَكُوا هٰذَا الْمَسْلَكَ الْبَاطِلَ قَبْلَهُمْ .

''یعنی ان کے پاس کوئی ٹھوس دلیل نہیں، مگر یہ کہ وہ اپنے ان آباء کے بارے حسن ظن رکھتے ہیں، جو اِن سے پہلے اس باطل راہ پر چلے تھے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 458/7)

(سوال): ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَى كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ﴾(الأنعام : ٧٦) ''جب ابراہیم پر رات کی تاریکی چھا گئی، تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا، کہا: یہ میرا رب ہے۔ پھر جب وہ غائب ہو گیا، تو کہا: میں غائب ہو جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔'' کا صحیح مفہوم کیا ہے؟

(جواب): حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْحَقُّ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، كَانَ فِي هٰذَا الْمَقَامِ مُنَاظِرًا لِقَوْمِهِ، مُبَيِّنًا لَهُمْ بُطْلَانَ مَا كَانُوا عَلَيْهِ مِنْ عِبَادَةِ الْهَيَاكِلِ وَالْأَصْنَامِ .

''درست بات یہ ہے کہ اس مقام پر ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم سے مناظرہ کر رہے ہیں اور ان پر واضح کر رہے ہیں کہ جو وہ اجسام و اصنام کی پوجا کرتے ہیں، سب باطل ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 292/3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



**سوال**: کیا عقائد میں قیاس ہوتا ہے؟

**جواب**: عقائد میں قیاس نہیں ہوتا۔

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ فُقَهَاءِ الْأَمْصَارِ وَسَائِرِ أَهْلِ السُّنَّةِ، وَهُمْ أَهْلُ الْفِقْهِ وَالْحَدِيثِ فِي نَفْيِ الْقِيَاسِ فِي التَّوْحِيدِ وَإِثْبَاتِهِ فِي الْأَحْكَامِ.

''فقہائے امصار اور تمام اہل سنت، جو کہ درحقیقت اہل فقہ اور اہل حدیث ہیں، کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ عقیدہ توحید میں قیاس جائز نہیں اور احکام ومسائل میں جائز ہے۔''

(جامع بيان العلم وفضله : 887/2)

**سوال**: فرمان الٰہی: ﴿وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ﴾ (بني إسرائيل : ۱۳) ''ہم نے ہر انسان کی قسمت اس کی گردن میں لٹکا دی ہے۔'' کا کیا مفہوم ہے؟

**جواب**: امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

يَقُولُ تَعَالَى ذِكْرُهُ: وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ مَا قُضِيَ لَهُ أَنَّهُ عَامِلُهُ، وَهُوَ صَائِرٌ إِلَيْهِ مِنْ شَقَاءٍ أَوْ سَعَادَةٍ بِعَمَلِهِ فِي عُنُقِهِ لَا يُفَارِقُهُ.

''اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ انسان اپنی قسمت کے مطابق جو بھی کرے گا، وہ ہم نے اس کے ساتھ لازم وملزوم کر دیا ہے، اسے انسان کر کے ہی رہے گا۔ انسان اپنے عمل کے ذریعے بدبخت یا خوش بخت ہوگا۔ یہ قسمت اس کی گردن میں ہے، کبھی اس سے جدا نہیں ہوگی۔''

(تفسير الطّبري : 518/14)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



**سوال**: یہود ونصاریٰ کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: آج کل اکثر یہود ونصاریٰ دہریہ ہیں، ان کا ذبیحہ حلال نہیں۔ جو واقعی اہل کتاب میں سے ہو، اس کا ذبیحہ بالا جماع حلال ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ﴾

(المائدة : ٥)

''اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے۔''

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا أَمْرٌ مُجْمَعٌ عَلَيْهِ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّ ذَبَائِحَهُمْ حَلَالٌ لِلْمُسْلِمِينَ؛ لِأَنَّهُمْ يَعْتَقِدُونَ تَحْرِيمَ الذَّبْحِ لِغَيْرِ اللّٰهِ، وَلَا يَذْكُرُونَ عَلٰى ذَبَائِحِهِمْ إِلَّا اسْمَ اللّٰهِ، وَإِنِ اعْتَقَدُوا فِيهِ تَعَالٰى مَا هُوَ مُنَزَّهٌ عَنْ قَوْلِهِمْ تَعَالٰى وَتَقَدَّسَ .

''یہ اہل علم کا اتفاقی واجماعی مسئلہ ہے کہ اہل کتاب کے ذبیحے مسلمانوں کے لیے حلال ہیں، کیونکہ اہل کتاب غیر اللہ کے لیے ذبح کو حرام سمجھتے ہیں اور وہ اپنے ذبیحہ پر صرف اللہ کا نام لیتے ہیں۔ اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ایسے عقائد بھی رکھتے ہیں، جن سے باری تعالیٰ کو منزہ اور پاک کیا جاتا ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 40/3)

**سوال**: دوران وضواذ کار کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: دوران وضواذ کار ثابت نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

أَحَادِيثُ الذِّكْرُ عَلٰى أَعْضَاءِ الْوُضُوءِ كُلُّهَا بَاطِلٌ لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ يَصِحُّ.

''اعضائے وضو پر ذکر کے متعلق تمام احادیث باطل ہیں، ان میں کوئی بھی پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔''

(المَنار المُنيف، ص 120)

**سوال**: توحید ربوبیت اور توحید الوہیت کیا ہے؟

**جواب**: علامہ زُبیدی رحمہ اللہ (۱۲۰۵ھ) فرماتے ہیں:

''توحید کی دو قسمیں ہیں؛ ① توحید ربوبیت ② توحید الوہیت۔ توحید ربوبیت میں اس بات کی گواہی دی جاتی ہے کہ رب تعالیٰ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے، عرش کے اوپر سے اکیلا اپنے بندوں کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے۔ پیدا کرنے والا، رزق دینے والا، عطا کرنے والا، روکنے والا، زندہ کرنے والا، موت دینے والا اور ظاہری و باطنی طور پر تمام معاملات کی تدبیر کرنے والا اس کے علاوہ کوئی نہیں۔ جو وہ چاہتا ہے، وہ ہوتا، جو نہیں چاہتا، نہیں ہوتا، اس کی اجازت کے بغیر کوئی ذرہ بھی حرکت نہیں کرتا، جو بھی چیز رونما ہوتی ہے، وہ اس کی مشیئت سے ہی ہوتی ہے، گرنے والا ایک پتہ بھی اس کے علم میں ہے، زمین و آسمان میں ذرہ بھر شے اس سے چھپی نہیں۔ ہر چھوٹی بڑی شے اس کے علم میں ہے، اس کی قدرت نے اسے گھیرا ہوا ہے، اس میں اُسی کی مرضی چلتی ہے اور وہ اس کی حکمت کے عین مطابق ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



توحید اُلوہیت یہ ہے کہ انسان اپنی ہمت، دل، عزم، ارادے اور حرکات کو باری تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی اور اس کی عبادت کے قیام میں صرف کر دے۔''

(تاج العُروس : 276/9)

**سوال:** کیا یزید نے کعبۃ اللہ کو گرایا یا جلایا تھا؟

**جواب:** یزید کا کعبہ کو گرانا یا اس کا حکم دینا ثابت نہیں۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

يَزِيدُ لَمْ يَهْدِمِ الْكَعْبَةَ، وَلَمْ يَقْصِدْ إِحْرَاقَهَا، لَا هُوَ وَلَا نُوَّابُهُ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ .

''اس پر مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ یزید نے کعبۃ اللہ کو منہدم نہیں کیا، نہ ہی یزید یا اس کے کسی نائب نے کعبہ کو جلانے کا قصد کیا۔''

(مِنہاج السّنّة : 577/4)

**سوال:** سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے ایمان کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

**جواب:** سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا ایمان بالا جماع ثابت ہے، اس پر صحیح اور متواتر نقول موجود ہیں۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِيمَانُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثَابِتٌ بِالنَّقْلِ الْمُتَوَاتِرِ وَإِجْمَاعِ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى ذٰلِكَ .

''سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا ایمان لانا متواتر روایات سے ثابت ہے، نیز اس پر اہل علم کا اجماع ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



(مَجموع الفتاویٰ : 453/4)

**سوال:** کیا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بادشاہ تھے؟

**جواب:** سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اسلام کے پہلے بادشاہ تھے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ، مَلِكُ الْإِسْلَامِ.

''آپ رضی اللہ عنہ مومنوں کے امیر اور اسلام کے بادشاہ تھے۔''

(سِیر أعلام النُّبلاء : 120/3)

❀ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو ''خلیفہ'' بھی کہا ہے۔

(صحیح ابن خزیمة : 2408، وسندہٗ صحیحٌ)

**سوال:** سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی مرویات کتنی ہیں؟

**جواب:** سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی (۱۶۳) روایات ہیں، جن میں سے (۴) متفق علیہ ہیں۔ (۴) کو امام بخاری رحمہ اللہ بیان کرنے میں منفرد ہیں اور (۵) کو امام مسلم رحمہ اللہ بیان کرنے میں منفرد ہیں۔

**سوال:** قرآن کریم چار انصار صحابہ نے جمع کیا، اس پر اعتراض کا کیا جواب ہے؟

**جواب:** سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلٰی عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَرْبَعَةٌ، كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ؛ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَبُو زَيْدٍ.

''عہد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں چار صحابہ نے قرآن کو جمع کیا، سب کا تعلق انصار سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تھا؛ ① سیدنا معاذ بن جبل ② سیدنا ابی بن کعب ③ سیدنا زید بن ثابت ④ سیدنا ابوزید رضی اللہ عنہم۔‘‘

(صحيح البخاري : 3810، صحيح مسلم : 2465)

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْمَازِرِيُّ : هٰذَا الْحَدِيثُ مِمَّا يَتَعَلَّقُ بِهٖ بَعْضُ الْمَلَاحِدَةِ فِي تَوَاتُرِ الْقُرْآنِ وَجَوَابُهٗ مِنْ وَجْهَيْنِ أَحَدُهُمَا : أَنَّهٗ لَيْسَ فِيهِ تَصْرِيحٌ بِأَنَّ غَيْرَ الْأَرْبَعَةِ لَمْ يَجْمَعْهُ فَقَدْ يَكُونُ مُرَادُهُ الَّذِينَ عَلِمَهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ أَرْبَعَةٌ وَأَمَّا غَيْرُهُمْ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُهُمْ فَلَمْ يَنْفِهِمْ وَلَوْ نَفَاهُمْ كَانَ الْمُرَادُ نَفْيَ عِلْمِهٖ وَمَعَ هٰذَا فَقَدْ رَوٰى غَيْرُ مُسْلِمٍ حِفْظَ جَمَاعَاتٍ مِنَ الصَّحَابَةِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ مِنْهُمُ الْمَازِرِيُّ خَمْسَةَ عَشَرَ صَحَابِيًّا وَثَبَتَ فِى الصَّحِيحِ أَنَّهٗ قُتِلَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ سَبْعُونَ مِمَّنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ وَكَانَتِ الْيَمَامَةُ قَرِيبًا مِنْ وَفَاةِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهٰؤُلَاءِ الَّذِينَ قُتِلُوا مِنْ جَامِعِيهِ يَوْمَئِذٍ فَكَيْفَ الظَّنُّ بِمَنْ لَمْ يُقْتَلْ مِمَّنْ حَضَرَهَا وَمَنْ لَمْ يَحْضُرْهَا وَبَقِىَ بِالْمَدِينَةِ أَوْ بِمَكَّةَ أَوْ غَيْرِهِمَا وَلَمْ يُذْكَرْ فِى هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعَةِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَنَحْوُهُمْ مِنْ كِبَارِ الصَّحَابَةِ الَّذِينَ يَبْعُدُ كُلَّ الْبُعْدِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



أَنَّهُمْ لَمْ يَجْمَعُوهُ مَعَ كَثْرَةِ رَغْبَتِهِمْ فِي الْخَيْرِ وَحِرْصِهِمْ عَلَى مَا دُونَ ذَلِكَ مِنَ الطَّاعَاتِ وَكَيْفَ نَظُنُّ هَذَا بِهِمْ وَنَحْنُ نَرَى أَهْلَ عَصْرِنَا حَفِظَهُ مِنْهُمْ فِى كُلِّ بَلْدَةٍ أُلُوفٌ مَعَ بُعْدِ رَغْبَتِهِمْ فِى الْخَيْرِ عَنْ دَرَجَةِ الصَّحَابَةِ مَعَ أَنَّ الصَّحَابَةَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ أَحْكَامٌ مُقَرَّرَةٌ يَعْتَمِدُونَهَا فِى سَفَرِهِمْ وَحَضَرِهِمْ إِلَّا الْقُرْآنَ وَمَا سَمِعُوهُ مِنَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَيْفَ نَظُنُّ بِهِمْ إِهْمَالِهِ فَكُلُّ هَذَا وَشِبْهُهُ يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ لَا يَصِحُّ أَنْ يَكُونَ مَعْنَى الْحَدِيثِ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِى نَفْسِ الْآمْرِ أَحَدٌ يَجْمَعُ الْقُرْآنَ إِلَّا الْآرْبَعَةُ الْمَذْكُورُونَ الْجَوَابُ الثَّانِى أَنَّهُ لَوْ ثَبَتَ أَنَّهُ لَمْ يَجْمَعْهُ إِلَّا الْآرْبَعَةُ لَمْ يَقْدَحْ فِى تَوَاتُرِهِ فَإِنَّ أَجْزَاءَ هُ حَفِظَ كُلَّ جُزْءٍ مِنْهَا خَلَائِقُ لَا يُحْصَوْنَ يَحْصُلُ التَّوَاتُرُ بِبَعْضِهِمْ وَلَيْسَ مِنْ شَرْطِ التَّوَاتُرِ أَنْ يَنْقُلَ جَمِيعُهُمْ جَمِيعَهُ بَلْ إِذَا نَقَلَ كُلَّ جُزْءٍ عَدَدُ التَّوَاتُرِ صَارَتِ الْجُمْلَةُ مُتَوَاتِرَةً بِلَا شَكٍّ وَلَمْ يُخَالِفْ فِى هَذَا مُسْلِمٌ وَلَا مُلْحِدٌ .

”علامہ مازری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قرآن کے تواتر کے مسئلہ میں بعض ملحدین نے اس حدیث کو دلیل بنایا ہے، اس کا جواب دو طرح ہے: ① اس حدیث میں یہ صراحت نہیں کہ ان چار کے علاوہ کسی صحابی نے قرآن جمع نہیں کیا، لہٰذا سیدنا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



انس رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہوگی کہ جن انصار کو وہ جانتے ہیں، وہ چار ہیں۔ان چار کے علاوہ مہاجرین اور وہ انصار جنہیں انس رضی اللہ عنہ نہیں جانتے تھے، اُن کی سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے نفی نہیں کی۔ اگر نفی کر بھی دیتے، تو اس سے مراد یہ تھا کہ انہوں نے اپنے علم کے مطابق نفی کی ہے۔ نیز امام مسلم رحمہ اللہ کے علاوہ دیگر محدثین نے نقل کیا ہے کہ عہد نبوی میں صحابہ کرام کی ایک جماعت نے قرآن کو حفظ کیا تھا۔علامہ مازری رحمہ اللہ نے ان میں سے پندرہ صحابہ کو ذکر کیا ہے۔ صحیح (بخاری: ۴۰۷۸) میں ثابت ہے کہ جنگ یمامہ میں ستر ایسے صحابہ شہید ہوئے، جنہوں نے قرآن جمع کیا تھا۔ یمامہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریب ہی کا واقعہ ہے۔قرآن کو جمع کرنے والوں میں یہ تو وہ صحابہ ہیں، جو اس دن شہید ہوئے، تو اُن صحابہ کی تعداد کتنی ہوگی، جو جنگ میں حاضر تو ہوئے، مگر شہید نہیں ہوئے یا جنگ میں حاضر ہی نہیں ہوئے، بلکہ مدینہ یا مکہ وغیرہما میں تھے۔ ان میں خلفائے اربعہ ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اور دیگر کبار صحابہ کا ذکر نہیں، جن کے متعلق یہ کہنا بہت بعید ہے کہ انہوں قرآن کو جمع نہ کیا، حالانکہ وہ خیر میں بہت زیادہ رغبت رکھنے والے اور چھوٹی سے چھوٹی نیکی پر حریص تھے۔ ہم صحابہ کے متعلق یہ گمان کیسے رکھ سکتے ہیں، جبکہ ہم اپنے زمانے میں دیکھتے ہیں کہ ہر علاقے میں ہزاروں کی تعداد میں حافظ قرآن موجود ہیں، حالانکہ انہیں صحابہ کی بہ نسبت خیر میں بہت کم رغبت ہے۔اس کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام کے پاس قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے علاوہ کوئی مقرر احکام نہ تھے کہ جن پر وہ اپنے سفر و حضر میں اعتماد کرتے ہوں۔تو ہم کیسے صحابہ کے متعلق گمان کر سکتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہیں کہ انہوں نے قرآن کی پرواہ نہ کی؟ لہٰذا یہ اور اس جیسی دیگر وجوہات دلالت کرتی ہیں کہ اس حدیث کا یہ معنی کرنا قطعا درست نہیں کہ حقیقت میں بھی قرآن کو جمع کرنے والے صحابہ چار ہی ہیں۔

② اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کہ قرآن کو صرف چار صحابہ نے ہی جمع کیا، تو بھی یہ قرآن کے تواتر میں قدح کا باعث نہیں، کیونکہ قرآن کے ہر ہر جزء کو بے شمار صحابہ نے حفظ کیا تھا، جس سے بعض اجزاء کے متعلق تواتر ثابت ہو جاتا ہے اور تواتر کی یہ شرط نہیں کہ اسے تمام لوگوں نے تمام کا تمام نقل کیا ہو، بلکہ اگر کسی جزء کو تواتر کے ساتھ نقل کیا جائے، تو بلاشبہ سارے کا سارا متواتر ہو جائے گا، اس کی مخالفت کوئی مسلمان یا ملحد نہیں کرتا۔''

(شرح صحیح مسلم : 19/16)

**سوال**: درج ذیل روایت کی تحقیق درکار ہے۔

❀ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلَّى الضُّحٰى سَجْدَتَيْنِ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ، وَمَنْ صَلَّى أَرْبَعًا كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِينَ، وَمَنْ صَلَّى سِتًّا كُفِيَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ، وَمَنْ صَلَّى ثَمَانِيًا كَتَبَهُ اللّٰهُ مِنَ الْعَابِدِينَ، وَمَنْ صَلَّى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.

''جس نے اشراق کے دو نفل ادا کیے، وہ غافل نہیں لکھا جائے گا، جس نے چار رکعت ادا کیے، اسے مطیع و فرمانبردار لوگوں میں لکھ دیا جاتا ہے، جس نے چھ رکعت ادا کیے، اسے یہ نوافل پورے دن کے لیے کافی ہو جائیں گے، جس نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



آٹھ رکعت ادا کیے، اسے اللہ تعالیٰ عبادت گزار بندوں میں لکھ دیتا ہے اور جس نے بارہ رکعت ادا کیے، اللہ تعالیٰ اس کا جنت میں محل تیار کر دیتا ہے۔“

(السّنن الصّغير للبيهقي : 825، جامع المَسانيد والسّنن لابن كثير : 302/9)

**جواب**: اس کی ساری کی ساری سندیں ضعیف ہیں۔

(ا) یہ سند ضعیف ہے۔ صلت بن سالم ضعیف ہے۔

❁ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ حَدِيثُهُ . ”اس کی حدیث ثابت نہیں۔“

(التّاريخ الكبير : 304/4)

❁ امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُنْكَرُ الْحَدِيثِ، لَيْسَ بِشَيْءٍ . ”منکر الحدیث ہے، کچھ بھی نہیں۔

(الجرح والتّعديل : 433/4)

❁ امام ابوزرعہ رحمہ اللہ نے اسے ”أسامی الضعفاء“ (١٥٦) میں ذکر کیا ہے۔

یاد رہے کہ طبرانی کی سند سے صلت بن سالم کا واسطہ گر گیا ہے۔

(ب) الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم (٩٨٧) اور مسند بزار (٣٨٩٠) والی سند سخت ضعیف ہے، حسین بن عطاء منکر الحدیث ہے۔

❁ امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُنْكَرُ الْحَدِيثِ وَهُوَ قَلِيلُ الْحَدِيثِ وَمَا حَدَّثَ بِهٖ فَمُنْكَرٌ .

”منکر الحدیث اور قلیل الحدیث ہے، اس نے جو بھی حدیث بیان کی، وہ منکر ہے۔“

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 61/3)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَرْوِي عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ الْمَنَاكِيرَ الَّتِي لَيْسَتْ تَشَعُّبُهُ حَدِيثَ الْأَثْبَاتِ لَا يَجُوزُ الْاحْتِجَاجُ بِهِ إِذَا انْفَرَدَ لِمُخَالَفَتِهِ الْأَثْبَاتَ فِي الرِّوَايَاتِ.

''یہ زید بن اسلم سے منسوب ایسی منکر روایات بیان کر دیتا تھا، جو ثقات کی روایات نہیں لگتی تھیں، اس کی منفرد روایات میں حجت پکڑنا جائز نہیں، کیونکہ یہ روایات میں ثقات کی مخالفت کرتا ہے۔''

(كتاب المَجروحين: 243/1)

نیز فرماتے ہیں:

يُخْطِئُ وَيُدَلِّسُ. ''غلطیاں کھاتا تھا اور تدلیس کرتا تھا۔''

(الثّقات: 209/6)

(ج) مسند ابی یعلی (کما فی المطالب لابن حجر: ۶۵۴)، السنن الکبریٰ للبیہقی (۴۹۰۶) اور معرفۃ الصحابہ لابی نعیم (۱۵۸۱) والی سند بھی ضعیف ہے۔

اسماعیل بن رافع ابو رافع ضعیف الحفظ ہے۔

(تقريب التّهذيب لابن حَجَر: 442)

امام نسائی رحمہ اللہ (الضعفاء والمتروکون: ۳۲) اور امام دارقطنی (سوالات البرقانی: ۹) نے ''متروک'' کہا ہے۔

امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قُلْتُ لِأَبِي: أَيُّهُمَا أَشْبَهُ؟ قَالَ: جَمِيعًا مُضْطَرِبَيْنِ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



”میں اپنے والد گرامی (ابوحاتم رحمہ اللہ) سے پوچھا کہ سیدنا ابودرداء اور سیدنا ابو ذرغفاری رضی اللہ عنہما میں سے کس کی حدیث بہتر ہے؟ فرمایا: دونوں حدیثیں ہی مضطرب ہیں۔“

(عِلَل ابن أبي حاتم: 279/2)

**سوال**: کیا ستر ڈھانپنا ضروری ہے؟

**جواب**: ستر ڈھانپنا واجب ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَآ أَخْرَجَ أَبَوَيْكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا﴾(الأعراف: ٢٧)

”اولادِ آدم! تمہیں شیطان بہکا نہ دے، جیسے تمہارے والدین (آدم وحواء) کو جنت سے نکلوا دیا تھا، ان کا لباس اتروا دیا، تاکہ انہیں ان کی شرمگاہ دکھائے۔“

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (٩١١ھ) فرماتے ہیں:

أُسْتُدِلَّ بِهِ أَيْضًا عَلٰى وُجُوبِ سِتْرِ الْعَوْرَةِ.

”ستر ڈھانپنے کے وجوب پر اس آیت سے بھی دلیل لی جاتی ہے۔“

(الإكليل، ص 127)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (٥٩٧ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ كَشْفَ الْعَوْرَةِ مُحَرَّمٌ بِالْإِجْمَاعِ.

”(کسی کے سامنے) ستر کھولنا بالاجماع حرام ہے۔“

(كَشف المُشكِل من حديث الصَّحيحين: 348/3)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



**سوال**: کیا جن بھی جنت میں جائیں گے؟

**جواب**: انسانوں کی طرح جن بھی شریعت کے مکلّف ہیں، ان کی طرف بھی نبی کریم ﷺ کی بعثت ہوئی ہے، ان میں بھی مسلمان اور کافر، نیک اور بد ہیں۔ جنات کے متعلق میں جنت اور جہنم کا فیصلہ ہوگا۔ اس پر کئی قرآنی وحدیثی دلائل ہیں، نیز اُمت کا اجماع ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ، فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ، كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ﴾

(الرّحمٰن : ٥٦۔٥٨)

”ان میں شرمیلی آنکھوں والی کنواری حوریں ہوں گی، جن سے پہلے کسی انسان یا جن نے ہم بستری نہیں کی ہوگی، تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، وہ حوریں گویا یاقوت ومرجان ہیں۔“

یہ آیت کریمہ دلیل ہے کہ جن بھی جنت میں جائیں گے۔

**سوال**: کیا نبی کریم ﷺ جنوں کی طرف بھی مبعوث ہوئے ہیں؟

**جواب**: جی ہاں۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ﴾(الأنعام : ١٩)

”تاکہ میں اس (قرآن) کے ذریعہ تمہیں اور جس تک بھی قرآن پہنچے، اسے (عذاب الٰہی سے) خبردار کروں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَبْعُوثٌ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَّإِلَى الْجِنِّ .

''یہ آیت دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانوں اور جنوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔''

(الإكليل، ص 117)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ ......وَّأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً .

''مجھے چھ چیزوں میں انبیا علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے؛...... میں پوری دنیا کے لیے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔''(صحيح مسلم : 522)

❁ علامہ احمد قسطلانی رحمہ اللہ (۹۲۳ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ أُرْسِلَ إِلَى الْجِنِّ اتِّفَاقًا، وَالدَّلِيلُ عَلٰى ذٰلِكَ قَبْلَ الْإِجْمَاعِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ، قَالَ تَعَالٰى : ﴿لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾، وَقَدْ أَجْمَعَ الْمُفَسِّرُونَ عَلٰى دُخُولِ الْجِنِّ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ .

''اس پر اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنوں کی طرف بھی مبعوث کیا گیا ہے، اجماع سے قبل اس کی دلیل کتاب وسنت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾ ''تاکہ آپ تمام جہانوں کو خبردار کریں۔'' تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ اس آیت میں جن بھی داخل ہیں۔''

(المَواهب اللَّدُنية : 353/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



**سوال**: بعض لوگ حدیث مصراۃ پر اعتراض کرتے ہیں، اس کی کیا حقیقت ہے؟

**جواب**: مُصَرَّاۃٌ سے مراد وہ جانور ہے، جس کا دودھ اس کے تھنوں میں روک دیا گیا ہو۔ یاد رہے کہ اگر کوئی بکری یا اونٹنی وغیرہ کو بیچنے کے ارادے سے خریدار کو دودھ زیادہ باور کروانے کے لیے ایک دو دن تھنوں میں دودھ روکے، تو یہ کام ناجائز و حرام اور دھوکا ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ، فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدُ فَإِنَّهُ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْتَلِبَهَا، إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ، وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعَ تَمْرٍ .

”(خریدار کو دھوکا دینے کے لیے) اونٹنی اور بکری کا دودھ نہ روکیں، جو ایسا جانور خرید لے، وہ دو باتوں میں سے ایک کا اختیار رکھتا ہے، چاہے اسے اپنے پاس رکھ لے اور چاہے مالک کو واپس کر دے، ساتھ کھجوروں کا ایک صاع بھی دے۔“

(صحيح البخاري : 2148، صحيح مسلم : 1524)

❁ صحیح مسلم کے الفاظ ہیں:

مَنِ ابْتَاعَ شَاةً مُّصَرَّاةً فَهُوَ فِيهَا بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، إِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا، وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا، وَرَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ، لَا سَمْرَاءَ .

”جو دودھ روکی ہوئی بکری خرید لے، وہ تین دن تک (واپس کرنے کا) اختیار رکھتا ہے اور اگر اس نے بکری واپس کرنی ہو، تو اس کے ساتھ ایک کھجور کا صاع بھی دے، نہ کہ گندم کا۔“

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

”یہ حدیث نص ہے، اس کی تاویل ممکن نہیں، مگر ایک گروہ حیرت میں پڑ گیا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



انہوں نے اس کی بے مقصد تاویل کر دی، پھر ان میں سے بعض نے جرأت کی اور کہا: یہ ابوہریرہ کی حدیث ہے اور سلف نے ابوہریرہ کی حدیث کو قبول کرنے میں توقف کیا ہے۔ یہ ایسی بات ہے، جسے کوئی منکر ہی سن سکتا ہے، کیونکہ یہ کتاب وسنت اور اجماع کے خلاف ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے تمام صحابہ کی تعریف کی ہے، فرمایا: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهٗٓ أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾(الفتح : ٢٩) ''محمد، اللہ کے رسول ہیں اور اُن کے ساتھی کفار پر بہت سخت ہیں۔'' نیز فرمایا: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا﴾(البقرة : ١٤٣) ''اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا۔'' حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند کیا اور میرے لیے صحابہ کو پسند کیا۔'' نیز سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی عدالت پر اجماع ہو چکا ہے۔''

(كشف المُشكِل : 422/3)

**سوال**: نماز تراویح کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: نماز تراویح مشروع مستحب ہے، اسے ترک کرنے والا گناہ گار ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى اسْتِحْبَابِهَا .

''نماز تراویح کے مستحب ہونے پر اہل علم کا اجماع ہے۔''

(شرح مسلم : 39/6، طرح التّثريب للعراقي : 162/4، عمدة القاري للعيني : 233/1)

❀ علامہ طحاوی حنفی رحمہ اللہ (١٢٣١ھ) لکھتے ہیں:

اَلتَّرَاوِيحُ سُنَّةٌ بِإِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْأُمَّةِ، مُنْكِرُهَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مُبْتَدِعٌ ضَالٌّ مَّرْدُودُ الشَّهَادَةِ .

”صحابہ کرام اور بعد والوں کا اجماع ہے کہ تراویح سنت ہے۔اس کا منکر بدعتی اور گمراہ ہے،اس کی گواہی قبول نہیں۔“

(حاشية الطّحطاوي على مَراقي الفلاح، ص 411، مَجمع الأنهر لشيخي زاده :1/135)

**فائدہ:**

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلسُّنَّةُ فِي التَّرَاوِيحِ أَنْ تُصَلّٰى بَعْدَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، كَمَا اتَّفَقَ عَلٰى ذٰلِكَ السَّلَفُ وَالْأَئِمَّةُ، فَمَنْ صَلَّاهَا قَبْلَ الْعِشَاءِ فَقَدْ سَلَكَ سَبِيلَ الْمُبْتَدِعَةِ الْمُخَالِفِينَ لِلسُّنَّةِ .

”تراویح میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ اسے نماز عشا کے بعد ادا کیا جائے،اس پر سلف امت اور ائمہ اسلام کا اتفاق ہے۔جس نے عشا سے پہلے تراویح ادا کی،اس نے سنت کے مخالفین اہل بدعت کا رستہ اختیار کیا۔“

(الاختيارات لشيخ الإسلام ابن تيمية لابن عبد الهادي، ص 41)

**سوال**: کیا اذان مکی دور میں مشروع ہوئی؟

**جواب**: اذان کا مکی دور میں مشروع ہونا ثابت نہیں۔اس بارے میں تمام روایات ضعیف اور غیر ثابت ہیں۔

❀ علامہ ابن عابدین حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) نقل کرتے ہیں:

اَلْحَقُّ أَنَّهٗ لَا يَصِحُّ شَيْءٌ مِّنْ هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ .

”حق بات یہ ہے کہ اس بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(فتاویٰ شامی:1/383)

**سوال**: رضا اور صبر میں کیا فرق ہے؟

**جواب**: علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

اَلْفَرْقُ بَيْنَ الرِّضَا وَالصَّبْرِ؛ أَنَّ الصَّبْرَ كَفُّ النَّفْسِ وَحَبْسُهَا عَنِ التَّسَخُّطِ مَعَ وُجُودِ الْأَلَمِ، وَتَمَنِّي زَوَالِ ذٰلِكَ، وَكَفُّ الْجَوَارِحِ عَنِ الْعَمَلِ بِمُقْتَضَى الْجَزَعِ، وَالرِّضَا : انْشِرَاحُ الصَّدْرِ وَسَعَتُهُ بِالْقَضَاءِ، وَتَرْكُ تَمَنِّي زَوَالِ ذٰلِكَ الْمُؤْلِمِ، وَإِنْ وُجِدَ الْإِحْسَاسُ بِالْأَلَمِ، لٰكِنَّ الرِّضَا يُخَفِّفُهُ لِمَا يُبَاشِرُ الْقَلْبَ مِنْ رُوحِ الْيَقِينِ وَالْمَعْرِفَةِ، وَإِذَا قَوِيَ الرِّضَا، فَقَدْ يُزِيلُ الْإِحْسَاسَ بِالْأَلَمِ بِالْكُلِّيَّةِ.

”رضا اور صبر میں فرق یہ ہے کہ صبر کا مطلب ہے نفس پر قابو رکھنا، تکلیف کے باوجود خود کو ناراضی سے روکے رکھنا، تکلیف کے ختم ہونے کی تمنا کرنا اور اپنے جوارح کو ان تمام اعمال سے روک لینا، جو جزع فزع کا باعث بنیں۔ رضا کا مطلب ہے؛ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر شرح صدر اور وسعت قلبی کا اظہار کرنا، اس تکلیف کے ختم ہونے کی تمنا نہ کرنا، اگرچہ تکلیف محسوس ہوتی ہو، لیکن رضا کی وجہ سے اس کی شدت میں کمی آ جاتی ہے، کیونکہ یہ دل کو یقین اور معرفت (الٰہی) سے ملا دیتی ہے۔ اگر رضا کی کیفیت مضبوط ہو، تو بسا اوقات تکلیف کا احساس کلی طور پر بھی زائل ہو جاتا ہے۔“

(جامع العُلوم والحِکَم :1/488)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



**سوال**: حدیث بئر بضاعۃ کی تحقیق درکار ہے۔

**جواب**: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ قِيلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَنَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ وَهِيَ بِئْرٌ يُطْرَحُ فِيهَا الْحِيَضُ وَلَحْمُ الْكِلَابِ وَالنَّتْنُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : الْمَاءُ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ .

''کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا ہم بضاعہ نامی کنویں سے وضو کر سکتے ہیں، جبکہ اس میں حیض والے کپڑے، کتوں کا گوشت اور گندگی پھینکی جاتی ہے، فرمایا: پانی پاک ہے، اسے کوئی چیز پلید نہیں کر سکتی۔''

(مسند الإمام أحمد : 31/3، سنن أبي داود : 66، سنن النّسائي : 326، سنن التّرمذي : 66، وسندہٗ حسنٌ)

اسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن'' (وفی بعض النسخ: حسن صحیح) کہا ہے۔ امام احمد بن حنبل (تہذیب الکمال للمزی: ۵/ ۴۵) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۴۷) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَحْسَنُهَا إِسْنَادًا حَدِيثُ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ .

''سب سے عمدہ سند ولید بن کثیر والی ہے۔'' (العِلَل :288/11)

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

(شرح السُّنّة : 61/2)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



هُوَ صَحِيحٌ، صَحَّحَهُ الْحُفَّاظُ.

”یہ حدیث صحیح ہے، اسے حفاظ نے صحیح قرار دیا ہے۔“

(خُلاصة الأحكام: 66/1)

حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الَّذِي يَظْهَرُ، صِحَّةُ الْحَدِيثِ مُطْلَقًا، كَمَا صَحَّحَهُ الْأَئِمَّةُ الْمُتَقَدِّمُونَ؛ التِّرْمِذِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَيَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، وَالْحَاكِمُ، وَهُمْ أَئِمَّةُ هٰذَا الْفَنِّ وَالْمَرْجُوعُ إِلَيْهِمْ.

”(بحث و تحقیق کے بعد) جو بات سامنے آئی ہے، وہ یہ ہے کہ یہ حدیث مطلقاً صحیح ہے، جیسا کہ متقدمین ائمہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، جن میں امام ترمذی، امام احمد، امام یحییٰ بن معین اور امام حاکم رحمہم اللہ شامل ہیں۔ یہ اس فن کے ائمہ ہیں اور (تحقیق حدیث میں) ان کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔“

(البدر المُنير: 387/1)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”حسن“ کہا ہے۔

(تنقيح التّحقيق: 15/1)

ابن رافع راوی موثق، حسن الحدیث ہے، جمہور ائمہ حدیث نے اس کی حدیث کی تصحیح کر کے اس کی توثیق کر دی ہے، باقی اس کے نام میں اختلاف سے کچھ فرق نہیں پڑتا، راوی کی اصل عدالت ہوتی ہے، وہ اس میں ثابت ہے۔

حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَامٌّ مَخْصُوصٌ، خُصَّ مِنْهُ الْمُتَغَيِّرُ بِنَجَاسَةٍ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



فَإِنَّهُ يَنْجُسُ بِالْإِجْمَاعِ، وَخُصَّ مِنْهُ أَيْضًا مَا دُونَ الْقُلَّتَيْنِ إِذَا لَاقَتْهُ نَجَاسَةٌ، عَلٰى قَوْلِ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَكَثِيرِينَ، وَقَالَ مَالِكٌ وَآخَرُونَ بِعُمُومِهِ، فَالْمُرَادُ الْمَاءُ الْكَثِيرُ الَّذِي لَمْ تُغَيِّرْهُ نَجَاسَةٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ، وَهٰذِهِ كَانَتْ صِفَةُ بِئْرِ بُضَاعَةَ، وَهٰذَا الْحَدِيثُ لَا يُخَالِفُ حَدِيثَ الْقُلَّتَيْنِ الْآتِي؛ لِأَنَّ مَاءَ هَا كَانَ كَثِيرًا، لَا يُغَيِّرُهُ وُقُوعُ هٰذِهِ الْأَشْيَاءِ فِيهِ.

”یہ حدیث عام ہے، بعض پانی اس میں شامل نہیں۔ (مثلاً) وہ پانی، جس (کے رنگ، بو یا ذائقہ) میں نجاست گرنے کی وجہ سے تبدیلی آجائے، تو یہ پانی بالاجماع ناپاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح وہ پانی، جس کی مقدار دو مٹکوں سے کم ہو اور اس میں نجاست مل جائے، جیسا کہ امام شافعی، امام احمد اور کئی دیگر ائمہ رحمہم اللہ کا مؤقف ہے۔ امام مالک اور دیگر کچھ ائمہ رحمہم اللہ کا کہنا ہے کہ حدیث بئر بضاعۃ عام ہے اور اس سے مراد وہ کثیر پانی ہے، جس میں نجاست گرنے سے تغیر نہیں آتا، اسے کوئی چیز پلید نہیں کرتی۔ بئر بضاعۃ بھی ایسا ہی تھا۔ نیز یہ حدیث، حدیث قلتین کے مخالف نہیں ہے، کیونکہ بئر بضاعۃ کا پانی اتنا زیادہ تھا کہ اس میں مذکورہ اشیا گرنے سے کوئی تغیر نہیں آتا تھا۔“

(البدر المُنیر: 392/1)

✿ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

”بئر بضاعہ والی حدیث سن کر کئی لوگوں کو وہم ہوتا ہے کہ یہ (گندگی وغیرہ پانی میں پھینکنا) لوگوں کی عادت تھی کہ یہ لوگ ایسا جان بوجھ کیا کرتے تھے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



حالانکہ یہ گمان کسی ذمی یا بت پرست کے بارے میں بھی نہیں کیا جا سکتا، چہ جائیکہ کسی مسلمان کے بارے میں کیا جائے، کیونکہ پہلے اور بعد کے مسلمانوں اور کافروں کی ہمیشہ سے یہ عادت رہی ہے کہ وہ پانی کو نجاستوں سے محفوظ رکھتے تھے، پھر بھلا اس زمانے والوں کہ جو دین کے سب سے اعلی طبقے اور مسلمانوں کی سب سے افضل جماعت سے تعلق رکھتے تھے، کے متعلق یہ گمان کیونکر جائز ہوسکتا ہے؟ ان علاقوں میں پانی اس سے کہیں اہم اور ضروری چیز تھی کہ وہ پانی سے ایسا سلوک کرتے اور اس کو حقیر جانتے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص پر لعنت کی ہے، جو پانی والی جگہوں پر پیشاب کرے۔ تو اس کا کیا حال ہوگا، جو پانی کے چشموں کو نجاست اور گندگی پھینکنے کی جگہ بنا لے؟ یہ کام صحابہ کرام کی شان کے خلاف ہے۔ دراصل اس گندگی کی وجہ یہ تھی کہ یہ کنواں نشیبی سطح میں واقع تھا اور بارش کی رو گندگی کو رستوں اور ڈھیروں سے بہا کر لے جاتی تھی اور اسے (نشیبی سطح میں موجود) اس کنوئیں میں ڈال دیتی تھی۔ چونکہ کنوئیں میں پانی بہت زیادہ ہوتا تھا، اس لیے ان اشیا کے گرنے سے اس میں تغیر نہیں آتا تھا۔ تو صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا، تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ اس کا پانی پاک ہے یا نجس؟ تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو جواب دیا کہ پانی کو کوئی چیز پلید نہیں کرتی۔ اس سے آپ ﷺ کی مراد کثیر پانی تھا کہ جس کی مقدار اتنی ہی ہو، جو اس کنوئیں کے کثیر پانی کی تھی، کیونکہ سوال اسی (کثیر) پانی کے متعلق ہوا تھا، لہٰذا جواب بھی اسی کے متعلق دیا۔ یہ قلتین والی حدیث کے مخالف بھی نہیں ہے، کیونکہ یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بات معلوم ہے کہ بئر بضاعہ کا پانی دو قلوں کو پہنچتا تھا، دونوں حدیثیں ایک دوسری کے موافق ہیں، مخالف نہیں۔ خاص کو عام پر مقدم رکھا جاتا ہے، یہ عام کی وضاحت کرتی ہے، نہ کہ اسے منسوخ کرتی ہے۔'' (مَعالِم السّنن: 37/1)

**سوال**: درج ذیل روایت کی تحقیق درکار ہے!

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

رَأَيْتُكُمْ رَفَعْتُمْ أَيْدِيَكُمْ فِي الصَّلَاةِ وَاللّٰهِ إِنَّهَا لَبِدْعَةٌ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ هٰذَا قَطُّ.

''میں نے آپ کو نماز میں (اس طرح) رفع الیدین کرتے دیکھا ہے، اللہ کی قسم! یہ بدعت ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح (رفع الیدین) کرتے نہیں دیکھا۔''

(الكامل لابن عدي: 160/2، الخَلافيات للبَيْهقي: 375/2)

**جواب**: سند ضعیف ہے۔ بشر بن حرب ضعیف ہے۔ اسے امام احمد بن حنبل، امام علی بن مدینی، امام ابو حاتم، امام ابو زرعہ، امام یحییٰ بن معین اور امام نسائی وغیرہم رحمہم اللہ نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

❀ علامہ جوزقانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''منکر'' کہا ہے۔

(الأباطيل والمَناكير: 28/2)

اس ضعیف روایت میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رفع الیدین کو بدعت نہیں کہہ رہے، بلکہ رفع الیدین کی کیفیت کو بدعت کہہ رہے ہیں کہ جو اس وقت لوگوں نے غلط اپنا لی تھی۔ اس قول میں رکوع کو جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین مراد نہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



بھلا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایسے عمل کو بدعت کیونکر کہہ سکتے ہیں، جسے خود نبی کریم ﷺ کو کرتے دیکھا ہو۔ (بخاری: ۷۳۶) نیز سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ کی مرفوع اور متواتر حدیث میں رفع الیدین کا اثبات موجود ہے۔ اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی رفع الیدین کرنا ثابت ہے۔ (صحيح البخاري : 739)

**سوال**: مندرجہ ذیل واقعہ کی کیا حقیقت ہے؟

❁ امام ابن مقری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُنْتُ أَنَا وَالطَّبَرَانِيُّ، وَأَبُو الشَّيْخِ بِالْمَدِيْنَةِ، فَضَاقَ بِنَا الْوَقْتُ، فَوَاصَلْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ، فَلَمَّا كَانَ وَقْتُ الْعِشَاءِ حَضَرْتُ الْقَبْرَ، وَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْجُوْعُ، فَقَالَ لِي الطَّبَرَانِيُّ : اِجْلِسْ، فَإِمَّا أَنْ يَكُونَ الرِّزْقُ أَوِ الْمَوْتُ، فَقُمْتُ أَنَا وَأَبُو الشَّيْخِ، فَحَضَرَ الْبَابَ عَلَوِيٌّ، فَفَتَحْنَا لَهٗ، فَإِذَا مَعَهٗ غُلَامَانِ بِقُفَّتَيْنِ فِيْهِمَا شَيْءٌ كَثِيْرٌ، وَقَالَ : شَكَوْتُمُونِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ رَأَيْتُهٗ فِي النَّوْمِ، فَأَمَرَنِي بِحَمْلِ شَيْءٍ إِلَيْكُمْ.

”میں، امام طبرانی اور امام ابو الشیخ رحمہما اللہ مدینہ میں مقیم تھے۔ کس مپرسی کے حالات تھے۔ ہم نے اس دن بغیر کھائے پیئے روزہ رکھا، جب عشاء کا وقت ہوا، تو میں نے قبر (رسول ﷺ) پر حاضری دی، عرض کیا: اللہ کے رسول! بھوک نے نڈھال کر رکھا ہے! امام طبرانی رحمہ اللہ نے مجھے کہا: بیٹھ جائیے، اب یا تو رزق آئے گا یا موت۔ میں اور امام ابو الشیخ کھڑے ہوئے، تو دروازے پر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



ایک شخص آیا، جس کا تعلق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تھا، ہم نے دروازہ کھولا، تو دیکھتے ہیں کہ اس کے ساتھ دو بچے کھڑے ہیں، جن کے ہاتھ میں کھانے سے بھری دو ٹوکریاں تھیں۔ وہ شخص کہنے لگا: آپ نے میری شکایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے؟ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حکم فرما رہے ہیں کہ آپ (تینوں) کے پاس کچھ کھانے کے لیے لے کر جاؤں۔"

(سِیَر أعلام النُّبلاء للذّهبي: 16/400، تاریخ الإسلام للذّهبي: 8/525)

**جواب**: ابوبکر بن ابی علی کے نیچے سند نا معلوم ہے، لہٰذا یہ واقعہ باطل ہے۔

**سوال**: کیا نفلی روزہ توڑنے پر کفارہ ہے؟

**جواب**: بغیر عذر کے نفلی روزہ توڑا جا سکتا ہے۔ اس کے توڑنے پر کفارہ نہیں۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟ فَقُلْنَا: لَا، قَالَ: فَإِنِّي إِذَنْ صَائِمٌ، ثُمَّ أَتَانَا يَوْمًا آخَرَ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَقَالَ: أَرِينِيهِ، فَلَقَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا فَأَكَلَ.

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے پاس آئے اور پوچھا: کیا گھر میں کھانا موجود ہے؟ عرض کیا: جی نہیں۔ فرمایا: تب میں روزے سے ہوں، پھر کسی اور دن تشریف لائے، تو ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! تحفے میں حلوہ آیا ہے، فرمایا: لائیں، ویسے تو صبح میں نے روزہ رکھا تھا، پھر آپ نے حلوہ کھا لیا۔"

(صحیح مسلم: 1154)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

فِي الرِّوَايَةِ الثَّانِيَةِ التَّصْرِيحُ بِالدَّلَالَةِ لِمَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ وَمُوَافِقِيهِ فِي أَنَّ صَوْمَ النَّافِلَةِ يَجُوزُ قَطْعُهُ وَالْأَكْلُ فِي أَثْنَاءِ النَّهَارِ وَيَبْطُلُ الصَّوْمُ لِأَنَّهُ نَفْلٌ فَهُوَ إِلَى خِيَرَةِ الْإِنْسَانِ فِي الْابْتِدَاءِ وَكَذَا فِي الدَّوَامِ وَمِمَّنْ قَالَ بِهٰذَا جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَآخَرُونَ وَلٰكِنَّهُمْ كُلُّهُمْ وَالشَّافِعِيَّ مَعَهُمْ مُتَّفِقُونَ عَلَى اسْتِحْبَابِ إِتْمَامِهِ .

”دوسری روایت امام شافعی اور آپ کے موافقین کی دلیل ہے کہ نفلی روزہ توڑ کر کچھ کھا لینا جائز ہے، اس سے روزہ فاسد ہو جائے گا، کیونکہ یہ نفل ہے اور نفل جیسے ابتدا میں انسان کی مرضی پر ہوتا ہے، ایسے ہی اسے جاری رکھنا بھی مرضی پر موقوف ہے۔ یہ موقف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت، امام احمد بن حنبل، امام اسحاق رحمہم اللہ وغیرہم کا ہے، لیکن امام شافعی رحمہ اللہ سمیت تمام اسے مکمل کرنا مستحب سمجھتے ہیں۔“

(شرح النّووي : 35/8)

❁ سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِيَ صَائِمَةٌ، فَقَالَ : أَصُمْتِ أَمْسِ؟ ، قَالَتْ : لَا، قَالَ : تُرِيدِينَ أَنْ تَصُومِي غَدًا؟ قَالَتْ : لَا، قَالَ : فَأَفْطِرِي .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ میرے ہاں آئے، میں روزہ سے تھی، پوچھا: کل آپ نے روزہ رکھا تھا؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: آئندہ کل کا ارادہ ہے؟ عرض کیا: نہیں، فرمایا: تو پھر افطار کر دیں۔“

(صحيح البخاري : 1986)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

دَلَّ عَلٰى أَنَّ الشُّرُوعَ فِي الْعِبَادَةِ لَا يَسْتَلْزِمُ الْإِتْمَامَ إِذَا كَانَتْ نَافِلَةً بِهٰذَا النَّصِّ فِي الصَّوْمِ وَبِالْقِيَاسِ فِي الْبَاقِي، فَإِنْ قِيلَ : يَرِدُ الْحَجَّ قُلْنَا : لَا، لِأَنَّهُ امْتَازَ عَنْ غَيْرِهِ بِلُزُومِ الْمُضِيِّ فِي فَاسِدِهٖ فَكَيْفَ فِي صَحِيحِهٖ وَكَذٰلِكَ امْتَازَ بِلُزُومِ الْكَفَّارَةِ فِي نَفْلِهٖ كَفَرْضِهٖ .

”یہ حدیث دلیل ہے کہ نفلی عبادت کا آغاز کرنے پر اسے مکمل کرنا ضروری نہیں۔ روزوں میں تو یہ واضح نص ہے اور باقی عبادات میں اس پر قیاس کیا جائے گا۔ اگر کوئی کہے کہ پھر تو حج میں بھی ایسا ہی ہونا چاہیے! ہم کہیں گے کہ نہیں، حج اس سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ حج فاسد ہو جائے، تب بھی اسے جاری رکھنا ضروری ہے، چہ جائیکہ حج کو درمیان میں چھوڑ دیا جائے۔ اسی طرح فرض حج کی طرح نفل حج میں بھی کفارہ لازم ہوتا ہے (لہٰذا اسے دیگر عبادات پر قیاس کرنا درست نہیں۔)“

(فتح الباري :107/1)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



بَابُ صِيَامِ التَّطَوُّعِ وَالْخُرُوجِ مِنْهُ قَبْلَ تَمَامِهِ .

''نفلی روزہ اور اسے مکمل کرنے سے پہلے افطار کا بیان۔''

(السّنن الکبریٰ : 4/455)

❁ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ، فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ، فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً، فَقَالَ لَهَا : مَا شَأْنُكِ؟ قَالَتْ : أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا، فَجَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا، فَقَالَ : كُلْ؟ قَالَ : فَإِنِّي صَائِمٌ، قَالَ : مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتَّى تَأْكُلَ، قَالَ : فَأَكَلَ، ...... فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : صَدَقَ سَلْمَانُ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سلمان فارسی اور سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہما میں مواخات قائم کی۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ملنے آئے، تو دیکھا کہ سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا کی حالت پراگندہ ہے۔ پوچھا: یہ کیا؟ کہا: آپ کے بھائی ابو درداء کو دنیا کی کوئی غرض نہیں۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ آئے اور سلمان رضی اللہ عنہ کے لیے کھانا پیش کیا۔ سلمان نے کہا: کھایئے، فرمایا: میں روزے سے ہوں۔ فرمایا : آپ کھائیں گے، تو میں کھاؤں گا، تو سیدنا ابودرادء رضی اللہ عنہ نے کھالیا۔ اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلمان نے درست کیا۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



(صحيح البخاري : 1968)

❀ امام بخاری رحمہ اللہ کی تبویب:

بَابُ مَنْ أَقْسَمَ عَلٰى أَخِيهِ لِيُفْطِرَ فِي التَّطَوُّعِ، وَلَمْ يَرَ عَلَيْهِ قَضَاءً إِذَا كَانَ أَوْفَقَ لَهُ .

”کسی پر قسم اٹھادی کہ وہ نفل روزہ افطار کردے گا، اب اگر اس نے روزہ افطار کردیا ہے تو اس پر قضا نہیں۔“

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ جَوَازُ الْفِطْرِ مِنْ صَوْمِ التَّطَوُّعِ كَمَا تَرْجَمَ لَهُ الْمُصَنِّفُ وَهُوَ قَوْلُ الْجُمْهُورِ وَلَمْ يَجْعَلُوا عَلَيْهِ قَضَاءً إِلَّا أَنَّهُ يُسْتَحَبُّ لَهُ ذٰلِكَ .

”ترجمۃ الباب سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس حدیث میں نفلی روزہ افطار کرنے کا جواز ہے۔ جمہور کا یہی مذہب ہے، نیز روزہ توڑنے والے پر قضا ضروری نہیں، البتہ مستحب ہے۔“

(فتح الباري : 212/4)

**سوال**: جان بوجھ کر فرض روزہ توڑنے پر قضا ہے؟

**جواب**: بغیر عذر کے جان بوجھ کر فرض روزہ توڑنے پر قضا ہے، کفارہ نہیں ہے۔ مرض یا سفر کی وجہ سے روزہ افطار کر دے، تو دوسرے دونوں میں قضا دے گا، جس نے جان بوجھ کر افطار کیا، وہ بالاولیٰ قضا دے گا، نیز توبہ کرے گا۔

❀ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَأَفْطَرَ قَالَ : فَلَقِيتُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



ثَوْبَانَ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ : صَدَقَ أَنَا صَبَبْتُ لَهُ الْوَضُوءَ .

''(نفلی روزہ میں) رسول اللہ ﷺ کو قے آئی، تو آپ ﷺ نے روزہ توڑ دیا، کہتے ہیں: دمشق کی مسجد میں میری ملاقات ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہوئی، میں نے اُن سے یہ بات ذکر کی، تو کہنے لگے: انہوں نے سچ کہا، آپ ﷺ کو وضو کروانے کے لیے پانی میں نے ہی بہایا تھا۔''

(سنن أبي داوٗد: 2381، سنن التّرمذي: 87، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۸)، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۹۵۶) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۰۹۷) نے ''صحیح'' کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (۴۲۶/۱) نے امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❀ امام ابن مندہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ مُتَّصِلٌ صَحِيحٌ .

''اس کی سند متصل صحیح ہے۔''

(التّلخيص الحبير لابن حَجَر: 190/2)

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ روزہ قے آنے سے نہیں ٹوٹا، بلکہ جب نبی کریم ﷺ کو قے آئے، تو آپ ﷺ نے اپنے اختیار سے روزہ توڑ دیا۔ یقیناً یہ نفلی روزہ گا۔ اس مفہوم سے تمام دلائل میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے:

مَنْ قَاءَ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيُفْطِرْ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



”جس نے روزے کی حالت میں (جان بوجھ کر) قے کی، وہ افطار کر دے۔“

(السّنن الكبرىٰ للنّسائي : 3118، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مَنِ اسْتَقَاءَ وَهُوَ صَائِمٌ، فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ، وَمَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ.

”جس نے روزے کی حالت میں جان بوجھ کر قے کی، اس پر قضا ہے اور جسے خود بخود قے آئی، اس پر قضا نہیں ہے۔“

(موطأ الإمام مالك : 304/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

فِي رَجُلٍ تَقَيَّأَ لَمْ يَتَعَمَّدْ ذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ، فَقَالَ أَبِي : أَرٰى أَنْ لَّا يُعِيدَ صَوْمَ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ لِأَبِي : فَإِنْ هُوَ تَقَيَّأَ تَعَمَّدَ ذٰلِكَ، قَالَ : أَرٰى أَنْ يُّعِيدَ الصَّوْمَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ كَفَّارَةٌ.

”جس شخص کو رمضان کے روزے میں قے آ جائے، اس نے ایسا جان بوجھ کر نہ کیا ہو، تو میرے مطابق وہ روزے کی قضا نہیں دے گا۔ (یعنی اس کا روزہ برقرار رہے گا۔) میں (عبداللہ بن احمد) نے والد گرامی سے پوچھا: اگر کوئی جان بوجھ کر قے کرے؟ فرمایا: میرے مطابق وہ اس روزے کی قضا دے، لیکن اس پر کفارہ نہیں ہے۔“

(مسائل الإمام أحمد برواية ابنه عبد اللّٰه، ص 184)

جان بوجھ کر قے کرے، تو فرض روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اس پر قضا ہے، تو جب جان

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



بوجھ کر کھا پی لے، تو اس پر بھی قضا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِقْضُوا اللّٰہَ الَّذِي لَہٗ، فَإِنَّ اللّٰہَ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ .

''اللہ تعالیٰ کا حق ادا کریں، کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کا حق ادا کیا جائے۔''

(صحیح البخاري : 7315)

روزہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے، اگر جان بوجھ کر توڑ دے گا، تو قضا کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا حق پورا کرے گا۔

❁ جابر بن زید رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ جو شخص جان بوجھ کر رمضان کا روزہ توڑ دے، وہ کیا کرے؟ فرمایا:

لِيَصُمْ يَوْمًا مَكَانَهٗ، وَيَصْنَعُ مَعَ ذٰلِكَ مَعْرُوفًا .

''اس کی قضا میں ایک روزہ رکھے، نیز کوئی نیکی بھی کرے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 9775، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا، جو جان بوجھ کر رمضان کا روزہ توڑ دے، فرمایا:

يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ ذٰلِكَ، وَيَتُوبُ إِلَيْهِ، وَيَقْضِي يَوْمًا مَّكَانَهٗ .

''وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے اور ایک روزے کی قضا دے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 9778، وسندهٗ صحيحٌ)

تنبیہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ، وَّإِنِ اسْتَقَاءَ فَلْيَقْضِ.

”جس کو روزے کی حالت میں خود بخود قے آجائے، اس پر قضا نہیں ہے (یعنی اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا) اور جو قصدا قے کرے، اس پر قضا لازم ہے۔“

(مسند أحمد: 2/498، سنن أبي داوٗد: 2380، سنن التّرمذي: 720)

یہ حدیث معلول ہے۔ اس حدیث پر امام احمد بن حنبل اور امام بخاری رحمہما اللہ جیسے ائمہ علل نے جرح کی ہے، اسے مرفوع بیان کرنا خطا ہے۔

**سوال**: میزان کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

**جواب**: اہل سنت والجماعت کا اجماعی واتفاقی عقیدہ ہے کہ روز قیامت ترازو قائم ہوگا، یہ ترازو حسی اور حقیقی ہوگا۔ اس کے دو پلڑے اور ایک ڈنڈی ہوگی۔ جن پر بندوں کے اچھے برے اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ اعمال کے ساتھ ساتھ عمل کرنے والے انسان کو بھی تولا جائے گا۔ معتزلہ اور بعض متکلمین کہتے ہیں کہ میزان سے مراد عدل ہے، کیونکہ اعمال اعراض ہیں، اعراض کو تولا نہیں جا سکتا۔ اہل سنت کہتے ہیں کہ اعمال کو جسم دیے جائیں گے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ (الأنبياء: ٤٧)

”ہم روز قیامت عدل وانصاف کے ترازو قائم کریں گے۔“

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ، وَمَنْ خَفَّتْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ﴾

(المؤمنون: ١٠٢۔١٠٣)

”جن کا ترازو بھاری ہوا، وہ فلاح پا جائیں گے اور جن کا میزان ہلکا نکلا، تو یہ وہ ظالم ہوں گے، جنہوں نے خود پر ہی ظلم ڈھایا، یہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔“

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ، خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ؛ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ .

”دو کلمے، رحمٰن کو بہت محبوب ہیں، زبان پر (ادا کرنے میں) بہت آسان ہیں اور میزان میں بہت وزنی ہیں؛ سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم۔“

(صحيح البخاري: 7563، صحيح مسلم: 2694)

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (٩١١ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الثِّقْلُ فَعَلَى الْحَقِيقَةِ عِنْدَ عُلَمَاءِ أَهْلِ السُّنَّةِ؛ إِذِ الْأَعْمَالُ تُتَجَسَّمُ حِينَئِذٍ .

”(ان کلمات کا میزان میں) بھاری ہونا اہل سنت کے ہاں حقیقی ہے، کیونکہ اس وقت اعمال کو جسم دے دیا جائے گا۔“

(قوت المُغتذي: 855/2)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ، وَقَالَ: اقْرَؤُوا: ﴿فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



وَزْنًا﴾(الکھف : ۱۰۵)

’’روز قیامت ایک بھاری بھرکم آدمی آئے گا، اس کا وزن اللہ تعالیٰ کے ہاں مچھر کے پَر کے برابر بھی نہ ہوگا۔ مزید یہ آیت پڑھ لیں:﴿فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾(الکھف : ۱۰۵)’’روز قیامت ہم ان کے لیے میزان ہی قائم نہیں کریں گے۔‘‘

(صحيح البخاري : 4729، صحيح مسلم : 2785)

❁ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا:

مِمَّ تَضْحَكُونَ؟ قَالُوا : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، مِنْ دِقَّةِ سَاقَيْهِ، فَقَالَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ، لَهُمَا أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ مِنْ أُحُدٍ .

’’آپ ہنس کیوں رہے ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے نبی! ابن مسعود کی باریک باریک پنڈلیوں سے۔ فرمایا: اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ پنڈلیاں میزان میں اُحد پہاڑ سے بھی وزنی ہوں گی۔‘‘

(مسند الإمام أحمد : 420/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ (۷۰۶۹) نے ’’صحیح‘‘ قرار دیا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي عَلٰى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ، ثُمَّ يَقُولُ : أَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا؟ أَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُونَ؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



فَيَقُولُ : لَا، يَا رَبِّ، فَيَقُولُ : أَفَلَكَ عُذْرٌ؟ فَيَقُولُ : لَا يَا رَبِّ، فَيَقُولُ : بَلٰى إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً، فَإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ، فَتَخْرُجُ بِطَاقَةٌ فِيهَا : أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَيَقُولُ : احْضُرْ وَزْنَكَ، فَيَقُولُ : يَا رَبِّ مَا هٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلَّاتِ، فَقَالَ : إِنَّكَ لَا تُظْلَمُ، قَالَ : فَتُوضَعُ السِّجِلَّاتُ فِي كَفَّةٍ وَالْبِطَاقَةُ فِي كَفَّةٍ، فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ، فَلَا يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللّٰهِ شَيْءٌ .

”اللہ تعالیٰ روز قیامت میری امت کے ایک آدمی کو تمام لوگوں کے سامنے الگ کرے گا، اس کے (اعمال کے) ننانوے دفاتر پھیلا دیے جائیں گے، ہر دفتر تا حد نگاہ وسیع ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا: کیا تجھے اس میں سے کسی چیز پر اعتراض ہے؟ کیا تم پر میرے محافظ کاتبوں نے ظلم کیا ہے؟ وہ کہے گا: نہیں، میرے رب! اللہ تعالیٰ کہے گا: تیرے پاس کوئی عذر؟ وہ کہے گا: نہیں، میرے رب! اللہ تعالیٰ کہے گا: بلکہ تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے، آج تیرے ساتھ ظلم نہیں ہوگا۔ پھر ایک پرچی نکالی جائے گی، جس پر کلمہ شہادت لکھا ہوگا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ، اپنے اعمال کا وزن خود دیکھ لو۔ وہ کہے گا: میرے رب! اس پرچی کا ان (بڑے بڑے) دفاتر کے ساتھ کیا مقابلہ؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تجھ سے کوئی ظلم وزیادتی نہیں ہوگی۔ تو تمام دفاتر کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے گا اور پرچی کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا، وہ تمام دفاتر (ہلکے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



ہونے کی وجہ سے ) اوپر اُٹھ جائیں گے اور پر چی جھک جائے گی۔ (در اصل) اللہ کے نام سے زیادہ کسی چیز کا وزن نہیں ہوگا۔“

(سنن الترمذي : 2639، سنن ابن ماجه : 4300، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۲۵) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۵۲۹) نے ”صحیح الاسناد“ کہا ہے۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ يُمْكِنُ الْجَمْعُ بَيْنَ هٰذِهِ الْآثَارِ بِأَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ كُلُّهٗ صَحِيحًا، فَتَارَةً تُوزَنُ الْأَعْمَالُ، وَتَارَةً تُوزَنُ مَحَالُّهَا، وَتَارَةً يُوزَنُ فَاعِلُهَا .

”ان احادیث میں جمع و تطبیق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ یہ تمام حدیثیں صحیح ہیں، لہٰذا کبھی اعمال کو تولا جائے گا، کبھی اعمال کے دفاتر کو اور کبھی اعمال کرنے والے کو۔“

(تفسير ابن كثير : 390/3)

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

لَا يُلْتَفَتُ إِلٰى مُلْحِدٍ مُعَانِدٍ يَقُولُ : الْأَعْمَالُ أَعْرَاضٌ لَا تَقْبَلُ الْوَزْنَ، وَإِنَّمَا يَقْبَلُ الْوَزْنَ الْأَجْسَامُ! فَإِنَّ اللّٰهَ يَقْلِبُ الْأَعْرَاضَ أَجْسَامًا ...... فَثَبَتَ وَزْنُ الْأَعْمَالِ وَالْعَامِلِ وَصَحَائِفِ الْأَعْمَالِ، وَثَبَتَ أَنَّ الْمِيزَانَ لَهٗ كِفَّتَانِ، وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ بِمَا وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْكَيْفِيَّاتِ، فَعَلَيْنَا الْإِيمَانُ بِالْغَيْبِ، كَمَا أَخْبَرَنَا الصَّادِقُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ وَلَا نُقْصَانٍ، وَيَا خَيْبَةَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



مَنْ يَنْفِي وَضْعَ الْمَوَازِينِ الْقِسْطِ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ كَمَا أَخْبَرَ الشَّارِعُ، لِخَفَاءِ الْحِكْمَةِ عَلَيْهِ، وَيَقْدَحُ فِي النُّصُوصِ بِقَوْلِهِ : لَا يَحْتَاجُ إِلَى الْمِيزَانِ إِلَّا الْبَقَّالُ والفوَّال! وَمَا أَحراهُ بِأَنْ يَكُونَ مِنَ الَّذِينَ لَا يُقِيمُ اللّٰهُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا، وَلَوْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْحِكْمَةِ فِي وَزْنِ الْأَعْمَالِ إِلَّا ظُهُورُ عَدْلِهِ سُبْحَانَهٗ لِجَمِيعِ عِبَادِهٖ، فَإِنَّهٗ لَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰهِ، مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ أَرْسَلَ الرُّسُلَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ، فَكَيْفَ وَوَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْحِكَمِ مَا لَا اطِّلَاعَ لَنَا عَلَيْهِ .

’’ملحد ومعاند کا یہ قول نا قابل التفات ہے کہ اعمال اعراض ہیں، ان کا وزن نہیں ہوسکتا، وزن تو جسم والی اشیا کا ہوتا ہے! اللہ تعالیٰ اعراض کو اجسام میں تبدیل کر دے گا۔...... پس ثابت ہوا کہ اعمال، عامل اور صحیفوں کا وزن ہوگا، یہ بھی ثابت ہوا کہ ترازو کے دو پلڑے ہوں گے، اس کے ماورا کیا کیفیات ہیں؟ یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہمارے ذمہ تو غیب پر ایمان لانا ہے، جیسا کہ سچے نبی ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے، اس میں نہ زیادتی کی جائے اور نہ کمی۔ کتنے بد بخت ہیں وہ لوگ، جو قیامت کے دن عدل کا ترازو قائم ہونے کا انکار صرف اس وجہ سے کرتے ہیں کہ اس کی حکمت پوشیدہ ہے۔ یہ نصوص میں قدح کرتے ہوئے کہتے ہیں: ترازو کی ضرورت تو دکاندار اور سبزی فروش کو ہوتی ہے!! خدشہ ہے کہ ان لوگوں کا شمار ان میں نہ ہو جائے، (کہ کفر کی وجہ سے)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



جن کے لیے اللہ تعالیٰ ترازو ہی قائم نہیں کرے گا۔ اگر اعمال کے وزن میں یہی حکمت ہو کہ اللہ تعالیٰ تمام بندوں کے لیے عدل وانصاف کو ظاہر کرے گا، تو اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کس کے پاس یہ وجہ ہو سکتی ہے؟ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو بشیر اور نذیر بنا کر مبعوث کیا۔ (یہ تو ہے ایک حکمت) اس کے علاوہ جن حکمتوں کو ہم نہیں جانتے، معلوم نہیں وہ کیا ہوں گی؟''

(شرح الطّحاوية، ص 419)

✿ علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

''اگر کوئی کہے: کیا اللہ تعالیٰ اعمال کی مقدار کو نہیں جانتا؟، پھر بھلا ان کا وزن کرنے میں کیا حکمت؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں پانچ حکمتیں پنہاں ہیں؛ ① اس کے ذریعہ دنیا میں لوگوں کے ایمان کا امتحان کرنا ② آخرت میں خوش بختی اور بدبختی کے لیے نشانی ظاہر کرنا ③ بندوں کو معلوم کرانا کہ ان کی نیکیاں کیا ہیں اور برائیاں کیا ہیں؟ ④ بندوں پر حجت قائم کرنا ⑤ اس بات کا اظہار کہ اللہ تعالیٰ عادل ہے، ظلم نہیں کرتا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اعمال کو ایک کتاب میں جمع کر دیا ہے اور بغیر کسی نسیان کے انہیں لکھ دیا ہے۔''

(زاد المَسير في علم التّفسير : 103/2)

اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ غیر محسوس چیزوں کا وزن کرے۔ آج کے دور میں بھی کئی غیر محسوس چیزوں کو ماپا تولا جاتا ہے، مثلاً ہوا کا وزن، بخار کا درجہ، خون کا دباؤ (بلیڈ پریشر)، درجہ حرارت اور بجلی کے یونٹس وغیرہ چیک کرنے کے آلات۔

**سوال**: قریب الموت کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرنا کیسا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(جواب): جائز ہے۔

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ .

”قریب المرگ کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کریں۔“

(صحيح مسلم : 916)

امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ یہ تلقین اس وقت کی جائے گی، جب انسان موت کے قریب ہو، نہ کہ بعد المرگ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک عمل اسی پر دال ہے۔

❁ علامہ طحطاوی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۳۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلْجُمْهُورُ عَلٰى أَنَّ الْمُرَادَ مِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ مَجَازُهٗ أَيْ مَنْ قَرُبَ مَوْتُهٗ لَا الْمَيِّتُ حَقِيقَةً .

”جمہور اہل علم کے مطابق اس حدیث میں مجازی معنی مراد ہے، یعنی قریب الموت، نہ کہ حقیقی طور پر میت۔“

(حاشية الطّحطاوي على مَراقي الفلاح، ص 558)

❁ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ : يَا خَالُ، قُلْ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ : أَخَالٌ أَمْ عَمٌّ؟ فَقَالَ : لَا، بَلْ خَالٌ، قَالَ : فَخَيْرٌ لِي أَنْ أَقُولَ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : نَعَمْ .

”رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کی تیمارداری کے لئے گئے، فرمایا: ماموں جان! لا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



اِلٰہ اِلا اللہ پڑھ لیجیے، کہا: ماموں یا چچا؟ فرمایا: ماموں! کہا: کیا لا اِلٰہ اِلا اللہ کہنا میرے لیے خیر کا پیغام لائے گا؟ فرمایا: جی ہاں۔''

(مسند الإمام أحمد : 268/3، وسندہٗ صحیحٌ)

❀ علمائے احناف نے لکھا ہے:

هٰذَا التَّلْقِينُ مُسْتَحَبٌّ بِالْإِجْمَاعِ .

''یہ تلقین بالاجماع مستحب ہے۔''

(فتاویٰ عالمگیری: 157/1، البِناية للعَيْني : 177/3، النّهر الفائق لابن النُّجَيم : 381/1، حاشية الطّحطاوي، ص 558)

**سوال**: کیا لیلۃ القدر اُٹھالی گئی ہے؟

**جواب**: نہیں، لیلۃ القدر بالاجماع تا قیامت باقی ہے۔

❀ مرثد بن عبداللہ زمانی رحمہ اللہ نے سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے عرض کیا:

أَخْبِرْنِي عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، فَقَالَ : أَنَا كُنْتُ أَسْأَلَ النَّاسِ عَنْهَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَخْبِرْنِي عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ تَكُونُ فِي زَمَانِ الْأَنْبِيَاءِ يَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الْوَحْيُ، فَإِذَا قُبِضُوا رُفِعَتْ؟ فَقَالَ : بَلْ هِيَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ .

''مجھے لیلۃ القدر کے متعلق بتائیے۔ تو ابو ذر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ سے اس رات کے متعلق سب سے زیادہ میں سوال کیا کرتا تھا، میں نے پوچھا: اللہ کے رسول! بھلا لیلۃ القدر انبیائے کرام علیہم السلام کے زمانے کے ساتھ خاص ہے؟ کہ اس وقت وحی نازل ہوتی تھی، پھر جب انبیا وفات پا گئے، تو کیا یہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



رات اُٹھالی گئی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ یہ تا قیامت باقی ہے۔‘‘

(مسند الإمام أحمد : 171/5، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۱۷۰) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۶۸۳) نے ’’صحیح‘‘ قرار دیا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (۶۰۳۹) نے ’’صحیح الاسناد‘‘ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ أَنَّهَا تَكُونُ بَاقِيَةٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فِي كُلِّ سَنَةٍ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا كَمَا زَعَمَهٗ بَعْضُ طَوَائِفِ الشِّيعَةِ مِنْ رَفْعِهَا بِالْكُلِّيَّةِ .

’’اس حدیث میں دلیل ہے کہ لیلۃ القدر تا قیامت باقی ہے اور نبی کریم ﷺ کے بعد بھی ہر سال آتی ہے، اس کے برعکس شیعہ کے بعض گروہوں کا کہنا ہے کہ یہ رات سرے سے ہی اُٹھالی گئی ہے۔‘‘

(تفسير ابن كثير : 446/8)

❀ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ مَنْ يُّعْتَدُّ بِهٖ فِي الْإِجْمَاعِ عَلٰى بَقَائِهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَشَذَّتِ الرَّوَافِضُ فَقَالُوا : رُفِعَتْ .

’’جن کا اجماع معتبر ہے، ان کا اجماع ہے کہ یہ رات تا قیامت باقی رہی گی، ان کے برعکس (بعض) روافض کا کہنا ہے کہ یہ رات اُٹھالی گئی۔‘‘

(التّوضيح لشرح الجامع الصّحيح : 590/13)

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com



❁ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ: خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ، فَتَلَاحٰى فُلَانٌ وَفُلَانٌ، فَرُفِعَتْ وَعَسٰى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَّكُمْ، فَالْتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ، وَالسَّابِعَةِ، وَالْخَامِسَةِ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں لیلۃ القدر کے بارے میں بتانے کے لیے باہر تشریف لائے، تو دیکھا کہ دو مسلمان لڑ رہے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آپ کو لیلۃ القدر کے متعلق خبر دینے کے لیے نکلا تھا، مگر فلاں فلاں لڑ رہے تھے، تو اس کا علم اُٹھا لیا گیا، شاید اس میں آپ کے لیے بہتری ہو، لہٰذا آپ (اس سال) اسے ۲۵ویں، ۲۷ویں اور ۲۹ویں رات میں تلاش کریں۔''

(صحيح البخاري: 2023)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ تَصْرِيحٌ بِأَنَّ الْمُرَادَ بِرَفْعِهَا رَفْعُ بَيَانِ عِلْمِ عَيْنِهَا وَلَوْ كَانَ الْمُرَادُ رَفْعَ وُجُودِهَا لَمْ يَأْمُرْ بِالْتِمَاسِهَا.

''اس حدیث میں صراحت ہے کہ اس کے اُٹھ جانے سے مراد اس کے تعین کا علم اُٹھ جانا ہے، کیونکہ اگر اس سے لیلۃ القدر کا ہی اُٹھ جانا مراد ہوتا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے (طاق راتوں میں) تلاش کرنے کا حکم نہ فرماتے۔''

(شرح النّووي: 58/8)

**سوال**: پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جواب: پوسٹ مارٹم تین صورتوں میں جائز ہے؛

① کسی مقدمے کی تحقیق کے لیے، اگر قاضی کے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو کہ موت کی وجہ کیا بنی ہے، تو اس کے ذریعہ موت کی وجہ اور جرم کی نوعیت تک پہنچا جا سکے، بشرطیکہ اس صورت میں واحد حل پوسٹ مارٹم ہی ہو۔

② اُن امراض کی تحقیق کرنے کے لیے کہ جن کی تشخیص کے لیے پوسٹ مارٹم کرنا ضروری ہو، تا کہ ان جیسے امراض کا علاج اور احتیاطی تدابیر دریافت کی جاسکیں۔

③ طب و جراحت کی تعلیم کے لیے، جیسا کہ میڈیکل کالجز میں ہوتا ہے۔

سوال: قرآن کے بارے میں کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟

جواب: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا معجز اور حقیقی کلام ہے، مخلوق نہیں۔ اس نے اسے صوت و حروف کے ساتھ کلام کیا ہے۔ یہ وحی منزل ہے، جو جبریل امین علیہ السلام کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتاری گئی۔ مصاحف میں مکتوب ہے اور تواتر کے ساتھ منقول ہے۔ اس کی تلاوت عبادت ہے۔

❀ علامہ عبدالرحمٰن بن محمد بن قاسم رحمہ اللہ (۱۳۹۲ھ) فرماتے ہیں:

''اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا حقیقی کلام ہے، یہ منزل ہے، مخلوق نہیں، جسے جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل سے سنا ہے، پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سنا۔ یہ وہی قرآن ہے، جسے ہم اپنی زبان سے تلاوت کرتے ہیں، یہ دو گتوں کے درمیان اور ہمارے سینوں میں محفوظ ہے۔ اسے سنا بھی جاتا ہے، لکھا بھی جاتا ہے اور (کتاب اور سینے میں) محفوظ بھی کیا جاتا ہے۔ اس کا ہر ہر حرف مثلاً؛ باء، تاء،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

اللہ کا کلام ہیں، مخلوق نہیں، اس کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی اور (قیامت کو) اسی کی طرف لوٹ جائے گا۔ اس کے حروف اور معانی سب منجانب اللہ ہیں، نہ کہ صرف حروف، یا صرف معانی۔ اہل سنت ان لوگوں کو بدعتی قرار دیتے ہیں، جو کہتے ہیں کہ قرآن کو عقل فعال وغیرہ سے نبی کریم ﷺ کے دل پر ڈال دیا گیا، جیسا کہ فلاسفہ اور صابی کہتے ہیں۔ یا جو کہتے ہیں کہ قرآن کو کسی جسم میں پیدا کر دیا گیا، جیسا کہ معتزلہ اور جہمیہ کہتے ہیں۔ یا جبریل یا محمد کریم ﷺ یا ان کے علاوہ کسی اور جسم میں پیدا کیا گیا، جیسا کہ کلابیہ اور اشعریہ کہتے ہیں۔ یا جس نے یہ کہا کہ قرآن حروف اور صوت کا مرکب ہے، جو کہ قدیم اور ازلی ہیں، جیسے کلامیہ کہتے ہیں۔ یا یہ کہا کہ قرآن حادث ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات سے قائم ہے، لیکن (اللہ تعالیٰ کے لیے) ازل میں (یہ کلام کرنا) ممتنع تھا، جیسا کہ ہاشمیہ اور کرامیہ کہتے ہیں۔''

(مقدمة التّفسير، ص 13-25)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْقُرْآنُ الْعَظِيْمُ، سُوَرُهُ وَآيَاتُهُ، فَمُتَوَاتِرٌ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، مَحْفُوْظٌ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا يَسْتَطِيعُ أَحَدٌ أَنْ يُبَدِّلَهُ، وَلَا يَزِيْدَ فِيْهِ آيَةً، وَلَا جُمْلَةً مُّسْتَقِلَّةً، وَلَوْ فَعَلَ ذٰلِكَ أَحَدٌ عَمْدًا، لَانْسَلَخَ مِنَ الدِّيْنِ.

''قرآن عظیم کی سورتیں اور آیات متواتر ہیں، وللہ الحمد۔ اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے ساتھ محفوظ ہے، کوئی اس میں تبدیلی یا زیادتی نہیں کر سکتا، نہ کوئی جملہ بڑھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سکتا ہے، اگر کوئی ایسا جان بوجھ کر کرے گا، تو وہ دین سے نکل جائے گا (یعنی مرتد ہو جائے گا)۔''

(سِيَر أعلام النُّبلاء : 171/10)

❀ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ الْقُرْآنُ وَوَقَعَ عَلَيْهِ الْإِجْمَاعُ، فَلَا يُزَادُ فِيهِ حَرْفٌ وَّلَا يُنْقَصُ حَرْفٌ وَقَدْ رَامَ الرَّوَافِضُ وَالْمُلْحِدَةُ ذٰلِكَ فَمَا يُمْكِنُ لَهُمْ .

''یقیناً قرآن صحیح سلامت ہے، اس پر اجماع ہو چکا ہے، لہٰذا اس میں ایک حرف بھی بڑھایا جائے، نہ کم کیا جائے۔ روافض (شیعہ) اور ملحدین نے تحریف قرآن کی کوشش کی ہے، لیکن کامیاب نہیں ہو سکے۔''

(إكمال المُعلِم :119/1)

❀ علامہ ابن ہبیرہ رحمہ اللہ (۵۶۰ھ) فرماتے ہیں:

اَلْقُرْآنُ هُوَ مَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ وَنَقَلَ النَّقْلَ الْمُتَوَاتِرَ كَوَافٌّ عَنْ كَوَافٍّ .

''قرآن وہ کتاب ہے، جس پر مسلمانوں کا اجماع ہے، اسے ہر دور کے لوگوں نے ایک دوسرے سے تواتر کے ساتھ نقل کیا ہے۔''

(الإفصاح عن مَعاني الصِّحاح : 49/3)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللّٰهُ إِلَيَّ، فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''ہر نبی کو جو بھی معجزہ دیا گیا، لوگ اسے دیکھ کر ایمان لاتے رہے، البتہ جو معجزہ مجھے دیا گیا ہے، وہ (قرآن وحدیث کی) وحی ہے، جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کی ہے، لہٰذا مجھے امید ہے کہ روز قیامت سب سے زیادہ متبعین میرے ہی ہوں گے۔''

(صحيح البخاري: 4981، صحيح مسلم: 152)

✿ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ فَضِيلَةٌ عَظِيمَةٌ لِلْقُرْآنِ الْمَجِيدِ عَلٰى كُلِّ مُعْجِزَةٍ أُعْطِيَهَا نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، وَعَلٰى كُلِّ كِتَابٍ أَنْزَلَهٗ، وَذٰلِكَ أَنَّ مَعْنَى الْحَدِيثِ؛ مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أُعْطِيَ مِنَ الْمُعْجِزَاتِ مَا آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، أَيْ مَا كَانَ دَلِيلًا عَلٰى تَصْدِيقِهٖ فِيمَا جَاءَ هُمْ بِهٖ وَاتَّبَعَهٗ مَنِ اتَّبَعَهٗ مِنَ الْبَشَرِ، ثُمَّ لَمَّا مَاتَ الْأَنْبِيَاءُ لَمْ يَبْقَ لَهُمْ مُعْجِزَةٌ بَعْدَهُمْ إِلَّا مَا يَحْكِيهِ أَتْبَاعُهُمْ عَمَّا شَاهَدَهٗ فِي زَمَانِهٖ، فَأَمَّا الرَّسُولُ الْخَاتَمُ لِلرِّسَالَةِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّمَا كَانَ مُعْظَمُ مَا آتَاهُ اللّٰهُ وَحيًا مِنْهُ إِلَيْهِ مَنْقُولًا إِلَى النَّاسِ بِالتَّوَاتُرِ، فَفِي كُلِّ حِينٍ هُوَ كَمَا أُنْزِلَ، فَلِهٰذَا قَالَ : فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا، وَكَذٰلِكَ وَقَعَ، فَإِنَّ أَتْبَاعَهٗ أَكْثَرُ مِنْ أَتْبَاعِ الْأَنْبِيَاءِ لِعُمُومِ رِسَالَتِهٖ وَدَوَامِهَا إِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ، وَاسْتِمْرَارِ مُعْجِزَتِهٖ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



’’اس حدیث میں دلیل ہے کہ انبیا کو عطا کردہ تمام معجزوں اور تمام کتابوں سے زیادہ فضیلت والا معجزہ قرآن مجید ہے۔ کیونکہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ہر نبی معجزات عطا کیے گئے، جن پر لوگ ایمان لائے، یعنی یہ معجزات انبیائے کرام کی لائی ہوئی شریعت کی صداقت پر دلیل تھے، تو جس نے انبیا کا اتباع کیا، سو کیا۔ پھر جب انبیا فوت ہو گئے، تو ان کے بعد ان کا کوئی معجزہ باقی نہ رہا، سوائے اس کے کہ انبیا کے متبعین ان معجزات کو بیان کرتے تھے، جن کے وہ عینی شاہد تھے۔ جبکہ خاتم المرسلین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو (قرآن کی صورت میں) وحی عطا کی تھی، جو لوگوں تک تواتر کے ساتھ منقول ہوئی۔ ہر زمانے میں وحی اسی طرح رہے، جیسے نازل ہوئی تھی، اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’مجھے اُمید ہے کہ میرے متبعین سب سے زیادہ ہوں گے۔‘‘ ایسا ہی ہوا، کیونکہ نبی کریم ﷺ کے متبعین دیگر انبیا کے متبعین سے زیادہ ہیں، کیونکہ آپ ﷺ کی رسالت عام ہے اور قیامت تک جاری وساری ہے، نیز آپ ﷺ کا معجزہ (قرآن) بھی قیامت تک جاری رہے گا۔‘‘

(مقدمة تفسير ابن كثير: 20/1)

❁ علامہ ابن الجزری رحمہ اللہ (۸۳۳ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الِاعْتِمَادَ فِي نَقْلِ الْقُرْآنِ عَلٰى حِفْظِ الْقُلُوبِ وَالصُّدُورِ لَا عَلٰى حِفْظِ الْمَصَاحِفِ وَالْكُتُبِ، وَهٰذِهِ أَشْرَفُ خَصِيصَةٍ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”قرآن کریم کے نقل میں اصل اعتماد حافظے پر ہے، نہ کہ کتابت پر۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کی بہترین خصوصیت ہے۔“

(النّشر في القراء ات العشر :6/1)

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ أَنَّ كُلَّ مَا هُوَ مِنَ الْقُرْآنِ يَجِبُ أَنْ يَكُونَ مُتَوَاتِرًا فِي أَصْلِهٖ وَأَجْزَائِهٖ وَأَمَّا فِي مَحَلِّهٖ وَوَضْعِهٖ وَتَرْتِيبِهٖ فَكَذٰلِكَ عِنْدَ مُحَقِّقِي أَهْلِ السُّنَّةِ لِلْقَطْعِ بِأَنَّ الْعَادَةَ تَقْضِي بِالتَّوَاتُرِ فِي تَفَاصِيلِ مِثْلِهٖ لِأَنَّ هٰذَا الْمُعْجِزَ الْعَظِيمَ الَّذِي هُوَ أَصْلُ الدِّينِ الْقَوِيمِ وَالصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ مِمَّا تَتَوَفَّرُ الدَّوَاعِي عَلٰى نَقْلِ جُمَلِهٖ وَتَفَاصِيلِهٖ فَمَا نُقِلَ آحَادًا وَلَمْ يَتَوَاتَرْ يُقْطَعُ بِأَنَّهٗ لَيْسَ مِنَ الْقُرْآنِ قَطْعًا .

”اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ قرآن میں جو کچھ ہے، اس کے تمام اجزا متواتر ہیں۔ قرآن (کی آیات وسور) کی ترتیب اور محل بھی محقق اہل سنت کے نزدیک قطعی الثبوت (یعنی متواتر) ہے، اس جیسی اہم چیز کی تفاصیل بھی عموماً متواتر ہی ہوتی ہیں، کیونکہ شرعی ضرورت متقاضی ہے کہ یہ عظیم معجزہ، جو کہ دین قویم اور صراط مستقیم کی اساس و بنیاد ہے، مکمل طور پر نقل کیا جائے، لہٰذا جو چیز خبر آحاد کے ساتھ نقل ہو اور متواتر نہ ہو، تو وہ قطعاً قرآن کا حصہ نہیں ہو سکتی۔“

(الاتّقان في علوم القرآن :266/1)

**سوال**: کیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے سے اسلام میں داخل ہو جاتا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



**جواب**: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، یہ کلمہ توحید، کلمہ دین اور کلمہ اسلام ہے۔ یہ دین کا رکن ہے۔ اس کلمہ پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ (المحلی لابن حزم: ۱۱/ ۳۷) فقط یہ کلمہ پڑھ لینے سے اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔

یاد رہے کسی بھی کلمہ کے لیے قرآن وحدیث سے خاص دلیل کی ضرورت نہیں۔ اگر وہ کلمہ قرآن وسنت اور اجماع امت کے مخالف نہ ہو، تو وہ درست ہے، جیسا کہ چھ کلمے معروف ہیں۔ روافض کا کلمہ قرآن وسنت اور اجماع امت کے مخالف ہے۔

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّ الْكَافِرَ إِذَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهَ، مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ، دَخَلَ فِي الْإِسْلَامِ، وَشَهِدَ شَهَادَةَ الْحَقِّ، وَإِنْ لَّمْ يَتَلَفَّظْ بِلَفْظَةِ الشَّهَادَةِ.

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اگر کافر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے، تو وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اور اس کی طرف سے حق کی گواہی ہو جاتی ہے، اگرچہ وہ ''شہادت'' کا لفظ نہ بھی بولے۔''

(التّنبیه علی مُشکلات الهِدایة: 497/4)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لَا تَفْتَقِرُ صِحَّةُ الْإِسْلَامِ إِلٰى أَنْ يَقُولَ الدَّاخِلُ فِيهِ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، بَلْ لَوْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ، كَانَ مُسْلِمًا بِالْاِتِّفَاقِ.

''مسلمان ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ ''اشھد ان لا الہ الا اللہ'' کہے، بلکہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



اگر وہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کہے، تو بالاتفاق مسلمان ہو جائے گا۔''

(الطُّرُق الحكميّة، ص 171)

❁ علامہ ابوبکر جصاص حنفی رحمہ اللہ (۳۷۰ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ، أَوْ قَالَ: إِنِّي مُسْلِمٌ، أَنَّهٗ يُحْكَمُ لَهٗ بِحُكْمِ الْإِسْلَامِ.

''جس نے ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کہا، یا یہ کہا کہ میں مسلمان ہوں، تو اس کے مسلمان ہونے کا فیصلہ دیا جائے گا۔'' (أحكام القرآن: 310/2)

**تنبیہ:**

الاسماء والصفات للبیہقی (۱۹۵) میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے الفاظ زہری رحمہ اللہ کا ادراج ہے، جیسا کہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(تفسير ابن كثير: 345/7، سلامة)

**فائدہ:**

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

لِلْإِجْمَاعِ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يُعْتَدُّ بِتِلْكَ وَحْدَهَا.

''اجماع ہے کہ (اعمال کے بغیر) فقط کلمہ کا کوئی فائدہ نہیں۔''

(مِرقاة المَفاتيح: 72/6)

**سوال**: حدیث: اَلْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

**جواب**: یہ روایت مسند ابی یعلی (۳۴۲۵) اور حیاۃ الانبیاء للبیہقی (۱) وغیرہما میں آتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے۔اس کی سند ضعیف ہے۔الحجاج بن الاسود مجہول ہے۔

یاد رہے کہ الحجاج بن الاسود اور الحجاج الاسود میں فرق ہے۔الحجاج الاسود سے مراد الحجاج بن ابی زیاد الاسود قسملی ہے، جو کہ ثقہ ہے، جبکہ الحجاج بن الاسود مجہول ہے، اسے ابن ابی زیاد القسملی قرار دینا درست نہیں۔اس حدیث میں الحجاج کے شاگرد مستلم بن سعید ہیں، جو کہ الحجاج بن الاسود کے شاگرد ہیں، کسی نے الحجاج بن ابی زیاد کے تلامذہ میں مستلم بن سعید کو ذکر نہیں کیا۔یہ بھی دلیل ہے کہ سند میں موجود الحجاج بن الاسود سے مراد ابن ابی زیاد نہیں ہے، نیز اس حدیث کی کسی سند میں الحجاج کو الحجاج بن ابی زیاد نہیں کہا گیا، بلکہ الحجاج بن الاسود ہی کہا گیا، واللہ اعلم!

**سوال**: شیعہ کے بارہ ائمہ معصومین کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

**جواب**: شیعہ کے بارہ ائمہ یہ ہیں:

| نمبر شمار | نام | لقب |
|---|---|---|
| ① | سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (م ۴۰ھ) | مرتضی۔ |
| ② | سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما (۵۰ھ) | مجتبیٰ |
| ③ | سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما (۶۱ھ) | شہید |
| ④ | علی زین العابدین بن الحسین (۹۵ھ) | سجاد |
| ⑤ | محمد باقر بن علی زین العابدین (۱۱۴ھ) | باقر |
| ⑥ | جعفر صادق بن محمد باقر (۱۴۸ھ) | صادق |
| ⑦ | موسیٰ کاظم بن جعفر صادق (۱۸۳ھ) | کاظم |
| ⑧ | علی رضا بن موسیٰ کاظم (۲۰۳ھ) | رضیٰ |

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



⑨ محمد جواد بن علی رضا (۲۲۰ھ) تقی

⑩ علی ہادی بن محمد جواد (۲۵۴ھ) نقی

⑪ حسن عسکری بن علی ہادی (۲۶۰ھ) زکی

⑫ محمد مہدی بن حسن عسکری (؟) حجہ، قائم منتظر

❀ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ لَا يَنْقَضِي حَتّٰى يَمْضِيَ فِيهِمُ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً، قَالَ : ثُمَّ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ خَفِيَ عَلَيَّ، قَالَ : فَقُلْتُ لِأَبِي : مَا قَالَ؟ قَالَ : كُلُّهُمْ مِّنْ قُرَيْشٍ .

''نظام کائنات اس وقت تک ختم نہیں ہوسکتا جب تک بارہ خلیفہ نہ ہو جائیں، پھر نبی کریم ﷺ نے کچھ آہستہ سی بات کی میں نہ سن سکا، میں نے اپنے والد محترم سے پوچھا کہ کیا بات کی ہے؟ کہنے لگے: یہ کہ سب خلفاء قریش میں سے ہوں گے۔''

(صحيح البخاري : 7222، صحيح مسلم : 1821، واللّفظ لهٗ)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ فِيهِ دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّهٗ لَا بُدَّ مِنْ وُجُودِ اثْنَي عَشَرَ خَلِيفَةً عَادِلًا وَلَيْسُوا هُمْ بِأَئِمَّةِ الشِّيعَةِ الْاِثْنَي عَشَرَ فَإِنَّ كَثِيرًا مِنْ أُولٰئِكَ لَمْ يَكُنْ إِلَيْهِمْ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ، فَأَمَّا هٰؤُلَاءِ فَإِنَّهُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



يَكُونُونَ مِنْ قُرَيْشٍ، يَلُون فَيَعْدِلُونَ، وَقَدْ وَقَعَتِ الْبِشَارَةُ بِهِمْ فِي الْكُتُبِ الْمُتَقَدِّمَةِ، ثُمَّ لَا يُشْتَرَطُ أَنْ يَكُونَ مُتَتَابِعِينَ، بَلْ يَكُونُ وُجُودُهُمْ فِي الْأُمَّةِ مُتَتَابِعًا وَمُتَفَرِّقًا، وَقَدْ وُجِد مِنْهُمْ أَرْبَعَةٌ عَلَى الْوَلَاءِ، وَهُمْ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ، ثُمَّ عَلِيٌّ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ . ثُمَّ كَانَتْ بَعْدَهُمْ فَتْرَةٌ، ثُمَّ وُجِدَ مِنْهُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ قَدْ يُوجَدُ مِنْهُمْ مَن بَقِيَ فِي وَقْتٍ يَعْلَمُهُ اللّٰهُ، وَمِنْهُمُ الْمَهْدِيُّ الَّذِي يُطَابِقُ اسْمُهُ اسْمَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكُنْيَتُهُ كُنْيَتَهُ، يَمْلَأُ الْأَرْضَ عَدْلًا وَقِسْطًا، كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا .

’’اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بارہ عادل خلیفہ ضرور ہوں گے۔ان سے مراد شیعوں کے بارہ امام نہیں، کیونکہ ان میں سے اکثر کے پاس کوئی حکومت تھی ہی نہیں، جبکہ جن بارہ خلفا کا حدیث میں ذکر ہے، وہ قریش سے ہوں گے، جو حاکم بن کر عدل کریں گے۔ان کے بارے میں پہلی کتابوں میں بھی بشارت موجود ہے۔ پھر ان کا پے در پے آنا ضروری نہیں، بلکہ امت میں ان کا وجود پے در پے بھی ہوگا اور وقفے وقفے سے بھی۔ان میں سے چار پے در پے آئے۔ وہ سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ان کے بعد وقفہ ہوا اور پھر جتنے اللہ نے چاہے آئے، ان میں سے جتنے باقی ہیں، وہ اللہ کے علم میں وقت مقررہ پر ضرور آئیں گے۔انہی میں سے مہدی ہوں گے،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



جن کا نام رسولِ اکرم ﷺ کے نام پر اور کنیت آپ کی کنیت پر ہو گی۔ وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 4/568-569، تحت سورة النّور : 55)

❁ نیز فرماتے ہیں:

''بلاشبہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی، جب تک ان بارہ خلیفوں کی حکومت قائم نہ ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ انہی میں سے مہدی ہوں گے، جن کے بارے میں احادیث ہیں کہ ان کا نام نبی اکرم ﷺ کے اسم گرامی کے مطابق (محمد) اور ان کے والد کا نام آپ ﷺ کے والد کے نام کے مطابق (عبداللہ) ہو گا۔ وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ مہدی سے مراد وہ امام منتظر نہیں، جس کے بارے میں رافضیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ اب موجود ہے اور سامراء کے مورچے سے اس کا ظہور ہو گا۔ اس بات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں نہ اس کا قطعاً کوئی وجود ہے، بلکہ یہ گندی ذہنیت کی ہوس اور کمزور خیالات کا وہم ہے۔ ان بارہ خلفا سے مراد وہ بارہ امام نہیں، جن کا اثنا عشری رافضی اپنی جہالت اور کم علمی کی بنا پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ تورات میں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی بشارت کے ساتھ یہ بات بھی موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے بارہ عظیم لوگ پیدا کرے گا۔ یہ وہی بارہ خلفا ہیں، جن کا ذکر سیدنا ابن مسعود اور سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے۔ یہودیت سے توبہ کر کے اسلام لانے والے بعض جاہل لوگوں سے جب کوئی شیعہ ملتا ہے، تو وہ ان کو دھوکا دیتا ہے کہ ان سے مراد بارہ امام ہیں۔ ان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



میں سے اکثر جہالت اور بے وقوفی کی بنا پر شیعہ ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ خود بھی رسول اللہ ﷺ سے ثابت احادیث کے بارے میں کم علم ہوتے ہیں اور ان کو ایسی تلقین کرنے والے بھی۔''

(تفسير ابن كثير : 504/3، تحت سورة المائدة : 12)

✿ مزید فرماتے ہیں:

''جن بارہ اماموں کے بارے میں روایات منقول ہیں، وہ سارے قریشی ہوں گے، ان سے مراد وہ بارہ نہیں، جن کی امامت کا دعویٰ رافضی کرتے ہیں، ان کے خیال کے مطابق صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی امامت کی ہے، نیز ان کے گمان کے مطابق آخری مہدی منتظر ہو گا، جو سامراء کے پہاڑوں میں روپوش ہے، جس کا کوئی وجود اور نام و نشان نہیں ہے، بلکہ حدیث میں جن بارہ ائمہ کی خبر دی گئی ہے، ان سے مراد خلفائے اربعہ سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم نیز عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ہیں، ائمہ اہل سنت کا بارہ اماموں کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔''

(البداية والنّهاية : 278/6)

روافض اپنے ائمہ معصومین کی شان میں غلو کرتے ہیں۔ ان کی امامت کو نبوت سے فائق سمجھتے ہیں۔ ان کو گناہ، بھول چوک سے معصوم سمجھتے ہیں۔ ان کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتے ہیں۔ ان کے عقائد و اعمال سے کوسوں دور ہیں۔ محض ایک دعویٰ رکھتے ہیں، حقیقت میں ان ائمہ کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔

اہل سنت والجماعت کی کتب میں ان ائمہ کی روایات درج ہیں، اہل سنت ان کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



منقبت وفضیلت کے معترف ہیں۔ ان کی عدالت مسلّم ہے۔ ان کے عقائد اہل سنت والے ہیں۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ روافض کا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، یوں شیعہ مذہب کی بنیاد ختم ہو جاتی ہے۔

یاد رہے کہ شیعہ جسے اپنا بارہواں امام قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ غار میں چھپ گیا ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ محض ایک افسانہ ہے۔ شیعہ اسے ''مہدی'' کہتے ہیں، جبکہ اہل سنت کے ہاں قرب قیامت ''مہدی'' پیدا ہوں گے، ان کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے، دین کو غالب کریں گے، عدل انصاف قائم کریں گے اور ظلم و جور کا خاتمہ کریں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں جہاد کریں گے۔

**سوال**: چلہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

**جواب**: چلہ کشی کا اسلام میں کوئی تصور نہیں، یہ صوفیا کی اختراع ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین عظام اور ائمہ اسلام رحمہم اللہ کی زندگیوں میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ ـوَهُوَ التَّعَبُّدُـ اللَّيَالِي ذَوَاتِ الْعَدَدِ.

''(نبوت سے پہلے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حراء میں خلوت اختیار کر لیتے تھے اور وہاں کئی راتوں تک عبادت کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري: 3، صحيح مسلم: 160)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْخَلَوَاتُ فَبَعْضُهُمْ يَحْتَجُّ فِيهَا بِتَحَنُّثِهِ بِغَارِ حِرَاءٍ قَبْلَ الْوَحْيِ وَهٰذَا خَطَأٌ؛ فَإِنَّ مَا فَعَلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



النُّبُوَّةِ إِنْ كَانَ قَدْ شَرَعَهُ بَعْدَ النُّبُوَّةِ فَنَحْنُ مَأْمُورُونَ بِاتِّبَاعِهِ فِيهِ وَإِلَّا فَلَا، وَهُوَ مِنْ حِينِ نَبَّأَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَمْ يَصْعَدْ بَعْدَ ذٰلِكَ إِلٰى غَارِ حِرَاءٍ وَلَا خُلَفَاؤُهُ الرَّاشِدُونَ .

''چلہ کشی پر بعض نے اس سے حجت پکڑی ہے کہ نبی کریم ﷺ نزول وحی سے پہلے غار حراء میں عبادت کیا کرتے تھے۔ یہ استدلال خطا ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے جو کچھ نبوت سے پہلے کیا ہے، اسے اگر نبوت ملنے کے بعد مشروع کیا ہے، تو ہم بھی اس کام میں نبی کریم ﷺ کی اتباع کے مکلّف ہے، اگر نبوت کے بعد مشروع نہیں کیا، تو ہم وہ کام کرنے کے مکلّف نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ متنبہ کر دیا، تو اس کے بعد کبھی بھی (عبادت کے لیے) نبی کریم ﷺ یا خلفائے راشدین غار حراء پر نہیں چڑھے۔''

(مَجموع الفتاویٰ : 393/10)

**سوال**: کیا زکوۃ کی ادائیگی فی الفور کرنی چاہیے؟ یا تاخیر بھی جائز ہے؟

**جواب**: زکوۃ کی ادائیگی فی الفور کرنی چاہیے، بلا وجہ تاخیر جائز نہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾

(المنافقون : ١٠)

''ہمارے دیے ہوئے مال میں سے (اللہ کے رستے میں) خرچ کرو، اس سے پہلے کہ تمہیں موت آ جائے۔''

❀ علامہ الکیا الہراسی رحمہ اللہ (۵۰۴ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فِيهِ دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّهٗ يَجِبُ تَعْجِيلُ الزَّكَاةِ، وَلَا يَجُوزُ تَأْخِيرُهَا أَصْلًا .

”اس آیت میں دلیل ہے کہ زکوۃ کو جلد از جلد ادا کرنا واجب ہے، اس میں (بلاوجہ) تاخیر کرنا بالکل جائز نہیں۔“

(أحكام القرآن : 417/4)

**سوال**: کیا ہیجڑا وارث بنے گا؟

**جواب**: ہیجڑا وارث بنے گا۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ الْخُنْثٰى يَرِثُ مِنْ حَيْثُ يَبُولُ، إِنْ بَالَ مِنْ حَيْثُ يَبُولُ الرِّجَالُ وَرِثَ مِيرَاثَ الرِّجَالِ، وَإِنْ بَالَ مِنْ حَيْثُ تَبُولُ الْمَرْأَةُ، وَرِثَ مِيرَاثَ الْمَرْأَةِ .

”فقہا کا اجماع ہے کہ ہیجڑا جس راستے سے پیشاب کرتا ہے، اس کے مطابق وارث بنے گا، اگر مردوں والے راستے سے پیشاب کرتا ہے، تو مردوں والی وراثت کا حق دار ہو گا اور اگر عورتوں والے راستے سے پیشاب کرتا ہے، تو عورتوں والی وراثت کا حق دار ہو گا۔“

(الإجماع : 327)

**سوال**: بعض نماز کے بعد سجدہ میں دعا کرتے ہیں، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

**جواب**: نماز کے بعد سجدہ کرنا ثابت نہیں۔

**سوال**: نماز کے بعد سجدہ میں دعا کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: نماز کے بعد سجدہ میں دعا کرنا قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



❁ فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں ہے:

أَمَّا إِذَا سَجَدَ بِغَيْرِ سَبَبٍ فَلَيْسَ بِقُرْبَةٍ وَّلَا مَكْرُوهٍ وَمَا يَفْعَلُ عَقِيبَ الصَّلَوَاتِ مَكْرُوهٌ؛ لِأَنَّ الْجُهَّالَ يَعْتَقِدُونَهَا سُنَّةً أَوْ وَاجِبَةً وَكُلُّ مُبَاحٍ يُؤَدِّي إِلَيْهِ فَمَكْرُوهٌ، هٰكَذَا فِي الزَّاهِدِيِّ.

”جب کوئی شخص بغیر کسی سبب کے سجدہ کرے، تو یہ نہ تو ثواب ہے، نہ مکروہ۔ البتہ نمازوں کے بعد جو سجدہ کیا جاتا ہے، یہ مکروہ ہے، کیونکہ جاہل لوگ اسے سنت یا واجب سمجھتے ہیں۔ ہر وہ مباح حکم، جس کی وجہ سے کسی عمل کو سنت یا واجب سمجھا جانے لگے، وہ مکروہ ہے۔ زاہدی میں اسی طرح لکھا ہے۔“

(فتاویٰ عالمگیری: 136/1، درمختار، ص 105، شامی: 120/2، حاشية الطّحطاوي، ص 500)

❁ علامہ طحطاوی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۳۱ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْمِعْرَاجِ: وَمَا يُفْعَلُ عَقِبَ الصَّلَاةِ مِنَ السَّجْدَةِ فَمَكْرُوهٌ إِجْمَاعًا.

”درایۃ المعراج میں ہے کہ نماز کے بعد (دعا کے لیے کیا جانے والا) سجدہ بالاجماع (امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن شیبانی کے نزدیک) مکروہ ہے۔“

(حاشية الطّحطاوي، ص 186)

❁ علامہ انور شاہ کشمیری صاحب کہتے ہیں:

لَا أَصْلَ لَهَا عِنْدَنَا ...... وَأَمَّا مَا اعْتَادَ بِهَا النَّاسُ بَعْدَ الْوِتْرِ وَالتَّرَاوِيحِ فَمُنِعَ مِنْهَا فِي الْكَبِيرِي.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”ہمارے مطابق یہ سجدہ بے اصل ہے۔......بعض لوگوں نے وتر اور تراویح کے بعد سجدے کی عادت بنالی ہے، اسے ”کبیری“ میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔“

(فيض الباري: 554/2)

**سوال**: کیا لیٹ کر قرآن کریم کی تلاوت کی جا سکتی ہے؟

**جواب**: جی ہاں لیٹ کر قرآن کریم کی تلاوت کی جا سکتی ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِكُمْ﴾(النّساء: ١٠٣)

”کھڑے، بیٹھے اور پہلو کے بل اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔“

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ يَتَّكِئُ فِي حِجْرِي؛ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ.

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری گود پہ سر رکھ کر قرآن کی تلاوت فرماتے، حالانکہ میں حائضہ ہوتی۔“

(صحيح البخاري: 297، صحيح مسلم: 301)

❁ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْحَدِيثِ دَلَالَةٌ عَلٰى جَوَازِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ مُتَّكِئًا، وَّمُضْطَجِعًا، وَعَلٰى جَنْبِهٖ، وَيَدْخُلُ ذٰلِكَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوداً وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ﴾(آل عمران: ١٩١)

”اس حدیث میں دلیل ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت ٹیک لگا کر، لیٹ کر اور پہلو کے بل جائز ہے۔ یہ اس فرمان الٰہی میں داخل ہے: ﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ﴾(آل عمران : ١٩١) ”جو لوگ کھڑے، بیٹھے اور پہلوؤں کے بل اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔“

(فتح الباري لابن رَجَب : 22/2)

**سوال**: کیا موبائیل پر نکاح ہو سکتا ہے؟

**جواب**: موبائیل یا انٹرنیٹ پر نکاح ہو سکتا ہے، بشرطیکہ نکاح کی شرائط پائی جائیں۔

**سوال**: کیا ماسک پہن کر نماز پڑھی جا سکتی ہے؟

**جواب**: پڑھی جا سکتی ہے۔ عذر کی صورت میں تو بالاولیٰ پڑھی جا سکتی ہے۔

سنن ابی داود (٦٤٣) اور سنن ابن ماجہ (٩٦٦) والی حدیث، جو منہ ڈھانپ کر نماز پڑھنے کی ممانعت کے بارے میں ہے، ثابت نہیں۔ اس میں حسن بن ذکوان کا عنعنہ ہے۔

**سوال**: نماز عشاء کا وقت کب تک ہے؟

**جواب**: نماز عشاء کا مختار وقت نصف رات تک ہے۔ بلا عذر نصف رات سے تاخیر درست نہیں۔

❁ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَعْتَمَ بِالصَّلَاةِ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ .

”نبی کریم ﷺ نے تاخیر سے نماز پڑھائی، یہاں تک کہ آدھی رات ہو گئی۔“

(صحيح البخاري : 565، صحيح مسلم :641)

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَوْلَا ضَعْفُ الضَّعِيفِ وَسَقَمُ السَّقِيمِ لَأَخَّرْتُ هٰذِهِ الصَّلَاةَ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”اگر کمزور کی کمزوری اور بیمار کی بیماری کا احساس نہ ہوتا، تو میں نماز عشاء کو نصف رات تک مؤخر کرتا۔“

(سنن أبي داود: 422، سنن النّسائي: 539، سنن ابن ماجه: 693، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۴۵) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُؤَخِّرُوا الْعِشَاءَ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهِ .

”اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا، تو انہیں نماز عشاء کو تہائی یا نصف رات تک مؤخر کرنے کا حکم دیتا۔“

(سنن التّرمذي: 167، سنن ابن ماجه: 691، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا:

مَا إِفْرَاطُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ؟ قَالَ: طُلُوعُ الْفَجْرِ .

”نماز عشاء کی ادائیگی میں کوتاہی کیا ہے؟ فرمایا: طلوع فجر۔“

(شرح مَعاني الآثار للطّحاوي: 159/1، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ نماز عشاء کا افضل وقت نصف رات ہے، نصف رات کے بعد بلا عذر تاخیر کرنا کوتاہی شمار ہوگی، البتہ طلوع فجر سے پہلے پہلے نماز عشاء پڑھ لی جائے، تو ادائیگی ہو جائے گی، کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ ایک نماز کا وقت دوسری نماز تک ہوتا ہے، سوائے نماز فجر کے، اس کا وقت طلوع آفتاب تک ہے۔

نصف رات کا مطلب یہ ہے کہ غروب آفتاب سے لے کر طلوع فجر تک کے وقت کو دو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



حصوں میں تقسیم کر لیا جائے، جہاں پہلا نصف ختم ہوتا ہے، وہاں نماز عشاء کا مختار وقت ختم ہوتا ہے۔

**سوال**: کیا زمین پر ہر وقت امام کا ہونا ضروری ہے؟

**جواب**: زمین پر ہر وقت امام کا ہونا ضروری نہیں۔

❀ سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَاللّٰهُ خَلِيفَتِي عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ.

”اللہ تعالیٰ میری طرف سے ہر مسلمان کا نگہبان و محافظ ہوگا۔“

(صحیح مسلم: 2937)

❀ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

اَللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى وَلِيُّ كُلِّ مُسْلِمٍ وَحَافِظُهٗ، فَيُعِينُهٗ عَلَيْهِ وَيَدْفَعُ شَرَّهٗ، وَهٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الْمُؤْمِنَ الْمُوقِنَ لَا يَزَالُ مَنْصُورًا، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهٗ نَبِيٌّ، وَلَا إِمَامٌ، فَفِيهِ رَدٌّ عَلَى الْإِمَامِيَّةِ مِنَ الشِّيعَةِ.

”اللہ ہر مسلمان کا دوست اور محافظ ہے، اس کی مدد کرتا ہے اور اس سے مصائب کو دور کرتا ہے۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ ایک پکے مؤمن کی ہمیشہ نصرت کی جاتی ہے، اگرچہ اس کے ساتھ کوئی نبی یا امام نہ ہو، لہٰذا اس میں امامیہ شیعہ کا رد ہے۔“

(مِرقاۃ المَفاتیح: 3457/8)

**سوال**: جو نظر بد کو حق نہ مانے، اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: نظر بد کی حقیقت ہے۔ جو اس کی حقیقت کا انکار کرے، وہ بدعتی ہے اور منہج

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



اہل سنت سے منحرف ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْعَيْنُ حَقٌّ . ’’نظر کی حقیقت ہے۔‘‘

(صحيح البخاري : 5740، صحيح مسلم : 2187)

❁ علامہ مازری مالکی رحمہ اللہ (۵۳۶ھ) فرماتے ہیں:

أَخَذَ جَمَاهِيرُ الْعُلَمَاءِ بِظَاهِرِ هٰذَا الْحَدِيثِ وَقَالُوا : الْعَيْنُ حَقٌّ وَأَنْكَرَهُ طَوَائِفُ مِنَ الْمُبْتَدِعَةِ وَالدَّلِيلُ عَلٰى فَسَادِ قَوْلِهِمْ أَنَّ كُلَّ مَعْنًى لَيْسَ مُخَالِفًا فِي نَفْسِهٖ وَلَا يُؤَدِّي إِلٰى قَلْبِ حَقِيقَةٍ وَلَا إِفْسَادِ دَلِيلٍ فَإِنَّهٗ مِنْ مُجَوِّزَاتِ الْعُقُولِ إِذَا أَخْبَرَ الشَّرْعُ بِوُقُوعِهٖ وَجَبَ اعْتِقَادُهٗ وَلَا يَجُوزُ تَكْذِيبُهٗ .

’’جمہور اہل علم نے اس حدیث کے ظاہر کو اختیار کرتے ہوئے کہا ہے کہ نظر کی حقیقت ہے۔ جبکہ اہل بدعت کے کئی گروہوں نے اس کا انکار کیا ہے۔ اِن کے مؤقف کے بطلان پر دلیل یہ ہے کہ ہر معنوی چیز، جو بذات خود مخالف نہ ہو، کسی حقیقت کو بدلنے یا کسی دلیل کے بطلان کا باعث نہ بنے، تو عقلی طور پر اس کا ہونا جائز ہے۔ جب شارع نے اس کے وقوع کی خبر دی ہے، تو اسے ماننا واجب ہے، جھٹلانا جائز نہیں۔‘‘

(المُعلِم بفوائد مسلم : 155/3، شرح مسلم للنّووي : 171/14)

❁ علامہ ابو العباس قرطبی رحمہ اللہ (۶۵۶ھ) فرماتے ہیں:

’’فرمان نبوی: ’’نظر حق ہے۔‘‘ کا معنی ہے کہ ثابت اور موجود ہے، جس میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



کوئی شک نہیں۔ یہ علمائے امت کا مؤقف ہے اور اہل سنت کا مذہب ہے۔ اہل بدعت کے کئی گروہوں نے اس کا انکار کیا ہے۔ اِن کا ردکئی صریح صحیح احادیث سے کیا گیا ہے، نیز مشاہدہ بھی ان کے خلاف دلیل ہے۔ کتنے لوگ ہیں کہ جو نظر بد لگنے کی وجہ سے قبر میں داخل ہو چکے ہیں، کتنے ہی عمدہ اُونٹ نظر بد کی وجہ سے (ذبح ہو کر) ہنڈیا میں پک چکے ہیں۔ مگر یہ سب اللہ تعالیٰ کی مشیئت سے ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا هُم بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر وہ (جادوگر) کسی کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔'' شریعت اور عقل کے دشمن کی طرف کوئی التفات نہیں کیا جائے گا، وہ نظر کو جھٹلانے کے لیے ایسے ''ناممکن'' کو سہارا بناتا ہے، جس کی کوئی اصل نہیں، جبکہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ پتھروں کی خاصیت ہوتی ہے، اسی طرح جادو اور حیوانات کے زہر کا اثر بھی ہوتا ہے کہ جو قابل تعجب ہے، لیکن محقق بات یہ ہے کہ ان تمام اسباب کے پیچھے مسبب کا عمل ہوتا ہے۔''

(المُفهِم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم : 565/5)

**سوال**: حدیث: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا سے کیا مراد ہے؟

**جواب**: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا .

''قیامت قائم نہ ہوگی، جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے۔''

(صحيح البخاري : 4635، صحيح مسلم : 157)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

وَقَعَ تَفْسِيرُهُ فِي الْحَدِيثِ، وَهُوَ عَلَى ظَاهِرِهِ عِنْدَ أَهْلِ الْفِقْهِ وَالْحَدِيثِ وَالْمُتَكَلِّمِينَ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ، خِلَافًا لِمَنْ تَأَوَّلَهُ مِنَ الْمُبْتَدِعَةِ وَالْبَاطِنِيَّةِ، وَهُوَ أَحَدُ الْأَشْرَاطِ الْمُنْتَظَرَةِ.

”اس کی تفسیر حدیث میں آ گئی ہے، تمام فقہا، محدثین اور اہل سنت متکلمین کے ہاں یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے، اس کے برعکس اہل بدعت اور باطنیہ اس کی تاویل کرتے ہیں۔ یہ قیامت کی ایک نشانی ہے۔“

(إكمال المعلِم بفوائد مسلم: 475/1)

**سوال**: کیا فارم میں پالے گئے مویشیوں پر زکوۃ ہے؟

**جواب**: زکوۃ صرف ان مویشیوں پر ہے، جو کھیتوں میں چرتے ہیں۔ فارم ہاؤس میں رکھے گئے مویشیوں پر زکوۃ نہیں۔

**سوال**: استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: استطاعت کے باوجود حج نہ کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ أَطَاقَ الْحَجَّ فَلَمْ يَحُجَّ، فَسَوَاءٌ عَلَيْهِ يَهُودِيًّا مَاتَ أَوْ نَصْرَانِيًّا.

”جو حج کرنے کی (مالی و جسمانی) طاقت رکھتا ہو، مگر حج نہ کرے، تو وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر، اس کے لیے برابر ہے۔“

(حلية الأولياء لأبي نُعيم: 252/9، الدّرّ المنثور للسّيوطي: 275/2، صحيحٌ)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۸۵/۲) اور حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (التلخیص الحبیر :۲/ ۴۸۸) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

**سوال**: کیا حق مہر کے بغیر نکاح ہوسکتا ہے؟

**جواب**: نکاح میں حق مہر واجب ہے۔اس کے بغیر نکاح نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ (النّساء : ٤)

''عورتوں کو ان کے مہر بخوشی ادا کرو۔''

علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْآيَةُ تَدُلُّ عَلٰى وُجُوبِ الصَّدَاقِ لِلْمَرْأَةِ، وَهُوَ مُجْمَعٌ عَلَيْهِ وَلَا خِلَافَ فِيهِ.

''یہ آیت دلیل ہے کہ عورت کو مہر دینا واجب ہے۔ یہ اجماعی واتفاقی مسئلہ ہے،اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(تفسير القرطبي : 24/5)

**سوال**: جو یہود ونصاریٰ کو کافر نہ سمجھے،اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: یہود ونصاریٰ کفار ہیں، اس پر کتاب وسنت کے بے شمار دلائل ہیں، نیز اجماع ہے۔دلائل واضح ہونے کے بعد بھی جو انہیں کافر نہ سمجھے، وہ کافر ہے، کیونکہ اس نے کتاب وسنت اور اجماع کا انکار کیا ہے۔

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

هُمْ كُفَّارٌ بِلَا خِلَافٍ مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْأُمَّةِ وَمَنْ أَنْكَرَ كُفْرَهُمْ فَلَا خِلَافَ مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْأُمَّةِ فِي كُفْرِهٖ وَخُرُوجِهٖ عَنِ الْإِسْلَامِ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



”یہود ونصاریٰ کفار ہیں، اس بارے میں امت کے کسی فردِ بشر کا کوئی اختلاف نہیں اور جو ان کے کفر کا انکار کرے، تو اس کے کافر اور ملت اسلامیہ سے خارج ہونے کے بارے میں بھی امت کے کسی فرد کا اختلاف نہیں۔“

(الفِصل في المِلَل والأهواء والنِّحل : 111/3)

**سوال**: کس اجتہاد پر اجر ملتا ہے؟

**جواب**: سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ .

”جب قاضی فیصلہ میں اجتہاد کرے اور درست فیصلہ کرے، تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور اگر اجتہاد کرے، مگر غلط فیصلہ کر دے، تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔“

(صحيح البخاري : 7352، صحيح مسلم : 1716)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاءُ : أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ فِي حَاكِمٍ عَالِمٍ أَهْلٍ لِلْحُكْمِ فَإِنْ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ أَجْرٌ بِاجْتِهَادِهِ وَأَجْرٌ بِإِصَابَتِهِ وَإِنْ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ بِاجْتِهَادِهِ ...... قَالُوا : فَأَمَّا مَنْ لَيْسَ بِأَهْلٍ لِلْحُكْمِ فَلَا يَحِلُّ لَهُ الْحُكْمُ فَإِنْ حَكَمَ فَلَا أَجْرَ لَهُ بَلْ هُوَ آثِمٌ وَلَا يَنْفُذُ حُكْمُهُ سَوَاءٌ وَافَقَ الْحَقَّ أَمْ لَا لِأَنَّ إِصَابَتَهُ اتِّفَاقُهُ لَيْسَتْ صَادِرَةً عَنْ أَصْلٍ شَرْعِيٍّ فَهُوَ عَاصٍ فِي جَمِيعِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



أَحْكَامِهِ سَوَاءٌ وَافَقَ الصَّوَابَ أَمْ لَا وَهِيَ مَرْدُودَةٌ كُلُّهَا .

”اہل علم نے کہا ہے: مسلمانوں کا اجماع ہے کہ یہ حدیث اس قاضی کے بارے میں ہے، جو عالم ہو اور فیصلہ کرنے کا اہل ہو، ایسا قاضی اگر درست فیصلہ کرے، تو اس کے لیے دو اجر ہیں، ایک اجر اجتہاد کا اور ایک درست فیصلے کا۔ اور اگر غلط فیصلہ کرے، تو اجتہاد والا ایک اجر ملتا ہے۔...... اہل علم کہتے ہیں: جو شخص فیصلہ کا اہل ہی نہ ہو، اس کے لیے فیصلہ کرنا جائز نہیں، لیکن اگر پھر بھی فیصلہ دے، تو اسے کوئی اجر نہیں ملے گا، بلکہ وہ گناہ گار ہوگا، اس کا فیصلہ نافذ نہ ہوگا، چاہے وہ درست فیصلہ کرے یا غلط۔ کیونکہ اس کے فیصلے کا درست ہونا محض اتفاق ہے، یہ فیصلہ شرعی اُصول سے صادر نہیں ہوا، لہٰذا ایسا شخص اپنے تمام فیصلوں میں گناہ گار ہوگا، چاہے وہ درست فیصلہ کرے یا غلط۔ یہ تمام فیصلے رد ہو جائیں گے۔“

(شرح مسلم : 12/13-14)

**سوال**: مجبوری کی حالت میں کلمہ کفر کہہ دیا، تو اُس کی مسلمان بیوی اس پر حلال رہے گی؟

**جواب**: جبر و اکراہ کے ساتھ زبان سے کلمہ کفر ادا کر دیا، دل میں ایمان ہے، تو وہ بدستور مسلمان ہے، اس کی بیوی حلال ہے۔

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّ الْمُشْرِكِينَ لَوْ أَكْرَهُوا رَجُلًا عَلَى الْكُفْرِ بِاللّٰهِ بِلِسَانِهِ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَهُ زَوْجَةٌ حُرَّةٌ مُسْلِمَةٌ أَنَّهَا لَا تَحْرُمُ عَلَيْهِ، وَلَا يَكُونُ مُرْتَدًّا بِذٰلِكَ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اگر مشرکین کسی (مسلمان) شخص کو زبان سے اللہ کے متعلق کفریہ کلمہ کہنے پر مجبور کر دیں، مگر اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو اور اس کی آزاد مسلمان بیوی ہو، تو وہ اس پر حرام نہ ہوگی، نہ اس سے یہ شخص مرتد ہوگا۔“

(شرح صحيح البخاري : 293/8)

**سوال**: کیا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو یزید کے حکم سے شہید کیا گیا؟

**جواب**: یہ ثابت نہیں کہ یزید نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا حکم دیا ہو، یا اس پر راضی ہوا ہو۔

❀ علامہ ابو حامد غزالی رحمہ اللہ (۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَجُوزُ أَنْ يُّقَالَ : إِنَّهٗ قَتَلَهٗ أَوْ أَمَرَ بِهٖ مَا لَمْ يَثْبُتْ .

”جب تک ثابت نہ ہو جائے، تو یہ کہنا جائز نہیں کہ یزید نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے یا شہید کرنے کا حکم دیا ہے۔“

(إحياء علوم الدِّين : 125/3)

❀ علامہ ابن صلاح رحمہ اللہ (۶۴۳ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ عِنْدَنَا أَنَّهٗ أَمَرَ بِقَتْلِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

”ہمارے نزدیک یہ ثابت نہیں کہ یزید نے حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا حکم دیا ہو۔“

(فتاوی ابن الصلاح :216/1)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ يَزِيدَ لَمْ يَأْمُرْ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ النَّقْلِ .

”مؤرخین کا اتفاق ہے کہ یزید نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا حکم نہیں دیا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(مِنهاج السنّة النّبوية : 472/4)

۞ علامہ احمد بن حمزہ رملی رحمہ اللہ (۹۵۷ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَثْبُتْ أَنَّهُ قَتَلَ الْحُسَيْنَ وَلَا أَمَرَ بِقَتْلِهِ كَمَا صَرَّحَ بِهِ جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ حُجَّةُ الْإِسْلَامِ الْغَزَالِيُّ .

''یہ ثابت نہیں کہ یزید نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہو یا شہید کرنے کا حکم دیا ہو، جیسا کہ حجۃ الاسلام غزالی رحمہ اللہ سمیت (اہل علم کی) جماعت نے صراحت کی ہے۔''(فتاوی الرّملي : 335/4)

**فائدہ:**

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مَنْ قَتَلَ الْحُسَيْنَ أَوْ أَعَانَ عَلَى قَتْلِهِ أَوْ رَضِيَ بِذٰلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ؛ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا .

''جس نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا یا شہید کرنے والے کی مدد کی یا اس پر راضی ہوا، اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ اس سے فرض و نفل کوئی عبادت قبول نہیں کرے گا۔''

(مَجموع الفتاویٰ : 487/4)

۞ علامہ ابو عبداللہ علیش مالکی رحمہ اللہ (۱۲۹۹ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا لَعْنُهُ يَعْنِي قَاتِلَ الْحُسَيْنِ لَا بِالتَّسْمِيَةِ فَمُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

''نام لیے بغیر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے پر لعنت کرنے پر سب کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اتفاق ہے۔‘‘(فتح العلي المالك : 350/2)

**سوال:** خلافت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

**جواب:** سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت برحق ہے۔آپ چوتھے خلیفہ راشد ہیں۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَخِلَافَتُهُ صَحِيحَةٌ بِالْإِجْمَاعِ وَكَانَ هُوَ الْخَلِيفَةَ فِي وَقْتِهٖ لَا خِلَافَةَ لِغَيْرِهٖ .

’’سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بالاجماع صحیح ہے۔آپ رضی اللہ عنہ ہی اپنے دور خلافت میں خلیفہ تھے،(آپ کے دور میں) آپ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کی خلافت نہیں تھی۔‘‘

(شرح مسلم : 149/15)

بعض گمراہ اور باطنیہ کا یہ کہنا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سیاسی اور انتظامی خلیفہ تھے اور اس وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ حقیقی وروحانی خلیفہ تھے، بالکل باطل اور بے دلیل ہے، یہ اصل میں تشیع ورفض ہے،اہل سنت واہل حق کے ہاں اس کا تصور بھی جائز نہیں۔

**سوال:** سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے قاتل عبدالرحمن بن ملجم خارجی کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

**جواب:** عبدالرحمن بن ملجم خارجی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔اس کے اس جرم پر اسلاف امت نے مذمت کی،اسے فاسق اور اللہ کا دشمن قرار دیا۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ’’خارجی مفتر‘‘ کہا ہے۔

(تاریخ الإسلام : 373/2)

❁ علامہ سبکی رحمہ اللہ (٧٥٦ھ) نے ’’فاسق‘‘ قرار دیا ہے۔

(فتاوی السّبکي : 557/2)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

ابْنُ مُلْجَمٍ عَدُوُّ اللّٰهِ الْفَاسِقُ .

''ابن ملجم اللہ کا دشمن اور فاسق ہے۔''

(البداية والنّهاية :11/111)

❁ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (۷۹۰ھ) فرماتے ہیں:

مَنِ اتَّفَقَ السَّلَفُ الصَّالِحُ عَلٰى ذَمِّهٖ كَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُلْجِمٍ قَاتِلِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

''جس کی مذمت پر سلف صالحین کا اتفاق ہے، جیسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والا عبدالرحمٰن بن ملجم۔''(الاعتصام : 2/741)

## فائدہ:

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) اور علامہ ابن الجزری رحمہ اللہ (۸۳۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّهٗ قُتِلَ شَهِيدًا يَوْمَ قُتِلَ .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جس دن قتل کیا گیا، آپ رضی اللہ عنہ شہادت پر فائز ہوئے۔''

(مَعرِفة القُرّاء الكِبار، ص 12، غاية النّهاية في طَبَقات القُرّاء :1/546)

**سوال**: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے میت کا لفظ بولا جا سکتا ہے؟

**جواب**: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے میت کا لفظ بولا جا سکتا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ﴾(الزُّمر : ٣٠)

”(نبی!) آپ کو موت آنے والی ہے اور اُن کو بھی موت آنے والی ہے۔“

❁ سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِّنْ أَدَمٍ، فَقَالَ : اعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ؛ مَوْتِي، ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ...... .

”میں غزوہ تبوک کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم چمڑے کے ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے، فرمایا: قیامت سے پہلے چھ بڑی نشانیاں شمار کرلیں؛ ① میری وفات ② بیت المقدس کی فتح......۔“

(صحيح البخاري : 3176)

❁ وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا:

إِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ .

”بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں۔“

(صحيح البخاري : 124)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

...... فَلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ حَتّٰى مَاتَ .

”......پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا جاسکا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔“

(صحيح البخاري :681، صحيح مسلم : 419)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



كَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ حَتّٰى مَاتَ عِنْدَهَا .

”نبی کریم ﷺ (مرض الموت میں) عائشہ کے گھر ہی رہے، یہاں تک کہ ان کے گھر میں ہی وفات پا گئے۔“

(صحيح البخاري : 4450، صحيح مسلم : 2443)

❀ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوتے، تو یہ دعا فرماتے:

وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا، وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ...... .

”میں اپنے چہرے کو ذات الٰہی کی طرف متوجہ کرتا ہوں، جس نے آسمان و زمین پیدا کیے۔ میں مشرک نہیں، میری نماز، قربانی، زندگی اور موت اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔“

(صحيح مسلم :771)

اس دعا میں نبی کریم ﷺ نے اپنے لیے موت کا اثبات کیا ہے۔

❀ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

لَمْ يَنْهَ عَنْهَا حَتّٰى مَاتَ .

”نبی کریم ﷺ نے وفات تک حج تمتع سے منع نہیں فرمایا۔“

(صحيح البخاري : 4518، صحيح مسلم : 1226)

❀ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى صَلّٰى قَاعِدًا .

”(آخری عمر میں) نبی کریم ﷺ وفات تک (قیام اللیل کی اکثر) نماز بیٹھ کر ادا فرماتے رہے۔“

(صحیح مسلم : 734)

❀ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے توبہ کے احوال میں بیان کرتے ہیں:

مَا مِنْ شَيْءٍ أَهَمُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمُوتَ فَلَا يُصَلِّي عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ يَمُوتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكُونَ مِنَ النَّاسِ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ فَلَا يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ مِّنْهُمْ، وَلَا يُصَلِّي وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيَّ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَوْبَتَنَا عَلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حِينَ بَقِيَ الثُّلُثُ الْآخِرُ مِنَ اللَّيْلِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ .

”میرے لیے سب سے پریشان کن حالت یہ تھی کہ اگر میں مر جاؤں تو نبی کریم ﷺ میری نماز جنازہ نہیں پڑھیں گے، یا رسول اللہ ﷺ وفات پا جائیں، تو اس وقت میرا شمار بھی ان لوگوں میں ہو جاتا، جن سے کوئی صحابی کلام نہ کرتا، نہ میرے لیے دعائے رحمت کرتا اور نہ مجھ پر سلام کہتا، بالآخر رات کے آخری ایک تہائی حصہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر میری توبہ کی قبولیت کی وحی نازل کر دی، اس وقت آپ ﷺ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر تشریف فرما تھے۔“

(صحيح البخاري : 4677)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



❁ علامہ احمد قسطلانی رحمہ اللہ (۹۲۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى إِطْلَاقِ ذٰلِكَ .

”مسلمانوں کا اجماع ہے کہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے) موت کا لفظ بولا جاسکتا ہے۔“

(المَواهِب اللَّدّنية : 393/2)

**سوال**: موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب تورات کے منکر کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: کسی بھی آسمانی کتاب کا کلی طور پر انکار کرنے والا کافر ہے۔

❁ علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنْ جَحَدَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَكُتُبَ اللّٰهِ الْمُنَزَّلَةَ أَوْ كَفَرَ بِهَا، أَوْ لَعَنَهَا، أَوْ سَبَّهَا، أَوِ اسْتَخَفَّ بِهَا فَهُوَ كَافِرٌ .

”جو شخص تورات، انجیل اور دیگر آسمانی کتب کو جھٹلائے یا ان کے ساتھ کفر کرے یا ان پر لعنت کرے یا انہیں برا بھلا کہے یا ان کا استخفاف کرے، تو وہ کافر ہے۔“

(الشّفا بتعريف حقوق المصطفٰى : 647/2)

❁ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

مَنِ اسْتَخَفَّ بِالْمُصْحَفِ أَوِ التَّوْرَاةِ أَوِ الْإِنْجِيلِ أَوِ الزُّبُورِ كَفَرَ .

”جس نے مصحف قرآنی یا تورات یا انجیل یا زبور کا استخفاف کیا، وہ کافر ہے۔“

(الإعلام بقواطع الإسلام، ص 203)

**سوال**: کیا اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت میں داخل ہے؟

**جواب**: جی ہاں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



علامہ مقریزی رحمہ اللہ (۸۴۵ھ) فرماتے ہیں:

إِجْمَاعُ الْمُسْلِمِينَ عَلٰى دُخُولِ أَوْلَادِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِي ذُرِّيَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت میں داخل ہے۔''

(إمتاع الأسماع : 6/6)

**سوال**: نماز جمعہ کی کتنی رکعتیں ہیں؟

**جواب**: صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نماز جمعہ کی دو رکعتیں ہیں، یہ اُمت کا متوارث عمل ہے۔

حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى كَوْنِهَا رَكْعَتَيْنِ يُجْهَرُ فِيهِمَا.

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جمعہ کی دو رکعات ہیں اور ان میں اونچی قرأت ہے۔''

(خلاصة الأحكام : 809/2)

**سوال**: جس دعوت میں غیر شرعی اُمور ہوں، اسے قبول کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: جس دعوت میں غیر شرعی اُمور کا ارتکاب کیا جائے، اسے قبول کرنا جائز نہیں۔

سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا، أَضَافَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَصَنَعَ لَهٗ طَعَامًا فَقَالَتْ فَاطِمَةُ : لَوْ دَعَوْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ مَعَنَا فَدَعُوهُ فَجَاءَ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى عِضَادَتَيِ الْبَابِ فَرَأٰى

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



الْقِرَامَ قَدْ ضُرِبَ بِهٖ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَرَجَعَ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ لِعَلِيٍّ : الْحَقْهُ فَانْظُرْ مَا رَجَعَهٗ فَتَبِعْتُهٗ فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا رَدَّكَ فَقَالَ : إِنَّهٗ لَيْسَ لِي أَوْ لِنَبِيٍّ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتًا مُزَوَّقًا .

''ایک آدمی نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دعوت کی اور ان کے لیے کھانا تیار کیا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بلا لیں اور آپ ہمارے ساتھ کھانا تناول فرما لیں! پس انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مدعو کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے اپنا ہاتھ چوکھٹ کے بازؤں پر رکھا، دیکھا کہ گھر کے ایک کونے میں نقش و نگار والا کپڑا لٹکا ہوا ہے، آپ واپس لوٹ آئے، فاطمہ رضی اللہ عنہا نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا: جائیے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملئے کہ کیوں واپس جا رہے ہیں؟ میں (علی رضی اللہ عنہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گیا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ واپس کیوں لوٹ آئے؟ فرمایا: میرے یا (فرمایا کہ) کسی نبی کے شایانِ شان نہیں کہ وہ کسی آرائش و زیبائش والے گھر میں داخل ہو۔''

(سنن أبي داود : 3755، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۶۳۵۴) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (۲۷۵۸) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

✿ علامہ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ مَنْ دُعِيَ إِلٰى مُدْعَاةٍ يَحْضُرُهَا الْمَلَاهِي وَالْمُنْكَرُ فَإِنَّ الْوَاجِبَ عَلَيْهِ أَنْ لَّا يُجِيبَ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ جسے ایسی دعوت میں بلایا جائے، جس میں گانے باجے یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



غیر شرعی اُمور ہوں، تو اس پر واجب ہے کہ ایسی دعوت قبول نہ کرے۔“

(مَعالم السّنن : 241/4)

**سوال**: اگر قرآن یاد نہ ہو، تو نماز میں ترجمہ قرآن پڑھا جا سکتا ہے؟

**جواب**: قرآن یاد نہ ہو، تو نماز میں کسی بھی زبان میں ترجمۂ قرآن پڑھنا جائز نہیں، کیونکہ ترجمہ، قرآن نہیں۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

تَرْجَمَةُ الْقُرْآنِ لَيْسَتْ قُرْآنًا بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ .

”مسلمانوں کا اجماع ہے کہ قرآن کا ترجمہ، قرآن نہیں ہے۔“

(المَجموع : 380/3)

❀ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (٧٢٨ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقُوا عَلٰى أَنَّهٗ لَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ بِتَفْسِيرِهٖ وَكَذٰلِكَ تَرْجَمَتُهٗ بِغَيْرِ الْعَرَبِيَّةِ عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ .

”اہل علم کا اتفاق ہے کہ قرآن کی تفسیر (کی قرأت) کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں، اسی طرح اکثر اہل علم کے نزدیک ترجمہ قرآن کے ساتھ نماز پڑھنا بھی جائز نہیں۔“

(مَجموع الفتاویٰ : 542/6)

❀ علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ (١٣٢٩ھ) نقل کرتے ہیں:

إِنْ قُلْتَ إِنْ كَانَتْ التَّرْجَمَةُ تَجُوزُ فِي الْخُطْبَةِ فَتَجُوزُ قِرَاءَةُ تَرْجَمَةِ الْقُرْآنِ أَيْضًا فِي الصَّلَاةِ فَإِنْ صَلّٰى وَاحِدٌ وَقَرَأَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



تَرْجَمَةَ سُورَةِ الْفَاتِحَةِ مَثَلًا مَكَانَ الْفَاتِحَةِ صَحَّتْ صَلَاتُهُ قُلْتُ كَلَّا وَلَا يَجُوزُ ذَلِكَ فِي الصَّلَاةِ قَطُّ وَالْقِيَاسُ عَلَى الْخُطْبَةِ قِيَاسٌ مَعَ الْفَارِقِ لِأَنَّ الْخُطْبَةَ لَيْسَ فِيهَا أَلْفَاظٌ مَخْصُوصَةٌ وَأَذْكَارٌ مُعَيَّنَةٌ بَلْ إِنَّمَا هِيَ التَّذْكِيرُ كَمَا تَقَدَّمَ وَالصَّلَاةُ لَيْسَتْ بِتَذْكِيرٍ بَلْ إِنَّمَا هِيَ ذِكْرٌ وَبَيْنَ التَّذْكِيرِ وَالذِّكْرِ فَرْقٌ عَظِيمٌ وَلَا بُدَّ فِي الصَّلَاةِ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ لِلْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ وَالْمُنْفَرِدِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ فلفظ اقرؤوا صِيغَةُ أَمْرٍ يَدُلُّ عَلَى الْوُجُوبِ وَلَا يُمْتَثَلُ الْأَمْرُ إِلَّا بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ بِالنَّظْمِ الْعَرَبِيِّ كَمَا أنزل علينا ووصل إلينا بالنقل التواتر لِأَنَّ مَنْ يَقْرَأُ تَرْجَمَتَهُ فِي الصَّلَاةِ لَا يُطْلَقُ عَلَيْهِ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ بَلْ هُوَ خَالَفَ الْأَمْرَ الْمَأْمُورَ بِهِ فَكَيْفَ يَجُوزُ قِرَاءَةُ تَرْجَمَةِ الْقُرْآنِ فِي الصَّلَاةِ بَلْ هُوَ مَمْنُوعٌ وَأَمَّا الْخُطْبَةُ فَهِيَ تَذْكِيرٌ فَلَا بُدَّ لِلْخَطِيبِ أَنْ يُفْهِمَ مَعَانِي الْقُرْآنِ بَعْدَ قِرَاءَتِهِ وَيُذَكِّرُ السَّامِعِينَ بلسانهم وإلا فيفوت مقصود الْخُطْبَةِ هَكَذَا قَالَهُ شَيْخُنَا الْعَلَّامَةُ نَذِيرُ حُسَيْنٌ الْمُحَدِّثُ الدَّهْلَوِيُّ

”اگر کوئی کہے کہ جب خطبہ جمعہ کے اندر ترجمہ بیان کیا جا سکتا ہے، تو نماز میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



بھی قرآن کریم کے ترجمہ کی قرأت کی جا سکتی ہے، مثلاً اگر کوئی نماز میں سورت فاتحہ کی جگہ اس کا ترجمہ پڑھ دے، تو اس کی نماز صحیح ہوگی!! میں کہتا ہوں: ہرگز نہیں، نماز میں ایسا قطعاً درست نہیں۔ اسے خطبہ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق (باطل قیاس) ہے۔ کیونکہ خطبہ میں کوئی مخصوص الفاظ اور معین اذکار نہیں ہیں، بلکہ یہ واعظ و نصیحت ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ جبکہ نماز واعظ و نصیحت نہیں، بلکہ ذکر ہے۔ وعظ و نصیحت اور ذکر میں بہت فرق ہے۔ نماز میں امام اور مقتدی دونوں کے لیے قرآن کی قرأت ضروری ہے، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ ''قرآن میں سے جتنا میسر ہو، پڑھو۔'' اس آیت میں ﴿فَاقْرَؤُوا﴾ امر کا لفظ ہے، جو وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ اس حکم پر عمل اسی صورت ہوگا، جب قرآن کی عربی نثر کے ساتھ تلاوت کی جائے گی، جیسے نازل ہوا ہے اور جیسے ہم تک تواتر کے ساتھ پہنچا ہے، کیونکہ جو نماز میں قرآن کے ترجمہ کی تلاوت کرتا ہے، اس پر قرأت قرآن کا لفظ نہیں بولا جا سکتا، بلکہ وہ ایک (قرآنی) حکم کی مخالفت کر رہا ہے۔ تو نماز میں قرآن کے ترجمہ کی قرأت کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ بلکہ یہ تو ممنوع ہے۔ جبکہ خطبہ تو واعظ و نصیحت کا نام ہے، لہٰذا خطیب کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآن کی قرأت کے بعد اس کے معانی و مطالب سمجھائے اور سامعین کو ان کی زبان میں واعظ و نصیحت کرے، ورنہ تو خطبہ کا مقصد ہی ختم ہو جائے گا۔ ہمارے شیخ علامہ نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ نے یہی فرمایا ہے۔''

(عون المعبود: 312/3)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ (۱۱۳۸ھ) فرماتے ہیں:

لَا يقْرَأُ تَرْجَمَةَ الْقُرْآنِ بِعِبَارَةٍ أُخْرٰى غَيْرَ نَظْمِ الْقُرْآنِ .

”کوئی شخص (نماز میں) قرآنی الفاظ کے علاوہ کسی بھی دوسری عبارت کے ساتھ قرآن کے ترجمہ کی قرأت نہیں کرسکتا۔“

(حاشية السّندي على النّسائي : 143/2، فتح الوَدود شرح أبي داود :500/1)

**سوال**: کیا روافض کی اہل بیت سے محبت معتبر ہے؟

**جواب**: روافض کا مذہب جھوٹ اور غلو پر مبنی ہے۔ ان کی اہل بیت سے محبت معتبر نہیں۔ ان کا دین اہل بیت کی تعلیمات کے منافی ہے۔ تمام اہل بیت بشمول سیدنا علی رضی اللہ عنہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی منقبت وفضیلت کے قائل تھے، ان سے محبت کرتے تھے، ان کی خلافت کو برحق مانتے تھے۔ جو شخص صحابہ کرام سے بالعموم اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بالخصوص بغض رکھتا ہے، اہل بیت اس سے بری ہیں۔ اس لیے ہر دور کے علما نے روافض کا کذب وزور بیان کیا ہے۔

قاضی اشبیلی مالکی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

أَكْثَرُ الْمُلْحَدَةِ عَلَى التَّعَلُّقِ بِأَهْلِ الْبَيْتِ وَتَقْدِمَةِ عَلِيٍّ عَلٰى جَمِيعِ الْخَلْقِ .

”اکثر ملحدین اہل بیت سے تعلق ظاہر کرتے ہیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو تمام انسانوں پر مقدم کرتے ہیں۔“

(العَواصم من القَواصِم، ص 247)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الْقَوْمَ رَافِضَةٌ فِي الظَّاهِرِ مُلْحِدَةٌ فِي الْبَاطِنِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”یہ لوگ ظاہر میں رافضی ہیں، مگر باطن میں ملحد ہیں۔“

(تاریخ الإسلام: 486/8)

❁ حسن بن حسن بن حسن بن علی رحمہ اللہ (۱۴۵ھ) نے اس شخص سے فرمایا، جو اہل بیت کے بارے میں غلو کرتا تھا:

وَيْحَكُمْ أَحِبُّونَا لِلّٰهِ فَإِنْ أَطَعْنَا اللّٰهَ فَأَحِبُّونَا وَإِنْ عَصَيْنَا اللّٰهَ فَأَبْغِضُونَا، قَالَ: فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ: إِنَّكُمْ قَرَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ وَأَهْلُ بَيْتِهٖ، فَقَالَ: وَيْحَكَ لَوْ كَانَ اللّٰهُ مَانِعًا بِقَرَابَةٍ مِّنْ رَسُولِ اللّٰهِ أَحَدًا بِغَيْرِ طَاعَةِ اللّٰهِ لَنَفَعَ بِذٰلِكَ مَنْ هُوَ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنَّا أَبًا وَأُمًّا، وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَخَافُ أَنْ يُضَاعَفَ لِلْعَاصِي مِنَّا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يُؤْتَى الْمُحْسِنُ مِنَّا أَجْرَهٗ مَرَّتَيْنِ، وَيْلَكُمُ اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا فِينَا الْحَقَّ فَإِنَّهٗ أَبْلَغُ فِيمَا تُرِيدُونَ وَنَحْنُ نَرْضٰى بِهٖ مِنْكُمْ، ثُمَّ قَالَ: لَقَدْ أَسَاءَ بِنَا آبَاؤُنَا إِنْ كَانَ هٰذَا الَّذِي تَقُولُونَ مِنْ دِينِ اللّٰهِ ثُمَّ لَمْ يُطْلِعُونَا عَلَيْهِ وَلَمْ يُرَغِّبُونَا فِيهِ.

”تمہاری بربادی ہو! ہم اہل بیت سے اللہ کے لیے محبت کرو، اگر ہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں، تو ہم سے محبت کرو اور اگر ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں، تو ہم سے بغض رکھو۔ وہ شخص کہنے لگا: آپ تو رسول اللہ ﷺ کے قریبی اور اہل بیت ہیں! فرمایا: تمہارا برُا ہو! اگر رسول اللہ ﷺ کی قرابت کے وجہ سے اللہ تعالیٰ کسی سے اپنی نافرمانی (کی سزا) روک لیتا، تو یہ ان کو فائدہ دیتا، جو ماں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



باپ کے لحاظ سے ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہیں۔ اللہ کی قسم! مجھے ڈر ہے کہ ہم اہل بیت میں سے جو گناہ گار ہو، اسے دوہرا عذاب دیا جائے گا اور مجھے اُمید ہے کہ ہم میں سے نیکی کرنے والے کو دوہرا اَجر ملے گا۔ تمہاری بربادی ہو! اللہ سے ڈرو اور ہمارے بارے میں حق بات کہو۔ تمہاری طرف سے یہی کافی ہے اور ہم تم سے اسی پر راضی ہیں۔ جس (غلو) کو تم دین کا حصہ قرار دے رہے ہو، اگر ایسا ہی ہے، تو پھر ہمارے آباء واجداد نے ہمارے ساتھ بہت برا کیا، ہمیں اس پر مطلع نہ کیا اور نہ ہمیں اس کی ترغیب دلائی!۔''

(طَبَقات ابن سعد : 245/5، وسندہٗ حسنٌ)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

إِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَالرَّافِضَةُ يُحِبُّونَ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَهَلْ هُمْ مَعَهٗ؟ فَالْجَوَابُ : لَا، لِأَنَّ مَحَبَّةَ الصَّحَابَةِ شَرْعِيَّةٌ، فَيَنْبَغِي أَنْ تَكُونَ عَلٰى وَجْهٍ يَأْذَنُ الشَّرْعُ فِيهِ، وَمِنْ ضُرُورَاتِهَا اتِّبَاعُ الْمَحْبُوبِ، وَعَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَرْضِي بِالْبَرَاءَ ةِ مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ.

''اگر کوئی کہے کہ روافض سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت (کا دعویٰ) کرتے ہیں، تو کیا وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوں گے؟ تو جواب یہ ہے کہ نہیں، کیونکہ صحابہ کرام کی محبت شرعی تھی، لہٰذا ضروری ہے کہ محبت کا انداز ایسا ہو، جس کی شریعت میں اجازت ہو۔ محبت کے لیے ضروری ہے کہ محبوب کا اتباع کیا جائے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے برأت پر راضی نہیں تھے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(كَشف المُشكِل :138/1)

✿ امام محمد بن یوسف فریابی رحمہ اللہ (۲۱۲ھ) بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ سُفْيَانَ، وَرَجُلٌ يَسْأَلُهُ عَنْ مَنْ يَشْتُمُ أَبَا بَكْرٍ، فَقَالَ: كَافِرٌ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ، قَالَ: نُصَلِّي عَلَيْهِ؟ قَالَ: لَا، وَلَا كَرَامَةَ.

''میں نے سنا کہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے کسی شخص نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو گالی دینے والے کی بابت پوچھا، تو فرمایا: وہ تو کافر ہے، پوچھا: ہم اس کا جنازہ پڑھ سکتے ہیں؟ فرمایا: نہیں، اس کا کوئی احترام واکرام نہیں۔''

(سِيَر أعلام النُّبلاء للذّهبي : 253/7، وسندهٗ حسنٌ)

✿ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ شَتَمَ أَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعَائِشَةَ مَا أُرَاهُ عَلَى الْإِسْلَامِ.

''جو ابو بکر، عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم کو گالی دے، میں اسے مسلمان نہیں سمجھتا۔''

(الصّارم المَسلول لابن تيمية، ص 571)

✿ احمد بن عبداللہ ابن حطیہ رحمہ اللہ (۵۶۰ھ) فرماتے ہیں:

أَحْمَقُ النَّاسِ فِي مَسْأَلَةِ كَذَا وَكَذَا الرَّوَافِضُ، خَالَفُوا الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ، وَكَفَرُوا بِاللّٰهِ.

''فلاں فلاں مسئلہ میں سب سے بیوقوف روافض ہیں، انہوں نے کتاب وسنت کی مخالفت کی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا۔''

(سِيَر أعلام النُّبلاء : 346/20، تاريخ الإسلام للذّهبي : 166/12، وسندهٗ صحيحٌ)

✿ جعفر صادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بَرِئَ اللّٰهُ مِمَّنْ تَبَرَّأَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ .

''اللہ تعالیٰ اس شخص سے بری ہے، جو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے برأت کرتا ہے۔''

(سِیَر أعلام النُّبلاء للذّهبي : 260/6)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْقَوْلُ مُتَوَاتِرٌ عَنْ جَعْفَرٍ الصَّادِقِ، وَأَشْهَدُ بِاللّٰهِ إِنَّهٗ لَبَارٌّ فِي قَوْلِهٖ، غَيْرُ مُنَافِقٍ لِأَحَدٍ، فَقَبَّحَ اللّٰهُ الرَّافِضَةَ .

''یہ قول جعفر صادق رحمہ اللہ سے متواتر ہے، میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ آپ رحمہ اللہ اپنی بات میں سچے ہیں اور آپ رحمہ اللہ کے دل میں کسی کے لیے بھی نفاق نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ روافض کو برباد کرے۔''

(سِیَر أعلام النُّبلاء : 260/6)

❀ عبدالصمد بن یزید صائغ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

ذُكِرَ عِنْدَ الْفُضَيْلِ وَأَنَا أَسْمَعُ، الصَّحَابَةُ، فَقَالَ : اتَّبِعُوا فَقَدْ كُفِيْتُمْ؛ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ .

''میں سن رہا تھا کہ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ (۱۸۷ھ) کے پاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ ہوا، فرمایا: آپ ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم (جیسے کبار صحابہ) کا اتباع کر لیں، آپ کو یہ کافی ہو جائیں گے۔''

(سِیَر أعلام النّبلاء للذّهبي : 448/8، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ علامہ ابو العباس قرطبی رحمہ اللہ (۶۵۶ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ رَدٌّ مِّنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الشِّيعَةِ فِيمَا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



يَتَقَوَّلُونَهُ عَلَيْهِ مِنْ بُغْضِهِ لِلشَّيْخَيْنِ، وَنِسْبَتِهِ إِيَّاهُمَا إِلَى الْجَوْرِ فِي الْإِمَامَةِ، وَأَنَّهُمَا غَصَبَاهُ، وَهٰذَا كُلُّهُ كِذْبٌ وَّافْتِرَاءٌ؛ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْهُ بَرَاءٌ، بَلِ الْمَعْلُومُ مِنْ حَالِهِ مَعَهُمَا تَعْظِيمُهُ وَمَحَبَّتُهُ لَهُمَا، وَاعْتِرَافُهُ بِالْفَضْلِ لَهُمَا عَلَيْهِ وَعَلٰى غَيْرِهِ، وَحَدِيثُهُ هٰذَا يَنُصُّ عَلٰى هٰذَا الْمَعْنٰى، وَقَدْ تَقَدَّمَ ثَنَاءُ عَلِيٍّ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .

”یہ حدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے شیعہ پر رد ہے، جو وہ شیخین سے بغض کی وجہ سے ان پر بکواس کرتے ہیں، ان پر الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے امامت میں ظلم کیا اور امامت غصب کر لی، نعوذ باللہ! یہ سب کذب اور افترا ہے۔علی رضی اللہ عنہ اس سے بری ہیں۔ بلکہ وہ تو ان شیخین سے محبت کا تعلق رکھتے تھے، ان کے سب سے افضل ہونے کا اعتراف کرتے تھے، ان کی یہ روایت اس بات پر نص ہے۔اس سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے تعریف گزر چکی ہے۔“

(المُفْهِم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم : 252/6)

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ حُجَّةٌ عَلَى الشِّيعَةِ وَتَكْذِيبُ دَعْوَاهُمْ عَلٰى عَلِيٍّ فِي عُمَرَ، وَسُوءِ اعْتِقَادِهِمْ فِيهِ، وَشَهَادَتِهِ بِفَضْلِهِ وَفَضْلِ أَبِي بَكْرٍ، وَبِفَضْلِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَهُمَا،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



وَتَخْصِيصِهِ لَهُمَا، وَفِيهِ صِدْقُ ظَنِّ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَصِحَّةُ حُسْبَانِهِ فِي أَنْ يُدْفَنَ عُمَرُ مَعَ صَاحِبَيْهِ.

”یہ حدیث شیعہ کے خلاف دلیل ہے اور ان کے اس دعویٰ کی تکذیب ہے، جو وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق کرتے ہیں اور اس بارے میں برا عقیدہ رکھتے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کی گواہی دی ہے، نیز گواہی دی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں فضیلت اور خصوصیت دیتے تھے۔ اس حدیث میں ذکر ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا وہ گمان، جو وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے دونوں ساتھیوں (جناب محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ دفن ہونے سے متعلق کرتے تھے، سچ ثابت ہو گیا۔“

(إكمال المُعلِم بفوائد مسلم: 394/7)

**سوال**: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعثت سے قبل نماز پڑھتے تھے؟

**جواب**: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعثت سے پہلے بھی نماز پڑھتے تھے، چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ملت ابراہیمی کے پیروکار تھے، تو جس طریقے سے ملت ابراہیمی میں نماز تھی، اسی طریقے سے نماز ادا کرتے تھے۔ ابتدائے نبوت میں بھی نماز پڑھتے تھے اور اس کا حکم دیتے تھے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ قَبْلَ الْإِسْرَاءِ يُصَلِّي قَطْعًا وَكَذٰلِكَ أَصْحَابُهُ.

”یہ قطعی بات ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے پہلے نماز پڑھتے تھے، اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی نماز پڑھتے تھے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(فتح الباري : 671/8)

❁ ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نے شاہ روم ہرقل کے دربار میں کہا:

يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ .

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں نماز کا حکم دیتے ہیں۔''

(صحيح البخاري : 7، صحيح مسلم : 1773)

❁ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) ایک حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الصَّلَاةَ شُرِعَتْ مِنِ ابْتِدَاءِ النُّبُوَّةِ، لٰكِنِ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ لَمْ تُفْرَضْ قَبْلَ الْإِسْرَاءِ بِغَيْرِ خِلَافٍ .

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ نماز ابتدائے نبوت سے ہی مشروع ہے، البتہ پانچ نمازیں معراج سے پہلے فرض نہ تھیں، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(فتح الباري لابن رَجَب : 306/2)

**سوال**: قرآن کریم میں ''لقمان'' کا ذکر ہوا ہے، وہ کون تھے؟

**جواب**: لقمان رحمہ اللہ گزشتہ کسی اُمت کے نیک بزرگ تھے، وہ حکیم ودانا شخص تھے، جن کی نصیحتیں اللہ تعالیٰ کے قرآن کریم میں نازل فرمائیں، آپ رحمہ اللہ کا نبی ہونا کسی دلیل سے ثابت نہیں۔

❁ علامہ ابواسحاق ثعلبی رحمہ اللہ (۴۲۷ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّهٗ كَانَ حَكِيمًا وَّلَمْ يَكُنْ نَبِيًّا .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ لقمان رحمہ اللہ ''حکیم ودانا'' تھے، نبی نہیں تھے۔''

(تفسير الثَّعلبي : 312/7، شرح مسلم للنّووي : 144/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



❁ حافظ ابن فراء بغوی رحمہ اللہ (۵۱۰ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّهٗ كَانَ حَكِيمًا وَّلَمْ يَكُنْ نَبِيًّا .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ لقمان رحمہ اللہ ''حکیم و دانا'' تھے، نبی نہیں تھے۔''

(تفسير البَغَوي : 587/3)

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ﴾ (لقمان : ۱۲)

''یقیناً ہم نے لقمان کو دانائی عطا فرمائی۔''

حکمت سے مراد عقیدے کی درستی، دین کی سمجھ، معاملہ فہمی اور عقل سلیم ہے۔

❁ علامہ ابوعبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّوَابُ أَنَّهٗ كَانَ رَجُلًا حَكِيمًا بِحِكْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَهِيَ الصَّوَابُ فِي الْمُعْتَقَدَاتِ وَالْفِقْهُ فِي الدِّينِ وَالْعَقْلِ .

''درست بات یہی ہے کہ لقمان رحمہ اللہ ایک دانا شخص تھے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا کی تھی، حکمت سے مراد اعتقادات کا صحیح ہونا اور دین اور عقل کی فقہ ہے۔''

(تفسير القرطبي : 59/14)

تنبیہ:

❁ عکرمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے:

كَانَ لُقْمَانُ نَبِيًّا . ''لقمان علیہ السلام نبی تھے۔''

(تفسير الطّبري : 549/18)

سند جھوٹی ہے۔ جابر بن یزید جعفی ''متروک و کذاب'' ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



**سوال**: کیا تفاسیر کا مطالعہ بغیر وضو کیا جا سکتا ہے؟

**جواب**: جی ہاں، کیا جا سکتا ہے۔

❁ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰی جَوَازِ مَسِّ الْمُحْدِثِ لِكُتُبِ التَّفْسِيرِ .

”مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ بے وضو شخص کیلئے کتب تفاسیر کو چھونا جائز ہے۔“

(مَجموع الفتاوی : 542/6)

**سوال**: کیا شراب کو دوائی کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے؟

**جواب**: شراب کو دوائی کے طور پر استعمال کرنا جائز نہیں۔ شراب نجس ہے، اسے بیماری قرار دیا گیا ہے۔

❁ سیدنا طارق بن سوید جعفی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَمْرِ، فَنَهَاهُ أَوْ كَرِهَ أَنْ يَصْنَعَهَا، فَقَالَ : إِنَّمَا أَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ، فَقَالَ : إِنَّهُ لَيْسَ بِدَوَاءٍ، وَلٰكِنَّهُ دَاءٌ .

”آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کی بابت سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع کر دیا، یا ایسا کرنا ناپسند فرمایا، عرض کیا: میں تو بہ طور دوائی استعمال کرتا ہوں! فرمایا: یہ دوائی نہیں، بلکہ بیماری ہے۔“

(صحیح مسلم : 1984)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهُ لَا يَجُوزُ شُرْبُ الْخَمْرِ لِأَجْلِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



الضَّرُورَةِ كَالْعَطْشِ وَالتَّدَاوِي .

”یہ حدیث دلیل ہے کہ ضرورت، مثلاً پیاس اور علاج کے وقت بھی شراب پینا جائز نہیں۔“

(کشف المُشکِل : 222/4)

**سوال**: کیا عام رواۃِ حدیث کی طرح کسی صحابی کو بھی اختلاط ہوا؟

**جواب**: کسی صحابی کا عام رواۃ حدیث کی طرح مختلط ہونا ثابت نہیں، البتہ بعض کو بسا اوقات نسیان ہو جاتا تھا۔

❁ برہان الدین حلبی طرابلسی رحمہ اللہ (۸۴۱ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِّنَ الصَّحَابَةِ خَرِفَ وَاخْتُلِطَ .

”میرے علم میں ایسا کوئی صحابی نہیں، جو بڑھاپے سے سٹھیا گیا ہو اور اختلاط کا شکار ہو گیا ہو۔“

(الاغتباط، ص 162)

**سوال**: کیا مسافر پوری نماز پڑھ سکتا ہے؟

**جواب**: مسافر کے لیے قصر افضل ہے، پوری پڑھنا جائز ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْصُرُ فِي السَّفَرِ وَيُتِمُّ، وَيُفْطِرُ وَيَصُومُ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں نماز قصر بھی کر لیتے تھے اور پوری بھی پڑھ لیتے تھے، اسی طرح روزہ چھوڑ بھی دیتے تھے اور رکھ بھی لیتے تھے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(سنن الدّارقطني : 2298، وسندهٗ صحيحٌ)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

عبدالرحمٰن بن یزید نخعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّى بِنَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، فَقِيلَ ذٰلِكَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَاسْتَرْجَعَ، ثُمَّ قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّيْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، فَلَيْتَ حَظِّي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ.

''ہمیں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں چار رکعات نماز پڑھائی، اس کی خبر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو دی گئی، تو انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت پڑھیں، پھر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دو رکعت پڑھیں اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دو رکعت ہی پڑھیں۔ کاش کہ میرے حصے میں چار کی بجائے وہی دو رکعتیں آئیں، جو (اللہ کے ہاں) مقبول ہوں۔''

(صحيح البخاري : 1084، صحيح مسلم : 695)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهٗ يَجُوزُ لِلْمُسَافِرِ إِتْمَامُ الصَّلَاةِ،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



وَلَوْلَا ذٰلِكَ مَا أَقَرُّوا عُثْمَانَ عَلَيْهِ .

”یہ حدیث دلیل ہے کہ مسافر کے لیے پوری نماز پڑھنا بھی جائز ہے، اگر ایسا نہ ہوتا، تو لوگ (صحابہ وتابعین) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اس عمل پر قائم نہ رہنے دیتے۔“

(كشف المُشكِل من حديث الصّحيحَين : 276/1)

**سوال**: کیا بچھو اور سانپ کی خرید وفروخت جائز ہے؟

**جواب**: بچھو اور سانپ کی خرید وفروخت حرام اور باطل ہے، کیونکہ ان میں کوئی منفعت نہیں۔ بعض کفار بچھو اور سانپ کے زہر سے مختلف امراض کی ادویات تیار کرتے ہیں، ان ادویات کو استعمال کرنا جائز نہیں، کیونکہ زہر حرام ہے اور حرام میں شفا نہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ إِذَا حَرَّمَ عَلٰى قَوْمٍ أَكْلَ شَيْءٍ حَرَّمَ عَلَيْهِمْ ثَمَنَهٗ .

”اللہ کسی قوم پر کوئی چیز کھانا حرام کرتا ہے، تو اس کی کمائی بھی حرام کر دیتا ہے۔“

(مسند الإمام أحمد : 247/1، سنن أبي داود : 3488، وسندهٗ حسنٌ)

❀ علامہ کرخی حنفی رحمہ اللہ (۳۴۰ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ بَيْعَ هَوَامِّ الْأَرْضِ لَا يَجُوزُ، وَمِنْهَا الْحَيَّاتُ، وَالْعَقَارِبُ .

”فقہا کا اجماع ہے کہ زہریلے حشرات کی تجارت جائز نہیں، مثلاً سانپ اور بچھو۔“

(البِناية شرح الهداية للعَيْني : 162/8، تَبيِين الحقائق للزّيلعي : 49/4)

❀ علمائے احناف کا متفقہ فتویٰ ہے:

لَا يَجُوزُ بَيْعُ هَوَامِّ الْأَرْضِ كَالْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَالْوَزَغِ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”زہریلے حشرات مثلاً سانپ، بچھو اور چھپکلی وغیرہ کی تجارت جائز نہیں۔“

(فتاویٰ عالمگیری : 114/3)

**سوال**: کیا غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

**جواب**: غیبت حرام اور کبیرہ گناہ ہے، اس سے روزے کی اجر و ثواب میں کمی واقع ہوتی ہے، مگر روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اس بارے میں تمام روایات ضعیف و غیر ثابت ہیں، بعض اہل علم کی شاذ رائے بھی ہے۔

❁ علامہ ابن مودود موصلی حنفی رحمہ اللہ (۶۸۳ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْعُلَمَاءَ أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ الْغِيبَةَ لَا تُفْطِرُ، وَلَا اعْتِبَارَ بِالْحَدِيثِ فِي مُقَابَلَةِ الْإِجْمَاعِ.

”اہل علم کا اجماع ہے کہ غیبت سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اجماع کے مقابلہ میں (ضعیف) حدیث کا کوئی اعتبار نہیں۔“

(الاختيار لتعليل المُختار : 133/1)

**سوال**: اگر کوئی جان بوجھ کر نماز میں کھا پی لے، تو نماز کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: اگر کوئی جان بوجھ کر نماز میں کھا پی لے، تو اس کی نماز باطل ہے، نماز کا اعادہ ضروری ہے۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ مَنْ أَكَلَ وَشَرِبَ فِي صَلَاتِهِ الْفَرْضِ عَامِدًا أَنَّ عَلَيْهِ الْإِعَادَةَ.

”اہل علم کا اجماع ہے کہ جس نے فرض نماز میں جان بوجھ کر کھا پی لیا، اس پر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



اعادہ ہے۔“

(الإجماع : 48)

**سوال**: نصر بن مزاحم ابوالفضل منقری کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

**جواب**: نصر بن مزاحم ابوالفضل ضعیف و متروک ہے۔

❀ امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَاهِي الْحَدِيثِ، مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ، لَا يُكْتَبُ حَدِيثُهُ .

”یہ حدیث میں کمزور اور متروک ہے، اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی۔“

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 468/8)

❀ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ”الضعفاء والمتروکون“ (۵۴۷) میں ذکر کیا ہے۔

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَامَّتُهَا غَيْرُ مَحْفُوظَةٌ .

”اس کی اکثر روایات غیر محفوظ (شاذ) ہیں۔“

(الكامل في ضعفاء الرِّجال : 286/8)

❀ امام صالح بن محمد جزرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَوٰى عَنِ الضُّعَفَاءِ أَحَادِيثَ مَنَاكِيرَ .

”اس نے ضعیف راویوں سے منکر روایات بیان کی ہیں۔“

(تاريخ بغداد للخطيب : 382/15، وسندهٗ حسنٌ)

❀ امام ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ زَائِغًا عَنِ الْحَقِّ مَائِلًا . ”یہ حق سے بھٹک چکا تھا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(أحوال الرِّجال : 109)

۞ خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَرَادَ بِذٰلِكَ غُلُوَّهٗ فِي الرَّفْضِ .

”علامہ جرجانی رحمہ اللہ کی مراد نصر کا رفض میں غالی ہونا ہے۔“

(تاريخ بغداد : 382/15)

۞ امام بزار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نَصْرٌ لَمْ يَكُنْ بِالْقَوِيِّ، وَلَمْ يَكُنْ كَذَّابًا، وَلٰكِنَّهٗ يَتَشَيَّعُ .

”نصر قوی نہیں تھا، حدیث میں جھوٹا نہیں تھا، مگر شیعہ تھا۔“

(مسند البزّار [كشف الأستار]، تحت الحديث : 2364)

۞ حافظ عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَذْهَبُ إِلَى التَّشَيُّعِ وَفِي حَدِيثِهِ اضْطِرَابٌ وَخَطَأٌ كَثِيرٌ .

”شیعیت کی طرف مائل تھا، اس کی احادیث میں اضطراب اور بکثرت غلطیاں ہیں۔“

(الضّعفاء الكبير : 300/4)

۞ حافظ خلیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْحُفَّاظُ جِدًّا .

”اسے حفاظ حدیث نے سخت ضعیف قرار دیا ہے۔“

(الإرشاد : 572/2)

۞ نیز ”لین“ کہا ہے۔

(فوائد أبي يعلي الخليلي، ص 37)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''ثقات'' (۹/۲۱۵) میں ذکر کیا ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَافِضِيٌّ جَلْدٌ، تَرَكُوهُ.

''یہ کٹر رافضی ہے، محدثین نے اسے ترک کر دیا تھا۔''

(میزان الاعتدال: 253/4)

❀ نیز ''متہم'' کہا ہے۔

(تنقیح التّحقیق: 343/1)

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ نے ''متروک'' کہا ہے۔

(مَجمع الزّوائد: 126/9)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَضْعَفُ مِنْ أَبِي بَكْرٍ الْهُذَلِيِّ.

''ابوبکر ہذلی سے زیادہ ضعیف ہے۔''

(الدّرایة: 259/1)

**سوال**: کافر کی نماز جنازہ پڑھنا اور اس کے لیے دعائے مغفرت کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: کافر کی نماز جنازہ پڑھنا یا اس کے لیے دعائے مغفرت کرنا حرام ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ﴾ (التّوبة: ٨٤)

''(اے نبی!) آپ ان کفار میں سے کسی کا ہرگز جنازہ نہ پڑھیں، نہ کسی کی قبر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پر (دعا کیلئے) کھڑے ہوں۔انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے۔یہ مرتے وقت فاسق (کافر) تھے۔''

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الصَّلَاةُ عَلَى الْكَافِرِ وَالدُّعَاءُ لَهُ بِالْمَغْفِرَةِ فَحَرَامٌ بِنَصِّ الْقُرْآنِ وَالْإِجْمَاعِ .

''کافر کی نماز جنازہ اور اس کے لیے مغفرت کی دعا حرام ہے،اس پر قرآن اور اجماع دلیل ہیں۔''

(المَجموع : 144/5)

**سوال**:رکوع یا سجدہ رہ جائے یا اطمینان اور ٹھہراؤ کے ساتھ نہ کیا جائے،تو نماز کا کیا حکم ہے؟

**جواب**:رکوع یا سجدہ رہ جائے یا ان میں طمانیت نہ ہو،تو نماز نہیں۔

❀ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

رَأَى رَجُلًا لَا يُتِمُّ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ، فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ قَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ : مَا صَلَّيْتَ؟ قَالَ : وَأَحْسِبُهُ قَالَ : لَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''آپ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز میں رکوع وسجود صحیح نہیں کر رہا تھا، جب اس نے نماز مکمل کی،تو سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے فرمایا: یہ آپ نے کیسی نماز پڑھی ہے؟ مزید فرمایا: اگر آپ اسی حالت میں مرجاتے،تو محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر نہ مرتے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(صحيح البخاري : 389)

❀ حجاج بن ایمن رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

رَآهُ ابْنُ عُمَرَ لَمْ يُتِمَّ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ فَقَالَ : أَعِدْ .

”آپ رحمہ اللہ کو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ آپ رکوع اور سجود ٹھہراؤ کے ساتھ نہیں کر رہے ہیں، تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: دوبارہ نماز پڑھیے۔“

(صحيح البخاري : 3736)

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلٰى بُطْلَانِ الصَّلَاةِ بِتَرْكِ إِتْمَامِ الرُّكُوعِ .

”یہ حدیث دلیل ہے کہ رکوع مکمل نہ ہونے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔“

(كَشف المُشكِل : 593/2)

**سوال**: کیا نماز مغرب اور نماز فجر میں قصر کر سکتے ہیں؟

**جواب**: نماز مغرب اور نماز فجر میں قصر نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر وحضر میں یہ دونوں نمازیں پوری پڑھتے رہے۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنْ لَا تُقْصَرَ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، وَصَلَاةِ الصُّبْحِ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ (سفر میں) نماز مغرب اور نماز فجر کو قصر نہیں کیا جائے گا۔“

(الأوسط : 331/4)

**سوال**: جمعہ کی پہلی اذان کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: جمعہ کی پہلی اذان سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جاری کی تھی۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(صحيح البخاري : 912)

✿ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْأَذَانُ لَمَّا سَنَّهٗ عُثْمَانُ، وَاتَّفَقَ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ، صَارَ آذَانًا شَرْعِيًّا .

”جب اس (پہلی اذان) کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جاری کیا اور مسلمانوں نے اس (کے جواز) پر اتفاق کر لیا، تو یہ شرعی اذان بن گئی۔“

(الفتاوی الکبریٰ : 354/2، مَجموع الفتاویٰ : 194/24، التّنبیه علی مُشکِلات الهِدایة لابن أبي العزّ : 975/2)

✿ علامہ کرمانی رحمہ اللہ (۷۸۶ھ) فرماتے ہیں:

إِنْ قُلْتَ : كَيْفَ شُرِعَ؟، قُلْتُ : بِاجْتِهَادِ عُثْمَانَ وَمُوَافَقَةِ سَائِرِ الصَّحَابَةِ لَهٗ بِالسُّكُوتِ وَعَدَمِ الْإِنْكَارِ فَصَارَ إِجْمَاعًا سُكُوتِيًّا .

”اگر آپ کہیں کہ یہ (پہلی اذان) کیسے شرعی اذان ہوئی؟ تو میں کہتا ہوں کہ اس طرح کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اجتہاد کیا، باقی صحابہ کرام نے سکوت اختیار کی اور اس عمل پر نکیر نہیں کی، تو یوں یہ اجماع سکوتی ہو گیا۔“

(الکَواکِب الدّراري : 27/6)

✿ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

إِحْدَاثُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْأَذَانَ الْأَوَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لَمْ يُخَالِفْهُ فِيهِ أَحَدٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ، فَكَانَ مِمَّا رَآهُ الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا، فَيَكُونُ ثَابِتًا بِالْإِجْمَاعِ، وَأَيْضًا فَقَدْ سَنَّهٗ هٰذَا الْإِمَامُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



الْخَلِيفَةُ الرَّاشِدُ الْمَهْدِيُّ فَوَجَبَ اتِّبَاعُهُ .

''سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن پہلی اذان کا اجرا کیا، کسی صحابہ نے ان کے اس اقدام کی مخالفت نہیں کی، لہذا یہ عمل مسلمانوں کی نظر میں مستحسن ٹھہرا، یوں جمعہ کی پہلی اذان اجماع سے ثابت ہوئی، نیز اس لیے بھی کہ اسے امام، ہدایت یافتہ خلیفہ راشد نے جاری کیا، لہذا اس کا اتباع واجب ہے۔''

(التّنبيه على مُشكِلات الهِداية :501/1)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

اَلْأَذَانُ الْأَوَّلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِدْعَةٌ .

''جمعہ والے دن پہلی اذان بدعت ہے۔''

(مُصنّف ابن أبي شيبة : 5437، 5441، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو لغوی اعتبار سے بدعت کہا، نہ کہ شرعی اعتبار سے۔

**سوال**: عقیدہ تناسخ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

**جواب**: عقیدہ تناسخ بالاتفاق کفر ہے۔ اس میں بعث اور آخرت کا انکار ہے۔

❁ علامہ ابوالمطرف قنازعی رحمہ اللہ (۴۱۳ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يَصِيرُ رُوحُ أَحَدٍ فِي غَيْرِ جَسَدِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ .

''اہل سنت کا اجماع ہے کہ کسی جسم سے روح نکلنے کے بعد دوبارہ کسی دوسرے جسم میں داخل نہیں ہوتی۔''

(شرح الموطأ، ص 305)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



۞ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مَنْ زَعَمَ أَنَّ الْأَرْوَاحَ تُنْقَلُ إِلٰى أَجْسَادٍ أُخَرَ فَهُوَ قَوْلُ أَصْحَابِ التَّنَاسُخِ، وَهُوَ كُفْرٌ عِنْدَ جَمِيعِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ.

”جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ روحیں (نکلنے کے بعد) دوسرے اجسام میں منتقل ہو جاتی ہیں، تو یہ عقیدۂ تناسخ رکھنے والوں کا نظریہ ہے، تمام مسلمانوں کے نزدیک یہ کفر ہے۔“

(المُحلّٰى بالآثار: 45/1)

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰؤُلَاءِ لَا خِلَافَ فِي كُفْرِهِمْ.

”عقیدۂ تناسخ رکھنے والوں کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں۔“

(الصّارم المَسلول، ص 586)

۞ علامہ جرجانی رحمہ اللہ (۸۱۶ھ) ”تناسخ“ کی تعریف میں فرماتے ہیں:

عِبَارَةٌ عَنْ تَعَلُّقِ الرُّوحِ بِالْبَدَنِ بَعْدَ الْمُفَارَقَةِ مِنْ بَدَنٍ آخَرَ، مِنْ غَيْرِ تَخَلُّلِ زَمَانٍ بَيْنَ التَّعَلُّقَيْنِ، لِلتَّعَشُّقِ الذَّاتِيِّ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ.

”تناسخ سے مراد ہے: روح کا (جسم سے) نکل جانے کے بعد ایک بدن سے دوسرے بدن کے ساتھ جڑ جانا، ان دونوں تعلقات میں کوئی وقت فاصلہ نہ ہو، کیونکہ روح اور جسم کے درمیان ذاتی مانوسیت ہوتی ہے۔“

(التّعریفات، ص 68)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



❁ علامہ سمین حلبی رحمہ اللہ (۷۵۶ھ) فرماتے ہیں:

اَلتَّنَاسُخِيَّةُ قَوْمٌ يَزْعُمُونَ أَنْ لَّا بَعْثَ وَلَا نُشُورَ، بِنَاءً عَلٰى مَذْهَبِهِمُ الْفَاسِدِ، وَأَنَّ هٰذِهِ الْأَرْوَاحَ إِذَا خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ حَلَّتْ فِي جَسَدٍ آخَرَ، بِحَسْبِ خَيْرِيَّتِهٖ وَشَرِّيَّتِهٖ؛ فَإِنْ كَانَ خَيْرًا حَلَّتْ فِي جَسَدٍ صَالِحٍ وَصُورَةٍ حَسَنَةٍ، وَإِلَّا فَفِي أَقْبَحِ صُورَةٍ، فَرُوحُ زَيْدٍ أَنْ تَحُلَّ فِي مِثْلِهٖ، أَوْ كَلْبٍ أَوْ ذُبَابَةٍ، أَوْ زُنْبُورٍ، وَكَذَا رُوحُ الزُّنْبُورِ، وَيَذْكُرُونَ عَلٰى ذٰلِكَ أَدِلَّةً بَاطِلَةً، وَحُجَجًا دَاحِضَةً، يُمَوِّهُونَ بِهَا عَلٰى ضَعْفِهِمْ، نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِمَّا خَالَفَ مَا جَاءَ تْ بِهٖ أَصْحَابُ الشَّرَائِعِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ.

”عقیدہ تناسخ کے قائلین اپنے فاسد عقیدے کی بنا پر کہتے ہیں کہ (مرنے کے بعد) دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا، نیز کہتے ہیں کہ یہ روحیں جب ایک جسم سے نکلتی ہیں، تو اپنے اچھے یا برے ہونے کے اعتبار سے دوسرے جسم میں داخل ہو جاتی ہیں۔ اگر روح اچھی ہو، تو اچھے جسم اور خوبصورت صورت میں داخل ہوتی ہے اور اگر بری ہو، تو بری صورت میں داخل ہوتی ہے۔ مثلاً زید کی روح (نکلنے کے بعد) اسی جیسے انسان، کتے، مکھی یا بھڑ میں داخل ہوتی ہے، اسی طرح بھڑ کی روح کا معاملہ ہے۔ عقیدہ تناسخ کے قائلین اپنے اس عقیدہ پر باطل دلائل پیش کرتے ہیں اور ان کے ذریعے اپنی کمزوری پر پردہ ڈالتے ہیں۔ ہم انبیائے کرام علیہم السلام کی شریعت کی مخالفت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(عُمدة الحُفّاظ في تفسير أشرف الألفاظ : 170/4)

ہندؤں وغیرہ کا اعتقاد ہے کہ جب انسان مرتا ہے، تو اس کی روح کسی دوسرے جسم میں منتقل ہو جاتی ہے۔

❀ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ (٦٨٥ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُ عَقِيدَةُ أَكْثَرِ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ .

''یہ اکثر بت پرستوں کا عقیدہ ہے۔''

(تفسير البيضاوي : 108/5)

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ﴾(البقرة : ٢٤٣)

''(اے نبی!) کیا آپ انہیں نہیں جانتے، جو اپنے گھروں سے موت کے ڈر سے ہزاروں کی تعداد میں نکلے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں کہا: مر جاؤ، پھر انہیں زندہ کر دیا۔''

❀ علامہ ابو بکر جصاص رحمہ اللہ (٣٧٠ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذِهِ الْآيَةِ دَلَالَةٌ عَلٰى بُطْلَانِ قَوْلِ مَنْ أَنْكَرَ عَذَابَ الْقَبْرِ وَزَعَمَ أَنَّهُ مِنَ الْقَوْلِ بِالتَّنَاسُخِ، لِأَنَّ اللّٰهَ أَخْبَرَ أَنَّهُ أَمَاتَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ ثُمَّ أَحْيَاهُمْ، فَكَذٰلِكَ يُحْيِيهِمْ فِي الْقَبْرِ وَيُعَذِّبُهُمْ إِذَا اسْتَحَقُّوا ذٰلِكَ .

''اس آیت میں ان لوگوں کا رد ہے، جو عذاب قبر کا انکار کرتے ہیں اور اسے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



عقیدہ تناسخ میں سے خیال کرتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اللہ نے ان لوگوں کو مارا، پھر زندہ کر دیا، تو اسی طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کو قبر میں زندہ کرتا ہے اور اگر وہ عذاب کا مستحق ہوں، تو انہیں عذاب دیتا ہے۔''

(أحکام القرآن: 547/1)

شہدا کی روحیں جنت میں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں، جو پرندے اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے لٹکی قندیلوں میں بسیرا کرتے ہیں۔ وہ روحیں کہتی ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں ہمارے جسموں میں لوٹا دے، تا کہ ہم دوبارہ تیری راہ میں قربان ہو جائیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَالُوا : يَا رَبِّ، نُرِيدُ أَنْ تَرُدَّ أَرْوَاحَنَا فِي أَجْسَادِنَا حَتّٰى نُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ مَرَّةً أُخْرى .

''شہداء کہتے ہیں: ہمارے رب! ہم چاہتے ہیں کہ ہماری روحیں دوبارہ ہمارے جسموں میں لوٹا دی جائیں تا کہ ہم (قتال کریں اور) ایک بار پھر تیری راہ میں شہید ہو جائیں۔''

(صحیح مسلم: 1887)

❀ علامہ ابو العباس قرطبی رحمہ اللہ (٦٥٦ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ رَدٌّ عَلَى التَّنَاسُخِيَّةِ، وَأَنَّ أَجْوَافَ الطَّيْرِ لَيْسَتْ أَجْسَادًا لَّهَا، وَإِنَّمَا هِيَ مُوَدَّعَةٌ فِيهَا عَلٰى سَبِيلِ الْحِفْظِ وَالصِّيَانَةِ وَالْإِكْرَامِ .

''اس حدیث میں عقیدۂ تناسخ کے حاملین کا رد ہے، نیز یہ ذکر ہے کہ پرندوں کے پیٹ روحوں کے جسم نہیں ہیں، بلکہ ان میں روحیں صرف حفظ وصیانت اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اکرام وشرف کے لیے رکھی گئی ہیں۔‘‘

(المُفهم : 3/719)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ الْقَاضِي : وَقَدْ تَعَلَّقَ بِحَدِيثِنَا هٰذَا وَشِبْهِهٖ بَعْضُ الْمَلَاحِدَةِ الْقَائِلِينَ بِالتَّنَاسُخِ وَانْتِقَالِ الْأَرْوَاحِ وَتَنْعِيمِهَا فِي الصُّوَرِ الْحِسَانِ الْمُرَفَّهَةِ وَتَعْذِيبِهَا فِي الصُّوَرِ الْقَبِيحَةِ الْمُسَخَّرَةِ وَزَعَمُوا أَنَّ هٰذَا هُوَ الثَّوَابُ وَالْعِقَابُ وَهٰذَا ضَلَالٌ بَيِّنٌ وَإِبْطَالٌ لِمَا جَاءَ تْ بِهِ الشَّرَائِعُ مِنَ الْحَشْرِ وَالنَّشْرِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ .

’’قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس اور اس جیسی دیگر احادیث سے بعض ملحدین دلیل لیتے ہیں، جو تناسخ کا عقیدہ رکھتے ہیں اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ روحیں (ایک جسم سے دوسرے میں) منتقل ہوتی ہیں، ان کو نعمتیں اس طرح ملتی ہیں کہ انہیں خوبصورت اور آسودہ حال صورت میں داخل کر دیا جاتا ہے اور عذاب کی صورت یہ ہے کہ انہیں قبیح اور بدحال صورت میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہی روح کا ثواب اور سزا ہے۔ یہ واضح گمراہی اور تمام شریعتوں کا انکار ہے، جن میں حشر، دوبارہ زندہ کیے جانے، جنت اور جہنم کا اثبات ہے۔‘‘

(شرح النّووي : 13/33، مرقاة المَفاتيح للملا علي القاري : 6/2465)

❁ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَائِرٌ يَعْلُقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يُرْجِعَهَا اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِلٰى جَسَدِهٖ يَوْمَ يَبْعَثُهٗ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”مومن کی روح پرندے (کے پوٹ میں ہوتی) ہے، جو جنت کے درختوں میں رہتے ہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ روز قیامت اسے اس کے جسم میں لوٹا دے گا۔“

(مسند الإمام أحمد : 15786، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ علامہ ابو العباس قرطبی رحمہ اللہ (۶۵۶ھ) فرماتے ہیں:

”تناسخ ارواح کا عقیدہ شرعی تعلیمات اور اجماع امت کے مخالف ہے۔ یہ عقیدہ رکھنے والا قطعی طور پر کافر ہے، کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی کی امور آخرت اور اس کے تفصیلی احوال کے متعلق یقینی خبر کا انکار کیا ہے۔ جبکہ یہ عقیدہ کچھ بھی نہیں ہے، پس تناسخ اور اس کا عقیدہ (شرعاً) باطل ہیں اور عقلاً محال ہیں۔“

(المُفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مُسلم : 718/3)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَمَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ أَوْ لَا يَخْشٰى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ قَبْلَ الْإِمَامِ، أَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ رَأْسَهٗ رَأْسَ حِمَارٍ، أَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ صُورَتَهٗ صُورَةَ حِمَارٍ .

”کیا آپ میں سے کسی کو اس بات سے ڈر نہیں لگتا کہ امام سے پہلے سر اٹھانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر سے یا اس کے چہرے کو گدھے کے چہرے سے تبدیل کر دے!!“

(صحيح البخاري : 691، صحيح مسلم : 427)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) نقل کرتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



قَالَ ابْنُ بَزِيزَةَ : اسْتَدَلَّ بِظَاهِرِهِ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ عَلٰى جَوَازِ التَّنَاسُخِ قُلْتُ : وَهُوَ مَذْهَبٌ رَدِيءٌ مَبْنِيٌّ عَلٰى دَعَاوٰى بِغَيْرِ بُرْهَانٍ .

''علامہ ابن بزیزہ رحمہ اللہ کہتے ہیں : اس حدیث کے ظاہر سے کچھ بے عقل لوگوں نے عقیدہ تناسخ پر استدلال کیا ہے۔ میں کہتا ہوں : یہ ردی مذہب ہے، جو بے دلیل دعوؤں پر مبنی ہے۔''

(فتح الباري : 184/2)

بعض اعمال کی وجہ سے بعض لوگوں کا مسخ ممکن ہے، لیکن اس کا تناسخ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

✿ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

قَالَتْ فِرْقَةٌ : مُسْتَقَرُّهَا بَعْدَ الْمَوْتِ أَبْدَانٌ أُخَرُ تُنَاسِبُ أَخْلَاقَهَا وَصِفَاتِهَا الَّتِي اكْتَسَبَتْهَا فِي حَالِ حَيَاتِهَا، فَتَصِيرُ كُلُّ رُوحٍ إِلٰى بَدَنِ حَيَوَانٍ يُشَاكِلُ تِلْكَ الرُّوحَ! وَهٰذَا قَوْلُ التَّنَاسُخِيَّةِ مُنْكِرِي الْمَعَادِ، وَهُوَ قَوْلٌ خَارِجٌ عَنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ كُلِّهِمْ .

''ایک گروہ کا عقیدہ ہے کہ موت کے بعد روحوں کا ٹھکانہ دوسرے بدن ہوتے ہیں، جو روحوں کے ان صفات اور عادات سے مناسبت رکھتے ہیں، جنہیں وہ اپنی زندگی میں کسب کرتی رہی ہیں، پھر ہر روح کسی ایسے حیوان کے بدن میں داخل ہو جاتی ہے، جو اس روح کے مناسب ہوتا ہے۔ یہ عقیدہ تناسخ رکھنے والوں کا نظریہ ہے، یہ قیامت کے منکر ہیں، یہ عقیدہ تمام مسلمانوں کے (عقائد کے) منافی ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 402)

## شبہات کا ازالہ:

① اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ﴾(الأعراف : ٤٠)

”بلاشبہ جنہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی اور ان سے تکبر کیا، ان کے لیے آسمان کی دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور وہ کبھی بھی جنت میں داخل نہ ہوں گے، یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے داخل ہو جائے، ہم مجرموں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔“

❁ علامہ فخر رازی رحمہ اللہ (٦٠٦ھ) فرماتے ہیں:

الْقَائِلُونَ بِالتَّنَاسُخِ احْتَجُّوا بِهٰذِهِ الْآيَةِ فَقَالُوا : إِنَّ الْأَرْوَاحَ الَّتِي كَانَتْ فِي أَجْسَادِ الْبَشَرِ لَمَّا عَصَتْ وَأَذْنَبَتْ فَإِنَّهَا بَعْدَ مَوْتِ الْأَبْدَانِ تُرَدُّ مِنْ بَدَنٍ إِلٰى بَدَنٍ وَلَا تَزَالُ تَبْقٰى فِي التَّعْذِيبِ حَتّٰى أَنَّهَا تَنْتَقِلُ مِنْ بَدَنِ الْجَمَلِ إِلٰى بَدَنِ الدُّودَةِ الَّتِي تَنْفُذُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ فَحِينَئِذٍ تَصِيرُ مُطَهَّرَةً عَنْ تِلْكَ الذُّنُوبِ وَالْمَعَاصِي وَحِينَئِذٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَتَصِلُ إِلَى السَّعَادَةِ وَاعْلَمْ أَنَّ الْقَوْلَ بِالتَّنَاسُخِ بَاطِلٌ وَهٰذَا الِاسْتِدْلَالُ ضَعِيفٌ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”تناسخ کے قائلین اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں: انسانوں کے اجسام میں موجود وہ روحیں، جو نافرمانی اور گناہ کرتی رہیں، مرنے کے بعد انہیں ایک بدن سے دوسرے بدن میں منتقل کر دیا جاتا ہے، وہ لگاتار یہی عذاب جھیلتی رہتی ہیں، یہاں تک کہ انہیں اونٹ کے جسم سے کیڑے کے جسم میں منتقل کر دیا جاتا ہے، وہ کیڑا سوئی کے ناکہ سے گزر جائے گا، تب یہ روح گناہوں اور نافرمانی سے پاک ہو جائے گی، پھر جنت میں داخل ہو جائے گی اور سعادت حاصل کر لے گی۔ یاد رہے کہ عقیدہ تناسخ باطل ہے اور یہ استدلال بودا ہے۔“

(تفسير الرّازي : 241/14)

② اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ﴾

(الشّوریٰ : ۳۰)

”تمہیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے، وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے اور بہت سے گناہوں سے اللہ درگزر کر دیتا ہے۔“

❀ علامہ سمعانی رحمہ اللہ (۴۸۹ھ) فرماتے ہیں:

تَعَلَّقَ بِهٰذِهِ الْآيَة بَعْضُ مَنْ يَقُولُ بِالتَّنَاسُخِ، وَقَالَ : إِنَّا نَرَى الْبَلَاءَ يُصِيبُ الْأَطْفَالَ وَلَمْ يَكُنْ مِنْهُم ذَنْبٌ، فَدَلَّ أَنَّهٗ سَبَقَ مِنْهُمْ ذُنُوبٌ مِنْ قَبْلُ وَعُوقِبُوا بِهَا .

”عقیدہ تناسخ کے ایک قائل نے اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بچوں پر مصائب آتی ہیں، جبکہ ان کا تو کوئی گناہ بھی نہیں ہوتا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان بچوں کے اس سے پہلے کے کچھ گناہ موجود ہیں، جن پر انہیں سزا دی جا رہی ہے۔''

(تفسير السّمعاني : 78/5)

ہر مصیبت اور پریشانی گناہوں کی وجہ سے نہیں ہوتی، انبیائے کرام اور صلحا پر جو مصائب آئی ہیں، وہ گناہوں کے سبب نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں درجات کی معراج پر پہنچانا چاہتا ہے کہ جسے اعمال سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

یہی معاملہ بچوں کا ہے۔ بچوں پر آنے والی مصائب والدین کے لیے تکلیف دہ ہوتی ہیں، جن پر صبر اُن کے لیے گناہوں کا کفارہ اور درجات کی بلندی کا موجب ہے۔

❀ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (۷۹۰ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ نَظَرَ إِلٰى طُرُقِ أَهْلِ الْبِدَعِ فِي الِاسْتِدْلَالِ؛ عَرَفَ أَنَّهَا لَا تَنْضَبِطُ؛ لِأَنَّهَا سَيَّالَةٌ لَا تَقِفُ عِنْدَ حَدٍّ، وَعَلٰى كُلِّ وَجْهٍ يَصِحُّ لِكُلِّ زَائِغٍ وَكَافِرٍ أَنْ يَسْتَدِلَّ عَلٰى زَيْغِهٖ وَكُفْرِهٖ حَتّٰى يَنْسِبَ النِّحْلَةَ الَّتِي الْتَزَمَهَا إِلَى الشَّرِيعَةِ، فَقَدْ رَأَيْنَا وَسَمِعْنَا عَنْ بَعْضِ الْكُفَّارِ أَنَّهُ اسْتَدَلَّ عَلٰى كُفْرِهٖ بِآيَاتِ الْقُرْآنِ، كَمَا اسْتَدَلَّ بَعْضُ النَّصَارٰى عَلٰى تَشْرِيكِ عِيسٰى بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿وَكَلِمَتُهٗ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ﴾(النّساء : ١٧١) وَاسْتَدَلَّ عَلٰى أَنَّ الْكُفَّارَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ بِإِطْلَاقِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



وَالنَّصَارٰى وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾(البقرة : ٦٢)، الْآيَةَ، وَاسْتَدَلَّ بَعْضُ الْيَهُودِ عَلٰى تَفْضِيلِهِمْ عَلَيْنَا بِقَوْلِهٖ سُبْحَانَهٗ : ﴿اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾(البقرة : ٤٢) وَبَعْضُ الْحُلُولِيَّةِ اسْتَدَلَّ عَلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي﴾(الحجر : ٢٩) وَالتَّنَاسُخِيُّ اسْتَدَلَّ بِقَوْلِهٖ : ﴿فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ﴾(الانفطار : ٨) وَكَذٰلِكَ كُلُّ مَنِ اتَّبَعَ الْمُتَشَابِهَاتِ، أَوْ حَرَّفَ الْمَنَاطَاتِ، أَوْ حَمَّلَ الْآيَاتِ مَا لَا تَحْمِلُهٗ عِنْدَ السَّلَفِ الصَّالِحِ، أَوْ تَمَسَّكَ بِالْأَحَادِيثِ الْوَاهِيَةِ، أَوْ أَخَذَ الْأَدِلَّةَ بِبَادِي الرَّأْيِ، لَهُ أَنْ يَسْتَدِلَّ عَلٰى كُلِّ فِعْلٍ أَوْ قَوْلٍ أَوِ اعْتِقَادٍ وَافَقَ غَرَضَهٗ بِآيَةٍ أَوْ حَدِيثٍ لَا يَفُوزُ بِذٰلِكَ أَصْلًا .

”جو اہل بدعت کے طریقہ استدلال کو بغور دیکھے، وہ جان جائے گا کہ ان کا کوئی قانون ضابطہ نہیں ہے، کیونکہ یہ سیلاب کی طرح بہتے جاتے ہیں اور کسی کنارے پر رکنے کا نام نہیں لیتے۔ یوں ہر گمراہ اور کافر کے لیے بھی درست ہے کہ وہ اپنی گمراہی اور کفر پر استدلال کرے اور اپنی اختیار کردہ رائے کو شریعت کی طرف منسوب کر دے۔ ہم نے بعض کفار کو دیکھا اور سنا ہے، وہ اپنے کفر پر قرآنی آیات سے استدلال کرتے ہیں، مثلاً بعض عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ کی اُلوہیت میں شریک ہونے پر اس فرمان باری تعالیٰ سے استدلال کرتے ہیں: ﴿وَكَلِمَتُهٗ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ﴾

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(النّساء : ۱۷۱) ''عیسیٰ اللہ کا کلمہ ہیں، جو اس نے مریم کی طرف القا کیا اور اس کی طرف سے روح ہیں۔'' نیز یہ کہ کفار بھی جنت میں جائیں گے، اس پر اس فرمان باری تعالیٰ سے استدلال کیا ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارٰى وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ......﴾ (البقرة : ٦٢) ''بے شک جو مومن ہوں، یہودی ہوں، عیسائی ہوں یا صابی ہوں، جو بھی اللہ اور روز آخرت پر ایمان لایا......'' یہودی خود کو ہم امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے افضل سمجھتے ہیں، اس پر بطور دلیل یہ فرمان الٰہی پیش کرتے ہیں: ﴿اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾ (البقرة : ٤٢) ''میری اس نعمت کو یاد کرو، جو میں نے تم پر کی اور میں نے تم کو تمام جہانوں پر فضیلت دی۔'' عقیدہ حلول کا عقیدہ رکھنے والے بعض اس آیت سے استدلال کرتے ہیں: ﴿وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي﴾ (الحجر : ٢٩) ''میں نے اس (آدم) میں اپنی روح پھونکی۔'' تناسخ ارواح کا عقیدہ رکھنے والا اس فرمان سے استدلال کرتا ہے: ﴿فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ﴾ (الانفطار : ٨) ''جس صورت میں اس نے چاہا، تجھے جوڑ دیا۔'' اسی طرح ہر وہ شخص، جو خواہشات کا اتباع کرتا ہے یا احکامات کی علتوں کو بدل دیتا ہے یا آیات پر وہ معانی ومطالب چڑھا دیتا ہے، جو معانی ومفاہیم سلف صالحین کے ہاں ان آیات سے مراد نہیں یا ضعیف احادیث سے دلیل پکڑتا ہے یا کمزور فہم سے دلائل اخذ کرتا ہے۔ ان میں سے ہر شخص اپنے من پسند فعل، قول یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



عقیدے پر آیت یا حدیث سے استدلال کرتا ہے، ایسا کرنے سے وہ قطعاً سرخرو نہیں ہوگا۔'' (الاعتصام : 363/1)

## لمحہ فکریہ:

پوری انسانیت کے نام یہ پیغام ہے کہ اللہ رب العالمین پر ایمان لے آئیں، یہ دنیا کی زندگی بہت جلد ختم ہونے والی ہے۔ ہم نے اپنے کیے کا اللہ کے سامنے جواب دینا ہے۔ جنت میں جانے کے لیے نبی کریم ﷺ پر ایمان لانا ضروری ہے، ورنہ جہنم ٹھکانا ہوگا۔ جس کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ سخت ہے، جو وجود کو ہمیشہ جلاتی رہے گی۔ اگر اتنی ہمت ہے، تو خیر، ورنہ ایمان ضروری ہے۔

شریعت کے معارض ومتصادم عقائد واعمال چھوڑ دیں، اپنے آپ کو اسلام کے سپرد کر دیں، اسلام ہمارا محسن ہے اور فطری دین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عقل اس لیے دی ہے کہ اس کے پیغمبروں پر ایمان لایا جائے، اس کی وحی کی پیروی کی جائے، نہ کہ اس لیے کہ اس عقل نارسا سے شریعت کا رد کیا جائے۔ اگر عقل ہی اصل ہے، تو انبیائے کرام علیہم السلام کو کیوں مبعوث کیا گیا؟ عقل سلیم وہ ہے، جو وحی کے سامنے جھک جاتی ہے، عقل سقیم وہ ہے، جو وحی سے معارضہ کرتی ہے۔ انسان کا دنیا میں آنے کا مقصد اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت ہے، وہ عبادت اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ طریقہ کے مطابق کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ طریقہ وہ ہے، جو نبی کریم ﷺ کے ذریعے ہم تک پہنچا۔ وہ قرآن وحدیث میں ثابت ہے۔

قرآن وحدیث میں عافیت ہے، یہی حق ہے، اس کے علاوہ باطل ہے۔

**سوال**: حدیث: ''سب سے پہلے میری امت میں میری سنت کو تبدیل کرنے والا بنوامیہ کا آدمی ہوگا۔'' کی تخریج وتحقیق درکار ہے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



**جواب**: اس بارے میں مروی ساری کی ساری روایات ضعیف وغیر ثابت ہیں۔

❀ ابوالعالیہ رفیع بن مہران رحمہ اللہ سے مروی ہے:

لَمَّا كَانَ زَمَنُ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ بِالشَّامِ غَزَا النَّاسُ فَغَنِمُوا وَكَانَتْ فِي غَنَائِمِهِمْ جَارِيَةٌ نَفِيسَةٌ فَصَارَتْ لِرَجُلٍ فِي قِسْمِهٖ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ يَزِيدُ فَانْتَزَعَهَا وَأَبُو ذَرٍّ يَوْمَئِذٍ بِالشَّامِ فَاسْتَعَانَ الرَّجُلُ بِأَبِي ذَرٍّ فَانْطَلَقَ مَعَهٗ فَقَالَ : رُدَّ عَلَى الرَّجُلِ جَارِيَتَهٗ فَتَلَكَّأَ يَزِيدُ فَقَالَ : أَمَا وَاللّٰهِ لَئِنْ فَعَلْتَ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : إِنَّ أَوَّلَ مَنْ يُبَدِّلُ سُنَّتِي رَجُلٌ مِّنْ بَنِي أُمَيَّةَ، ثُمَّ وَلّٰى فَلَحِقَهٗ فَقَالَ : أَذْكُرُكَ اللّٰهَ أَهُوَ أَنَا قَالَ : اَللّٰهُمَّ لَا، فَرَدَّ عَلَى الرَّجُلِ جَارِيَتَهٗ .

”جب شام میں یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی حکومت تھی، تو لوگوں نے غزوہ کیا اور مال غنیمت حاصل کیا، مال غنیمت میں ایک خوبصورت لونڈی تھی، جو ایک شخص کے حصہ میں آئی۔ یزید رضی اللہ عنہ نے اس شخص کی طرف پیغام بھیج کر وہ لونڈی ہتھیا لی۔ ان دنوں سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بھی شام میں تھے۔ اس شخص نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے مدد مانگی، تو ابوذر رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ (یزید رضی اللہ عنہ کے پاس) گئے اور فرمایا: اس شخص کو اس کی لونڈی واپس کر دیجئے، یزید رضی اللہ عنہ نے ٹال مٹول کی، تو سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آپ ایسا ہی کر رہے ہیں، تو سن لیجئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”سب سے پہلے میری امت میں میری سنت کو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



بدلنے والا بنوامیہ کا ایک شخص ہوگا۔'' پھر سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ واپس لوٹ آئے، یزید رضی اللہ عنہ بھی پیچھے ہولیے اور ابوذر رضی اللہ عنہ سے مل کر پوچھا: آپ کو اللہ کا واسطہ! کیا (بنوامیہ کے) اس شخص سے مراد میں ہوں؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً نہیں، تو یزید رضی اللہ عنہ نے وہ لونڈی اسی شخص کو واپس لوٹا دی۔''

(دلائل النبوة للبيهقي: 466/6، تاريخ ابن عساكر: 250/65)

سند ضعیف ہے۔ ابوالعالیہ کا سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

❀ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ إِرْسَالٌ بَيْنَ أَبِي الْعَالِيَةِ وَأَبِي ذَرٍّ.

''اس سند میں ابوالعالیہ اور ابوذر رضی اللہ عنہ کے درمیان ارسال (انقطاع) ہے۔''

❀ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ابوالعالیہ کے ابوذر رضی اللہ عنہ سے سماع کی نفی کی ہے۔

(تاريخ ابن معين برواية الدّوري: 3467)

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور میں شام گئے تھے۔ (مستدرک حاکم: 5468، وسندہ حسن)، جبکہ یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں وفات پا چکے تھے۔

❀ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْمَعْرُوفُ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ كَانَ بِالشَّامِ زَمَنَ عُثْمَانَ وَعَلَيْهَا مُعَاوِيَةُ وَمَاتَ يَزِيدُ فِي زَمَنِ عُمَرَ وَلَا يُعْرَفُ لِأَبِي ذَرٍّ قُدُومُ الشَّامِ زَمَنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

''مشہور یہ ہے کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں شام میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تھے اور شام پر معاویہ رضی اللہ عنہ گورنر تھے۔ جبکہ یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہی وفات پا گئے تھے، نیز عہد عمر رضی اللہ عنہ میں سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کا شام میں تشریف لانا معروف ومعلوم نہیں۔''

(التّاریخ الأوسط: 45/1)

❀ تاریخ اصبہان (۱۳۲/۱) والی سند سفیان بن عیینہ کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❀ الاوائل لابن ابی عاصم (۶۳) اور مصنف ابن ابی شیبہ (۳۵۸۷۷) والی سند منقطع ہے۔ ابو العالیہ کا سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں، اس روایت میں سماع کی صراحت بھی نہیں۔

❀ ابو مسلم جذمی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

كَانَ أَبُو ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالشَّامِ زَمَنَ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَغَزَا الْمُسْلِمُونَ، فَغَنِمُوا وَأَصَابُوا جَارِيَةً نَفِيسَةً فَصَارَتْ لِرَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ فِي سَهْمٍ ...... .

''یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے دور میں سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ شام میں تھے، مسلمانوں نے غزوہ کیا اور مال غنیمت حاصل کیا۔ اس میں ایک خوبصورت لونڈی بھی ان کے ہاتھ لگی، جو ایک مسلمان کے حصے میں آئی ......۔''

(المَطالب العالية لابن حَجَر: 4463)

سند ضعیف ہے۔ عبد الوہاب بن عبد المجید ثقفی مختلط ہیں، محمد بن اسماعیل بن ابی سمینہ کا ان سے قبل از اختلاط روایت لینا ثابت نہیں ہوا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



حافظ ذہبی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا یہ کہنا کہ عبدالوہاب نے اختلاط کے بعد کوئی روایت بیان نہیں کی، لہٰذا ان کا اختلاط مضر نہیں، درست نہیں، کیونکہ ان کی بنیاد امام ابو داود رحمہ اللہ کے قول پر ہے، جسے حافظ عقیلی رحمہ اللہ (۳/۷۵) نے ذکر کیا ہے۔ یہ قول ثابت نہیں، حافظ عقیلی رحمہ اللہ کے استاذ حسین بن عبداللہ ذارع کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس روایت کی تمام سندوں کو ضعیف و منقطع قرار دیا ہے۔

(البداية والنّهاية : 649/11)

**سوال**: کیا بیوی نفلی روزہ شوہر کی اجازت کے بغیر رکھ سکتی ہے؟

**جواب**: بیوی نفلی روزہ شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں رکھ سکتی۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ .

''کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ رکھے۔''

(صحيح البخاري : 5195، صحيح مسلم : 1026)

❁ علامہ ابن عطار رحمہ اللہ (۷۲۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدِ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ الْمَرْأَةَ لَا يَحِلُّ لَهَا صَوْمُ التَّطَوُّعِ وَزَوْجُهَا حَاضِرٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھے۔''

(العُدّة في شرح العُمدة : 874/2، التّوضيح لابن المُلَقّن : 367/13)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



**سوال**: کیا ولی، نبی سے افضل ہو سکتا ہے؟

**جواب**: ولی، نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدِ اتَّفَقَ سَلَفُ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّتُهَا وَسَائِرُ أَوْلِيَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ أَفْضَلُ مِنَ الْأَوْلِيَاءِ الَّذِينَ لَيْسُوا بِأَنْبِيَاءِ .

''اسلاف امت، ائمہ ہدیٰ اور تمام اولیاء اللہ کا اتفاق واجماع ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اولیائے کرام سے افضل ہیں۔''

(مَجموع الفتاویٰ : 221/11)

**سوال**: عیدین کے لیے اذان اور اقامت کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: عیدین کے لیے اذان اور اقامت جائز نہیں، بدعت ہے۔

❀ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَيْنِ، غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ، بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ .

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئی مرتبہ عیدین کی نماز ادا کی، اس میں نہ اذان تھی اور نہ اقامت۔''

(صحیح مسلم : 887)

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس اور سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْأَضْحٰى .

''(عہد نبوی میں) عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کے لیے اذان نہیں کہی جاتی تھی۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(صحيح البخاري : 960)

❀ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی أَنَّ الْأَذَانَ وَالْإِقَامَةَ لِلْعِيدَيْنِ بِدْعَةٌ وَّمُحْدَثٌ .

”اہل علم کا اتفاق ہے کہ عیدین کے لیے اذان اور اقامت کہنا بدعت ہے۔“

(فتح الباري لابن رجب : 447/8)

**سوال**: اگر مسافر کا کسی جگہ ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو، آج کل کی کیفیت میں ہو، تو کب تک قصر کرے گا؟

**جواب**: مسافر کا کسی جگہ ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو، آج جانا ہے، کل جانا ہے، کی صورت حال سے دوچار ہو، تو مدت مدید تک قصر کر سکتا ہے۔

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۷۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰی أَنَّ الْمُسَافِرَ يَقْصُرُ مَا لَمْ يُجْمِعْ إِقَامَةً، وَإِنْ أَتٰی عَلَيْهِ سِنُونَ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ مسافر جب تک ٹھہرنے کی نیت نہ کرے، قصر نماز ادا کرے گا، اگرچہ اسے سالوں بیت جائیں۔“

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 548)

**سوال**: نوافل کے لیے اذان کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: نوافل کے لیے اذان نہیں۔

❀ علامہ ابن بطال رضی اللہ عنہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

إِجْمَاعُ الْمُسْلِمِينَ عَلٰی أَنَّ النَّافِلَةَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَا أَذَانَ لَهَا .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”مسلمانوں کا اجماع ہے کہ دن رات کے نوافل کیلئے کوئی اذان نہیں۔“

(شرح صحيح البخاري : 251/2، الاستذكار لابن عبد البر : 405/1)

**سوال** : پہلی وحی کیا نازل ہوئی ؟

**جواب** : پہلی وحی میں سورت علق کی ابتدائی پانچ آیات نازل ہوئیں۔

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں :

اَلصَّوَابُ أَنَّ أَوَّلَ مَا أُنْزِلَ عَلَى الْإِطْلَاقِ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ كَمَا صَرَّحَ بِهٖ فِي حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَأَمَّا ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ فَكَانَ نُزُولُهَا بَعْدَ فَتْرَةِ الْوَحْيِ كَمَا صَرَّحَ بِهٖ فِي رِوَايَةِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ وَالدَّلَالَةُ صَرِيحَةٌ فِيهِ فِي مَوَاضِعَ مِنْهَا قَوْلُهٗ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ إِلٰى أَنْ قَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ وَمِنْهَا قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَ نِي بِحِرَاءٍ ثُمَّ قَالَ : فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ وَمِنْهَا قَوْلُهٗ ثُمَّ تَتَابَعَ الْوَحْيُ يَعْنِي بَعْدَ فَتْرَتِهٖ فَالصَّوَابُ أَنَّ أَوَّلَ مَا نَزَلَ ﴿اقْرَأْ﴾ وَأَنَّ أَوَّلَ مَا نَزَلَ بَعْدَ فَتْرَةِ الْوَحْيِ : ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ وَأَمَّا قَوْلُ مَنْ قَالَ مِنَ الْمُفَسِّرِينَ أَوَّلُ مَا نَزَلَ الْفَاتِحَةُ فَبُطْلَانُهٗ أَظْهَرُ مِنْ أَنْ يُذْكَرَ .

”درست بات یہ ہے کہ مطلق طور پر سب سے پہلے نازل ہونے والی وحی ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ ہے، جیسا کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں اس کی صراحت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



موجود ہے۔ رہی سورت مدثر، تو یہ فترۃ الوحی کے بعد نازل ہوئی، جیسا کہ زہری عن ابی سلمہ عن جابر کی سند سے ایک روایت میں صراحت موجود ہے۔ اس میں محل استدلال کئی جگہ موجود ہے، مثلاً راوی کا قول: ''وہ فترۃ الوحی کے متعلق بیان فرما رہے تھے...... کہ اللہ تعالیٰ نے سورت مدثر نازل کر دی۔'' اسی طرح نبی کریم ﷺ کا فرمان: اچانک میں نے وہی فرشتہ دیکھا، جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے سورت مدثر نازل کر دی۔'' اسی طرح راوی کا قول: ''پھر فترہ کے بعد وحی مسلسل جاری رہی۔'' اس لیے درست یہی ہے کہ سب سے پہلے نازل ہونے والی وحی ﴿اقْرَأْ﴾ ہے اور فترۃ الوحی کے بعد نازل ہونے والی سب سے پہلی وحی سورت مدثر ہے۔ جن مفسرین نے یہ بات کہی ہے کہ سب سے پہلے نازل ہونے والی وحی سورت فاتحہ ہے، تو اس کا بطلان بالکل واضح ہے۔''

(شرح مسلم: 207/2)

**سوال**: کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی قبر ''نجف'' میں ہے؟

**جواب**: یہ کہنا کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی قبر ''نجف'' میں ہے، بے دلیل بات ہے، جسے بعض روافض نے پھیلا رکھا ہے۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

مَا يَعْتَقِدُهُ كَثِيرٌ مِّنْ جَهَلَةِ الرَّوَافِضِ مِنْ أَنَّ قَبْرَهُ بِمَشْهَدِ النَّجَفِ، فَلَا دَلِيلَ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَا أَصْلَ لَهُ .

''کئی جاہل روافض یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی قبر نجف میں ہے، یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دعویٰ بے دلیل اور بے بنیاد ہے۔''

(البِداية والنّهاية :20/11)

**سوال**: تاویل کا کیا معنی ہے؟

**جواب**: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''تاویل سے تین مفہوم مراد لیے گئے ہیں؛ ① **متاخرین کی اصطلاح میں تاویل**: اکثر متاخرین کی اصطلاح میں تاویل سے مراد ہے: لفظ کو کسی دلیل کی بنا پر راجح معنی سے مرجوح معنی کی طرف پھیرنا۔ ان متاخرین کی اصطلاح کے مطابق کسی لفظ کا وہ معنی، جو اس کی ظاہری مراد سے مطابقت رکھتا ہو، تاویل نہیں کہلائے گا۔ ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''تاویل'' کے لفظ سے یہی مراد لیا ہے، نیز تمام نصوص کی ظاہری مدلول کے برعکس تاویلات ہیں، جنہیں صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے یا تاویل کرنے والے جانتے ہیں۔ متاخرین میں سے بہت سے اہل علم یہ بھی کہتے ہیں کہ نصوص کو ان کے ظاہری معانی پر رکھا جائے گا، ان کا ظاہری معنی ہی مراد ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان نصوص کی ان مفاہیم کے علاوہ بھی تاویل ہے، جسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ائمہ اربعہ وغیرہ کو ماننے والوں میں کئی نام نہاد اہل سنت اس متناقض مؤقف کا شکار ہو گئے ہیں۔ ② **جمہور مفسرین کے ہاں تاویل**: تاویل سے مراد کلام کی تفسیر ہے، چاہے ظاہری معنی کے موافق ہو یا نہ ہو۔ جمہور مفسرین وغیرہ کی اصطلاح میں اسے ہی تاویل کہتے ہیں۔ اس تاویل کو علم میں پختہ لوگ جانتے ہیں۔ یہ معنی ان سلف کے موافق ہے، جو اس فرمان باری تعالیٰ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



پر وقف کرنے کے قائل ہیں: ﴿وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ﴾ ''اس کی تاویل کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ لوگ جانتے ہیں، جو علم میں راسخ ہیں۔'' ③ **قرآن وسنت میں وارد تاویل:** تاویل سے مراد وہ حقیقت ہے، جس کی طرف کلام کو لوٹایا جاتا ہے، اگرچہ آپ اس کے ظاہری معنی سے واقف ہوں۔ پس جنت کے کھانے، پینے، لباس، نکاح اور وقوع قیامت وغیرہ کے متعلق جو خبر دی گئی ہے، ان کی تاویل سے مراد ان میں پائے جانے والے حقائق ہیں، نہ کہ وہ معانی مراد ہیں، جنھیں ذہنوں میں تصور کیا جاتا ہے اور زبان سے ادا کیا جاتا ہے۔ لغت قرآن میں بھی تاویل سے یہی مراد ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے متعلق ذکر کیا: ﴿يَا أَبَتِ هَٰذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِن قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا﴾ (یوسف: ۱۰۰) ''ابا جان! یہی میرے خواب کی تاویل ہے، جسے میں نے (برسوں) پہلے دیکھا تھا، اسے میرے رب نے سچ کر دیا ہے۔'' اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا تَأْوِيلَهُ يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلُهُ يَقُولُ الَّذِينَ نَسُوهُ مِن قَبْلُ قَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ﴾ (الأعراف: ۵۳) ''یہ لوگ اس کے آخر نتیجے کے منتظر ہیں، جس دن اس کا آخر نتیجہ آئے گا، اس دن وہ لوگ، جو اسے پہلے سے بھولے ہوئے تھے، کہیں گے کہ یقیناً ہمارے رب کے پیغمبر حق لے کر آئے تھے۔'' نیز فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



الْآخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾(النّساء : ٥٩)''اگر کسی مسئلہ میں تمہارا اختلاف ہو جائے، تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور روز آخرت پر یقین رکھتے ہو، یہ بہت بہتر ہے اور انجام کار کے اعتبار سے بہت اچھا ہے۔''اس تاویل کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔''

(الفتوى الحِموية الكُبرىٰ :1/287-290)

## فائدہ:

❀ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمُتَأَوِّلَ لَا يَخْرُجُ مِنَ الْمِلَّةِ وَإِنْ أَخْطَأَ فِي تَأْوِيلِهِ .

''تاویل کرنے والا ملت اسلامیہ سے خارج نہیں ہوتا، اگرچہ وہ تاویل میں خطا کر جائے۔''(معالم السّنن : 4/295)

**سوال**: کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کی تقلید کرتے تھے؟

**جواب**: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ تقلید کا مطلب ہے؛ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مقابلہ میں کسی اُمتی کی بات کو دین کا درجہ دینا۔ صحابہ کے لیے ایسا کرنا ہرگز ممکن نہیں تھا۔ تقلید مذموم ہے اور بالاجماع ضلالت ہے۔

❀ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوۃ سے قتال کا ارادہ کیا، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے علمی اختلاف کیا، بعد میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ میں رجوع کر لیا:

وَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ .

''اللہ کی قسم! اس مسئلہ میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شرح صدر عطا کر دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تھا، میں بھی جان گیا ہوں کہ یہی حق ہے۔''

(صحيح البخاري : 1400، صحيح مسلم : 20)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

يَا لِلّٰهِ الْعَجَبُ مِنْ عَالِمٍ يُقَلِّدُ دِينَهٗ إِمَامًا بِعَيْنِهٖ فِي كُلِّ مَا قَالَ مَعَ عِلْمِهٖ بِمَا يَرُدُّ عَلٰى مَذْهَبِ إِمَامِهٖ مِنَ النُّصُوصِ النَّبَوِيَّةِ .

''ہائے اللہ! اس عالم پر کتنا تعجب ہے، جو کسی معین امام کی ہر بات میں تقلید کرتا ہے، یہ جاننے کے بعد بھی کہ کئی احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اس کے امام کے مذہب کا رد کرتی ہیں!''(تَذكِرَة الحُفّاظ : 18/1)

**سوال**: امام کی اقتدا میں ہے، بھول گیا، کیا سجدہ سہو کرے گا؟

**جواب**: مقتدی کی بھول پر سجدہ سہو نہیں ہے۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنْ لَّيْسَ عَلٰى مَنْ سَهَا خَلْفَ الْإِمَامِ سُجُودٌ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو سہو ہوا، تو سجدہ سہو نہیں ہے۔''

(الإجماع : 50)

**سوال**: کیا وضو میں ترتیب ضروری ہے؟

**جواب**: جی ہاں، وضو میں ترتیب ضروری ہے۔

**سوال**: کیا وضو میں ترتیب ضروری ہے؟

**جواب**: وضو میں ترتیب ضروری ہے، نبی کریم ﷺ نے پوری زندگی ترتیب سے ہی وضو کیا ہے، کبھی بھی ترتیب کو ترک نہیں کیا، صحابہ کا بھی یہی معمول رہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



❀ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِبْدَؤُوا بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ .

”وہاں سے شروع کریں، جہاں سے اللہ تعالیٰ نے شروع کیا ہے۔“

(سنن النّسائي : 2962، وسندهٗ صحيحٌ)

جس ترتیب نے اللہ تعالیٰ کا طریقہ بیان فرمایا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی عملی تعبیر پیش کی ہے، اسی طریقے سے وضو کرنا ضروری ہے، ترتیب کو آگے پیچھے کرنا درست نہیں۔ وضو عبادت ہے، عبادت اسی طریقہ سے سرانجام دی جائے، جو طریقہ قرآن وحدیث اور آثار صحابہ میں مذکور ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ الْمُسْتَفِيضَةُ عَنْ جَمَاعَاتٍ مِنَ الصَّحَابَةِ فِي صِفَةِ وُضُوءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكُلُّهُمْ وَصَفُوهُ مُرَتَّبًا مَعَ كَثْرَتِهِمْ وَكَثْرَةِ الْمَوَاطِنِ الَّتِي رَأَوْهُ فِيهَا وَكَثْرَةِ اخْتِلَافِهِمْ فِي صِفَاتِهٖ فِي مَرَّةٍ وَمَرَّتَيْنِ وَثَلَاثٍ وَغَيْرِ ذٰلِكَ وَلَمْ يَثْبُتْ فِيهِ مَعَ اخْتِلَافِ أَنْوَاعِهٖ صِفَةٌ غَيْرُ مُرَتَّبَةٍ وَفِعْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيَانٌ لِلْوُضُوءِ الْمَأْمُورِ بِهٖ وَلَوْ جَازَ تَرْكُ التَّرْتِيبِ لَتَرَكَهٗ فِي بَعْضِ الْأَحْوَالِ لِبَيَانِ الْجَوَازِ كَمَا تَرَكَ التَّكْرَارَ فِي أَوْقَاتٍ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ وضو کے بیان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



جماعت سے صحیح متواتر احادیث ہیں، تمام کے تمام صحابہ نے وضو کو ترتیب کے ساتھ نقل کیا ہے، حالانکہ صحابہ کی تعداد بکثرت تھی اور مختلف مواقع پر آپ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا تھا، صحابہ نے وضو میں اعضا کو ایک مرتبہ، دو مرتبہ یا تین مرتبہ دھونے کے بارے میں کافی اختلاف روایت کیا ہے، مگر اختلاف کی اس نوعیت کے باوجود بغیر ترتیب کے وضو ثابت نہیں، نبی کریم ﷺ کا عمل مبارک اس وضو کا بیان ہے، جس کا (اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کریم میں) حکم دیا گیا ہے۔ اگر وضو میں ترتیب ترک کرنا جائز ہو، تو بیان جواز کے لیے نبی کریم ﷺ کبھی نہ کبھی تو ضرور ترک کرتے، جیسا کہ آپ ﷺ نے اعضائے وضو تکرار کے ساتھ دھونے کو مختلف اوقات میں ترک کیا۔''

(المَجموع :446/1)

✿ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَتَوَضَّأْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، وَلَمْ يُحْفَظْ عَنْهُ أَنَّهٗ أَخَلَّ بِهٖ مَرَّةً وَّاحِدَةً، وَكَذٰلِكَ كَانَ وُضُوئُهٗ مُرَتَّبًا مُتَوَالِيًا لَمْ يُخِلَّ بِهٖ مَرَّةً وَّاحِدَةً الْبَتَّةَ.

''نبی کریم ﷺ نے (اسی ترتیب سے) وضو کیا کہ کلی کرتے اور ناک میں پانی چڑھاتے، آپ ﷺ سے قطعاً ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ بھی اس ترتیب کو توڑا ہو، اسی طرح آپ ﷺ کا وضو بالترتیب اور پے در پے ہوتا تھا، آپ ﷺ نے ایک مرتبہ بھی اس میں ترتیب کو آگے پیچھے نہیں کیا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(زاد المَعاد :187/1)

بعض روایات سے عدم ترتیب پر استدلال کیا جاتا ہے، مگر وہ روایات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی، ملاحظہ ہو؛

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثُمَّ يَدَيْهِ ثُمَّ رِجْلَيْهِ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ دھویا، پھر ہاتھوں کو دھویا، پھر پاؤں دھوئے اور پھر سر کا مسح کیا۔''

(التّحقيق لابن الجوزي :163/1)

بے سند اور بے اصل ہے۔ کتب حدیث میں اس کی سند نہیں۔

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا لَا يَصِحُّ .

''یہ روایت ثابت نہیں۔''

(التّحقيق :163/1)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ ضَعِيفٌ لَا يُعْرَفُ .

''یہ روایت ضعیف اور بے سند ہے۔''

(المَجموع :446/1)

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مَا أُبَالِي إِذَا أَتْمَمْتُ وُضُوئِي بِأَيِّ أَعْضَائِي بَدَأْتُ .

”مجھے پرواہ نہیں کہ میں کسی بھی عضو سے وضو کی ابتدا کرلوں، بشرطیکہ میں وضوکو مکمل کروں۔“

(سنن الدّارقطني :87/1)

سند منقطع ہے۔عبداللہ بن عمرو بن ہند کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

❀ عوف بن ابی جمیلہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ عَلِيٍّ .

”عبداللہ بن عمرو بن ہند نے یہ روایت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے نہیں سنی۔“

(عِلَل الإمام أحمد برواية ابنه عبد اللّٰه : 214)

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

لَا بَأْسَ أَنْ تَبْدَأَ بِرِجْلَيْكَ قَبْلَ يَدَيْكَ .

”وضو میں ہاتھوں سے پہلے پاؤں دھولیں، تو کوئی حرج نہیں۔“

(سنن الدّارقطني :89/1)

سند ضعیف ہے۔

① امام مجاہد رحمہ اللہ کا سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

② حفص بن غیاث کا عنعنہ ہے۔

③ ابن جریج کا عنعنہ ہے۔

❀ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا مُرْسَلٌ وَلَا يُثْبَتُ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”یہ مرسل اور غیر ثابت روایت ہے۔“

(سنن الدّارقطني :89/1)

**سوال**: حدیث: «اَللّٰهُ مَوْلَانَا، وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ» کا کیا مطلب ہے؟ جبکہ اللہ تعالیٰ تو سب کا مولا ہے؟

**جواب**: سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے بارے میں فرمایا:

اَللّٰهُ مَوْلَانَا، وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ.

”اللہ تعالیٰ ہمارا مولیٰ ہے، تمہارا نہیں۔“

(صحيح البخاري : 4043)

✿ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمَوْلٰى هَاهُنَا بِمَعْنَى الْوَلِيّ، فَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى يتولّٰى الْمُؤمِنِينَ بِالنُّصْرَةِ وَالْإِعَانَةِ، وَيَخْذُلُ الْكُفَّارَ.

”یہاں ”مولیٰ“ کے معنی دوست و مددگار کے ہیں۔ پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ مومنوں سے محبت کرتے ہوئے ان کی مدد اور نصرت کرتا ہے اور کفار کو بے یار و مددگار چھوڑ دیتا ہے۔“

(كشف المُشكِل : 255/2)

**سوال**: ماہِ رمضان شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں، تو انسان گناہ کیسے کرتا ہے؟

**جواب**: حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمَعَاصِي تَقَعُ بِمَيْلِ الطَّبْعِ إِلَى الشَّهَوَاتِ الْمُحَرَّمَةِ، وَلَيْسَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



لِلشَّيْطَانِ إِلَّا التَّزْيِينُ وَالتَّحْرِيضُ .

''گناہ اس لیے سرزد ہوتے ہیں، کیونکہ طبیعت حرام شہوتوں کی طرف مائل ہو چکی ہوتی ہیں، شیطان تو صرف گناہ کو مزین کرتا ہے اور اس پر اُبھارتا ہے۔''

(كشف المُشكِل : 409/3)

**سوال**: فرمان نبوی: ''اگر مجھ پر دس یہودی ایمان لے آئیں، تو تمام یہودی مسلمان ہو جائیں گے۔'' کا کیا مطلب ہے؟

**جواب**: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ آمَنَ بِي عَشَرَةٌ مِّنَ الْيَهُودِ، لَآمَنَ بِيَ الْيَهُودُ .

''اگر مجھ پر دس یہودی ایمان لے آئیں، تو ساری یہودیت ایمان لے آئے گی۔''

(صحيح البخاري : 3941، صحيح مسلم : 2793)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

اَلْحَدِيثُ عَلٰى أَمْرَيْنِ؛ أَحَدُهُمَا : أَنْ تَكُونَ الْإِشَارَةُ إِلَى الرُّؤَسَاءِ الْكِبَارِ، وَالثَّانِي : إِلَى اجْتِمَاعِ عَشَرَةٍ فِي الْإِسْلَامِ فِي وَقْتٍ وَاحِدٍ .

''اس حدیث کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں؛ ① یہ اشارہ بڑے بڑے سرداروں کی طرف ہے۔ ② ایک ہی وقت میں دس یہودیوں کا اسلام قبول کرنا مراد ہے۔''

(كشف المُشكِل : 486/3)

**سوال**: فرمان نبوی: ''صدقہ مال کو کم نہیں کرتا۔'' کا کیا مطلب ہے؟

**جواب**: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَالٍ . ''صدقہ مال کو کم نہیں کرتا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(صحيح مسلم : 2588)

❀ اس کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں:

① اللہ تعالیٰ مال میں برکت ڈال دیتا ہے اور نقصانات کو دور کر دیتا ہے، جس سے کمی پوری ہو جاتی ہے۔

② اگر چہ مال میں ظاہری طور پر کمی ہو جاتی ہے، لیکن اس کے بدلے میں جو ثواب نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے، وہ مال کی کمی کو پورا کر دیتا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ صدقہ والے مال کو دنیا میں بھی بڑھا چڑھا کر لوٹاتا ہے۔

**سوال**: نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُغَيِّبَ وَجْهَكَ عَنِّي .

''کیا ایسا ممکن ہے کہ آپ اپنا چہرہ مجھ سے دور رکھیں۔''

(صحيح البخاري : 4072)

اس حدیث سے اشکال واقع کیا جاتا ہے کہ جب اسلام پہلے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے، تو پیغمبر اسلام ﷺ نے وحشی رضی اللہ عنہ سے ایسا سلوک کیوں کیا، حالانکہ یہ تو خواہش کی پیروی معلوم ہوتی ہے اور آپ ﷺ کے حلم کے خلاف ہے؟

**جواب**: حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الشَّرْعَ لَا يُكَلِّفُ نَقْلَ الطَّبْعِ، إِنَّمَا يُكَلِّفُ تَرْكَ الْعَمَلِ بِمُقْتَضَاهُ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا رَأَى وَحْشِيًّا ذَكَرَ فِعْلَهُ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ بِالطَّبْعِ، وَهٰذَا يَضُرُّ وَحْشِيًّا فِي دِينِهِ، فَلَعَلَّهُ أَرَادَ اللُّطْفَ فِي إِبْعَادِهِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



”بلاشبہ شریعت نفس کی پیروی کا مکلّف نہیں ٹھہراتی، بلکہ نفس کے مطابق عمل نہ کرنے کا مکلّف ٹھہراتی ہے۔ دراصل نبی کریم ﷺ جب بھی وحشی رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تھے، تو اُن کا (سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو بے رحمی کے ساتھ شہید کرنے والا) عمل یاد آ جاتا تھا، تو آپ ﷺ کو طبعی طور پر ان پر غصہ آ جاتا تھا، یہ وحشی رضی اللہ عنہ کی دینداری کے لیے نقصان دہ تھا، تو گویا نبی کریم ﷺ نے وحشی رضی اللہ عنہ پر لطف وکرم کرتے ہوئے انہیں دور رہنے کا کہا۔“

(کشف المُشکِل: 4/177)

یہ بھی ممکن ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا وحشی رضی اللہ عنہ کو وقتی طور پر ایسا فرمایا ہو، نہ کہ ہمیشہ کے لیے، واللہ اعلم!

**سوال**: حدیث میں ہے کہ فجر اور مغرب کی نماز پڑھنے والا آگ میں داخل نہیں ہو گا، جبکہ کئی موحد نمازی جہنم میں جائیں گے۔ تو اس حدیث کا کیا مفہوم ہے؟

**جواب**: حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

اَلْجَوَابُ مِنْ خَمْسَةِ أَوْجُهٍ؛ أَحَدُهَا : أَنْ يَّكُونَ قَالَ هٰذَا قَبْلَ نُزُولِ الْحُدُودِ وَبَيَانِ الْمُحَرَّمَاتِ، وَالثَّانِي : أَنْ يَّكُونَ خَارِجًا مَخْرَجَ الْغَالِبِ، وَالْغَالِبُ مِمَّنْ صَلّٰى وَرَاعٰى هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ أَن يَتَّقِيَ مَا يَحْمِلُ إِلَى النَّارِ، وَالثَّالِثُ : لَنْ يَّدْخُلَهَا دُخُولَ خُلُودٍ، وَالرَّابِعُ : أَنْ يُّرَادَ بِهِ النَّارَ الَّتِي يَدْخُلُهَا الْكُفَّارَ، وَالْخَامِسُ : أَنْ يَّكُونَ هٰذَا حُكْمُهُ أَلَّا يَدْخُلَ النَّارَ، كَمَا تَقُولُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



إِذَا رَأَيْتَ دَارًا صَغِيرَةً : هٰذِهِ لَا يَنْزِلُهَا أَمِيرٌ، وَقَدْ يَنْزِلُهَا .

''اس کے پانچ جواب ہیں؛ ① ممکن ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ حدیث اس وقت بیان فرمائی ہو، جب ابھی حدود اور محرمات کا نزول نہیں ہوا تھا۔ ② اس سے مراد اکثریت ہے، کہ نمازیوں اور خصوصاً ان دو نمازوں کا اہتمام کرنے والوں میں سے اکثر لوگ جہنم کا باعث بننے والے اعمال سے پرہیز کرتے ہیں۔ ③ یہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا۔ ④ اس سے وہ آگ مراد ہے، جس میں کفار داخل ہوں گے۔ ⑤ یہ نمازی کا حکم بیان ہوا ہے کہ یہ آگ میں داخل نہیں ہوگا۔ مثلاً جب آپ چھوٹا سا گھر دیکھیں، تو آپ کہتے ہیں: اس گھر میں امیر داخل نہیں ہوتا، لیکن بسا اوقات داخل ہو بھی جاتا ہے۔''

(كَشف المُشكِل : 224/4)

**سوال**: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَغْزُو جَيْشٌ الْكَعْبَةَ، فَإِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءِ مِنَ الْأَرْضِ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ، ثُمَّ يُبْعَثُونَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ .

''ایک گروہ کعبہ پر چڑھائی کرے گا، جب وہ بیدا مقام پر پہنچیں گے، تو ان کے اول اور آخر، سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا، پھر روز محشر انہیں اپنے اپنے عقیدے پر اُٹھایا جائے گا۔''

(صحيح البخاري : 2118، صحيح مسلم : 2118)

جو لوگ اس معرکے کا حصہ ہی نہیں بنے، انہیں کیوں دھنسایا جائے گا؟

**جواب**: ان کی موت کا وقت آچکا ہوگا، اس لیے انہیں بھی دھنسا دیا جائے گا، پھر روز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



محشر انہیں اپنے عقیدہ پر اُٹھایا جائے گا۔

**سوال**: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ، وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ، فَيَسْتَغْفِرُونَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ.

''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر آپ گناہ نہ کریں، تو اللہ تعالیٰ تمہیں فوت کر دے گا اور ایسی قوم کو لے آئے گا، جو گناہ کر کے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں گے، تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف کر دے گا۔''

(صحیح مسلم: 2749)

کا کیا مطلب ہے؟

**جواب**: علامہ تورپشتی رحمہ اللہ (۶۶۱ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَرِدْ هٰذَا الْحَدِيثُ مَوْرِدَ تَسْلِيَةٍ لِلْمُنْهَمِكِينَ فِي الذُّنُوبِ وَتَوْهِينِ أَمْرِهَا عَلَى النُّفُوسِ، وَقِلَّةِ الِاحْتِفَالِ مِنْهُمْ بِمُوَاقِعَتِهَا عَلٰى مَا يَتَوَهَّمُهُ أَهْلُ الْغِرَّةِ بِاللّٰهِ، فَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ إِنَّمَا بُعِثُوا لِيَرْدَعُوا النَّاسَ عَنْ غِشْيَانِ الذُّنُوبِ، وَاسْتِرْسَالِ نُفُوسِهِمْ فِيهَا، بَلْ وَرَدَ مَوْرِدَ التَّنْبِيهِ وَالْبَيَانِ لِعَفْوِ اللّٰهِ عَنِ الْمُذْنِبِينَ، وَحُسْنِ التَّجَاوُزِ عَنْهُمْ، لِيُعَظِّمُوا الرَّغْبَةَ فِي التَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ.

''اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس میں گناہوں میں منہمک رہنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



والوں کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے، یا گناہوں کے معاملے کو نفوس کے لیے معمولی قرار دیا جا رہا ہے اور اگر گناہ سرزد ہو جائے، تو اس کو اہمیت نہ دینے کی بات کی جا رہی ہے، جیسا کہ یہ غافل لوگوں کا وہم ہے، کیونکہ انبیائے کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد ہی یہ ہے کہ وہ لوگوں کو گناہوں کے غلبے اور ان میں اپنے نفوس کو بے لگام ہونے سے روکیں۔ بلکہ اس حدیث کا مقصد اللہ تعالیٰ کے گناہ گاروں کو معاف کرنے اور ان سے بہترین طریقے سے درگزر کرنے کا بیان اور تنبیہ ہے، تاکہ گناہ گار اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرنے میں زیادہ رغبت کریں۔''

(الميسَّر في شرح مَصابيح السنة : 541/2)

**سوال**: کیا نماز میں آمین کہنے کی فضیلت ہے؟

**جواب**: جی ہاں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ، فَأَمِّنُوا، فَإِنَّهُ مَنْ وَّافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

''امام آمین کہے، تو آپ بھی آمین کہیں۔ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہو گئی، اس کے سابقہ تمام (صغیرہ) گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

(صحيح البخاري : 780، صحيح مسلم : 410)

❀ حافظ عراقی رحمہ اللہ (۸۰۶ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ رَدٌّ عَلَى الْإِمَامِيَّةِ فِي دَعْوَاهُمْ أَنَّ التَّأْمِينَ فِي الصَّلَاةِ مُبْطِلٌ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لَهَا وَهُمْ فِي ذٰلِكَ خَارِقُونَ لِإِجْمَاعِ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ وَلَا حُجَّةَ لَهُمْ فِي ذٰلِكَ لَا صَحِيحَةً وَلَا سَقِيمَةً .

''اس حدیث میں امامیہ شیعہ کا رد ہے کہ جن کا دعویٰ ہے کہ نماز میں آمین کہنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ اس مسئلہ میں شیعہ سلف اور خلف کے اجماع سے خارج ہیں۔ ان کے پاس صحیح یا ضعیف کوئی دلیل نہیں۔''

(طرح التّثريب : 266/2، عُمدة القاري للعَيْني : 50/6)

**سوال**: کیا قرآن کی کوئی سورت خلع بھی تھی؟

**جواب**: قرآن میں کوئی سورت خلع نہیں تھی۔ اس بارے کوئی روایت ثابت نہیں۔

❀ علامہ علی بن محمد سخاوی مصری رحمہ اللہ (٦٤٣ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا أَيْضًا مِمَّا أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى خِلَافِهٖ .

''یہ ان باتوں میں سے ہے، جن کے خلاف پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔''

(جَمال القُراء، ص 95)

**سوال**: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

**جواب**: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔

❀ علامہ زرکشی رحمہ اللہ (٧٩٤ھ) فرماتے ہیں:

شَجَاعَتُهٗ مُتَوَاتِرَةٌ لَفْظًا وَّمَعْنًى .

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بہادری لفظی اور معنوی طور پر متواتر ہے۔''

(البَحر المُحيط في أصول الفقه : 117/6)

**سوال**: کیا جنات میں بھی دوزخ میں جائیں گے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جواب: جنات بھی دوزخ میں جائیں گے، کیونکہ وہ بھی شریعت کے مکلّف ہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ﴾(الأعراف : ۱۷۹)

''البتہ ہم نے بہت سے جن اور انسان جہنم کے لیے پیدا کیے۔''

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ فِي النَّارِ﴾

(الأعراف : ۳۸)

''جنات اور انسانوں میں جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں، ان کے ساتھ تم بھی جہنم میں داخل ہو جاؤ۔''

❀ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَلَٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ﴾

(السّجدة : ۱۳)

''لیکن میری یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ میں ضرور بالضرور جنات اور انسانوں سے جہنم کو بھر دوں گا۔''

ان کے علاوہ بھی بہت ساری آیات دلیل ہیں کہ جنات بھی جہنم میں جائیں گے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ الْجِنَّ يُعَذَّبُونَ فِي الْآخِرَةِ عَلَى الْمَعَاصِي .

''علما کا اتفاق ہے کہ روز قیامت جنات کو گناہوں کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔''

(شرح النووي : 169/4)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

قَدِ اتَّفَقَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰی أَنَّ كُفَّارَ الْجِنِّ فِي النَّارِ .

''مسلمانوں کا اتفاق واجماع ہے کہ کافر جنات دوزخ میں ہوں گے۔''

(طريق الهجرتين، ص 417، الفتاوى الحديثية لابن حجر الهيتمي، ص 70)

**سوال**: عورت عدت وفات شوہر میں ہے، یا طلاق رجعی کی عدت میں ہے، نکاح کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: عورت عدت وفات شوہر میں ہے، یا طلاق رجعی کی عدت میں ہے، نکاح کرلیا، تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ﴾

(البقرة : ۲۳۵)

''جب تک عدت مکمل نہ ہو جائے، عقد نکاح کو پختہ نہ کرو۔''

❀ علامہ الکیا ہراسی رحمہ اللہ (۵۰۴ھ) فرماتے ہیں:

دَلِيلٌ عَلٰى تَحْرِيمِ نِكَاحِ الْمُعْتَدَّةِ .

''یہ آیت دلیل ہے کہ عدت والی عورت سے نکاح حرام ہے۔''

(أحكام القرآن : 198/1)

❀ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ النِّكَاحَ فِي الْعِدَّةِ حَرَامٌ يُفْسَخُ .

''فقہا کا اجماع ہے کہ عدت میں نکاح کرنا حرام ہے، اسے فسخ کیا جائے گا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(إكمال المُعلِم : 5/58)

**سوال**: حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے کن کن راویوں کو جمہور کے نزدیک ثقہ یا ضعیف قرار دیا؟

**جواب**: ① ابو ہارون عمارہ بن جوین عبدی:

اَلْأَكْثَرُ عَلٰى تَضْعِيفِهٖ أَوْ تَرْكِهٖ .

”جمہور اسے ضعیف یا متروک قرار دیتے ہیں۔“

(میزان الاعتدال : 3/174)

② ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ اسلمی ابواسحاق مدنی:

هُوَ مَتْرُوكٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ .

”جمہور کے نزدیک متروک ہے۔“

(دِيوان الضّعفاء، ص 13)

③ اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق سبیعی:

قَدْ أَثْنٰى عَلٰى إِسْرَائِيلَ الْجُمْهُورُ .

”جمہور نے اسرائیل کی تعریف وثنا کی ہے۔“

(سِيَر أعلام النُّبلاء : 7/357)

④ بقیہ بن ولید:

وَثَّقَهُ الْجُمْهُورُ فِيمَا سَمِعَهُ مِنَ الثِّقَاتِ .

”اس نے جو روایات ثقات سے سنی ہیں، ان میں جمہور نے اس کی توثیق کی ہے۔“

(الكاشِف : 626)

⑤ سہیل بن ابی صالح ذکوان السمان:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



وَثَّقَهٗ نَاسٌ . ’’اکثر محدثین نے توثیق کی ہے۔‘‘

(الکاشف : 2183)

⑥ عطاء بن ابی مسلم خراسانی:

أَكْثَرُهُمْ وَثَّقَهٗ . ’’اکثر محدثین نے توثیق کی ہے۔‘‘

(من تُكُلِّمَ فيه وهو مُوَثَّق، ص 135)

⑦ عکرمہ بن عبداللہ مولیٰ ابن عباس:

اِحْتَجَّ بِهِ الْجُمْهُورُ . ’’جمہور نے اس سے حجت پکڑی ہے۔‘‘

(الرُّواة الثِّقات : 59، تاريخ الإسلام : 106/3)

⑧ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ . ’’جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔‘‘

(العِبَر في خَبَرِ مَن غَبَرَ : 434/1)

هٰذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ أَنَّهٗ حَسَنُ الْحَدِيثِ عِنْدَ الْجُمْهُورِ .

⑨ معقل بن عبیداللہ جزری:

عِنْدَ الْأَكْثَرِينَ لَا بَأْسَ بِهٖ .

’’اکثر محدثین کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں۔‘‘

(میزان الاعتدال : 146/4)

⑩ محرر بن ہارون تیمی:

اَلْجُمْهُورُ عَلٰی تَضْعِيفِهٖ . ’’جمہور اسے ضعیف قرار دیتے ہیں۔‘‘

(تاريخ الإسلام : 732/4)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



⑪ حجاج بن ارطاۃ:

اَلْجُمْهُورُ عَلٰی أَنَّہٗ لَا یُحْتَجُّ بِہٖ .

”جمہور کے نزدیک اس سے حجت نہیں پکڑی جائے گی۔“

(میزان الاعتدال : 296/4)

⑫ محمد بن اسحاق مدنی:

اَلْجُمْهُورُ عَلٰی أَنَّہٗ لَا یُحْتَجُّ بِہٖ .

”جمہور کے نزدیک اس سے حجت نہیں پکڑی جائے گی۔“

(میزان الاعتدال : 296/4)

هٰذَا خَطَأٌ، فَالْجُمْهُورُ عَلٰی أَنَّہٗ یُحْتَجُّ بِہٖ .

⑬ عبداللہ بن زید بن اسلم:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ . ”جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔“

(دیوان الضّعفاء : 2175)

⑭ یحییٰ بن مسلم بکاء:

اَلْجُمْهُورُ عَلٰی تَضْعِیفِہٖ . ”جمہور اسے ضعیف قرار دیتے ہیں۔“

(المُغني في الضّعفاء : 7053)

⑮ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ . ”جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔“

(البدر المُنیر لابن المُلقّن : 449/1)

**سوال**: مذی اور ودی کا کیا حکم ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(جواب): مذی بوسہ وکنار کے باعث بلا ارادہ پیشاب کی نالی سے نکلنے والے پتلے پانی اور ودی پیشاب کے بعد نکلنے والے سفید اور رقیق پانی کو کہتے ہیں۔

مذی اور ودی دونوں نجس اور ناپاک ہیں۔ان کا حکم پیشاب کا سا ہے۔جسم اور کپڑے پر لگ جائیں،تو انہیں دھویا جائے گا۔

✿ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقُوا عَلٰی نَجَاسَةِ الْمَذِيِّ وَالْوَدْيِ .

''مذی اور ودی کے نجس ہونے پر فقہا کا اتفاق ہے۔''

(شرح السنّة: 90/2)

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰی نَجَاسَةِ الْمَذْيِ وَالْوَدْيِ .

''مذی اور ودی کے نجس ہونے پر امت کا اجماع ہے۔''

(المَجموع شرح المُهذّب: 552/2)

مذی اور ودی کے خارج ہونے پر غسل نہیں۔

✿ علامہ شرنبلالی حنفی رحمہ اللہ (۱۰۶۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی أَنَّهٗ لَا يَجِبُ الْغُسْلُ بِخُرُوجِ الْمَذْيِ وَالْوَدْيِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ مذی اور ودی کے خروج پر غسل واجب نہیں ہے۔''

(مَراقي الفلاح، ص 44)

ان کے خروج پر وضو ہے۔

✿ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



إِجْمَاعُهُمْ عَلَى أَنَّ الْمَذْيَ وَالْوَدْيَ فِيهِمَا الْوُضُوءُ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ مذی اور ودی (کے خروج) پر وضو ہے۔''

(الاستذکار : 157/1)

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَأَمَرْتُ رَجُلًا أَنْ يَّسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِمَكَانِ ابْنَتِهِ، فَسَأَلَ فَقَالَ : تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ .

''مجھے بہت زیادہ مذی آتی تھی، تو چونکہ میرے گھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں، اس لیے میں نے ایک صحابی (مقداد رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے سوال کرے، تو انہوں نے سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: وضو کیجئے اور اپنی شرمگاہ کو دھو لیجئے۔''

(صحيح البخاري : 269، صحيح مسلم : 303)

❁ سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَمَّا الْمَاءُ بَعْدَ الْمَاءِ فَهُوَ الْمَذْيُ، وَكُلُّ فَحْلٍ يُمْذِي فَتَغْسِلُ مِنْ ذٰلِكَ فَرْجَكَ وَأُنْثَيَيْكَ وَتَوَضَّأْ وُضُوئَكَ لِلصَّلَاةِ .

''جس پانی کے بعد منی نکلتی ہے، اسے مذی کہتے ہیں اور ہر جوان کو مذی آتی ہے، چنانچہ ایسی کیفیت میں آپ شرمگاہ اور خصیتین کو دھو لیا کریں اور نماز والا وضو کر لیا کریں۔''

(مسند الإمام أحمد : 342/4، سنن أبي داوٗد : 211، سنن التّرمذي : 133، سنن ابن ماجه : 651، وسندهٗ حسنٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن غریب“ کہا ہے، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۷) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

❀ سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مذی کی بہت شدت پاتا تھا اور اکثر اس سے غسل کرتا، میں نے اس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا يُجْزِيكَ مِنْ ذٰلِكَ الْوُضُوءُ .

”اس پر آپ کے لیے وضو کافی ہوگا۔“

(سنن أبي داود : 210، سنن التّرمذي : 115، سنن ابن ماجه : 506، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن صحیح“ کہا ہے، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۹۱) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۱۰۳) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

**سوال**: جلق کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: جلق (مشت زنی) ناجائز، حرام اور لغو ہے۔ انتہائی قبیح اور رسوا کن گناہ ہے۔ دین و دنیا کے لیے نقصان دہ ہے۔ اس سے قوائے جسمانی کمزور ہو جاتے ہیں، قبل از وقت بڑھاپا چھا جاتا ہے۔ چہرے کی رعنائی ختم ہو جاتی ہے۔ نامردی اور بانجھ پن کا سبب ہے۔ نسیان کا مرض لاحق ہو سکتا ہے۔ اعصابی، دماغی اور جسمانی صلاحیتیں ختم ہو جاتی ہیں۔

❀ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

عَامَّةُ الْعُلَمَاءِ عَلٰى تَحْرِيمِهٖ، وَقَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ : إِنَّهٗ كَالْفَاعِلِ بِنَفْسِهٖ، وَهِيَ مَعْصِيَةٌ أَحْدَثَهَا الشَّيْطَانُ وَأَجْرَاهَا بَيْنَ النَّاسِ حَتّٰى صَارَتْ قِيلَةً، وَيَا لَيْتَهَا لَمْ تُقَلْ، وَلَوْ قَامَ الدَّلِيلُ عَلٰى

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



جَوَازِهَا لَكَانَ ذُو الْمُرُوءَةِ يُعْرِضُ عَنْهَا لِدَنَاءَتِهَا .

''اکثر اہل علم مشت زنی کو حرام سمجھتے ہیں، بعض اہل علم نے تو کہا ہے کہ یہ اپنے ہی ساتھ زنا کرنے کے مترادف ہے۔ یہ معصیت ہے، اسے شیطان نے ایجاد کیا اور لوگوں میں جاری کر دیا، یہاں تک کہ یہ ایک بحث ومباحثہ بن چکا ہے، کاش کہ اس پر گفتگو ہی نہ کی جاتی۔ اگر اس کے جواز پر دلیل بھی قائم ہو جائے، تب بھی معزز لوگ اس کے گھٹیا پن کی وجہ سے اس سے اعراض کریں گے۔''

(تفسير القرطبي : 106/12)

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاءَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ﴾(المؤمنون : ٧)

''جو اس کے سوا کچھ اور تلاش کرے، تو یہی لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔''

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ نے متعہ کے متعلق پوچھا، تو فرمایا:

بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ، قَالَ : وَقَرَأَتْ هٰذِهِ الْآيَةَ : ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ٭﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى غَيْرَ مَا زَوَّجَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى أَوْ مَا مَلَّكَهٗ فَقَدْ عَدَا .

''میرے اور آپ کے مابین کتاب اللہ فیصل ہے۔ آپ نے آیت تلاوت فرمائی:﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ٭﴾ (المومنون : ٥)

''اہل ایمان اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں......۔''لہٰذا جس نے اپنی زوجہ یا لونڈی کے علاوہ کسی سے شہوت پوری کی، اس نے حد سے تجاوز کیا۔''

(النّاسخ والمَنسوخ للقاسم بن سلّام : 131، مسند الحارث [بغية الباحث] : 479،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



السّنن الكبرٰی للبیھقي: 206/7، 207، وسندہٗ صحیحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (393،305/2) نے اسے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

لَا یَحِلُّ الْعَمَلُ بِالذَّکَرِ إِلَّا فِي الزَّوْجَةِ أَوْ فِي مِلْكِ الْیَمِینِ وَلَا یَحِلُّ الِاسْتِمْنَاءُ .

''عضو خاص کو صرف بیوی یا لونڈی (کے ساتھ جماع) میں استعمال کیا جا سکتا ہے، مشت زنی جائز نہیں۔''

(الأمّ: 102/5)

حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۶ھ) فرماتے ہیں:

فِیهِ دَلِیلٌ عَلٰی أَنَّ الِاسْتِمْنَاءَ بِالْیَدِ حَرَامٌ، وَهُوَ قَوْلُ أَکْثَرِ الْعُلَمَاءِ .

''اس آیت میں دلیل ہے کہ مشت زنی حرام ہے، اکثر اہل علم یہی کہتے ہیں۔''

(تفسیر البغوي: 410/5)

علامہ شامی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

یَدُلُّ أَیْضًا عَلٰی مَا قُلْنَا مَا فِي الزَّیْلَعِيِّ حَیْثُ اسْتَدَلَّ عَلٰی عَدَمِ حِلِّهٖ بِالْکَفِّ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی: ﴿وَالَّذِینَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ﴾ الْآیَةُ وَقَالَ: فَلَمْ یُبَحِ الِاسْتِمْتَاعُ إِلَّا بِهِمَا أَيْ بِالزَّوْجَةِ وَالْأَمَةِ اهـ فَأَفَادَ عَدَمَ حِلِّ الِاسْتِمْتَاعِ أَيْ قَضَاءِ الشَّهْوَةِ بِغَیْرِهِمَا، هٰذَا مَا ظَهَرَ لِي وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ أَعْلَمُ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



”جو بات ہم نے کی ہے، اس کی دلیل علامہ عثمان بن علی زیلعی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) نے ذکر کیا ہے کہ ”مشت زنی کی حرمت اس فرمان باری تعالیٰ سے ثابت ہوتی ہے: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ......﴾ ”یہ لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں......“ نیز علامہ زیلعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہاں اللہ تعالیٰ نے صرف بیوی اور لونڈی سے استمتاع کو مباح کیا ہے۔“ (تبیین الحقائق: ۱/۳۲۳) علامہ زیلعی رحمہ اللہ نے نکتہ پیش کیا ہے کہ بیوی اور لونڈی کے علاوہ کسی سے شہوت پوری کرنا حلال نہیں ہے۔ ہذا ما ظہر لی واللہ سبحانہ اعلم!“

(فتاویٰ شامی: 399/2)

❁ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَيَأْتِي أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ؟ قَالَ: أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيهَا وِزْرٌ؟ فَكَذٰلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ.

”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم میں سے کوئی (حلال طریقے سے) اپنی شہوت پوری کرتا ہے، کیا اس کے لیے اس میں بھی اجر ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بھلا بتائیں کہ اگر وہ حرام ذریعہ سے اپنی شہوت پوری کرتا ہے، تو کیا اس پر گناہ ہے؟ (یقیناً ہے) تو اسی طرح اگر وہ حلال ذریعہ سے اپنی شہوت پوری کرتا ہے، تو اس کے لیے اس میں اجر ہے۔“

(صحیح مسلم: 1006)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



مشت زنی کے گناہ ہونے پر یہ حدیث دلیل ہے، کیونکہ اس میں ناجائز طریقے سے شہوت پوری کی جاتی ہے۔

❀ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَدَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ التَّبَتُّلَ، وَلَوْ أَذِنَ لَهٗ لَاخْتَصَيْنَا.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو تبتل (عورتوں سے الگ رہنا) کی اجازت نہیں دی، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اجازت دے دیتے، تو ہم اپنے آپ کو خصی کر لیتے۔“

(صحيح البخاري : 5073، صحيح مسلم : 1402)

یہ حدیث دلیل ہے کہ مشت زنی حرام ہے، یہ تبتل سے بڑھ کر ہے، جو انسان کو خصی کر دیتی ہے۔

❀ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَرِهَ الْاِسْتِمْنَاءَ.

”آپ رحمہ اللہ مشت زنی کو ناپسند کرتے تھے۔“

(مصنّف عبد الرزاق : 13586، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْاِسْتِمْنَاءُ فَالْأَصْلُ فِيهِ التَّحْرِيمُ عِنْدَ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ وَعَلٰى فَاعِلِهِ التَّعْزِيرُ؛ وَلَيْسَ مِثْلَ الزِّنَا.

”جمہور اہل علم کے نزدیک مشت زنی حرام ہے اور ایسا کرنے والے پر تعزیر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(سزا) ہے، البتہ یہ زنا کی طرح نہیں ہے۔‘‘

(مَجموع الفتاویٰ : 229/34)

✿ علمائے احناف کا فتویٰ ہے:

اَلْاِسْتِمْنَاءُ حَرَامٌ، وَفِيهِ التَّعْزِيرُ .

’’مشت زنی حرام ہے، اس پر تعزیر ہے۔‘‘

(فتاویٰ عالمگیری : 170/2، الجوهرة النّيِّرة للزَّبِيدي : 155/2)

✿ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

مَنِ اسْتَمْنٰى بِيَدِهٖ لِغَيْرِ حَاجَةٍ عُزِّرَ، وَإِنْ فَعَلَهٗ خَوْفًا مِّنَ الزِّنَا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ .

’’جو بغیر ضرورت کے مشت زنی کرے، اس کو تعزیراً سزا دی جائے گی اور جو زنا کے خوف سے ایسا کرے، تو اس پر تعزیر نہیں ہے۔‘‘

(المقنع في فقه الإمام أحمد، ص 440)

✿ علامہ طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری حنفی (۵۴۲ھ) لکھتے ہیں:

إِنْ قَصَدَ تَسْكِينَ شَهْوَةٍ، أَرْجُو أَنْ لَّا يَكُونَ عَلَيْهِ وَبَالٌ .

’’جو تسکین شہوت کا ارادہ کرے، تو میرے مطابق اس پر کوئی گناہ نہیں۔‘‘

(خلاصة الفتاویٰ : 260/1، البحر الرّائق لابن نُجَيم : 293/2، البِناية للعَيني : 39/4، عُمدة القاري للعيني : 69/20)

✿ محدث محمد عبد الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ (۱۳۵۳ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْاِسْتِمْنَاءِ ضَرَرٌ عَظِيمٌ عَلَى الْمُسْتَمْنِي بِأَيِّ وَجْهٍ كَانَ

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com



فَالْحَقُّ أَنَّ الِاسْتِمْنَاءَ فِعْلٌ حِرَامٌ لَا يَجُوزُ ارْتِكَابُهٗ لِغَرَضِ تَسْكِينِ الشَّهْوَةِ وَلَا لِغَرَضٍ آخَرَ وَمَنْ أَبَاحَهٗ لِأَجْلِ التَّسْكِينِ فَقَدْ غَفَلَ غَفْلَةً شَدِيدَةً وَلَمْ يَتَأَمَّلْ فِيمَا فِيهِ مِنَ الضَّرَرِ .

”کسی بھی صورت میں مشت زنی کرنے والے کیلئے اس فعل میں بہت بڑا ضرر ہے۔حق بات یہی ہے کہ مشت زنی حرام فعل ہے، تسکین شہوت یا کسی بھی مقصد کے لیے اس کا ارتکاب جائز نہیں۔جس نے تسکین شہوت کے لیے اس کی اجازت دی، وہ بہت بڑی غفلت کا شکار ہو گیا، اس نے یہ نہیں دیکھا کہ اس میں کتنا نقصان ہے۔“

(تحفة الأحوذي : 169/4)

❁ محدث البانی رحمہ اللہ (۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

لَا نَقُولُ بِجَوَازِهٖ لِمَنْ خَافَ الْوُقُوعَ فِي الزِّنَا .

”جسے زنا کا اندیشہ ہو، ہم اس کے لیے بھی مشت زنی کے جواز کا فتویٰ نہیں دیتے۔“

(تمام المنّة، ص 420)

❁ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾(النّور : ۳۳)

”جو لوگ اسباب نکاح کی قدرت نہیں رکھتے، انہیں پاک دامن رہنا چاہیے، تا آنکہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے مالدار کر دے۔“

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



مَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ .

''جو شخص اپنی عزت نفس کا خیال رکھے گا، اللہ تعالیٰ اسے بچالے گا، جو بے نیاز رہے گا، اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دے گا اور جو صبر کرنے کی کوشش کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق عطا فرما دے گا۔''

(صحيح البخاري : 1469، صحيح مسلم : 1053)

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَ ةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ .

''جوانو! آپ میں سے جو کوئی اسباب نکاح کی طاقت رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ شادی کر لے اور جو اسباب نکاح کی طاقت نہیں رکھتا، وہ روزے رکھے، اس سے اس کی شہوت ٹوٹ جائے گی۔''

(صحيح البخاري : 5065، صحيح مسلم : 1400)

شہوت کی تسکین کے لیے مشت زنی کی اجازت قطعاً درست نہیں۔ مندرجہ بالا دلائل سے اس نظریہ کا رد ہوتا ہے۔ استعفاف اور صبر سے کام لے، شہوت کو توڑنے کے لیے روزے رکھے۔

نوٹ:

❁ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے کہ ان سے ایک نوجوان نے کہا:

يَا ابْنَ عَبَّاسٍ إِنِّي غُلَامٌ شَابٌّ أَجِدُ غِلْمَةً شَدِيدَةً فَأَدْلُكُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ذَكَرِي حَتّٰى أُنْزِلَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : خَيْرٌ مِنَ الزِّنَا، وَنِكَاحُ الْأَمَةِ خَيْرٌ مِنْهُ .

''ابن عباس! میں نوجوان ہوں، مجھے شدید شہوت آتی ہے، کیا میں مشت زنی کر کے انزال کرسکتا ہوں؟ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ زنا سے بہتر ہے اور اس سے بہتر یہ ہے کہ لونڈی سے نکاح کرلیا جائے۔''

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : 14133)

سند ضعیف ہے، ابوالزبیر مکی رحمہ اللہ کا عنعنہ ہے۔

❁ مصنف عبدالرزاق (۱۳۵۹۰) اور مصنف ابن ابی شیبہ (۱۷۴۹۸) والی سند بھی ضعیف ہے۔اس میں سفیان بن عیینہ کا عنعنہ ہے۔

❁ مصنف عبدالرزاق (۱۳۵۸۸) والی سند بھی ضعیف ہے۔اس میں اعمش اور عبدالرزاق بن ہمام کا عنعنہ ہے۔

❁ سنن کبری بیہقی (۱۴۱۳۲) والی سند سفیان ثوری کے عنعنہ اور مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے اسے مرسل (ضعیف) کہا ہے۔

## مشت زنی اور روزہ:

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ روزے میں مشت زنی کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ان کے مدنظر یہ دلیل ہے:

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



يَتْرُكُ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ وَشَهْوَتَهٗ مِنْ أَجْلِي .

''میرا بندا میرے لیے کھانا پینا اور شہوت ترک کر دیتا ہے۔''

(صحيح البخاري : 1894، صحيح مسلم :1151)

❁ علامہ سمرقندی حنفی رحمہ اللہ (۵۴۰ھ) فرماتے ہیں:

لَوِ اسْتَمْنٰى بِالْكَفِّ فَأَنْزَلَ فَإِنَّهٗ يُفْسِدُ لِأَنَّهٗ اقْتَضٰى شَهْوَتَهٗ بِفِعْلِهٖ .

''اگر کسی نے ہاتھ کے ساتھ مشت زنی کی اور انزال ہو گیا، تو اس کا روزہ فاسد ہو جاتا ہے، کیونکہ اس نے مشت زنی کے ساتھ اپنی شہوت پوری کر لی ہے۔''

(تحفة الفقهاء، ص 358)

بے شک مشت زنی کے ساتھ شہوت پوری کرنا جائز نہیں، مگر اس سے روزہ ٹوٹنے کا استدلال بھی درست نہیں، کیونکہ مشت زنی صورتاً اور معنی جماع نہیں ہے۔

❁ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنْ أَمْنَى الصَّائِمُ أَفْطَرَ .

''اگر روزہ دار (مشت زنی کے ذریعے) منی خارج کر دے، تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔'' (مصنّف ابن أبي شيبة : 9482، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مَنِ اسْتَمْنٰى فَأَنْزَلَ فَإِنَّهٗ يُفْطِرُ .

''جس نے مشت زنی کی اور انزال ہو گیا، تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔''

(مَجموع الفتاویٰ : 224/25)

❁ علامہ رافعی رحمہ اللہ (۶۲۳ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اَلْمَنِيُّ إِنْ خَرَجَ بِالْاِسْتِمْنَاءِ أَفْطَرَ وَإِنْ خَرَجَ بِمُجَرَّدِ الْفِكْرِ وَالنَّظْرِ فَلَا .

''منی اگر مشت زنی سے خارج ہو، تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر محض سوچنے اور دیکھنے سے خارج ہو، تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔''

(الشّرح الكبير : 388/6)

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

«كَالْمُسْتَمْنِي بِالْكَفِّ عَلٰى مَا قَالُوا» يَعْنِي لَا يُفْطِرُ وَفِيهِ نَظَرٌ، قَالَ فِي الذَّخِيرَةِ : هٰذَا قَوْلُ أَبِي بَكْرٍ وَّأَبِي الْقَاسِمِ، وَعَامَّةُ الْمَشَايِخِ عَلٰى خِلَافِهٖ، وَهُوَ قَوْلُ الْأَئِمَّةِ الثَّلَاثَةِ، قَالَ فِي الْيَنَابِيعِ : وَهُوَ الْمُخْتَارُ .

''اسی طرح ہتھیلی سے مشت زنی کرنے والے کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔'' جبکہ یہ مؤقف محل نظر ہے۔ ''ذخیرہ'' میں لکھا ہے: یہ ابو بکر اور ابو القاسم کا مؤقف ہے۔ مگر اکثر مشائخ اس کے خلاف ہیں، ائمہ ثلاثہ کا بھی یہی مؤقف ہے۔ ''ینابیع'' میں مندرج ہے کہ یہی مختار قول ہے۔''

(التّنبيه على مُشكِلات الهِداية : 207/9، البِناية للعيني : 330/2)

❁ علامہ طحاوی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۳۱ھ) فرماتے ہیں:

لَوِ اسْتَمْنٰى بِكَفِّهٖ فَعَامَّةُ الْمَشَايِخِ أَفْتَوْا بِفَسَادِ الصَّوْمِ وَهُوَ الْمُخْتَارُ .

''اگر کوئی ہاتھ سے مشت زنی کرے، تو اکثر مشائخ فتویٰ دیتے ہیں کہ اس کا روزہ فاسد ہو جاتا ہے، یہی مختار قول ہے۔''

(حاشية الطّحطاوي على مَراقي الفلاح، ص 658)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## راجح مؤقف:

راجح مؤقف یہی معلوم ہوتا ہے کہ مشت زنی سے روزہ نہیں ٹوٹتا، کیونکہ اس پر کوئی دلیل نہیں۔ اسے جماع پر قیاس کرنا کئی وجوہ سے درست نہیں۔ جماع سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے، اس پر کفارہ ہے، جن اہل علم کے نزدیک مشت زنی سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، وہ اس پر کفارہ واجب نہیں سمجھتے۔

❁ علامہ البانی رحمہ اللہ (۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

لَوْ كَانَ هٰذَا صَحِيحًا لَكَانَ إِيجَابُ الْكَفَّارَةِ فِي الْاِسْتِمْنَاءِ أَوْلٰى مِنْ إِيجَابِهَا عَلَى الْإِيلَاجِ بِدُونِ إِنْزَالٍ وَهُمْ لَا يَقُولُونَ أَيْضًا بِذٰلِكَ، فَتَأَمَّلْ تَنَاقُضَ الْقِيَاسِيِّينَ!

”اگر یہ مؤقف صحیح ہوتا، تو بغیر انزال کے دخول پر کفارہ کے واجب ہونے کی بہ نسبت مشت زنی پر کفارہ واجب قرار دینا زیادہ اولیٰ ہوتا، جبکہ یہ لوگ اس کے قائل نہیں ہیں، تو قیاس والوں کے تناقض پر ذرا غور کیجئے۔“

(تمام المنّة، ص 419)

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

مِمَّنْ يُنْقِضُ الصَّوْمَ بِالْإِنْزَالِ لِلْمَنِيِّ إِذَا تَعَمَّدَ اللَّذَّةَ، وَلَمْ يَأْتِ بِذٰلِكَ نَصٌّ، وَلَا إِجْمَاعٌ، وَلَا قَوْلُ صَاحِبٍ، وَلَا قِيَاسٌ.

”بعض اہل علم کے نزدیک اس شخص کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے، جو جان بوجھ کر منی خارج کرتا ہے۔ جبکہ اس پر کوئی نص، اجماع، قول صحابی یا قیاس نہیں ہے۔“

(المُحلّٰی بالآثار: 338/4)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



❁ محدث البانی رحمہ اللہ (۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

لَا دَلِيلَ عَلَى الْإِبْطَالِ بِذٰلِكَ وَإِلْحَاقُهُ بِالْجِمَاعِ غَيْرُ ظَاهِرٍ وَلِذٰلِكَ قَالَ الصَّنْعَانِيُّ : الْأَظْهَرُ أَنَّهُ لَا قَضَاءَ وَلَا كَفَّارَةَ إِلَّا عَلٰى مَنْ جَامَعَ وَإِلْحَاقُ غَيْرِ الْمُجَامِعِ بِهٖ بَعِيدٌ، وَإِلَيْهِ مَالَ الشَّوْكَانِيُّ وَهُوَ مَذْهَبُ ابْنِ حَزْمٍ .

”مشت زنی سے روزہ باطل ہونے پر کوئی دلیل نہیں اور اسے جماع پر قیاس کرنا درست نہیں، اسی لیے امیر صنعانی رحمہ اللہ نے فرمایا: درست بات یہی ہے کہ قضا اور کفارہ صرف جماع کرنے والے پر ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور کو جماع کرنے والے پر قیاس کرنا بعید ہے۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ کا میلان بھی اسی طرف ہے اور علامہ ابن حزم رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔“

(تمام المِنّة، ص 418)

**فائدہ:**

❁ ثقہ فقیہ جابر بن زید رحمہ اللہ (۹۳ھ) کے بارے میں ہے:

عَنْ رَجُلٍ نَظَرَ إِلَى امْرَأَتِهٖ فِي رَمَضَانَ فَأَمْنٰى مِنْ شَهْوَتِهَا، هَلْ يُفْطِرُ؟ قَالَ : لَا، وَيُتِمُّ صَوْمَهٗ .

”آپ رحمہ اللہ سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا، جو رمضان میں اپنی بیوی کی طرف دیکھتا ہے، شہوت کی وجہ سے اس کی منی خارج ہو جاتی ہے، تو کیا اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا؟ فرمایا: نہیں۔ وہ روزہ پورا کرے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 9480، وسندهٗ حسنٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



**فائدہ:**

طبی ضرورت کے پیش نظر مادہ منویہ کا اخراج جائز ہے، کیونکہ ایسا شہوت کے لیے نہیں کیا جاتا، بلکہ یہ طبی ضرورت ہے۔

**تنبیہ:**

مشت زنی کی مذمت پر وارد تمام احادیث ضعیف اور غیر ثابت ہیں۔

(ا) جزء ابن عرفہ (۴۱) والی حدیث ضعیف ہے۔ جعفر بن مسلمہ اور حسان بن حمید دونوں مجہول ہیں۔

(ب) الامالی لابن بشران (۴۷۷) والی حدیث ضعیف ہے۔ اس میں عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی ''ضعیف'' ہے۔

(ج) ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

حَدِيثُ : نَاكِحُ الْيَدِ مَلْعُونٌ، لَا أَصْلَ لَهُ .

''حدیث: ''مشت زنی کرنے والا ملعون ہے۔'' بے اصل ہے۔''

(الأسرار المرفوعة، ص 376)

**سوال**: کیا نماز جمعہ اور عیدین اکیلے ادا کر سکتا ہے؟

**جواب**: نماز جمعہ اور عیدین اکیلے ادا نہیں کر سکتا۔ یہ دونوں نمازیں باجماعت ادا کرنا ضروری ہیں۔

✿ علامہ شرنبلالی رحمہ اللہ (۱۰۶۹ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْعُلَمَاءَ أَجْمَعُوا عَلَى أَنَّهَا لَا تَصِحُّ مِنَ الْمُنْفَرِدِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ اکیلا آدمی نماز جمعہ ادا نہیں کر سکتا۔''

(مَراقي الفلاح، ص 194)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سوال: بامر مجبوری مسلمان کو غیر مسلموں کے قبرستان میں دفن کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: بامر مجبوری مسلمان کو غیر مسلموں کے قبرستان میں دفن کیا جا سکتا ہے۔

سوال: باپ کی حرام کمائی سے اولاد کھا سکتی ہے؟

جواب: اولاد باپ کی حرام کمائی کھا سکتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ جب اولاد خود کمانے کی استطاعت رکھتی ہو، تو باپ کی حرام کمائی سے اجتناب کرے۔

❁ حارث بن سوید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَ: إِنَّ لِي جَارًا، وَلَا أَعْلَمُ لَهٗ شَيْئًا إِلَّا خَبِثًا، أَوْ حَرَامًا وَأَنَّهٗ يَدْعُونِي فَأُحْرَجُ أَنْ آتِيَهٗ وَأَتَحَرَّجُ أَنْ لَّا آتِيَهٗ فَقَالَ: ائْتِهِ، أَوْ أَوْجِبْهُ فَإِنَّمَا وِزْرُهٗ عَلَيْهِ.

”ایک شخص سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض گزار ہوا: میرا ایک پڑوسی ہے، میرے علم کے مطابق اس کا مال حرام کا ہے، وہ مجھے دعوت دیتا ہے، مگر مجھے حرج محسوس ہوتا ہے۔ تو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے پاس جائیے، یا (فرمایا:) اس کی دعوت قبول کیجیے، اس (کے حرام مال) کا گناہ اس پر ہے۔“

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي: 335/5، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: قربانی کے بجائے قیمت صدقہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: قربانی قرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے، وہ خون بہا کر ہی ممکن ہے۔ قربانی اسلام کا شعار ہے، اسے قائم و دائم رکھنا مسلمانوں پر لازم ہے، اس کی قیمت دینا درست نہیں۔

❁ علمائے احناف نے لکھا ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



إِنَّ الْأُمَّةَ أَجْمَعَتْ أَنَّهٗ لَوْ أَدَّى الْقِيمَةَ مَكَانَ الشَّاةِ فِي الضَّحَايَا وَالْهَدَايَا لَا يَكُونُ كَافِيًا .

''امت کا اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص قربانی یا ہدی میں بکری کی جگہ اس کی قیمت ادا کر دے، تو یہ کفایت نہیں کرے گا۔''

(الغُرّة المُنيفة لأبي حفص الهِندي، ص 54، البحر الرّائق لابن نُجيم : 238/2، الجوهرة النيّرة للزَّبيدي : 120/1، البِناية للعيني : 350/3، فتاویٰ شامی : 286/2)

**سوال**: بعض حوادثات میں ہلاک شدگان کے اعضا ملتے ہیں، کیا ان پر بھی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟

**جواب**: میت کے چند اعضا بھی مل جائیں، تو اُن پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی، کیونکہ اعضا کے بھی وہی احکام ہیں، جو وجود انسانی کے لیے ہیں۔

**سوال**: نوحہ کا شرعی حکم کیا ہے؟

**جواب**: نوحہ اور بین شرعا حرام ہیں۔

✿ علامہ زبیدی حنفی رحمہ اللہ (۸۰۰ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى تَحْرِيمِ النَّوْحِ وَالدُّعَاءِ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُورِ وَلَطْمِ الْخُدُودِ وَشَقِّ الْجُيُوبِ وَخَمْشِ الْوُجُوهِ لِأَنَّ هٰذَا فِعْلُ الْجَاهِلِيَّةِ .

''امت کا اجماع ہے کہ نوحہ کرنا، ہلاکت و تباہی کی بددعا کرنا، رخسار پیٹنا، گریبان چاق کرنا اور چہروں کو نوچنا حرام ہے، کیونکہ یہ جاہلیت کا عمل ہے۔''

(الجوهرة النّيّرة : 162/1، حاشية الطّحطاوي، ص 607)

**سوال**: کوئی کیسے معلوم کر سکتا ہے کہ وہ حق پر ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(جواب): اپنے عقائد واعمال کو مسلک محدثین پر پیش کرے، اگر موافق ہیں، تو اہل سنت والجماعت کے مذہب پر ہے اور اگر مخالف ہیں، تو حق پر نہیں۔ حق اور باطل کا فرق سبیل مومنین سے کیا جائے گا۔ وہ مسلک محدثین ہے۔

❁ علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (۹۷۰ھ) فرماتے ہیں:

سُئِلَ أَبُو بَكْرٍ الْقَاضِيُّ عَنِ الرَّجُلِ هَلْ يَعْلَمُ أَنَّهٗ عَلٰى مَذْهَبِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ؟ فَقَالَ: إِذَا رَجَعَ عِلْمُهٗ إِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ، وَإِلٰى مَا قَالَهُ السَّلَفُ الصَّالِحُ فَهُوَ عَلٰى مَذْهَبِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ.

''قاضی ابو بکر رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ کسی شخص کے متعلق یہ معلوم کیسے کیا جا سکتا ہے کہ وہ اہل سنت والجماعت کے مذہب پر ہے؟ فرمایا: جب اس کا علم کتاب اللہ اور اقوال سلف کے موافق ہو، تو وہ اہل سنت والجماعت کے مذہب پر ہے۔''

(البحر الرّائق: 207/8)

(سوال): کیا کوئی لڑکی بلاد کفار میں تعلیم کی غرض سے جا سکتی ہے؟

(جواب): نہیں جا سکتی۔ وہاں فتنوں کی بھرمار ہے۔

(سوال): کیا مسجد کی زمین کو بیچا جا سکتا ہے؟

(جواب): چھوٹی مسجد تھی، قریب بڑی مسجد بنانے کا ارادہ ہو، یا ایک مسجد ویران پڑی ہوئی ہے، یا انتہائی بوسیدہ ہو گئی ہے، تو اس صورت میں ان کی جگہ فروخت کر کے وہ رقم دوسری مسجد پر خرچ کی جا سکتی ہے۔

❁ علمائے احناف نے لکھا ہے:

أَجْمَعُوا عَلٰى بَيْعِ هٰذَا وَاسْتَعَانُوا بِثَمَنِهٖ عَلٰى ثَمَنِ الْمَسْجِدِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



الْآخَرِ الَّذِي اشْتَرَوْهُ فَلَا بَأْسَ .

''اگر اہل علاقہ اتفاق کرلیں کہ یہ مسجد فروخت کردی جائے اور اس کی قیمت کو دوسری مسجد کی قیمت میں شامل کردیا جائے، تو ایسا کرنا جائز ہے۔''

(عُيون المَسائل لأبي اللَّيْث السَّمرقندي، ص 339، المُحيط البُرهاني لابن مازة : 209/6، تبيين الحقائق للزّيلعي : 330/3)

**سوال**: فرمان باری تعالیٰ: ﴿فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (التّحريم : ٤) کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ مفسرین کا اجماع ہے کہ اس سے مراد سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں، یہ بات کہاں تک درست ہے؟

**جواب**: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

الْجَوَابُ مِنْ وُجُوهٍ؛ أَحَدُهَا : قَوْلُهُ : أَجْمَعَ الْمُفَسِّرُونَ عَلٰى أَنَّ صَالِحَ الْمُؤْمِنِينَ هُوَ عَلِيٌّ، كَذِبٌ مُبِينٌ، فَإِنَّهُمْ لَمْ يُجْمِعُوا عَلٰى هٰذَا، وَلَا نَقَلَ الْإِجْمَاعَ عَلٰى هٰذَا أَحَدٌ مِنْ عُلَمَاءِ التَّفْسِيرِ، وَلَا عُلَمَاءِ الْحَدِيثِ وَنَحْوِهِمْ، وَنَحْنُ نُطَالِبُهُمْ بِهٰذَا النَّقْلِ، وَمَنْ نَقَلَ هٰذَا الْإِجْمَاعَ؟، الثَّانِي : أَنْ يُقَالَ : كُتُبُ التَّفْسِيرِ مَمْلُوءَةٌ بِنَقِيضِ هٰذَا، الثَّالِثُ : أَنْ يُقَالَ : لَمْ يَثْبُتْ هٰذَا، اَلْقَوْلُ بِتَخْصِيصِ عَلِيٍّ بِهٖ عَمَّنْ قَوْلُهُ حُجَّةٌ، وَالْحَدِيثُ الْمَذْكُورُ كَذِبٌ مَّوْضُوعٌ ...... الرَّابِعُ : أَنْ يُّقَالَ : قَوْلُهُ : ﴿وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ اسْمٌ يَعُمُّ كُلَّ صَالِحٍ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



’’اس کے کئی جوابات ہیں:① رافضی کا قول: ’’مفسرین کا اجماع ہے کہ صالح المومنین سے مراد سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔‘‘ واضح جھوٹ ہے۔ مفسرین نے اس پر اجماع نہیں کیا، کسی مفسر یا محدث وغیرہ نے اس پر اجماع نقل نہیں کیا۔ ہم روافض سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ بتائیں، یہ اجماع کس نے نقل کیا؟ ② اس رافضی سے کہا جائے گا کہ تفسیر کی کتابوں میں تو اس کے برعکس لکھا ہوا ہے۔ ③ کسی قابل اعتماد عالم نے اس آیت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خاص نہیں کیا۔ اس بارے میں ذکر کردہ حدیث جھوٹی اور من گھڑت ہے۔...... ④ فرمان باری تعالیٰ: ﴿وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ تمام نیک مومنوں کو شامل ہے۔‘‘

(مِنهاج السّنة : 294/7)

**سوال**: رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑے گا یا باندھے گا؟

**جواب**: راجح یہ ہے کہ رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑے گا۔ دونوں طرف عمومی دلائل ہیں۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے اور چھوڑنے کے متعلق پوچھا گیا، تو فرمایا:

أَرْجُو أَنْ لَّا يُضِيقَ ذٰلِكَ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ .

’’میرے مطابق اس میں تنگی نہیں ہے، ان شاءاللہ!‘‘

(مسائل صالح : 615)

جانبین کے پاس اگر کوئی صریح حدیث ہوتی، تو امام احمد رحمہ اللہ تنگی کا ذکر نہ کرتے۔ احناف کا اتفاق ہے کہ رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑے جائیں گے۔

❁ علامہ طحطاوی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۳۱ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



أَجْمَعُوا أَنَّهٗ يُرْسِلُ فِي الْقَوْمِيَّةِ مِنَ الرُّكُوعِ .

''فقہائے احناف کا اجماع ہے کہ رکوع کے بعد قومہ میں ہاتھ چھوڑے گا۔''

(حاشية الطّحطاوي، ص 258)

**سوال**: مسجد میں حلقہ بنا کر ذکر کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: مسجد میں حلقہ بنا کر ذکر جائز ہے۔اس پر بہت ساری احادیث دلالت کرتی ہیں۔

❀ علامہ طحطاوی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۳۱ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ سَلَفًا وَّخَلَفًا عَلَى اسْتِحْبَابِ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى جَمَاعَةً فِي الْمَسَاجِدِ وَغَيْرِهَا مِنْ غَيْرِ نَكِيرٍ .

''پہلے اور بعد کے اہل علم اتفاق ہے کہ مسجدوں وغیرہ میں اکٹھے بیٹھ کر ذکر کرنا مستحب ہے، اس کی ممانعت نہیں۔''

(حاشية الطّحطاوي، ص 318)

البتہ ذکر کی جو مجالس اہل بدعت قائم کرتے ہیں، ان میں کئی بدعات اور منکرات کا ارتکاب کیا جاتا ہے، مثلاً اجتماعی ذکر، اونچی آواز سے ذکر، غیر مشروع ذکر، حال پڑنا، عجیب وغریب حرکات وسکنات وغیرہ، یہ ناجائز اور حرام ہیں۔

❀ عمرو بن سلمہ ہمدانی، تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا نَجْلِسُ عَلٰى بَابِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ، فَإِذَا خَرَجَ، مَشَيْنَا مَعَهٗ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَجَاءَ نَا أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ : أَخَرَجَ إِلَيْكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ قُلْنَا : لَا، بَعْدُ، فَجَلَسَ مَعَنَا حَتّٰى خَرَجَ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فَلَمَّا خَرَجَ؛ قُمْنَا إِلَيْهِ جَمِيعًا، فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسٰى : يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَسْجِدِ آنِفًا أَمْرًا أَنْكَرْتُهُ، وَلَمْ أَرَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ إِلَّا خَيْرًا، قَالَ : فَمَا هُوَ؟ فَقَالَ : إِنْ عِشْتَ فَسَتَرَاهُ، قَالَ : رَأَيْتُ فِي الْمَسْجِدِ قَوْمًا حِلَقًا جُلُوسًا يَنْتَظِرُونَ الصَّلَاةَ، فِي كُلِّ حَلْقَةٍ رَجُلٌ، وَفِي أَيْدِيهِمْ حَصًا، فَيَقُولُ : كَبِّرُوا مِائَةً، فَيُكَبِّرُونَ مِائَةً، فَيَقُولُ : هَلِّلُوا مِائَةً، فَيُهَلِّلُونَ مِائَةً، وَيَقُولُ : سَبِّحُوا مِائَةً، فَيُسَبِّحُونَ مِائَةً، قَالَ : فَمَاذَا قُلْتَ لَهُمْ؟ قَالَ : مَا قُلْتُ لَهُمْ شَيْئًا انْتِظَارَ رَأْيِكَ، أَوِ انْتِظَارَ أَمْرِكَ، قَالَ : أَفَلَا أَمَرْتَهُمْ أَنْ يَعُدُّوا سَيِّئَاتِهِمْ، وَضَمِنْتَ لَهُمْ أَنْ لَا يَضِيعَ مِنْ حَسَنَاتِهِمْ، ثُمَّ مَضٰى وَمَضَيْنَا مَعَهُ حَتّٰى أَتٰى حَلْقَةً مِّنْ تِلْكَ الْحِلَقِ، فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ : مَا هٰذَا الَّذِي أَرَاكُمْ تَصْنَعُونَ؟ قَالُوا : يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، حَصًا نَعُدُّ بِهِ التَّكْبِيرَ وَالتَّهْلِيلَ وَالتَّسْبِيحَ، قَالَ : فَعُدُّوا سَيِّئَاتِكُمْ، فَأَنَا ضَامِنٌ أَنْ لَا يَضِيعَ مِنْ حَسَنَاتِكُمْ شَيْءٌ، وَيْحَكُمْ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، مَا أَسْرَعَ هَلَكَتَكُمْ، هٰؤُلَاءِ صَحَابَةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَافِرُونَ، وَهٰذِهِ ثِيَابُهُ لَمْ تَبْلَ، وَآنِيَتُهُ لَمْ تُكْسَرْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ، إِنَّكُمْ لَعَلٰى مِلَّةٍ هِيَ أَهْدٰى مِنْ مِّلَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



مُفْتَتِحُو بَابِ ضَلَالَةٍ، قَالُوا : وَاللّٰهِ، يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، مَا أَرَدْنَا إِلَّا الْخَيْرَ، قَالَ : وَكَمْ مِّنْ مُّرِيدٍ لِّلْخَيْرِ لَنْ يُّصِيبَهٗ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا أَنَّ قَوْمًا يَّقْرَءُ ونَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، وَأَيْمُ اللّٰهِ، مَا أَدْرِي لَعَلَّ أَكْثَرَهُمْ مِنْكُمْ، ثُمَّ تَوَلّٰى عَنْهُمْ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ سَلَمَةَ : رَأَيْنَا عَامَّةَ أُولٰئِكَ الْحِلَقِ يُطَاعِنُونَا يَوْمَ النَّهْرَوَانِ مَعَ الْخَوَارِجِ .

''ہم صبح کی نماز سے پہلے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ گھر سے نکلیں اور ہم آپ کے ساتھ مسجد جائیں۔ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اور پوچھا : ابوعبدالرحمٰن، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ گھر سے نکل آئے ہیں؟ عرض کیا: ابھی تو نہیں۔ وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ کر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انتظار کرنے لگے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ گھر سے نکلے، تو ہم ان کی طرف لپکے۔ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ابو عبدالرحمٰن! میں نے ابھی مسجد میں بہت عجیب کام دیکھا ہے، الحمدللہ! وہ خیر کا کام ہی لگتا ہے، پوچھا! وہ کونسا کام ہے؟ عرض کیا: زندگی رہی تو آپ بھی دیکھ لیں گے۔ میں نے مسجد میں لوگوں کے کئی حلقے دیکھے، وہ لوگ نماز کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ ہر حلقے میں ایک آدمی ہے، جو کہتا ہے کہ سو دفعہ اللہ اکبر کہو، لوگوں کے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں، وہ سو دفعہ اللہ اکبر کہتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے کہ سو دفعہ لا الٰہ الا اللہ کہو، لوگ سو دفعہ لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے کہ سو دفعہ سبحان اللہ کہو، وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فرمانے لگے: آپ نے ان سے کیا کہا؟ عرض کیا: میں نے تو کچھ نہیں کہا، آپ کی رائے اور فیصلے کا انتظار تھا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ان سے کہہ دیتے کہ وہ (تسبیحات نہیں، بلکہ) اپنی برائیاں شمار کریں اور میں ضامن ہوں کہ ان کی نیکیاں ضائع نہیں ہوں گی۔ پھر آپ ہمارے ساتھ نکلے اور ایک حلقے کے پاس پہنچ گئے، وہاں رُک کر فرمایا: یہ کیا دیکھ رہا ہوں میں؟ کہنے لگے: ابوعبدالرحمٰن! ہم کنکریوں کے ساتھ اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ اور سبحان اللہ شمار کر رہے ہیں۔ فرمایا: اپنے گناہ شمار کریں! میں ضامن ہوں کہ آپ کی کوئی نیکی ضائع نہیں ہوگی۔ مزید فرمایا: آہ، اے امتِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! کتنی جلدی آپ پر ہلاکت آ گئی۔ صحابہ ابھی کثیر تعداد میں موجود ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے ابھی بوسیدہ نہیں ہوئے، آپ کے برتن ابھی ٹوٹے نہیں۔ اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یا تو آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے بہتر طریقے پر ہو یا پھر گمراہی کے دروازے کھول رہے ہو۔ وہ کہنے لگے: ابوعبد الرحمٰن! واللہ، ہم تو نیکی کے ارادے سے ایسا کر رہے تھے۔ فرمایا: کتنے ہی نیکی کے طلب گار ہیں، جو نیکی کو نہیں پا سکتے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا تھا کہ کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے، لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ اللہ کی قسم! لگتا ہے کہ ان میں اکثریت تمہاری ہوگی، اتنا کہہ کر آپ واپس آ گئے۔ عمرو بن سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہم نے دیکھا کہ ان میں سے اکثر لوگ جنگ نہروان کے دن خوارج کے ساتھ مل کر ہم پر تیر برسا رہے تھے۔''

(سنن الدّارمي: 60/1، اتّحاف المَهرة لابن حجر: 399/10، وسندهٗ حسنٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ذکر الٰہی مشروع ہے۔ مگر جب اس کی ہیئت بدل گئی، تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس پر نکیر کی۔

۞ فقہ حنفی میں ہے:

رَفْعُ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حَرَامٌ . ''بآواز بلند ذکر کرنا حرام ہے۔''

(الفَتاوی البزّازية : 378/6)

**سوال**: کیا ہاتھی کی خرید وفروخت جائز ہے؟

**جواب**: ہاتھی کی خرید وفروخت جائز ہے، کیونکہ یہ مال بردار جانور ہے۔

۞ علامہ سمرقندی حنفی رحمہ اللہ (۳۷۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى جَوَازِ بَيْعِهٖ لِأَنَّهٗ يُحْمَلُ عَلَيْهِ .

''فقہائے احناف کا اجماع ہے کہ ہاتھی کی خرید وفروخت جائز ہے، کیونکہ یہ مال بردار جانور ہے۔''

(عُیون المَسائل، ص 139)

**سوال**: نماز کے منکر کے نکاح کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: نماز کے منکر کا نکاح جائز نہیں۔

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ أَنْ يَنْكِحَ مُوَلِّيَتَهٗ رَافِضِيًّا، وَلَا يَتْرُكُ الصَّلَاةَ، وَمَتٰى زَوَّجُوهُ عَلٰى أَنَّهٗ صَلَّى فَصَلَّى الْخَمْسَ، ثُمَّ ظَهَرَ أَنَّهٗ رَافِضِيٌّ لَا يُصَلِّي، أَوْ عَادَ إِلَى الرَّفْضِ وَتَرَكَ الصَّلَاةَ، فَإِنَّهُمْ يَفْسَخُونَ النِّكَاحَ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

”کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی ولایت میں موجود لڑکی کا نکاح کسی رافضی یا نماز کے منکر کے ساتھ کردے، اگر کسی نے (اپنی حرمت کا نکاح) کسی شخص سے اس شرط پر کر دیا کہ وہ نماز پڑھے گا۔ تو وہ پانچ نمازیں پڑھنے لگ گیا، پھر بعد میں معلوم ہوا کہ یہ تو رافضی تھا یا نماز کا منکر تھا، یا رافضیت کی طرف لوٹ آیا ہے یا نماز کا منکر ہو گیا، تو اولیا اس کا نکاح فسخ کر دیں۔“

(الفَتاوی الکُبریٰ : 141/3)

**سوال**: کیا میت کو زندوں کی دعا اور وہ اعمال جو اُن کی طرف سے سر انجام دیے جاتے ہیں، کا ثواب پہنچتا ہے؟

**جواب**: جی ہاں، پہنچتا ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَئِمَّةُ الْإِسْلَامِ مُتَّفِقُونَ عَلَى انْتِفَاعِ الْمَيِّتِ بِذٰلِكَ، وَهٰذَا مِمَّا يُعْلَمُ بِالْاِضْطِرَارِ مِنْ دِينِ الْإِسْلَامِ، وَقَدْ دَلَّ عَلَيْهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَالْإِجْمَاعُ، فَمَنْ خَالَفَ ذٰلِكَ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْبِدَعِ .

”ائمہ اسلام کا اتفاق ہے کہ میت کو اس کا فائدہ پہنچتا ہے، یہ دین کے بنیادی مسائل میں سے ہے، اس پر کتاب وسنت اور اجماع دلالت کناں ہیں، جس نے اس کی مخالفت کی، وہ اہل بدعت میں سے ہے۔“

(الفتاوی الکبریٰ : 27/3)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الدُّعَاءُ وَالصَّدَقَةُ فَذَاكَ مُجْمَعٌ عَلٰى وُصُولِهِمَا، وَمَنْصُوصٌ

www.KitaboSunnat.com



مِنَ الشَّارِعِ عَلَيْهِمَا .

''دعا اور صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے، اس پر اجماع ہے اور شارع کی طرف سے ان پر نص قائم ہے۔''

(تفسير ابن كثير : 465/7)

**سوال**: روافض کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: روافض کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُصَلّٰى خَلْفَ الرَّافِضِيِّ إِذَا كَانَ يَتَنَاوَلُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''جو رافضی اصحاب رسول کو برا بھلا کہتا ہو، اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔''

(سيرة الإمام أحمد لصالح بن أحمد، ص 75)

❁ علامہ سبکی رحمہ اللہ (۷۵۶ھ) فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ فِي الْمُحِيطِ مِنْ كُتُبِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ مُحَمَّدٍ لَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ خَلْفَ الرَّافِضَةِ .

''میں نے فقہ حنفی کی کتاب ''المحیط'' میں دیکھا کہ امام محمد رحمہ اللہ نے کہا: روافض کے پیچھے نماز جائز نہیں۔'' (فتاوى السُّبكي : 576/2)

**سوال**: کیا منفرد آمین کہے گا؟

**جواب**: منفرد آمین کہے گا۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



قَدِ اجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى أَنَّ الْمُنْفَرِدَ يُؤَمِّنُ .

''امت کا اجماع ہے کہ منفرد (سورت فاتحہ کے بعد) آمین کہے گا۔''

(شرح مسلم : 130/4)

**سوال**: فرمان الٰہی: ﴿وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى﴾ (اللّيل : ١٧) ''عنقریب جہنم سے بڑے پرہیز گار کو بچا لیا جائے گا۔'' سے کون مراد ہے؟

**جواب**: اس آیت سے مراد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۰ھ) فرماتے ہیں:

يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ الصِّدِيقَ، فِي قَوْلِ الْجَمِيعِ .

''تمام مفسرین کے مطابق اس سے مراد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔''

(تفسير البغوي : 448/8)

❁ علامہ فخر رازی رحمہ اللہ (۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُفَسِّرُونَ مِنَّا عَلٰى أَنَّ الْمُرَادَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ .

''ہمارے مفسرین کا اجماع ہے کہ اس سے مراد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔''

(تفسير الرّازي : 187/31)

❁ نیز فرماتے ہیں:

إِذَا ثَبَتَ أَنَّ الْمُرَادَ بِهٰذِهِ الْآيَةِ مَنْ كَانَ أَفْضَلَ الْخَلْقِ وَثَبَتَ أَنَّ ذٰلِكَ الْأَفْضَلَ مِنَ الْأُمَّةِ، إِمَّا أَبُو بَكْرٍ أَوْ عَلِيٌّ، وَثَبَتَ أَنَّ الْآيَةَ غَيْرُ صَالِحَةٍ لِعَلِيٍّ، تَعَيَّنَ حَمْلُهَا عَلٰى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَثَبَتَ دَلَالَةُ الْآيَةِ أَيْضًا عَلٰى أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَفْضَلُ الْأُمَّةِ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



”جب یہ ثابت ہو گیا کہ اس آیت کریمہ سے جو بھی مراد ہے، وہ مخلوق میں سب سے افضل شخص ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ یہ افضل شخص اسی اُمت میں سے ہے۔ یہ یا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں یا سیدنا علی رضی اللہ عنہ۔ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یہ آیت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حق میں درست نہیں، لہٰذا اس آیت کو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں محمول کرنا متعین ہو گیا، نیز آیت کریمہ کی دلالت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اُمت کی افضل ترین ہستی ہیں۔“

(تفسير الرّازي: 188/31)

✿ علامہ محمد بن ابی بکر بن عبدالقادر حنفی رازی رحمہ اللہ (٦٦٦ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأَتْقٰی یُجَنَّبُ عَذَابَ أَنْوَاعِ نَارِ جَهَنَّمَ كُلِّهَا، وَالْمُرَادُ بِالْأَتْقٰی هُنَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِإِجْمَاعِ الْمُفَسِّرِينَ .

”اتقی“ اسے کہتے ہیں، جسے جہنم کے من جملہ تمام قسم کے عذاب سے بچا لیا جائے، مفسرین کا اجماع ہے کہ یہاں اتقی سے مراد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔“

(أنموذج جليل في أسئلة وأجوبة عن غرائب آي التّنزيل، ص 574)

✿ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (٩١١ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهَا نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ الصَّدِّيقِ بِالْإِجْمَاعِ .

”یہ آیت بالا جماع سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔“

(الإتقان في عُلُوم القرآن: 1/112-113)

**سوال**: کیا طوطے کی خرید و فروخت جائز ہے؟

**جواب**: طوطا حلال ہے، اس کے حرام ہونے پر کوئی دلیل نہیں، پنجے سے پکڑ کر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



کھانے اور پنجے سے شکار کرنے میں فرق ہے، طوطا شکاری پرندہ نہیں، اس کی خرید وفروخت جائز ہے۔

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) نے طوطے وغیرہ کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

يَصِحُّ بَيْعُهٗ بِلَا خِلَافٍ .

”ان کی خرید وفروخت بلا اختلاف جائز ہے۔“

(المَجموع شرح المُهذّب : 240/9)

**سوال**: اذان کی دعا میں اَلدَّرَجَةُ الرَّفِيعَةُ کے الفاظ کی کیا حقیقت ہے؟

**جواب**: یہ الفاظ ثابت نہیں۔

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (٨٥٢ھ) اور حافظ سخاوی رحمہ اللہ (٩٠٢ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ أَرَهٗ فِي شَيْءٍ مِّنَ الرِّوَايَاتِ .

”میں نے کسی روایت میں یہ الفاظ نہیں دیکھے۔“

(التّلخيص الحبير :518/1، المَقاصد الحَسنة : 484)

✿ حافظ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (٩٧٤ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَصْلَ لَهٗ .     ”یہ روایت بے اصل ہے۔“

(فتاویٰ شامی:398/1)

**سوال**: کیا نبی کریم ﷺ تشہد میں أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ کی جگہ أَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ پڑھتے تھے؟

**جواب**: نبی کریم ﷺ تشہد میں وہی الفاظ ادا کرتے تھے، جو آپ نے امت کو تعلیم دیے ہیں۔أَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ کہنا ثابت نہیں، بے اصل ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

مَرْدُودٌ بِأَنَّهٗ لَا أَصْلَ لَهٗ .

”یہ الفاظ مردود ہیں، کیونکہ یہ بے اصل ہیں۔“

(مِرقاة المَفاتيح : 733/2)

**سوال**: نماز کے بعد دعا: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ میں إِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَأَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ کا کیا ثبوت ہے؟

**جواب**: یہ الفاظ ثابت نہیں۔

❁ علامہ طحطاوی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۳۱ھ) نقل کرتے ہیں:

لَا أَصْلَ لَهٗ، بَلْ مُخْتَلَقٌ بَعْضِ الْقُصَّاصِ .

”یہ الفاظ بے اصل ہیں، کسی قصہ گو کی گھڑنتل ہیں۔“

(مِرقاة المَفاتيح للمُلا علي القاري : 761/2، حاشية الطّحطاوي، ص 312)

**سوال**: حدیث: اَلْفَقْرُ فَخْرِي وَبِهٖ أَفْتَخِرُ کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: بے اصل ہے۔

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

بَاطِلٌ لَا أَصْلَ لَهٗ عَلٰى مَا صَرَّحَ بِهِ الْحُفَّاظُ مِثْلُ الْعَسْقَلَانِيِّ وَغَيْرِهٖ .

”یہ باطل اور بے اصل روایت ہے، جیسا کہ کئی حفاظ مثلاً ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ وغیرہ نے صراحت کی ہے۔“(مِرقاة المَفاتيح : 3283/8)

**سوال**: مشہور ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد جبریل علیہ السلام کبھی بھی زمین پر نہیں اُترے، اس کی کیا حقیقت ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



**جواب**: بے ثبوت بات ہے۔

**سوال**: حدیث: عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: بے اصل اور بے سند ہے۔

❀ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ صَرَّحَ الْحُفَّاظُ كَالزَّرْكَشِيِّ وَالْعَسْقَلَانِيِّ وَالدَّمِيرِيِّ وَالسُّيُوطِيِّ أَنَّهُ لَا أَصْلَ لَهُ .

''کئی حفاظ مثلاً زرکشی، ابن حجر عسقلانی، دمیری اور سیوطی رحمہم اللہ نے صراحت کی ہے کہ یہ حدیث بے اصل ہے۔''

(مِرقاة المَفاتيح : 3932/9، حاشية الطّحطاوي، ص 8)

**سوال**: مصافحہ کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: مصافحہ مستحب سنت ہے۔

❀ قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ لِأَنَسٍ : أَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِي أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ : نَعَمْ .

''میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مصافحہ کرتے تھے؟ فرمایا: جی ہاں۔''

(صحيح البخاري : 6263)

❀ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ يُهَرْوِلُ حَتّٰى صَافَحَنِي وَهَنَّأَنِي .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



”سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ میری طرف دوڑتے ہوئے آئے، میرے ساتھ مصافحہ کیا اور مجھے مبارک باد دی۔“

(صحيح البخاري : 4418، صحيح مسلم : 2769)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

الْمُصَافَحَةُ سُنَّةٌ عِنْدَ التَّلَاقِي لِلْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ وَإِجْمَاعِ الْأَئِمَّةِ .

”صحیح احادیث اور اجماع ائمہ کی رو سے ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے۔“

(المَجموع : 633/4)

❀ نیز فرماتے ہیں:

اِسْتِحْبَاب الْمُصَافَحَة عِنْدَ التَّلَاقِي وَهِيَ سُنَّةٌ بِلَا خِلَافٍ .

”ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا مستحب ہے، اس کے سنت ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔“(شرح مسلم : 101/17)

❀ عبداللہ بن محمود بن مودود موصلی حنفی رحمہ اللہ (٦٨٣ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهَا سُنَّةٌ قَدِيمَةٌ مُتَوَارَثَةٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ لَدُنِ الصَّدْرِ الْأَوَّلِ إِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا .

”مصافحہ قدیم سنت ہے، صدر اول سے اب تک مسلمانوں میں یہ موروثی عمل چلا آ رہا ہے۔“(الاختيار لتعليل المُختار : 157/4)

**سوال**: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر دوران خطبہ تلوار پکڑتے تھے؟

**جواب**: حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (٧٥١ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يُحْفَظْ عَنْهُ أَنَّهُ تَوَكَّأَ عَلٰى سَيْفٍ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”نبی کریم ﷺ سے منبر پر کھڑے ہو کر تلوار پر ٹیک لگانا ثابت نہیں۔“

(زاد المَعاد: 182/1)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

مَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ جَهَلَةِ الْخُطَبَاءِ مِنَ الدَّقِّ بِالسَّيْفِ عَلٰى دَرَجِ الْمِنْبَرِ فِي صُعُودِهٖ وَهٰذَا بَاطِلٌ لَا أَصْلَ لَهٗ وَبِدْعَةٌ قَبِيحَةٌ .

”بعض جاہل خطبا منبر پر چڑھتے وقت سیڑھی پر تلوار مارتے ہیں، یہ باطل، بے اصل اور قبیح بدعت ہے۔“(المَجموع: 529/4)

**سوال**: کیا حلال مال کے ساتھ حرام مل جائے، تو حلال بھی حرام ہو جاتا ہے؟

**جواب**: جو حلال ہے، وہ حلال ہے اور جو حرام ہے، وہ حرام ہے۔ حرام مال کے ملنے سے حلال حرام نہیں ہو جاتا۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

مَا يَقُولُهُ الْعَوَامُّ اخْتِلَاطُ الْحَلَالِ بِالْحَرَامِ يُحَرِّمُهٗ فَبَاطِلٌ لَا أَصْلَ لَهٗ .

”یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ حلال کے ساتھ حرام مال مل جانے سے حلال بھی حرام ہو جاتا ہے، باطل اور بے اصل بات ہے۔“(المَجموع: 145/9)

**سوال**: کیا فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنے کا ثبوت ہے؟

**جواب**: جی ہاں، فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنا ثابت ہے۔

❀ سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



دُخُوْلِ الْجَنَّةِ، إِلَّا الْمَوْتُ .

''ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے والے کو جنت جانے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی، سوائے موت کے۔''

(السّنن الكبرىٰ للنّسائي : 9928؛ عمل اليوم واللّيلة للنّسائي : 100؛ المُعجم الكبير للطّبراني : 134/8؛ كتاب الصّلاة لابن حبّان كما في اتّحاف المَهرة لابن حَجَر : 259/6؛ ح : 6480؛ وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ اور حافظ منذری رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۱/ ۳۰۷) حافظ سیوطی رحمہ اللہ (التعقبات علی الموضوعات: ۸) نے امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ وائلی رحمہ اللہ نے ''حسن'' کہا ہے۔ (کما فی التذکرۃ للقرطبی : ۲۴)، حافظ ضیاء مقدسی رحمہ اللہ (نتائج الافکار : ۲/ ۲۷۸)، حافظ ابن الہادی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (النکت علی ابن الصلاح: ۲/ ۷۶۹) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

**سوال**: کیا سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ''شین'' کو ''سین'' پڑھتے تھے؟

**جواب**: حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ مِنْ أَفْصَحِ النَّاسِ لَا كَمَا يَعْتَقِدُهٗ بَعْضُ النَّاسِ أَنَّ سِينَهٗ كَانَتْ شِينًا، حَتّٰى إِنَّ بَعْضَ النَّاسِ يَرْوِي حَدِيثًا فِي ذٰلِكَ لَا أَصْلَ لَهٗ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ : إِنَّ سِينَ بِلَالٍ عِنْدَ اللّٰهِ شِينٌ .

''سیدنا بلال رضی اللہ عنہ فصیح اللسان تھے، جبکہ بعض لوگ یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی ''سین'' (زبان میں لکنت کی وجہ سے) دراصل ''شین'' ہوتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تھی۔ بعض نے تو اس بارے میں ایک بے اصل حدیث نقل کر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلال کی سین اللہ تعالیٰ کے ہاں شین ہے۔''

(البِداية والنّهاية : 305/8)

**سوال**: کیا بلال رضی اللہ عنہ ہجرت سے پہلے مکہ میں اذان کہی؟

**جواب**: حافظ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَرِدْ ذٰلِكَ إِلَّا فِي أَسَانِيدَ ضَعِيفَةٍ لَا يُعَوَّلُ عَلَيْهَا، وَالَّذِي عَلَيْهِ أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ وَنَطَقَتْ بِهِ الْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ أَنَّ الْأَذَانَ إِنَّمَا شُرِعَ بَعْدَ الْهِجْرَةِ، وَأَنَّهُ لَمْ يُؤَذِّنْ قَبْلَهَا بِلَالٌ وَلَا غَيْرُهُ .

''یہ بات ضعیف اور غیر معتبر روایات میں مروی ہے، جو بات اکثر اہل علم نے کی ہے اور احادیث صحیحہ اس پر دلالت کرتی ہیں، وہ یہ ہے کہ اذان ہجرت کے بعد مشروع ہوئی، اس سے پہلے بلال رضی اللہ عنہ یا کسی اور نے اذان نہیں کہی۔''

(الفتاوى الفقهية الكبرىٰ :150/1)

**سوال**: کیا اذان سننے والا کھڑا شخص بیٹھ سکتا ہے، یا بیٹھا شخص کھڑا ہو سکتا ہے؟

**جواب**: حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

مَا ذُكِرَ فِي السُّؤَالِ مِنْ أَنَّ السَّامِعَ لِلْمُؤَذِّنِ فِي حَالِ قِيَامِهٖ لَا يَجْلِسُ، وَفِي حَالِ جُلُوسِهٖ يَسْتَمِرُّ عَلٰى جُلُوسِهٖ لَا أَصْلَ لَهٗ فِي الْحَدِيثِ، وَلَا وَرَدَ قَطُّ فِي حَدِيثٍ لَا صَحِيحٍ، وَلَا ضَعِيفٍ، وَلَا ذَكَرَهٗ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِنَا فِي كُتُبِ الْفِقْهِ .

''یہ جو کہا جاتا ہے کہ اذان سننے والا اگر کھڑا ہے، تو وہ بیٹھ نہیں سکتا اور جو بیٹھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے، وہ بھی بیٹھا ہی رہے گا (کھڑا نہیں ہوسکتا۔) اس کی حدیث میں کوئی اصل نہیں، کسی صحیح یا ضعیف حدیث میں اس کا ذکر تک نہیں اور نہ ہی ہمارے کسی فقیہ نے اسے فقہ کی کتاب میں ذکر کیا ہے۔''

(الحاوي للفتاوي : 37/1)

**سوال**: اہل میت کے ہاں کھانا کھانا کیسا ہے؟

**جواب**: اگر میت کے گھر والے کھانا تیار کریں، تو کھانے میں کوئی حرج نہیں، اس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں، البتہ اہل محلّہ، رشتہ داروں اور دوستوں کو چاہیے کہ میت کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کریں، کیونکہ وہ غم میں ہیں اور ان کی عورتیں سوگ میں ہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِصْنَعُوا لِآلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا، فَإِنَّهُ قَدْ أَتَاهُمْ أَمْرٌ شَغَلَهُمْ.

''آل جعفر کے لیے کھانا تیار کریں، کیونکہ انہیں (جعفر رضی اللہ عنہ کی موت کی) مصیبت نے پریشان کر رکھا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 205/1، سنن أبي داود : 3132، سنن التّرمذي : 998، سنن ابن ماجه : 1610، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱۳۷۷) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❀ امام شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

أُحِبُّ لِجِيرَانِ الْمَيِّتِ أَوْ ذِي قَرَابَتِهِ أَنْ يَعْمَلُوا لِأَهْلِ الْمَيِّتِ فِي يَوْمِ يَمُوتُ، وَلَيْلَتِهِ طَعَامًا يُشْبِعُهُمْ فَإِنَّ ذٰلِكَ سُنَّةٌ، وَذِكْرٌ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



كَرِيمٌ، وَهُوَ مِنْ فِعْلِ أَهْلِ الْخَيْرِ قَبْلَنَا، وَبَعْدَنَا .

”میں پسند کرتا ہوں کہ میت کے پڑوسی یا رشتہ دار مرگ والوں کے لیے مرگ والے دن اور رات کھانا تیار کریں اور انہیں کھلائیں، کیونکہ یہ سنت ہے اور بہترین خیر خواہی ہے، یہ ہمارے پہلے اور بعد والے اہل خیر کا عمل ہے۔“

(الأمّ : 247/1)

تنبیہ:

❀ سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كُنَّا نَرَى الْاِجْتِمَاعَ إِلٰى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصَنْعَةَ الطَّعَامِ مِنَ النِّيَاحَةِ .

”ہم مرگ والوں کے پاس اجتماع کرنے اور کھانا تیار کرنے کو نوحہ شمار کرتے تھے۔“

(مسند الإمام أحمد : 204/2، سنن ابن ماجه : 1612)

سند ضعیف ہے، اسماعیل بن ابی خالد کا عنعنہ ہے۔

**سوال**: کیا نوحہ کی وجہ سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا بعض خواتین کو درے سے مارنا ثابت ہے؟

**جواب**: ثابت نہیں۔

❀ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے مروی ہے:

لَمَّا مَاتَ أَبُو بَكْرٍ بُكِيَ عَلَيْهِ فَقَالَ عُمَرُ : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ فَأَبَوا إِلَّا أَنْ يَبْكُوا فَقَالَ عُمَرُ لِهِشَامِ بْنِ الْوَلِيدِ : قُمْ فَأَخْرِجِ النِّسَاءَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ : أُخْرِجُ عَلَيْكَ فَقَالَ عُمَرُ : ادْخُلْ فَقَدْ أَذِنْتُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



لَكَ فَدَخَلَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ : أَمُخْرِجِيَّ أَنْتَ يَا بُنَيَّ فَقَالَ : أَمَّا لَكِ فَقَدْ أَذِنْتُ، فَجَعَلَ يُخْرِجُهُنَّ امْرَأَةً امْرَأَةً وَهُوَ يَضْرِبُهُنَّ بِالدِّرَّةِ حَتّٰى خَرَجَتْ أُمُّ فَرْوَةَ يَعْنِي بِنْتَ أَبِي قُحَافَةَ .

”جب سیدنا ابوبکر رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، تو ان پر رویا گیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: زندوں کے رونے کی وجہ سے مرنے والے کو عذاب دیا جاتا ہے۔ لیکن لوگوں نے رونا جاری رکھا، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہشام بن ولید سے فرمایا: اُٹھیے اور عورتوں کو باہر نکالیے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں آپ کو ایسا نہیں کرنے دوں گی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (اے ہشام!) آپ اندر جائیے، میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ وہ اندر داخل ہوئے، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بیٹا! کیا آپ مجھے بھی باہر نکالیں گے؟ ہشام بن ولید نے کہا: آپ کو میں اجازت دیتا ہوں۔ پھر وہ ایک ایک عورت کو باہر نکالتے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اُسے درہ مارتے، یہاں تک کہ سیدہ اُم فروہ بنت ابی قحافہ رضی اللہ عنہما بھی باہر نکل گئیں۔“

(طَبَقات ابن سعد : 3/208، تغلیق التّعلیق لابن حَجَر : 3/325)

سند ضعیف ہے۔

① زہری کا عنعنہ ہے۔

② سعید بن مسیّب نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

**سوال**: کیا مسلمان ”مسلمان“ کے علاوہ کوئی نام رکھ سکتے ہیں؟

**جواب**: نام کوئی بھی رکھا جا سکتا ہے، اس میں ممانعت نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



❁ سیدنا حارث اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اُدْعُوا بِدَعْوَى اللّٰهِ الَّذِي سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ الْمُؤْمِنِينَ، عِبَادَ اللّٰهِ .

”مسلمانوں کو ان کے اُن ناموں کے ساتھ پکاریں، جو اللہ تعالیٰ نے ان کے نام رکھے ہیں، یعنی مسلمان، مومن، عبداللہ۔“

(مسند الإمام أحمد : 130/4، سنن التّرمذي : 2863، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن صحیح“، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۹۳۰) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۶۲۳۳) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

❁ امام حاکم رحمہ اللہ (۸۶۳) فرماتے ہیں:

اَلْحَدِيثُ عَلٰى شَرْطِ الْأَئِمَّةِ صَحِيحٌ مَّحْفُوظٌ .

”یہ حدیث ائمہ کی شرائط پر صحیح اور محفوظ ہے۔“

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۱/ ۱۹۷) نے ”حسن“ کہا ہے۔

**سوال**: کیا یزید بن معاویہ رحمہ اللہ ناصبی تھے؟

**جواب**: یزید بن معاویہ رحمہ اللہ کا ناصبی ہونا ثابت نہیں۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

قُلْتُ لِلْوَزِيرِ الْمَغُولِيِّ : لِأَيِّ شَيْءٍ قَالَ عَنْ يَزِيدَ وَهٰذَا [تَتْرٰى؟] قَالَ : قَدْ قَالُوا لَهٗ إِنَّ أَهْلَ دِمَشْقَ نَوَاصِبُ قُلْتُ بِصَوْتٍ عَالٍ : يَكْذِبُ الَّذِي قَالَ هُنَا وَمَنْ قَالَ هٰذَا : فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ مَا فِي أَهْلِ دِمَشْقَ نَوَاصِبُ وَمَا عَلِمْتُ فِيهِمْ نَاصِبِيًّا وَلَوْ تَنَقَّصَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



أَحَدٌ عَلِيًّا بِدِمَشْقَ لَقَامَ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ لٰكِنْ كَانَ قَدِيمًا لَمَّا كَانَ بَنُو أُمَيَّةَ وُلَاةَ الْبِلَادِ بَعْضُ بَنِي أُمَيَّةَ يَنْصِبُ الْعَدَاوَةَ لِعَلِيٍّ وَيَسُبُّهُ وَأَمَّا الْيَوْمُ فَمَا بَقِيَ مِنْ أُولٰئِكَ أَحَدٌ.

''میں نے وزیر مغولی سے کہا کہ وہ یزید کو برا بھلا کیوں کہتا ہے، کیا یہ نقل متواتر ہے؟ تو وزیر مغولی نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ اہل دمشق (اہل شام) ناصبی ہیں۔ میں (ابن تیمیہ رحمہ اللہ) نے باآواز بلند کہا: جس نے بھی یہ کہا ہے، جھوٹ بولا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ اللہ کی قسم! اہل دمشق (اہل شام) ناصبی نہیں ہیں، جہاں تک میں جانتا ہوں، ان میں کوئی بھی ناصبی نہیں ہے۔ بلکہ دمشق میں اگر کوئی شخص سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان میں تنقیص کر دے، تو مسلمان اس پر چڑھ دوڑتے ہیں۔ البتہ کافی پہلے جب بنو امیہ کی حکومت تھی، تو بنو امیہ کے کچھ لوگ ایسے تھے، جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے عداوت رکھتے تھے اور انہیں برا بھلا کہتے تھے، مگر اب ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا۔''

(مَجموع الفتاویٰ: 488/4)

**سوال**: درج ذیل روایت کا کیا مفہوم ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس صلی اللہ علیہ وسلم آیت مبارکہ: ﴿اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

فِي كُلِّ أَرْضٍ مِثْلُ إِبْرَاهِيمَ وَنَحْوُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْخَلْقِ.

''ہر زمین میں ابراہیم علیہ السلام کی مثل اور اِس زمین کے اوپر والی مخلوق موجود ہے۔''

(تفسير الطّبري: 469/23، المستدرك للحاكم: 23/38، الأسماء والصّفات

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



للبيهقي : 832)

**جواب**:اس کی سند صحیح اور متن شاذ (ضعیف) ہے۔ حافظ بیہقی رحمہ اللہ (الاسماء والصفات :۸۳۲) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباری : ۲۹۳/۶) نے اس اثر کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے، مگر حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''شاذ'' بھی کہا ہے، کیونکہ یہ روایت کتاب وسنت اور اجماع کے خلاف ہے۔

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْكَلَامُ مِنَ الْبَيْهَقِيِّ فِي غَايَةِ الْحُسْنِ؛ فَإِنَّهٗ لَا يَلْزَمُ مِنْ صِحَّةِ الْإِسْنَادِ صِحَّةُ الْمَتْنِ كَمَا تَقَرَّرَ فِي عُلُومِ الْحَدِيثِ؛ لِاحْتِمَالِ أَنْ يَصِحَّ الْإِسْنَادُ وَيَكُونُ فِي الْمَتْنِ شُذُوذٌ أَوْ عِلَّةٌ تَمْنَعُ صِحَّتَهٗ، وَإِذَا تَبَيَّنَ ضَعْفُ الْحَدِيثِ أَغْنٰى ذٰلِكَ عَنْ تَأْوِيلِهٖ؛ لِأَنَّ مِثْلَ هٰذَا الْمَقَامِ لَا تُقْبَلُ فِيهِ الْأَحَادِيثُ الضَّعِيفَةُ .

''امام بیہقی کی بات بہت اچھی ہے، کیونکہ (ہر جگہ) سند کے صحیح ہونے سے متن کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا، جیسا کہ علوم الحدیث میں ثابت ہے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ سند صحیح ہو اور متن میں شذوذ یا علت ہو، جو متن کے صحیح ہونے میں مانع ہو۔ جب حدیث کا ضعیف ہونا واضح ہو گیا، تو اس کی تاویل کی ضرورت باقی نہیں رہی، کیونکہ ایسے مسائل میں ضعیف احادیث قبول نہیں۔''

(الحاوي للفتاوي :462/1)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ مَحْمُولٌ إِنْ صَحَّ نَقْلُهٗ عَنْهُ عَلٰى أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



عَنْهُ أَخَذَهٗ عَنِ الْإِسْرَائِيلِيَّاتِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

”اگر اس اثر کی سند صحیح ہے، تو اسے اس معنی پر محمول کیا جائے گا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات اسرائیلی روایات سے اخذ کی ہے، واللہ اعلم!“

(البداية والنّهاية : 43/1)

❀ نیز اسرائیلی روایات کے بارے میں مؤقف یوں بیان کرتے ہیں:

أَخْبَارُهُمْ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ ؛ فَمِنْهَا مَا عَلِمْنَا صِحَّتَهٗ بِمَا دَلَّ عَلَيْهِ الدَّلِيلُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ أَوْ سُنَّةِ رَسُولِهٖ، وَمِنْهَا مَا عَلِمْنَا كَذِبَهٗ، بِمَا دُلَّ عَلٰى خِلَافِهٖ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ أَيْضًا، وَمِنْهَا مَا هُوَ مَسْكُوتٌ عَنْهُ، فَهُوَ الْمَأْذُونُ فِي رِوَايَتِهٖ، بِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ : حَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ، وَهُوَ الَّذِي لَا يُصَدَّقُ وَلَا يُكَذَّبُ، لِقَوْلِهٖ : فَلَا تُصَدِّقُوهُمْ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ.

”اسرائیلی روایات کی تین اقسام ہیں: ① جن کے صحیح ہونے کا علم ہمیں کتاب اللہ یا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہو چکا ہے، ② جن کا جھوٹا ہونا معلوم ہو کہ اس کے خلاف کتاب وسنت میں ثابت ہو، ③ جن کے بارے میں کوئی فیصلہ کن بات نہ ہو، انہیں بیان کرنے کی اجازت ہے، جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے: بنی اسرائیل سے روایت بیان کر لیا کرو، اس میں کوئی حرج نہیں۔ اسرائیلی روایات کی اسی قسم کی تصدیق وتکذیب نہ کرنے کو کہا گیا ہے، فرمان نبوی ہے: بنی اسرائیل کی نہ تصدیق کرو، نہ تکذیب۔“

(تفسیر ابن کثیر : 528/3)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



**سوال**: حدیث قدسی: ''زمانے کو گالی مت دیں۔'' کا کیا مطلب ہے؟

**جواب**: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ .

''زمانے کو برا بھلا مت کہیں، اللہ تعالیٰ ہی وقت (کو الٹ پلٹ کرنے والا) ہے۔''

(صحیح مسلم : 2246)

''دھر'' زمانے اور وقت کو کہتے ہیں۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) ''دھر'' کی تعریف میں فرماتے ہیں:

اَلدَّهْرُ الَّذِي هُوَ الزَّمَانُ أَوْ مَا يَجْرِي مَجْرَى الزَّمَانِ .

''دہر سے مراد زمانہ ہے یا جو اس میں ہو رہا ہو، ہے۔''

(مجموع الفتاویٰ : 494/2)

زمانے کا نظام اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ اسے جیسے چاہتا ہے، بدلتا رہتا ہے۔ زمانے کو برا بھلا کہنے سے منع کیا گیا ہے۔ زمانے کو گالی دینا حرام ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کو ایذا دینا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی زمانے کا خالق ہے، حقیقت الامر میں دہر (زمانہ) کسی شے کا مالک نہیں، نہ ہی کچھ کرسکتا ہے، زمانے میں جو کچھ ہوتا ہے، وہ اللہ کی مشیئت سے ہوتا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ﴾ (آل عمران : 140)

''ہم لوگوں کے دن بدلتے رہتے ہیں۔''

❁ حدیث قدسی ہے:

أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ . ''میں ہی دن اور رات کو الٹ پلٹ کرتا ہوں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



(صحيح البخاري : 4826، صحيح مسلم : 2246)

دن اور رات دہر ہیں، ان میں تدبیر وتصرف اللہ تعالیٰ کرتے ہیں۔ فلاسفہ دہر اور زمانے میں فرق کرتے ہیں، اس فرق پر کوئی دلیل نہیں۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ عِيَاضٌ : زَعَمَ بَعْضُ مَنْ لَا تَحْقِيقَ لَهٗ أَنَّ الدَّهْرَ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ وَهُوَ غَلَطٌ فَإِنَّ الدَّهْرَ مُدَّةُ زَمَانِ الدُّنْيَا وَعَرَّفَهُ بَعْضُهُمْ بِأَنَّهٗ أَمَدُ مَفْعُولَاتِ اللّٰهِ فِي الدُّنْيَا أَوْ فِعْلِهٖ لِمَا قَبْلَ الْمَوْتِ، وَقَدْ تَمَسَّكَ الْجَهَلَةُ مِنَ الدَّهْرِيَّةِ وَالْمُعَطِّلَةِ بِظَاهِرِ هٰذَا الْحَدِيثِ وَاحْتَجُّوا بِهٖ عَلٰى مَنْ لَا رُسُوخَ لَهٗ فِي الْعِلْمِ لِأَنَّ الدَّهْرَ عِنْدَهُمْ حَرَكَاتُ الْفَلَكِ وَأَمَدُ الْعَالَمِ وَلَا شَيْءَ عِنْدَهُمْ وَلَا صَانِعَ سِوَاهُ وَكَفٰى فِي الرَّدِّ عَلَيْهِمْ قَوْلُهٗ فِي بَقِيَّةِ الْحَدِيثِ : أَنَا الدَّهْرُ أُقَلِّبُ لَيْلَهٗ وَنَهَارَهٗ، فَكَيْفَ يُقَلِّبُ الشَّيْءُ نَفْسَهٗ، تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ قَوْلِهِمْ عُلُوًّا كَبِيرًا .

”قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں: بعض غیر محقق لوگوں نے یہ کہا ہے کہ دھر اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے، جبکہ یہ بات غلط ہے، کیونکہ دھر تو دنیا کے وقت کی مدت کو کہتے ہیں۔ بعض نے یہ تعریف کی ہے کہ دھر سے مراد دنیا میں اللہ کے کیے گئے کاموں کی مدت ہے، یا اللہ تعالیٰ کے وہ کام ہیں، جو (کسی بھی چیز کی) موت سے پہلے تک ہوں۔ بعض جاہل دھریہ اور معطلہ نے اس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

حدیث کے ظاہری الفاظ سے پکڑی ہے اور ناپختہ اہل علم پر حجت بازی کی ہے۔ کیونکہ ان (دھریہ وغیرہ) کے نزدیک دھر سے مراد کائنات کی حرکات اور عالَم کی مدت ہے۔ ان کے نزدیک اس (دھر) کے علاوہ کوئی ذات کچھ کرنے والی نہیں ہے۔ (گویا اللہ کا وجود نہیں ہے۔) جبکہ ان کے رد کے لیے حدیث کا دوسرا حصہ ہی کافی ہے کہ جس میں ہے: ''میں زمانہ ہوں، اس کی رات اور دن کو الٹ پلٹ کرتا ہوں۔'' بھلا کوئی چیز اپنے آپ کو کیسے الٹ پلٹ کرسکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ ان (دھریہ) کی بہتان بازیوں سے بہت بلند ہے۔''

(فتح الباري : 10/566)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ، بِيَدِي الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ.

''ابن آدم مجھے ایذا پہنچاتا ہے، وہ وقت کو برا بھلا کہتا ہے، جبکہ میں ہی وقت (کو الٹ پلٹ کرنے والا) ہوں، اختیار میرے ہاتھ میں ہے، میں ہی دن اور رات کو الٹ پلٹ کرتا ہوں۔''

(صحيح البخاري : 4826، صحيح مسلم : 2246)

❁ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۱۱ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ : وَأَنَا الدَّهْرُ، أَيْ وَأَنَا آتِي بِالدَّهْرِ أُقَلِّبُ لَيْلَهُ وَنَهَارَهُ أَيْ بِالرَّخَاءِ وَالشِّدَّةِ، كَيْفَ شِئْتُ إِذْ بَعْضُ أَهْلِ الْكُفْرِ زَعَمَ أَنَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



الدَّهْرَ يُهْلِكُهُمْ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ حِكَايَةً عَنْهُمْ : ﴿وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ﴾(الجاثية : 24)، فَأَعْلَمَ أَنَّهُ لَا عِلْمَ لَهُمْ بِذٰلِكَ وَأَنَّ مَقَالَتَهُمْ تِلْكَ ظَنٌّ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ﴾(الجاثية : ٢٤)، وَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ شَاتِمَ مَنْ يُهْلِكُهُمْ هُوَ شَاتِمُ رَبِّهِ جَلَّ وَعَزَّ لِأَنَّهُمْ كَانُوا يَزْعُمُونَ أَنَّ الدَّهْرَ يُهْلِكُهُمْ فَيَشْتُمُونَ مُهْلِكَهُمْ، وَاللّٰهُ يُهْلِكُهُمْ لَا الدَّهْرُ فَكُلُّ كَافِرٍ يَشْتِمُ مَهْلِكَهُ، فَإِنَّمَا تَقَعُ الشَّتِيمَةُ مِنْهُمْ عَنْ خَالِقِهِمُ الَّذِي يُهْلِكُهُمْ لَا عَلَى الدَّهْرِ الَّذِي لَا فِعْلَ لَهُ إِذِ اللّٰهُ خَالِقُ الدَّهْرِ .

”(حدیث قدسی میں) فرمان باری تعالیٰ:”میں ہی وقت (کو الٹ پلٹ کرنے والا) ہوں۔“ اس سے مراد یہ ہے کہ میں ہی وقت کو لانے والا ہوں، اس کے لیل ونہار کو خوشحالی اور تنگ حالی میں بدلنے والا ہوں۔ جبکہ بعض کافر تو کہتے ہیں کہ انہیں وقت ہلاک کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ایسوں کی بات نقل کرتے ہوئے فرمایا:﴿وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ﴾ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ ان کفار کو اس بات کا ذرا بھی علم نہیں ہے، بلکہ خود سے ہی یہ گمان کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ﴾ نبی کریم ﷺ نے بتایا ہے کہ جو اپنے ہلاک کرنے والے کو گالی دیتا ہے، وہ تو اللہ تعالیٰ کو گالی دیتا ہے، کیونکہ کفار یہ گمان کرتے تھے کہ انہیں وقت ہلاک کرتا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



ہے، جبکہ ہلاک کرنے والا تو اللہ تعالیٰ خود ہے، نہ کہ زمانہ۔ یوں اس زمانے کو گالی دیتے ہیں، جس میں ان کی ہلاکت ہوئی۔ جبکہ گالی ان کی طرف سے ان کے خالق کو جائے گی، جو انہیں ہلاک کرنے والا ہے، نہ کہ زمانے کو، جس کا اس ہلاکت میں کوئی کردار نہیں، کیونکہ زمانے کو پیدا کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے۔‘‘

(صحيح ابن خزيمة : 113/4)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

مَعْنٰى هٰذَا : أَنَّ الْجَاهِلِيَّةَ كَانُوا يَقُولُونَ : يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ، فَعَلَ بِنَا كَذَا وَكَذَا، فَيُسْنِدُونَ أَفْعَالَ اللّٰهِ تَعَالٰى إِلَى الدَّهْرِ، وَيَسُبُّونَهٗ، وَإِنَّمَا الْفَاعِلُ لِذٰلِكَ هُوَ اللّٰهُ، عَزَّ وَجَلَّ، فَنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ، هٰكَذَا قَرَّرَهُ الشَّافِعِيُّ وَأَبُو عُبَيْدٍ وَغَيْرُهُمَا مِنَ الْعُلَمَاءِ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ .

’’اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اہل جاہلیت (مصیبت کے وقت) کہا کرتے تھے: اے زمانے کی مصیبت! ہمارے ساتھ ایسا ایسا ہی ہونا تھا۔ یوں وہ اللہ تعالیٰ کے افعال کو زمانے کی طرف منسوب کر دیتے تھے اور اسے برا کہتے۔ جبکہ ان کا فاعل اللہ عزوجل ہی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کر دیا۔ امام شافعی اور امام ابوعبید وغیرہما رحمہما اللہ نے یہی مفہوم بیان کیا ہے۔‘‘

(تفسير ابن كثير : 480/6)

❁ نیز فرماتے ہیں:

يُخْبِرُ تَعَالٰى عَنْ قَوْلِ الدَّهْرِيَّةِ مِنَ الْكُفَّارِ وَمَنْ وَافَقَهُمْ مِنْ مُشْرِكِي الْعَرَبِ فِي إِنْكَارِ الْمَعَادِ : ﴿وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com



الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا﴾ أَيْ مَا ثَمَّ إِلَّا هٰذِهِ الدَّارُ، يَمُوتُ قَوْمٌ وَيَعِيشُ آخَرُونَ وَمَا ثَمَّ مَعَادٌ وَلَا قِيَامَةٌ وَهٰذَا يَقُولُهُ مُشْرِكُو الْعَرَبِ الْمُنْكِرُونَ لِلْمَعَادِ، وَيَقُولُهُ الْفَلَاسِفَةُ الْإِلٰهِيُّونَ مِنْهُمْ، وَهُمْ يُنْكِرُونَ الْبُدَائَةَ، وَالرَّجْعَةَ، وَيَقُولُهُ الْفَلَاسِفَةُ الدَّهْرِيَّةُ الدَّوْرِيَّةُ الْمُنْكِرُونَ لِلصَّانِعِ الْمُعْتَقِدُونَ أَنَّ فِي كُلِّ سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ أَلْفَ سَنَةٍ يَعُودُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَى مَا كَانَ عَلَيْهِ، وَزَعَمُوا أَنَّ هٰذَا قَدْ تَكَرَّرَ مَرَّاتٍ لَا تَتَنَاهٰى، فَكَابَرُوا الْمَعْقُولَ وَكَذَّبُوا الْمَنْقُولَ، وَلِهٰذَا قَالُوا : ﴿وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ﴾ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى : ﴿وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ﴾، أَيْ يَتَوَهَّمُونَ وَيَتَخَيَّلُونَ .

’’اللہ تعالیٰ نے کافر دہریہ اور ان کے ہم نوا مشرکین عرب، جو آخرت کے منکر ہیں، کے متعلق خبر دی ہے: ﴿وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا﴾ ’’کہتے ہیں کہ صرف ہماری دنیاوی زندگی ہی ہے، جس میں ہم زندہ ہیں اور پھر مر جائیں گے۔‘‘ یعنی صرف دنیاوی زندگی ہی ہے، جس میں کچھ لوگ مر جاتے ہیں اور دوسرے زندگی کے مزے لیتے ہیں۔ نہ آخرت کا کوئی وجود ہے اور نہ قیامت کا دن ہوگا۔ یہ مشرکین عرب کہا کرتے تھے، جو دوبارہ زندہ کیے جانے کے منکر تھے، نیز یہ عقیدہ ان فلاسفہ کا بھی کیا، جو الٰہ کو مانتے ہیں، لیکن کائنات کی ابتدا اور دوبارہ زندہ کیے جانے کے منکر ہیں، اسی طرح

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



اس کے قائلین میں وہ دہریہ بھی شامل ہیں، جو کہتے ہیں کہ زمانہ خود ہی چل رہا ہے، اسے بنانے والا کوئی نہیں ہے، ان کا نظریہ ہے کہ ہر چھتیس ہزار سال بعد زمانہ پھر وہیں لوٹ آتا ہے، جہاں وہ پہلے تھا، نیز یہ کہتے ہیں کہ زمانے کا یہ چکر کئی بار ہو چکا ہے اور کبھی ختم ہونے والا نہیں۔ ان لوگوں نے عقل کو بڑا جانا اور منقول (کتاب وسنت) کو جھٹلا دیا، اسی لیے انہوں نے کہہ دیا: ﴿وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ﴾ ”ہمیں وقت ہی ہلاک کرتا ہے۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ﴾ ”ان لوگوں کو اپنی بات کا علم ہی نہیں، یہ تو محض گمان کرتے ہیں۔“ یعنی وہم اور خیال کرتے ہیں۔“

(تفسير ابن كثير: 7/268-269)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُولُوا: خَيْبَةَ الدَّهْرِ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ.

”آپ ”ہائے زمانے کی مصیبت!“ نہ کہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی وقت (کو الٹ پلٹ کرنے والا) ہے۔“

(صحيح البخاري: 6182، صحيح مسلم: 2247)

❀ امام قوام السنہ اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

«فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ» لَا يَجُوزُ أَنْ يَّتَوَهَّمَ مُتَوَهِّمٌ أَنَّ الدَّهْرَ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَإِنَّمَا مَعْنٰى هٰذَا الْكَلَامِ: أَنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ مِنْ عَادَتِهِمْ إِذَا أَصَابَ الْوَاحِدَ مِنْهُمْ مَكْرُوهٌ أَنْ يُّضِيفَهٗ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



إِلَى الدَّهْرِ، فَيَسُبُّونَ الدَّهْرَ عَلٰى أَنَّهُ الْفَاعِلُ لِذٰلِكَ، وَلَا يَرَوْنَهُ صَادِرًا مِنْ فِعْلِ اللّٰهِ وَكَائِنًا بِقَضَائِهِ، فَأَعْلَمَهُمْ أَنَّ جَمِيعَ ذٰلِكَ مِنْ فِعْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَأَنَّ مَصْدَرَهَا مِنْ قِبَلِهِ، وَأَنَّكُمْ مَتٰى سَبَبْتُمْ فَاعِلَهَا كَانَ مَرْجِعُ السَّبَبِ إِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى.

''حدیث نبوی: ''کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی وقت (کو الٹ پلٹ کرنے والا) ہے۔'' سے کسی کو یہ وہم نہیں ہونا چاہیے کہ دہر اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے۔ کیونکہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اہل جاہلیت کی یہ عادت تھی کہ جب کسی کو ناخوشگوار حالت پیش آتی، تو وہ اس مصیبت کو زمانے کی طرف منسوب کر دیتا تھا۔ یوں وہ زمانے کو گالی دیتے کہ اس مصیبت کا فاعل زمانہ ہی ہے، وہ یہ اعتقاد نہیں رکھتے تھے کہ یہ مصیبت اللہ تعالیٰ کے فعل اور اس کی قضا سے صادر ہوئی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں باخبر کیا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فعل سے صادر ہوتا ہے، اس لیے جب تم اس مصیبت کے فاعل کو گالی دیتے ہو، تو یہ گالی اللہ تعالیٰ کو جاتی ہے۔''

(الحُجَّة في بيان المَحَجَّة: 1/178-179)

✿ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ: إِنَّ الدَّهْرَ هُوَ الَّذِي يُهْلِكُنَا هُوَ الَّذِي يُمِيتُنَا وَيُحْيِينَا فَرَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَوْلَهُمْ.

''اہل جاہلیت کہا کرتے تھے: زمانہ ہی ہمیں ہلاک کرتا ہے، زمانہ ہمیں مارتا ہے، زمانہ ہمیں زندہ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے نظریات کا رد کیا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(صحيح ابن حِبّان : 5715، المُستدرك للحاكم : 3690، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

سَابُّ الدَّهْرِ دَائِرٌ بَيْنَ أَمْرَيْنِ لَا بُدَّ لَهٗ مِنْ أَحَدِهِمَا، إِمَّا سَبَّهٗ لِلّٰهِ، أَوِ الشِّرْكُ بِهٖ، فَإِنَّهٗ إِذَا اعْتَقَدَ أَنَّ الدَّهْرَ فَاعِلٌ مَعَ اللّٰهِ فَهُوَ مُشْرِكٌ، وَإِنِ اعْتَقَدَ أَنَّ اللّٰهَ وَحْدَهٗ هُوَ الَّذِي فَعَلَ ذٰلِكَ، وَهُوَ يَسُبُّ مَنْ فَعَلَهٗ فَقَدْ سَبَّ اللّٰهَ.

”زمانے کو گالی دینے والا دو باتوں میں سے ایک کا شکار ہوتا ہے، یا تو وہ اللہ کو گالی دیتا ہے، یا اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے، کیونکہ اگر وہ عقیدہ رکھے کہ اللہ کے ساتھ زمانہ بھی فاعل ہے، تو وہ مشرک ہے، اگر یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ ہی ہر کام کا فاعل ہے، چونکہ وہ فاعل کو گالی دیتا ہے، اس لیے وہ اللہ کو گالی دیتا ہے۔“

(زاد المَعاد : 241/2)

## اللہ تعالیٰ کو ایذا دینا؟:

حدیث میں آیا ہے کہ جو زمانے کو برا بھلا کہتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کو ایذا دیتا ہے۔ اس ایذا سے کیا مراد ہے؟

یاد رہے کہ ایذا دینے سے ضرر (نقصان) لازم نہیں آتا، کیونکہ بسا اوقات انسان کوئی ناپسندیدہ بات کلام سنتا ہے، یا کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھتا ہے، اس سے اسے ایذا تو ہوتی ہے، لیکن ضرر نہیں پہنچتا۔ اسی طرح بدبودار چیزوں سے ایذا تو ہوتی ہے، لیکن ضرر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے ایذا کا اثبات کیا ہے اور اپنے لیے ضرر کی نفی کی ہے۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



إِنَّ لَفْظَ الْأَذٰى فِي اللُّغَةِ هُوَ لِمَا خَفَّ أَمْرُهُ وَضَعُفَ أَثَرُهُ مِنَ الشَّرِّ وَالْمَكْرُوهِ ذَكَرَهُ الْخَطَّابِيُّ وَغَيْرُهُ وَهُوَ كَمَا قَالَ .

''لغت میں ایذا اس چیز پر بولا جاتا ہے، جو شر اور ناپسندیدگی کی وجہ سے بے حیثیت اور بے وقعت ہو۔ یہ علامہ خطابی رحمہ اللہ وغیرہ کا قول ہے، ان کی بات درست ہے۔''

(الصّارم المَسلول على شاتِم الرّسول، ص 59)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ أَذَاهُ سُبْحَانَهُ مِنْ جِنْسِ الْأَذَى الْحَاصِلِ لِلْمَخْلُوقِينَ كَمَا أَنَّ سَخْطَهُ وَغَضَبَهُ وَكَرَاهَتَهُ لَيْسَتْ مِنْ جِنْسِ مَا لِلْمَخْلُوقِينَ .

''اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اذا دینے کا مطلب وہ نہیں، جو مخلوق کو اذا دینے کا مطلب ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ناراضی، غصہ اور کراہت بھی مخلوق کی سی نہیں ہے۔''

(الصّواعق المُرسَلة : 1451/4)

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا﴾ (الأحزاب : ٥٧)

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کے لیے رسوا کن عذاب تیار کیا ہے۔''

❀ حدیث قدسی ہے:

يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ ...... .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



”ابن آدم مجھے ایذا پہنچاتا ہے، وہ وقت کو برا بھلا کہتا ہے......۔“

(صحيح البخاري : 4826، صحيح مسلم : 2246)

اللہ تعالیٰ نے خود سے ضرر کی نفی کی ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا﴾(آل عمران : ١٧٦)

”وہ ہرگز اللہ تعالیٰ کو ذرہ برابر بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔“

❁ حدیث قدسی ہے:

يَا عِبَادِي! إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضَرِّي فَتَضُرُّونِي .

”میرے بندو! تم ہرگز مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔“

(صحيح مسلم : 2577)

اگر کوئی کہے کہ کلام اللہ، کلام رسول اور لغت میں مجاز ممنوع ہے، تو حدیث: ”میں زمانہ ہوں۔“ کا مجازی معنی کیوں کیا گیا کہ ”میں زمانے کو بدلنے والا ہوں۔“؟

اس کا جواب یہ ہے کہ کسی بھی کلمے کا حقیقی اور معتبر معنی وہی ہوتا ہے، جس پر سیاق اور قرینہ دلالت کرے۔ وہ اس حدیث میں موجود ہے۔ أَنَا الدَّهْرُ کا معنی أَنَا مُقَلِّبُ الدَّهْرِ ہے، کیونکہ اس معنی پر سیاق دلالت کرتا ہے: أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ . ”دن رات کو میں الٹ پلٹ کرتا ہوں۔“

نیز یہ عقلاً محال ہے کہ خالق فاعل ہی مخلوق مفعول ہو اور جو مقلِّب (الٹ پلٹ کرنے والا) ہے، وہی مقلَّب (جسے الٹ پلٹ کیا گیا) ہو۔

دہر سے مراد دن اور رات ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ الٹ پلٹ کرتا ہے۔ دھر نہ اللہ تعالیٰ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



کی ذات ہے، نہ اس کا نام۔ واللہ اعلم!

## ایک وضاحت:

زمانے کو برا کہنے کی ممانعت آئی ہے۔ جبکہ بعض احادیث میں قیامت سے پہلے زمانے کی مذمت بھی وارد ہوئی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس زمانے کے بارے میں خبر دی ہے کہ اس میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے، ان کے یہ اعمال ہوں گے۔ اس سے حقیقت میں زمانے کی مذمت نہیں، بلکہ ان لوگوں کی مذمت ہے، جو اس زمانے میں ہوں گے۔ زمانہ تو ایک جیسا ہے، اس میں لوگ بدلتے رہتے ہیں۔ اچھے لوگ ہوں، تو اچھا زمانہ کہلاتا ہے، برے لوگ ہوں، تو اسے برا زمانہ کہہ دیا جاتا ہے، جیسے دورِ جاہلیت۔ اب اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا دور، جس میں جاہل لوگ گزرے ہوں۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کا زمانہ سب سے بہترین ہے، کیونکہ اس میں سب سے بہترین ہستی موجود تھی، اسی طرح صحابہ وتابعین وغیرہ کا دور خیر القرون سے موسوم کیا گیا ہے، اس کی بھی یہی وجہ ہے۔

**سوال**: یہ دعا: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي شَكُورًا، وَّاجْعَلْنِي صَبُورًا، وَّاجْعَلْنِي فِي عَيْنَيَّ صَغِيرًا، وَّفِي أَعْيُنِ النَّاسِ كَبِيرًا بلحاظ سند کیسی ہے؟

**جواب**: سند ضعیف ہے۔ عقبہ بن عبداللہ اصم ”ضعیف ومدلس“ ہے۔

❁ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُّنْكَرٌ لَا يُعرَفُ، وعُقْبَةُ لَيِّنُ الْحَدِيثِ.

”یہ حدیث منکر غیر معروف ہے، (اس کا راوی) عقبہ لین الحدیث ہے۔“

(عِلَل ابن أبي حاتم: 274/5)

**سوال**: علامہ اشرف علی تھانوی صاحب کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



ہونے کا مطلب کیا ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت بالا جماع اللہ تعالیٰ کو حقیقی طور پر عرش پر مستوی (بلند) مانتے ہیں، کسی قسم کی تاویل نہیں کرتے، اس پر کتاب وسنت کے بین دلائل ہیں۔

مگر علامہ تھانوی صاحب اس عقیدہ میں گمراہ صوفیوں سے متاثر ہیں اور اہل سنت والجماعت اور اجماع امت کے مخالف ہیں۔ جب تھانوی صاحب سے اللہ کے عرش پر مستوی ہونے اور حاضر ناظر ہونے کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ نے جواب میں لکھا:

''فریق اول کی اگر یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ مثل ہوا کے پھیلا ہوا ہے اور بھرا ہوا ہے، تب تو غلط ہے، کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مکانی ہے، دوسرے مکانیات سے صرف یہ امتیاز ہوگا کہ اوروں کا مکان محدود ہے اور اللہ تعالیٰ کا مکان غیر محدود۔ سو مکانی ہونا کیونکہ احتیاج الی المکان کو مستلزم ہے اور احتیاج سے حق تعالیٰ منزہ ہے، اس لیے مکان سے بھی منزہ ہے، بلکہ غور کیا جاوے، تو اس میں دوسرے مکانیات سے بھی زیادہ احتیاج ثابت ہوئی، کہ اور تو ایک ایک مکان کے محتاج ہوں گے اور وہ ہر مکان کا، نعوذ باللہ! اگر یہ مطلب ہے کہ اس کی تجلی جیسے کہ اس کی ذات منزہ کی شان کو زیبا ہے، عرش کے ساتھ خاص نہیں، جیسے عرش پر ہے، اسی طرح غیر عرش پر ہے۔ سو یہ مسئلہ کسی نقل قطعی الدلالہ یا کسی دلیل عقلی کے خلاف نہیں، بعض صوفیا اس طرف گئے ہیں، اس لیے قائل ہونے کی گنجائش ہے۔''

(بوادر النوادر، ص90)

تھانوی صاحب نے دو باتیں کی ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



① اگر اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ مانا جائے، جیسے ہوا ہر جگہ ہے، تو یہ باطل ہے، کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مکان کا محتاج ہے۔

② کہتے ہیں کہ ان صوفیا کا نظریہ بھی درست ہے، جنھوں نے اللہ کے مستوی علی العرش ہونے اور ہر جگہ ہونے سے مراد اللہ کی تجلی لی ہے۔

❀ بلکہ تھانوی صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں:

''عرش جو کہ تجلی گاہ خاص حق ہے۔''

(بوادر النوادر، ص 56)

گمراہ صوفیا اللہ تعالیٰ کے بارے میں گمراہ کن عقیدہ رکھتے ہیں، کبھی تو کہتے ہیں کہ اللہ ہر جگہ ہے، کبھی کہتے ہیں کہ اگر اللہ کو ہر جگہ مانیں، تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جگہ کا محتاج ہے، جو کہ اللہ کے لائق نہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ کائنات میں نہ داخل ہے، نہ خارج ہے، کبھی کہتے ہیں کہ اللہ کی تجلی ہر جگہ ہے، وغیرہ۔ یہ سب نظریات فرقہ جہمیہ سے مستعار ہیں۔ اہل سنت والجماعت ان عقائد سے بری ہیں۔

جب انسان اہل سنت والجماعت کے اجماعی و اتفاقی عقیدہ کی مخالفت کرے، تو اس سے اس طرح کی واہی تباہی کا صدور ممکن ہے۔ ان صوفیوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات میں بری تاویلیں کر رکھی ہیں، اسلامی عقائد کو اُلجھا دیا ہے۔

عافیت اہل سنت کے عقیدہ میں ہے کہ انسان ہر طرح کی گمراہی اور شکوک وشبہات سے بچ جاتا ہے۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے، جیسے اس کے شایان شان ہے، اس کی کیفیت کا علم نہیں، کیفیت کے بارے میں سوال کرنا ہی گمراہی ہے۔

**سوال**: کیا شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے نزول کو اپنے نزول سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



تشبیہ دی؟ علامہ انور شاہ کاشمیری دیوبندی صاحب کہتے ہیں: ''ابن تیمیہ نے ''کنزولی ہذا'' سے تشریح کر کے بدعت قائم کر دی ہے۔'' (ملفوظات کشمیری از احمد رضا بجنوری، ص 243) اس کی حقیقت کیا ہے؟

**جواب**: اہل بدعت واہل ضلال نے ہر دور میں اہل سنت کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرنے کی جسارتیں کی ہیں، اہل سنت ان کی اتہام بازیوں سے بری ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) حق کے امام تھے، اہل سنت کے عقائد پر تھے، بلکہ عقائد اہل سنت کے پاسدار اور پہرہ دار تھے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ صفات باری تعالیٰ میں اہل سنت کے منہج پر تھے۔ آپ نے حدیث نزول کی تشریح کی، اس میں نزول باری تعالیٰ کے حوالہ سے اہل سنت کے عقیدہ کو حق ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نزول حقیقی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے، اس میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں۔

✿ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ قَالَ: إِنَّ عِلْمَ اللّٰهِ كَعِلْمِي ...... أَوْ نُزُولَهُ كَنُزُولِي أَوْ إِتْيَانَهُ كَإِتْيَانِي وَنَحْوَ ذٰلِكَ فَهٰذَا قَدْ شَبَّهَ اللّٰهَ وَمَثَّلَهُ بِخَلْقِهِ تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَقُولُونَ، وَهُوَ ضَالٌّ خَبِيثٌ مُبْطِلٌ بَلْ كَافِرٌ.

''جو یہ کہتا ہے کہ اللہ کا علم میرے علم کی طرح ہے۔...... یا اللہ تعالیٰ کا نزول میرے نزول کے طرح ہے یا اس کا آنا میرے آنے کی طرح ہے، وغیرہ، تو اس شخص نے اللہ تعالیٰ کو اس کی مخلوق کے مشابہ وممائل قرار دیا، اللہ تعالیٰ ایسے عیوب سے پاک ہے۔ ایسی بات کرنے والا شخص گمراہ خبیث، باطل پرست

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بلکہ کافر ہے۔‘‘

(مَجموع الفتاوی :482/11)

۞ مفتی تقی عثمانی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

’’اب یہاں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے مؤقف کو بھی سمجھ لینا ضروری ہے، یہ بات بہت مشہور ہوئی ہے کہ وہ معاذ اللہ تشبیہ کے قائل یا کم از کم اس کے قریب پہنچ گئے ہیں اور یہ قصہ بھی مشہور ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ جامع دمشق کے منبر پر تقریر کرتے ہوئے حدیث باب کی تشریح کی اور اس تشریح کے دوران خود منبر سے دو سیڑھیاں اتر کر کہا کہ ینزل کنزولی ہذا یعنی باری تعالیٰ کا نزول میرے اس نزول کی طرح ہوتا ہے۔ اگر یہ واقعہ ثابت ہو، تو بلاشبہ یہ نہایت خطرناک بات ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تشبیہ کے قائل ہیں، لیکن واقعہ یہ ہے کہ تحقیق سے اس واقعے کی نسبت علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف ثابت نہیں ہوتی، دراصل یہ واقعہ کسی مستند طریقے سے ثابت نہیں، بلکہ یہ سب سے پہلے ابن بطوطہ رحمہ اللہ نے اپنے سفرنامے (جلد ا، ص ۵۷) میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ میں نے خود علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو جامع دمشق کے منبر پر تقریر کرتے ہوئے دیکھا، وہ تقریر کے دوران منبر سے دو سیڑھیاں نیچے اترے اور کہا: ینزل نزولی ہذا، لیکن محققین نے سفرنامہ ابن بطوطہ کی اس حکایت کو معتبر نہیں مانا، جس کی وجہ یہ ہے کہ اس سفرنامہ کے جلد ا صفحہ ۵۰ پر تصریح ہے کہ ابن بطوطہ جمعرات ۹ رمضان ۷۲۶ھ کو دمشق پہنچا ہے، حالانکہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ شعبان ۷۲۶ھ کے اوائل ہی میں دمشق کے قلعہ میں قید ہو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



چکے تھے اور اسی قید کی حالت میں ۲۰ ذیقعدہ ۷۲۸ھ ان کی وفات ہو گئی، لہٰذا یہ بات تاریخی اعتبار سے ممکن نظر نہیں آتی کہ وہ رمضان ۷۲۶ھ میں جامع دمشق میں خطبہ دے رہے ہوں۔ ادھر سفر نامہ ابن بطوطہ رحمہ اللہ خود ابن بطوطہ رحمہ اللہ کا لکھا ہوا نہیں ہے، بلکہ اسے ان کے شاگرد ابن جزی الکلبی نے مرتب کیا ہے اور ابن بطوطہ سے حالات زبانی سن کر انہیں اپنے الفاظ میں قلمبند کرتے تھے، اس لیے اس میں غلطیوں کا کافی امکان ہے، جہاں تک اس سلسلے میں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے صحیح مؤقف کا تعلق ہے، اس موضوع پر ان کی ایک مستقل کتاب ہے، جو "شرح حدیث النزول" کے نام سے شائع ہو چکی ہے اور اس میں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تشبیہ کی سختی کے ساتھ تردید فرمائی ہے، مثلاً صفحہ ۵۸ پر لکھتے ہیں: ولیس نزولہ کنزول اجسام بنی آدم من السطح الی الارض بحیث یبقی السقف فوقھم، بل اللہ منزہ عن ذلک۔"

(درس ترمذی، جلد2، ص202-203)

**سوال**: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ عَشِقَ فَكَتَمَ وَعَفَّ وَصَبَرَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ .

"جس نے عشق کیا، تو اسے دل ہی دل میں چھپایا، پاکدامنی اختیار کی اور صبر کیا، اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما کر جنت میں داخلہ نصیب فرمائیں گے۔"

(الطُّیُوریات: 147/1، تاریخ بغداد للخطیب: 156/5، العِلَل لابن الجَوْزي: 286/2)

**جواب**: روایت سخت ضعیف ہے۔

① ابو یحییٰ قتات ضعیف ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



② سوید بن سعید ہروی ضعیف، مدلس اور تلقین قبول کرنے والا ہے۔

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَّا يَصِحُّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(العِلَل المُتناهِية : 286/2)

اس روایت کی ایک اور سند بھی ہے، جس میں ابن ابی نجیح مدلس ہیں۔

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

كَذِبٌ عَلَى ابْنِ الْمَاجِشُونَ، فَإِنَّهٗ لَمْ يُحَدِّثْ بِهٰذَا وَلَا حَدَّثَ بِهٖ عَنْهُ الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ، وَإِنَّمَا هٰذَا مِنْ تَرْكِيبِ بَعْضِ الْوَضَّاعِينَ.

''یہ روایت ابن ماجشون پر جھوٹ ہے، انہوں نے یہ روایت بیان نہیں کی اور نہ ہی زبیر بن بکار نے ان سے روایت کی ہے، بلکہ یہ کسی جھوٹے راوی نے (ابن ماجشون پر) تھوپ دی ہے۔''

(الدّاء والدّواء، ص 570)

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

الْعِشْقُ : وَهُوَ الْحُبُّ الْمُفْرِطُ الَّذِي يُخَافُ عَلٰى صَاحِبِهٖ مِنْهُ، وَلٰكِنْ لَّا يُوصَفُ بِهِ الرَّبُّ تَعَالٰى وَلَا الْعَبْدُ فِي مَحَبَّةِ رَبِّهٖ، وَإِنْ كَانَ قَدْ أَطْلَقَهٗ بَعْضُهُمْ، وَاخْتُلِفَ فِي سَبَبِ الْمَنْعِ، فَقِيلَ : عَدَمُ التَّوْقِيفِ، وَقِيلَ غَيْرُ ذٰلِكَ، وَلَعَلَّ امْتِنَاعَ إِطْلَاقِهٖ أَنَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



الْعِشْقَ مَحَبَّةٌ مَّعَ شَهْوَةٍ.

''عشق حد درجہ کی محبت کو کہتے ہیں کہ جس میں عاشق پر کئی خطرات وخدشات ہو سکتے ہیں، لیکن رب تعالیٰ کو اس لفظ سے متصف نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی بندے کی اللہ سے محبت پر عشق کا لفظ بولا جا سکتا ہے، اگرچہ بعض نے استعمال بھی کیا ہے۔ (اللہ کی محبت پر) اس لفظ کی ممانعت کی وجہ میں اختلاف ہے، ایک قول کے مطابق کہ یہ لفظ شرعاً ثابت نہیں، کئی اور اقوال بھی ہیں۔ ممکن ہے کہ ممانعت کی (ایک) وجہ یہ بھی ہو کہ عشق اس محبت کو کہتے ہیں جس میں شہوت پائی جائے۔''

(شرح العَقيدة الطّحاوية، ص 165)

**سوال**: ابوالہیاج اسدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک کام پر مامور کیا اور فرمایا:

أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ أَنْ لَّا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُّشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ.

''میں آپ کو اس کام کے لیے نہ بھیجوں، جس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا کہ ہر تصویر کو مٹا دیں اور اونچی قبر کو شرعی حد پر لے آئیں۔''

(صحيح مسلم: 969)

✿ بریلوی عالم، ابو یوسف محمد شریف کوٹلوی صاحب کہتے ہیں:

''وہابیان ہند اس حدیث سے استدلال کر کے قبوں کے گرانے کو دینی حکم سمجھتے ہیں اور ابن سعود کے اس فعل کو تعمیل حکم نبوی مانتے ہیں، حالانکہ اس حدیث کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سند میں حبیب بن ابی ثابت ایک راوی ہے، جو ابو وائل سے بلفظ عن روایت کرتا ہے، حبیب مذکور مدلس ہے اور مدلس کی معنعن محدثین کے نزدیک قابل حجت نہیں ہوتی، اس لیے یہ حدیث قابل حجت نہیں۔''

(دلائل المسائل، ص338)

کیا یہ اعتراض درست ہے؟

جواب: مذکورہ روایت باتفاق محدثین صحیح ہے، کسی ثقہ عالم نے اس پر کلام نہیں کیا۔

① امام مسلم رحمہ اللہ علل حدیث کے ماہر ہیں، وہ احادیث کی تنقیح کرتے ہیں، مدلسین کی وہی روایات لاتے ہیں، جو سماع پر محمول ہیں۔ اہل علم کہتے ہیں کہ بخاری و مسلم میں مدلسین کی روایات سماع پر محمول ہیں، لہٰذا اس حدیث پر حبیب بن ابی ثابت کے عنعنہ کی بنا پر اعتراض کرنا درست نہیں۔

✿ علامہ ابن ترکمانی حنفی رحمہ اللہ (۷۵۰ھ) فرماتے ہیں:

...... لَوْ كَانَ كَذٰلِكَ فَإِخْرَاجُ مُسْلِمٍ لِحَدِيثِهٖ هٰذَا فِي صَحِيحِهٖ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهٗ ثَبَتَ عِنْدَهٗ أَنَّهٗ مُتَّصِلٌ وَأَنَّهٗ لَمْ يُدَلِّسْ فِيهِ .

''اگر حبیب بن ابی ثابت کا مدلس ہونا تسلیم بھی کر لیا جائے، تب بھی امام مسلم کا اس کی اس حدیث کو اپنی صحیح میں لانا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حدیث امام مسلم رحمہ اللہ کے نزدیک ثابت اور متصل ہے اور حبیب بن ابی ثابت نے اس حدیث میں تدلیس نہیں کی۔''

(الجَوْهر النَّقِيّ : 327/3)

② اس حدیث کے بہت سارے شواہد ہیں۔ صحیح مسلم میں اس سے پہلے اس کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



شاہد ذکر ہوا ہے۔

③ ایک عام قبر جو شرعی حد سے بلند ہو، اسے شرعی حد پر لانا ضروری ہے، تو کسی بزرگ کی قبر پر قبہ بنانا کون سی شریعت ہے؟

④ بزرگوں کی قبر پر قبے بنانا روافض کا دین ہے، جو بعض نے مستعار لے لیا۔

⑤ اگر اولیا کی قبروں پر قبے بنانا جائز ہوتا، تو انبیا علیہم السلام اور صحابہ، تابعین اور تبع تابعین زیادہ حق دار تھے کہ ان کی قبروں پر قبے بنائے جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو انبیا کی قبروں کا علم نہیں دیا، سوائے ہمارے نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کے۔

⑥ اگر انبیا اور صلحا کی قبروں پر قبے بنانے کا جواز ہوتا، تو صحابہ کرام اور ائمہ اسلام نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک پر قبہ تعمیر کرتے۔

✿ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (۷۹۰ھ) فرماتے ہیں:

هُمْ كَانُوا أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ حَقًّا، وَالطَّالِبُونَ لِسُلُوكِ طَرِيقِ الْحَقِّ صِدْقًا.

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حقیقی اولیاء اللہ تھے اور صدق دل سے راہ حق کے متلاشی تھے۔''

(الاعتصام: 274/1، ت الهلالي)

جب صحابہ، جو کہ حقیقی اولیا ہیں، ان کی قبروں پر قبے نہیں بنے، تو بعد والوں کی قبروں پر قبے کیوں؟ اس پر مستزاد یہ کہ اکثر صحابہ کی قبروں کا تعین بھی نہیں ہے۔

لہٰذا اولیا کی قبروں پر قبے بنانا غیر شرعی تعظیم ہے، جو شرک تک پُل کا کام دیتی ہے۔

✿ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ أَعْظَمَ الْمُحَرَّمَاتِ وَأَسْبَابِ الشِّرْكِ الصَّلَاةُ عِنْدَهَا وَاتِّخَاذُهَا مَسَاجِدَ أَوْ بِنَاؤُهَا عَلَيْهَا، وَالْقَوْلُ بِالْكَرَاهَةِ مَحْمُولٌ عَلٰى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



غَيْرِ ذٰلِكَ، إِذْ لَا يُظَنُّ بِالْعُلَمَاءِ تَجْوِيزُ فِعْلٍ تَوَاتَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعْنُ فَاعِلِهٖ، وَتَجِبُ الْمُبَادَرَةُ لِهَدْمِهَا وَهَدْمِ الْقِبَابِ الَّتِي عَلَى الْقُبُورِ إِذْ هِيَ أَضَرُّ مِنْ مَّسْجِدِ الضِّرَارِ لِأَنَّهَا أُسِّسَتْ عَلٰى مَعْصِيَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهٗ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ وَأَمَرَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَدْمِ الْقُبُورِ الْمُشْرِفَةِ، وَتَجِبُ إِزَالَةُ كُلِّ قِنْدِيلٍ أَوْ سِرَاجٍ عَلٰى قَبْرٍ وَّلَا يَصِحُّ وَقْفُهٗ وَنَذْرُهٗ.

”بڑے بڑے حرام کام اور بڑے اسبابِ شرک یہ ہیں کہ قبروں کے پاس نماز پڑھی جائے، انہیں مسجد بنا لیا جائے یا ان پر عمارت بنائی جائے۔ کراہت کا قول کسی اور بات (حرمت) پر محمول ہے، کیونکہ علما کے بارے میں یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ایسے فعل کو جائز قرار دیں، جس کے کرنے والے پر رسول اللہ ﷺ کی لعنت تواتر کے ساتھ ثابت ہو۔ انہیں گرانا واجب ہے، اسی طرح قبروں پر بنائے گئے قبوں کو گرانا بھی ضروری ہے، کیونکہ یہ ”مسجد ضرار“ سے بھی زیادہ نقصان دہ ہیں۔ ان کی بنیاد رسولِ اکرم ﷺ کی مخالفت پر ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور اونچی قبریں گرانے کا حکم فرمایا ہے۔ اسی طرح قبر پر موجود ہر قندیل اور ہر چراغ ہٹانا بھی واجب ہے، قبر پر وقف ونذر صحیح نہیں۔“

(الزّواجِر عن اقتِراف الکَبائِر: 1/120-121)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



**سوال**: اولیا اور صلحا کی قبور سے فیض پایا جا سکتا ہے؟

**جواب**: اولیا اور صلحا کی قبروں سے فیض پانا قرآن وحدیث سے ثابت نہیں۔ اگر قبروں سے فیض پایا جا سکتا، تو اللہ تعالیٰ انبیا کی قبروں کے بارے میں ضرور آ گاہی فرماتے، کسی صحابی، تابعی سے نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک پر روحانی فیضان کی نیت سے حاضر ہونا ثابت نہیں۔ قبروں سے فیض حاصل کرنا دراصل روافض اور گمراہ صوفیوں کا دین ہے۔ شریعت نے قبرستان کی زیارت مشروع قرار دی ہے، اس کا مقصد دنیا سے بے رغبتی، فکر آخرت اور اہل قبور کے حق میں دعا کرنا ہے۔ روحانی فیض نبی کریم ﷺ کی شریعت اپنانے میں ہے۔

علامہ اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب سے پوچھا گیا کہ ایک بزرگ کی قبر سے فیضان روحانی کیسے حاصل ہو سکتا ہے، تو گمراہ صوفیا کی تقلید میں آپ گویا ہوئے:

"اول کچھ پڑھ کر بخشے، پھر آنکھیں بند کر کے تصور کرے کہ میری روح اس بزرگ کی روح سے متصل ہو گئی ہے اور اس سے احوال خاصہ منتقل ہو کر پہنچ رہے ہیں۔"

(بوادر النوادر، ص 85)

یہ اسلامی عقائد سے دوری کا نتیجہ ہے، ممکن ہے کہ یہ عقیدہ گمراہ صوفیوں نے ہندؤوں سے مستعار لیا ہو کہ ان لوگوں نے روح کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے، جو جی میں آتا ہے، کہہ دیتے ہیں۔ یہ باتیں تو ائمہ اہل سنت کے وہم وگمان میں بھی نہ تھیں، جو اب اہل باطل کا دین بن چکی ہیں۔

**سوال**: بعض حنفی علماء نے لکھا ہے کہ کعبہ اولیاء کی زیارت کے لیے جاتا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(جواب): افراط وتفریط اور مبالغہ آمیزی ہر معاملہ میں مذموم ہے۔غلو باعث ہلاکت ہے، دلائل شرعی اور ائمہ ہدیٰ کی پیروی میں رکاوٹ ہے،غلو وہ قبیح فعل ہے، جو انسانوں کو وسطیت ، عدل اور اعتدال پر قائم نہیں رہنے دیتا۔ظلم وعدوان اور دین میں تشدد کی راہ پر گامزن کر دیتا ہے، یہی حال بعض الناس کا ہے،جنھوں نے کئی دینی احکام ومسائل میں حد اعتدال سے اعراض برتا ہے۔وہ یہ کہنے لگے کہ کعبۃ اللہ بعض صالحین کی زیارت کے لیے جاتا ہے،حالانکہ اس پر اللہ تعالیٰ نے کوئی سند نہیں اتاری، یہ صرف ان کی منہ کی بات ہے۔

❀ علامہ ابوحفص عمر بن محمد نسفی حنفی رحمہ اللہ (۵۳۷ھ) سے پوچھا گیا کہ کیا یہ کہنا درست ہے کہ کعبہ اولیا کی زیارت کے لیے جاتا ہے،تو علامہ نسفی نے جواباً کہا:

نَقْضُ الْعَادَةِ عَلٰی سَبِیلِ الْكَرَامَةِ لِأَهْلِ الْوِلَايَةِ جَائِزٌ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ .

”اہل سنت کے نزدیک اولیا کے ہاتھوں خارق عادت کاموں کا صدور ممکن ہے۔“

(فتاویٰ شامی لابن عابدین:260/4)

❀ علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ (۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

فِي عُدَّةِ الْفَتَاوٰی : الْكَعْبَةُ إِذَا رُفِعَتْ عَنْ مَكَانِهَا لِزِيَارَةِ أَصْحَابِ الْكَرَامَةِ فَفِي تِلْكَ الْحَالَةِ جَازَتْ صَلَاةُ الْمُتَوَجِّهِينَ إِلَی أَرْضِهَا .

”کئی فتاوجات میں لکھا ہے کہ جب کعبہ اولیا کی زیارت کے لیے جاتا ہے،تو اس دوران جو لوگ کعبہ والی جگہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھ رہے ہیں، ان کی نماز درست ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(البَحر الرّائق :300/1، فتاویٰ شامی:432/1، حاشية الطّحطاوي، ص 212)

ہم کہتے ہیں آج تک یہ کرامت کسی ولی کے ہاتھوں صادر نہیں ہوئی کہ کعبہ اس کی تکریم وتعظیم میں زیارت کے لیے جائے۔اہل سنت والجماعت تو اس سے ناواقف ہیں۔

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

كَذَا مَنْ يَقُولُ بِأَنَّ الْكَعْبَةَ تَطُوفُ بِرِجَالٍ مِنْهُمْ حَيْثُ كَانُوا!! فَهَلَّا خَرَجَتِ الْكَعْبَةُ إِلَى الْحُدَيْبِيَةِ فَطَافَتْ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أُحْصِرَ عَنْهَا، وَهُوَ يَوَدُّ مِنْهَا نَظْرَةً؟! وَهٰؤُلَاءِ لَهُمْ شَبَهٌ بِالَّذِينِ وَصَفَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى حَيْثُ يَقُولُ : ﴿بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِءٍ مِّنْهُمْ أَنْ يُؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً﴾ .

”اسی طرح جو کہتا ہے کہ کعبۃ اللہ ان کے بعض افراد کا طواف کرتا ہے، وہ افراد کہیں بھی ہوں!! (یہ لوگ بھی دین سے دور ہیں۔) یہ کعبہ حدیبیہ میں کیوں نہ گیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو کعبہ میں حاضری سے روک دیا گیا، نبی کریم ﷺ کو اسے ایک آنکھ دیکھنا چاہتے تھے؟ یہ لوگ تو ان کے مشابہ ہیں، جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِءٍ مِّنْهُمْ أَنْ يُؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً﴾ (المُدّثر : ٥٢) ”بلکہ ان میں سے ہر کوئی (قبول حق کے لیے) چاہتا ہے کہ اسے (آسمان سے) کھلے صحیفے دیے جائیں۔“

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 512)

جب مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب نے فقہا سے حاضر وناظر کے مسئلہ میں یہ نقل کیا کہ کعبۃ اللہ بھی اولیا کی زیارت کے لیے عالم میں چکر لگا تا ہے۔(جاء الحق، جلد ا،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



صفحہ ۱۴۶)، تو مفتی صاحب کے ردو جواب میں علامہ سرفراز خان صفدر صاحب لکھتے ہیں:

''مفتی صاحب نے اس پر غور نہ کیا کہ کعبہ معظّمہ جناب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے حضرات صحابہ کرام کی زیارت کے لیے تو مدینہ طیبہ نہ گیا اور وہاں کا چکر نہ لگایا، بلکہ خود ان کو تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کر کے کعبہ معظّمہ کی زیارت کے لیے آنا پڑا، پھر اور کون ہوگا، جس کے لیے کعبہ عالم میں چکر لگا تا پھرتا ہے۔ کرامات اولیا حق ہے، مگر اس کا معتبر اور مستند ثبوت درکار ہے، ایسے مسائل میں محض کسی کتاب میں حوالہ موجود ہونے کا نام ہرگز ثبوت نہیں ہوتا۔ یہ بات بالکل بے اصل اور بے دلیل ہے، جو قابل التفات ہی نہیں ہے، باقی لغزشوں اور مسائل میں خطاء اجتہادی کا نام دلیل اور ثبوت نہیں ہے۔''

(آنکھوں کی ٹھنڈک، ص143)

اس بے سند کرامت سے فقہائے احناف نے لگے ہاتھوں ایک مسئلہ بھی حل کر لیا کہ اگر مشرق میں موجود کسی شخص نے مغرب میں موجود عورت سے نکاح کیا، ان کی باہم ملاقات بھی نہیں، چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہو گیا، تو وہ بچہ حلالی ہے اور اس سے نسب ثابت ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ ممکن ہے کہ وہ صاحب کرامت ہو اور کرامۃ اپنی بیوی کے پاس چلا جاتا ہو یا اس کے لیے زمین سمٹ جاتی ہو یا کسی جن کی مدد سے بیوی کے پاس چلا جاتا ہو۔ کعبہ بھی تو اولیا کی زیارت کے لیے عالم کا چکر لگا تا رہتا ہے۔

**سوال**: کیا گھر میں سفید مرغ پالنے کا حکم ہے؟

**جواب**: گھر میں سفید مرغ پالنے کا حکم نہیں۔ اس حوالے ایک جھوٹی روایت ہے۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اِتَّخِذُوا الدِّيكَ الْأَبْيَضَ فَإِنَّهُ صَدِيقِي وَعَدُوُّ عَدُوِّ اللّٰهِ وَإِنَّ دَارًا فِيهِ دِيكٌ أَبْيَضُ لَا يَقْرَبُهَا شَيْطَانٌ وَلَا سَاحِرٌ وَلَا الدُّوَيْرَاتُ حَوْلَهَا قَالَ أَنَسٌ : مَا فَارَقَ عِنْدِي دِيكٌ أَبْيَضُ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهُ .

''سفید مرغ پالیں، کیونکہ یہ میرا دوست ہے اور اللہ کے دشمن کا دشمن ہے۔ جس گھر میں سفید مرغ ہو، شیطان اور جادوگر اس کے اور اس کے ارد گرد (چالیس) گھروں کے قریب نہیں آتا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب سے میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، تب سے سفید مرغ میرے پاس رہا ہے۔''

(مُسند الشّامِيّين للطّبراني : 10، المُعجم الأوسط للطّبراني : 677)

روایت جھوٹی ہے، محمد بن محصن عکاشی متروک و کذاب ہے۔

**سوال**: قرآن کریم کی خرید و فروخت جائز ہے؟

**جواب**: جی ہاں، قرآن پاک کی خرید و فروخت جائز ہے، کئی احادیث میں اس کا ذکر ہے۔ صحیح بخاری (۵۷۳۷ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)، صحیح بخاری (۵۷۳۶) اور صحیح مسلم (۲۲۰۱، عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ) کی احادیث میں اس کا ثبوت ہے۔

✿ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلٰى جَوَازِ بَيْعِ الْمَصَاحِفِ وَأَخْذِ الْأُجْرَةِ عَلٰى كَتْبِهَا، وَفِيهِ إِبَاحَةُ الرُّقْيَةِ بِذِكْرِ اللّٰهِ فِي أَسْمَائِهِ، وَفِيهِ إِبَاحَةُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



أَجْرِ الطَّبِيبِ وَالْمُعَالِجِ وَذٰلِكَ أَنَّ الْقِرَاءَ ةَ وَالرُّقْيَةَ وَالنَّفْثَ فِعْلٌ مِّنَ الْأَفْعَالِ الْمُبَاحَةِ، وَقَدْ أَبَاحَ لَهٗ أَخْذَ الْأُجْرَةِ عَلَيْهَا .

”حدیث سے قرآن کریم کی خرید وفروخت اور اسے لکھنے پر اجرت لینے کا جواز ملتا ہے، نیز یہ حدیث اسمائے حسنیٰ کے ساتھ دم کرنے اور طبیب و معالج کے لیے علاج کرنے پر اجرت کا جواز فراہم کرتی ہے، کیونکہ قرآن کی قرأت، دم اور پھونک مارنا مباح کام ہیں، یوں اس پر اجرت لینا بھی مباح ہے۔“

(مَعالم السُّنن : 101/3)

**سوال**: کیا صرف نبی کریم ﷺ اُمی (اَن پڑھ) تھے یا تمام انبیا علیہم السلام امی تھے؟

**جواب**: تمام انبیاء علیہم السلام اُمی تھے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْبَرًا مِّنْ نُورٍ، وَّإِنِّي لَعَلٰى أَطْوَلِهَا وَأَنْوَرِهَا، فَيَجِيءُ مُنَادٍ، فَيُنَادِي : أَيْنَ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ؟ قَالَ : فَيَقُولُ الْأَنْبِيَاءُ : كُلُّنَا نَبِيٌّ أُمِّيٌّ .

”روز قیامت ہر نبی کے لئے ایک منبر ہوگا، میں سب سے منور اور طویل منبر پر ہوں گا۔ ایک منادی آئے گا، کہے گا: امی نبی کہاں ہیں؟ تو انبیائے کرام کہیں گے: ہم سب امی نبی ہیں۔“

(صحيح ابن حِبّان : 6480، وسندهٗ حسنٌ)

**سوال**: کیا نماز کے بعد اجتماعی دعا جائز ہے؟

**جواب**: مسنون نہ سمجھے اور التزام بھی نہ ہو، تو جائز ہے۔ دعا ایک ایسی عبادت ہے،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



جس کے لئے شریعت میں کوئی وقت یا جگہ متعین نہیں، نہ ہی کوئی وقت ممنوع ہے۔ دعا کہیں بھی کسی بھی وقت مانگی جاسکتی ہے۔

❁ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جماعت کروا رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفیں چیرتے آگے آئے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنا چاہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر کھڑے رہیں:

رَفَعَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدَيْهِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا أَمَرَهُ بِهٖ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ.

''سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کردہ منصب پر اللہ کی حمد بیان کی۔''

(صحيح البخاري: 684، صحيح مسلم: 421)

معلوم ہوا کہ کسی بھی نماز میں دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھانا مشروع اور جائز ہے، دعا کسی بھی وقت کی جاسکتی ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، إِذْ قَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ: هَلَكَ الْكُرَاعُ، وَهَلَكَ الشَّاءُ، فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّسْقِيَنَا، فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ ایک صحابی کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اللہ کے رسول! بارش کی دعا کیجئے، گھوڑے اور بکریاں مر رہی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(صحيح البخاري : 932)

❁ صحیح بخاری (۱۰۲۹) میں ہے:

رَفَعَ النَّاسُ أَيْدِيَهُمْ مَعَهُ يَدْعُونَ .

''لوگ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنے لگے۔''

❁ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ نَخْرُجَ يَوْمَ الْعِيدِ حَتّٰى نُخْرِجَ الْبِكْرَ مِنْ خِدْرِهَا، حَتّٰى نُخْرِجَ الْحُيَّضَ، فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ، فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ، وَيَدْعُونَ بِدُعَائِهِمْ .

''ہمیں حکم تھا کہ عید کے روز گھروں سے نکل کر عید گاہ میں آئیں۔ پردہ نشین دو شیزاؤں اور حیض والیوں کو بھی لائیں۔ حیض والیاں عید گاہ سے باہر کھڑی ہو جائیں اور لوگوں کے ساتھ تکبیر بھی کہیں اور دعا بھی مانگیں۔''

(صحيح البخاري :971)

ثابت ہوا کہ فرض نماز کے بعد دعا کا جواز ہے، کیونکہ نماز عید فرض ہے اور اس کے بعد دعا ہوتی ہے۔

**سوال**: آدم علیہ السلام نے جنت میں کس درخت کا پھل کھالیا تھا؟

**جواب**: آدم علیہ السلام نے جنت میں کس درخت کا پھل کھایا تھا، اس کا ذکر قرآن و حدیث میں نہیں ہے۔

❁ امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

الصَّوَابُ فِي ذٰلِكَ أَنْ يُّقَالَ : إِنَّ اللّٰهَ جَلَّ ثَنَاؤُهٗ نَهٰى آدَمَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



وَزَوْجَتَهُ عَنْ أَكْلِ شَجَرَةٍ بِعَيْنِهَا مِنْ أَشْجَارِ الْجَنَّةِ دُونَ سَائِرِ أَشْجَارِهَا، فَخَالَفَا إِلٰى مَا نَهَاهُمَا اللّٰهُ عَنْهُ، فَأَكَلَا مِنْهَا كَمَا وَصَفَهُمَا اللّٰهُ جَلَّ ثَنَاؤُهُ بِهٖ، وَلَا عِلْمَ عِنْدَنَا أَيَّ شَجَرَةٍ كَانَتْ عَلَى التَّعْيِينِ، لِأَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَضَعْ لِعِبَادِهٖ دَلِيلًا عَلٰى ذٰلِكَ فِي الْقُرْآنِ وَلَا فِي السُّنَّةِ الصَّحِيحَةِ، فَأَنّٰى يَأْتِي ذٰلِكَ مَنْ أَتٰى؟ وَقَدْ قِيلَ : كَانَتْ شَجَرَةَ الْبُرِّ، وَقِيلَ : كَانَتْ شَجَرَةَ الْعِنَبِ، وَقِيلَ : كَانَتْ شَجَرَةَ التِّينِ، وَجَائِزٌ أَنْ تَكُونَ وَاحِدَةً مِّنْهَا، وَذٰلِكَ إِنْ عَلِمَهُ عَالِمٌ لَّمْ يَنْفَعِ الْعَالِمَ بِهٖ عِلْمُهُ، وَإِنْ جَهِلَهُ جَاهِلٌ لَّمْ يَضُرَّهُ جَهْلُهُ بِهٖ .

”درست یہ ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام اور ان کی اہلیہ کو جنت کے کسی خاص درخت سے روکا گیا تھا، سب سے نہیں۔ انہوں نے حکم خداوندی کی مخالفت کرتے ہوئے درخت کھا لیا، جیسا کہ قرآن میں بیان کیا گیا ہے۔ اب ہمیں کوئی علم نہیں کہ وہ درخت کونسا تھا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے نہ قرآن میں اس کی خبر دی، نہ کسی صحیح حدیث سے آگاہ کیا، تو پھر بعض الناس نے اس درخت کا تعین کیسے کر لیا؟ کسی نے گندم کا درخت کہا، کسی نے انگور کا نام لیا اور کسی نے انجیر کی بات کی۔ ممکن ہے ان میں سے ہی ہو! لیکن اگر کسی کو اس درخت کا علم بھی ہو جائے، تو کوئی فائدہ نہ ہوگا، یا کسی کو پتہ نہ چل سکے، تو کوئی نقصان نہ ہوگا۔“

(تفسیر الطّبري :1/556-557)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



**سوال**: دوران نماز کپڑوں اور بالوں کو سمیٹنے کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: نمازی کو کپڑوں اور بالوں کے حوالے سے شریعت مطہرہ کی راہنمائی یہ ہے کہ کپڑوں کو سمیٹنے یا لپیٹنے اور بالوں کو سمیٹنے سے مجتنب رہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةٍ، لَّا أَكُفُّ شَعَرًا وَلَا ثَوْبًا .

”مجھے سات اعضا پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، نیز اس بات کا بھی حکم دیا گیا ہے کہ (حالت نماز یا نماز سے پہلے) بالوں اور کپڑوں کو نہ سمیٹوں۔“

(صحيح البخاري : 816، صحيح مسلم : 490)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس حدیث میں نمازی کو یہ حکم حالت نماز میں دیا گیا ہے یا نماز سے باہر آستین وغیرہ چڑھا کر نماز میں داخل ہونے کے بارے میں ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

ظَاهِرُهٗ يَقْتَضِي أَنَّ النَّهْيَ عَنْهُ فِي حَالِ الصَّلَاةِ وَإِلَيْهِ جَنَحَ الدَّاوُدِيُّ وَتَرْجَمَ الْمُصَنِّفُ بَعْدَ قَلِيلٍ بَابُ لَا يَكُفُّ ثَوْبَهٗ فِي الصَّلَاةِ وَهِيَ تُؤَيِّدُ ذٰلِكَ .

”حدیث کے ظاہر کا تو تقاضا یہی ہے کہ یہ نہی و ممانعت حالت نماز کے متعلق ہے۔ داؤدی کا میلان و رجحان بھی یہی ہے۔ تھوڑا سا آگے جا کر امام بخاری رحمہ اللہ نے «بَابُ لَا يَكُفُّ ثَوْبَهٗ فِي الصَّلَاةِ» (اس باب میں نماز میں کپڑا نہ سمیٹنے کا بیان ہے۔) قائم کیا ہے۔ یہ بھی اسی بات کی مؤید ہے۔“

(فتح الباري : 296/2)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



امام نسائی ؒ (۱۱۱۶) امام ابن ماجہ ؒ (۱۰۴۰) کی تبویب سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے۔

❁ امام ابن خزیمہ ؒ نے اس حدیث پر ان الفاظ میں باب قائم کیا ہے:

بَابُ الزَّجْرِ عَنْ كَفِّ الثِّيَابِ فِي الصَّلَاةِ.

''یہ نماز کے اندر کپڑے سمیٹنے پر ڈانٹ کے متعلق باب ہے۔''

(صحیح ابن خزیمة قبل الرقم: 782)

❁ حافظ نووی ؒ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ وَثَوْبُهُ مُشَمَّرٌ أَوْ كُمُّهُ أَوْ نَحْوُهُ.

''علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ کپڑا یا آستین وغیرہ چڑھانے کی ممانعت نماز کے بارے میں ہے۔''

(شرح مسلم: 193/1)

ثابت ہوا کہ یہ ممانعت نماز میں ہے، نماز کے علاوہ نہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ آستین چڑھا کر نماز پڑھ لی، تو نماز ہو جائے گی، کیونکہ یہ ممانعت کراہت تنزیہی پر محمول ہے۔

❁ حافظ نووی ؒ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ كَرَاهَةُ تَنْزِيهٍ فَلَوْ صَلّٰى كَذٰلِكَ فَقَدْ أَسَاءَ وَصَحَّتْ صَلَاتُهٗ وَاحْتَجَّ فِي ذٰلِكَ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيرٍ الطَّبَرِيُّ بِإِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ.

''آستین چڑھا کر نماز پڑھنے کے بارے میں نہی، نہی تنزیہی ہے۔ (یعنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ناقابل مؤاخذہ خطا ہے۔) اگر کوئی اس حال میں نماز پڑھ لے، تو یہ مستحسن اقدام نہ ہوگا، لیکن اس کی نماز درست اور صحیح ہے۔ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے علما کے اجماع کو اس مسئلہ میں دلیل بنایا ہے۔''

(شرح مسلم: 193/1)

لہٰذا راجح اور صحیح بات یہی ہے کہ یہ ممانعت مطلق نہیں ہے، بلکہ صرف نماز کے اندر منع ہے۔ راویٔ حدیث سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فعل سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ البتہ بالوں کا معاملہ اس سے مستثنیٰ ہے، یعنی نماز کے اندر اور باہر ہر دو حالت ممنوع ہے۔

❀ کریب رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں (ابن عباس رضی اللہ عنہما) نے عبداللہ بن حارث کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، جبکہ ان کے سر کے بال پیچھے کی طرف گوندھے ہوئے تھے۔ (یعنی سر کے بالوں کا جوڑا بنا ہوا تھا) تو ابن عباس رضی اللہ عنہما اٹھے اور بالوں کو کھولنا شروع کر دیا، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے، تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہو کر کہا: آپ میرے بالوں کے ساتھ کیا کر رہے تھے؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

إِنَّمَا مَثَلُ هٰذَا مَثَلُ الَّذِيْ يُصَلِّي وَهُوَ مَكْتُوفٌ .

''اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے، جو نماز پڑھتا ہے اور اس کی مشکیں کسی ہوئی ہوں۔''

(صحیح مسلم: 492)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس نہی کے مطلق ہونے کو مختار و صحیح کہا ہے۔

(شرح مسلم: 193/1)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



## فائدہ نمبر:①

اگر قمیص کے ہاف بازو ہوں یا بازو بالکل نہ ہوں، تو اس میں نماز بالکل درست ہے، کیونکہ نماز میں کندھے ڈھانپنے کا ذکر تو ہے۔ (صحیح بخاری:۳۵۹، صحیح مسلم:۵۱۶) مگر بازو ڈھانپنے کا کہیں ذکر نہیں۔ ہاں اگر آستین نماز کے اندر فولڈ کرتا ہے یا نماز سے باہر فولڈ کر کے نماز میں داخل ہوتا ہے، کہنیاں ننگی ہوں یا نہ ہوں، تو یہ مکروہ ضرور ہے۔ اس میں کراہت تنزیہی ہے، لیکن نماز درست اور صحیح ہے۔

ہاں کپڑے اور بال بھی سجدہ کرتے ہیں، اگر ان کو سمیٹ لے گا، تو سجدہ نہ کر پائیں گے، لہٰذا ثواب سے محروم رہے گا۔

## فائدہ نمبر:②

دیگر قرائن و دلائل سے ثابت ہے کہ عورت بالوں اور آستین کے حوالے سے مستثنیٰ ہے۔

## فائدہ نمبر:③

شلوار وغیرہ کو پائنچے یا نیچے سے سمیٹنا یا لپیٹنا جائز اور درست ہے۔

**سوال**: کیا عورت مردوں کی امامت کرواسکتی ہے؟

**جواب**: اجماع ہے کہ عورت مردوں کی امامت نہیں کرواسکتی۔

❀ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً.

”وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پاسکتی، جو اپنے معاملات عورت کے سپرد کردے۔“

(صحيح البخاري : 4425)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



امامت ولایت کی نوع ہے، کوئی بھی ولایت عورت کو نہیں سونپی جا سکتی۔

۞ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ الرِّجَالَ لَا يَؤُمُّهُمُ النِّسَاءُ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ عورتیں مردوں کی امام نہیں بن سکتیں۔''

(الاستذکار: 442/2)

۞ مندرجہ ذیل کتب بھی اجماع نقل کیا گیا ہے:

(المُغني لابن قُدامة : 33/3، فَتح القَدير لابن هُمام : 360/1، 362، تَبيين الحَقائق للزّيلعي : 137/1، شرح الزَّركشي : 95/2)

## تنبیہ:

عورت مرد کی امام نہیں بن سکتی، اس کے خلاف کچھ ثابت نہیں۔

۞ سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا غَزَا بَدْرًا قَالَتْ لَهٗ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَغْزُو مَعَكَ فَأُمَرِّضُ مَرْضَاكُمْ وَأُدَاوِي جَرْحَاكُمْ لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقَنِي شَهَادَةً قَالَ : «قَرِّي فِي بَيْتِكِ فَإِنَّ اللّٰهَ سَيَرْزُقُكِ شَهَادَةً»، قَالَ : وَكَانَتْ تُسَمَّى الشَّهِيدَةَ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُورُهَا فِي الْجُمَعِ فَكَانَ يَقُولُ : «اذْهَبُوا بِنَا إِلَى الشَّهِيدَةِ»، وَكَانَتْ قَدْ قَرَأَتِ الْقُرْآنَ وَاسْتَأْذَنَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَنْ يَجْعَلَ فِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دَارِهَا مُؤَذِّنًا فَتُصَلِّي فَأَذِنَ لَهَا .

''نبی کریم ﷺ جب غزوہ بدر کے لیے جانے لگے، تو انہوں نے آپ ﷺ سے گزارش کی: اللہ کے رسول! میں بھی آپ کے ساتھ جنگ میں جاؤں گی، مریضوں کا علاج ومعالجہ اور زخمیوں کی مرہم پٹی کروں گی، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی مجھے بھی شہادت نصیب فرمادے، آپ ﷺ نے فرمایا: آپ اپنے گھر میں ہی رہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو شہادت (کا اجر) عطا فرمادے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ ان کا نام ہی شہیدہ پڑ گیا تھا، رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن ان سے ملنے جایا کرتے تھے، فرماتے: چلو شہیدہ کے پاس چلیں۔ وہ قرآن جانتی تھیں، انہوں نے نبی ﷺ سے اپنے گھر میں مؤذن مقرر کرنے کی اجازت مانگی تا کہ نماز پڑھیں، آپ نے انہیں اجازت دے دی۔''

(مسند الإمام أحمد : 405/6، سنن أبي داوٗد : 592، المنتقٰی لابن الجارود : 333)

سند ضعیف ہے۔

① لیلیٰ بنت مالک مجہولہ ہے۔

② عبدالرحمٰن بن خلاد مجہول ہے۔

③ عبدالرحمٰن بن خلاد اور لیلیٰ بنت مالک کا ام ورقہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں۔

بعض روایات میں عبدالرحمٰن بن خلاد اور لیلیٰ دونوں اپنے اپنے باپ کا واسطہ ذکر کرتے ہیں، دونوں کے باپ نامعلوم ہیں۔ جہاں باپ کا واسطہ نہیں، وہاں سماع کی تصریح بھی نہیں کی، یہ المزید فی متصل الاسانید کی قبیل سے ہے۔ نیز اس کی سندوں میں شدید اضطراب واختلاف ہے۔

**سوال**: سیدہ حواء علیہا السلام کی قبر کہاں ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



**جواب**: سیدہ حواء علیہا السلام کی قبر کہاں ہے؟ اس کا علم اللہ کے پاس ہے۔ بعض لوگوں نے یہ گھڑ لیا ہے کہ آپ علیہا السلام کی قبر مکہ میں پہاڑ ابی قبیس یا جدہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں انبیا علیہم السلام کی قبروں کا علم نہیں دیا۔

❀ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ لَمْ يَثْبُتْ تَعْيِينُ قَبْرِ أَحَدٍ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ غَيْرِ قَبْرِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے سوا کسی نبی کی قبر کو یقینی طور پر متعین نہیں کیا جا سکتا۔“

(المَشرَب الوَردي في تحقيق مذهب المَهدي، ص 33)

**سوال**: عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ روایت بہ لحاظ سند کیسی ہے؟

**جواب**: بے سند ہے۔

❀ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنْ كَانَ مَبْنَاهُ مِمَّا لَا أَصْلَ لَهٗ عِنْدَ الْمُحَدِّثِينَ .

”اگرچہ محدثین کے ہاں یہ روایت بے اصل ہے۔“

(شَمّ العَوارض في ذَمّ الرّوافض، ص 86)

**سوال**: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ بھی کسی نبی کو معراج ہوئی؟

**جواب**: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی نبی کو معراج نہیں ہوئی، یہ کہنا درست نہیں کہ یوسف علیہ السلام کو کنواں میں، اسماعیل علیہ السلام کو چھری کے نیچے، ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں اور یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں معراج ہوئی۔

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



هَلْ يَقُولُ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ : أَنَّ مَقَامَ الَّذِي أُسْرِيَ بِهٖ إِلٰى رَبِّهٖ وَهُوَ مُقَرَّبٌ مُعَظَّمٌ مُكَرَّمٌ كَمَقَامِ الَّذِي أُلْقِيَ فِي بَطْنِ الْحُوتِ وَهُوَ مُلِيمٌ؟ وَأَيْنَ الْمُعَظَّمُ الْمُقَرَّبُ مِنَ الْمُمْتَحَنِ الْمُؤَدَّبِ؟ فَهٰذَا فِي غَايَةِ التَّقْرِيبِ، وَهٰذَا فِي غَايَةِ التَّأْدِيبِ .

’’بھلا اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ ہستی، جسے رب تعالیٰ کی طرف معراج کروائی گئی اور وہ مقرب، معظم اور مکرم ٹھہرے، کا مقام اس نبی کی طرح ہے، جسے ملامت کرتے ہوئے مچھلی کے پیٹ میں ڈال دیا گیا۔ اِدھر تعظیم وتقریب کی جاری ہے اور اُدھر آزمائش وتادیب۔ انہیں کمال تقرب حاصل ہے اور اُنہیں سخت تادیب کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے؟‘‘

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 164)

**سوال**: علی مشکل کشا کہنا کیسا ہے؟

**جواب**: یہ جملہ مبہم ہے۔ اگر یہ مراد لی جائے کہ وہ تکوینی مشکلات حل کرتے ہیں، تو صریح شرک ہے۔ اگر یہ معنی لیا جائے کہ علمی اشکالات حل کرتے ہیں، تو یہ غلو پر مبنی گمراہی ہے، لہٰذا علی مشکل کشا کہنا کسی اعتبار سے جائز نہیں۔

**سوال**: يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ والی روایت بہ لحاظ سند کیسی ہے؟

**جواب**: یہ روایت دلائل النبوۃ للبیہقی (۶/۳۷۰) وغیرہ میں ’’حسن‘‘ سند سے مروی ہے۔ محمد بن عجلان رحمہ اللہ نے اپنے استاذ ایاس بن معاویہ بن قرہ سے سماع کی تصریح کر رکھی ہے۔ بعض اہل علم کو یہ وہم ہوا کہ ایاس بن معاویہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا شاگرد ہے، لہٰذا سند منقطع ہے، جبکہ ایسا نہیں ہے، کیونکہ ایاس بن معاویہ رحمہ اللہ نافع رحمہ اللہ کے شاگردوں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



میں ہے، نہ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے، لہٰذا سند متصل ہے۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ جَيِّدٌ حَسَنٌ .

''یہ سند حسن اور جید ہے۔''

(البِداية والنّهاية : 131/7)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ إِسْنَادٌ حَسَنٌ .

''اس کی سند حسن ہے۔''

(الإصابة في تمييز الصّحابة : 5/3)

یہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا کشف و کرامت ہے اور کرامت الاولیا حق ہیں۔

**سوال**: انگوٹھی میں یاقوت، قیمتی پتھر اور جواہرات کے نگینے استعمال کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: انگوٹھی میں یاقوت، قیمتی پتھر اور جواہرات کے نگینے بہ طور زینت استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ خَاتَمَ فِضَّةٍ فِي يَمِينِهٖ، فِيهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ كَانَ يَجْعَلُ فَصَّهٗ مِمَّا يَلِي كَفَّهٗ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاندی کی انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے، جس میں حبشی (پتھر کا) نگینہ تھا۔ نگینے کا رخ ہتھیلی کی جانب کرتے تھے۔''

(صحيح مسلم : 2094)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



✿ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاءُ : يَعْنِي حَجَرًا حَبَشِيًّا أَيْ فَصًّا مِّنْ جَزْعٍ أَوْ عَقِيقٍ فَإِنَّ مَعْدِنَهُمَا بِالْحَبَشَةِ وَالْيَمَنِ .

''اہل علم اس سے حبشی پتھر مراد لیتے ہیں، یعنی اس کا نگینہ سنگِ سلیمانی یا عقیق کا تھا۔ یہ دونوں حبشہ اور یمن کی معدنیات ہیں۔''

(شرح النّووي : 257/14)

نیز شریعت میں پتھروں کے استعمال کی ممانعت نہیں۔ اصل میں اباحت ہے۔ البتہ بعض لوگوں کے پتھروں سے متعلق عجیب وغریب نظریات ہوتے ہیں، یہ سب باطل ہیں۔ ان پتھروں کو پہننے کے جو فوائد بیان کیے جاتے ہیں اور ان کے متعلق جو روایات آتی ہیں، وہ ساری کی ساری ''ضعیف'' اور ''باطل'' ہیں۔ ان پر مبنی نظریہ بھی ضعیف اور باطل ہوگا۔

پتھروں کی تاثیر کے حوالے سے باطل اعتقادات پائے جاتے ہیں، جیسا کہ ہمارے ہاں کسی کو قیمتی پتھر پہنے ہوئے دیکھ لیا جائے، تو فوراً پوچھا جاتا ہے: کہاں سے حاصل کیا؟ جواباً سننے میں آتا ہے کہ اس کا یہ یہ فائدہ ہے۔

**تنبیہ:**

❀ علمائے احناف لکھتے ہیں:

أَمَّا الْعَقِيقُ فَفِي التَّخَتُّمِ بِهِ اخْتِلَافُ الْمَشَايِخِ، وَصَحِيحٌ فِي الذَّخِيرَةِ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ وَقَالَ قَاضِي خَانْ : الْأَصَحُّ أَنَّهُ يَجُوزُ، كَذَا فِي السَّرَاجِ الْوَهَّاجِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



”انگوٹھی میں عقیق جڑانے میں مشائخ کا اختلاف ہے۔’الذخیرۃ‘ میں لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ جائز نہیں۔قاضی خان کہتے ہیں: اصح یہ ہے کہ جائز ہے، جیسا کہ ’السراج الوھاج‘ میں ہے۔“

(فتاویٰ عالمگیری: ۵/۳۳۵)

حدیث کے ہوتے ہوئے ان ”فقہا“ کے لیے خواہ مخواہ کے اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں، بہتر تھا کہ نگینوں سے جڑے باطل اعتقادات کا رد کر دیتے۔

**سوال**: سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لئے ”علیہ السلام“ کہنا کیسا ہے؟

**جواب**: مسلک محدثین معتدل مسلک ہے، ہر ایک کے حقوق کی رعایت رکھتا ہے۔ جو جس کا مقام ہے، اسے دیتا ہے۔ افراط وتفریط اور غلو و تقصیر سے اجتناب کرتا ہے۔ صحابہ کرام کے حوالے سے مذہب اہل سنت والجماعت کی پیروی ضروری ہے، حزم واحتیاط بھی اسی میں ہے۔ اہل حق جس کے متعلق جو بات کرتے ہیں، وہ علم وعدل پر مبنی ہوتی ہے، جبکہ اہل بدعت وضلال جہالت اور ظلم کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔

اہل بیت سے عقیدت ومحبت اور ان کے حقوق کا خیال رکھنا ایمان ہے، ساتھ ساتھ غلو و تقصیر سے بچنا بھی ضروری ہے۔ بعض لوگ اہل بیت کی شان میں غلو کرتے ہوئے درست الفاظ کا استعمال نہیں کرتے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ ”علیہ السلام“، ”علیہ الصلاۃ والسلام“ لکھنا یا ”مولیٰ علی“ کہنا یا ”کرم اللہ وجہہ“ لکھنا یا پڑھنا، اسی طرح حسن وحسین رضی اللہ عنہما اور مہدی رحمہ اللہ کے ساتھ ”امام“ اور ”علیہ السلام“ کا لفظ لکھنے یا پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہیے، کیونکہ یہ روافض کی ایجاد ہے اور ان کا شعار ہے۔ بعض کتب احادیث میں ناسخین نے یہ الفاظ ذکر کر دیئے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



ہیں، اصل میں نہیں ہیں۔ ائمہ اہل سنت تمام صحابہ کے لئے ایک جیسے الفاظ کا استعمال کرتے تھے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ ''علیہ السلام'' بخاری کے ایک نسخہ میں ۲ بار، ابوداود میں ۲۹ بار، نسائی میں ۱ بار، السنن الکبریٰ للنسائی میں ۸ بار، ابن ماجہ میں ۲ بار، موطا مالک میں ۱ بار، مصنف عبدالرزاق میں ۲ بار اور مسند اسحاق میں ۱ بار لکھا گیا ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے ''کرم اللہ وجہہ'' کے الفاظ نسائی میں ۵ بار اور ابن ماجہ میں بھی ۵ بار ذکر ہوئے ہیں۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نام کے ساتھ ''علیہا السلام'' صحیح بخاری کے ایک نسخہ میں ۳۷ بار، ابوداود میں ۲ بار، ابن ماجہ میں ۳ بار ذکر ہوا ہے۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ بخاری کے ایک نسخہ میں ۳ بار، ابوداود اور نسائی میں ۱، ۱ بار ''علیہ السلام'' ذکر ہوا ہے، جبکہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے لیے بخاری میں ۳ بار، سنن نسائی اور ابن ماجہ میں ۱، ۱ بار ذکر ہوا ہے۔

اسی طرح عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے لیے بخاری کے ایک نسخہ میں ۱ بار اور ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کے لیے ایک بار ''علیہا السلام'' ذکر ہوا ہے۔

صحیح بخاری کا اتم اور اصح نسخہ، جسے محمد بن یوسف بن سعادہ ابوعبداللہ مرسی (۵۶۶ھ) نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے، یہ نسخہ (۵۵۰ھ) میں لکھا گیا اور ترکی کے کتب خانہ میں موجود ہے، اس نسخہ میں اہل بیت کے ناموں کے ساتھ ''علیہ السلام'' نہیں۔ یہ الفاظ محدثین نے نہیں لکھے، بلکہ ناسخین نے اپنی طرف سے لکھ دیے ہیں، علما نے ان پر نکیر کی ہے۔ بطور شعار ان کا استعمال درست نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

قُلْتُ: وَقَدْ غَلَبَ هٰذَا فِي عِبَارَةِ كَثِيرٍ مِّنَ النُّسَّاخِ لِلْكُتُبِ، أَنْ يُفْرَدَ عَلِيٌّ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، بِأَنْ يُقَالَ: عَلَيْهِ السَّلَامُ، مِنْ دُونِ سَائِرِ الصَّحَابَةِ، أَوْ: كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ، وَهٰذَا وَإِنْ كَانَ مَعْنَاهُ صَحِيحًا، لٰكِنْ يَنْبَغِي أَنْ يُسَاوٰى بَيْنَ الصَّحَابَةِ فِي ذٰلِكَ؛ فَإِنَّ هٰذَا مِنْ بَابِ التَّعْظِيمِ وَالتَّكْرِيمِ، فَالشَّيْخَانِ وَأَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ أَوْلٰى بِذٰلِكَ مِنْهُ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ.

''میں کہتا ہوں، بہت ساری کتابوں میں کاتبین کی جانب سے یہ طریقہ غالب آ گیا ہے کہ وہ صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ''علیہ السلام'' لگاتے ہیں، باقی صحابہ کے ساتھ نہیں لگاتے، اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ''کرم اللہ وجہہ'' لکھتے ہیں۔ تو ان کا معنی اگرچہ صحیح ہے، لیکن مناسب ہے کہ اس معاملے میں تمام صحابہ کو برابر رکھا جائے، کیونکہ یہ تعظیم اور تکریم کے باب سے ہے اور شیخین اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس تعظیم کے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ حق دار ہیں، رضی اللہ عنہم اجمعین۔''

(تفسیر ابن کثیر: 478/6، المَواهب اللَّدنية للقسطلاني: 277/2)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَا تُصَلُّوا صَلَاةً عَلٰى أَحَدٍ إِلَّا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلٰكِنْ يُدْعٰى لِلْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ بِالْاِسْتِغْفَارِ.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



”نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی پر درود کے الفاظ استعمال مت کریں، بلکہ مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے استغفار کے الفاظ استعمال کریں۔“

(فضل الصّلاة على النّبي ﷺ للقاضي إسماعيل : 75، وسنده صحيحٌ)

❁ جعفر بن برقان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ أُنَاسًا مِّنَ النَّاسِ الْتَمَسُوا الدُّنْيَا بِعَمَلِ الْآخِرَةِ، وَإِنَّ أُنَاسًا مِنَ الْقُصَّاصِ قَدْ أَحْدَثُوا مِنَ الصَّلَاةِ عَلٰى خُلَفَائِهِمْ وَأُمَرَائِهِمْ عَدْلَ صَلَاتِهِمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا أَتَاكَ كِتَابِي هٰذَا، فَمُرْهُمْ أَنْ تَكُونَ صَلَاتُهُمْ عَلَى النَّبِيِّينَ وَدُعَاؤُهُمْ لِلْمُسْلِمِينَ عَامَّةً، وَيَدَعُونَ مَا سِوٰى ذٰلِكَ.

”امابعد! بلاشبہ بعض لوگ آخرت کے عمل سے دنیا چاہتے ہیں۔ بلاشبہ کچھ قصہ گو قسم کے لوگوں نے اپنے خلفا اور اُمرا پر اسی طرح درود پڑھنا شروع کر دیا ہے، جس طرح نبی کریم ﷺ پر درود پڑھتے ہیں۔ جب آپ کے پاس میرا خط رساں آئے، تو آپ لوگوں کو حکم دیجئے گا کہ ان کے درود نبیوں کے لیے خاص ہونے چاہییں اور دعائیں تمام مسلمانوں کے حق میں ہونی چاہییں اور باقی تمام چیزوں کو چھوڑ دیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 418/13، فضل الصّلاة على النّبيّ ﷺ للقاضي إسماعيل : 76، وسندہٗ حسنٌ)

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّلَاةِ عَلٰى غَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ يَعْنِي اسْتِقْلَالًا لَمْ تَكُنْ مِنَ الْأَمْرِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



الْمَعْرُوفِ وَإِنَّمَا أُحْدِثَتْ فِي دَوْلَةِ بَنِي هَاشِمٍ .

**''غیر نبی کے لیے مستقل طور پر''الصلاۃ'' کا لفظ استعمال کرنا (خیر القرون میں) معروف نہیں تھا، یہ بنو ہاشم (عباسیہ) کے دور خلافت میں رائج ہوا۔''**

(الشِّفاء بتعريف حُقوق المُصطفىٰ: 68/2، فتح الباري لابن حجَر: 170/11)

❀ **علامہ غزالی رحمہ اللہ (۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:**

اَلصَّلَاةُ عَلٰى غَيْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكْرُوهٌ إِذْ فِيهِ مُوَافَقَةُ الرَّوَافِضِ وَلِأَنَّ الْعَصْرَ الْأَوَّلَ خَصَّصُوا الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ بِهِ كَمَا خَصَّصُوا عَزَّ وَجَلَّ بِاللّٰهِ وَكَمَا لَا يُحْسِنُ أَنْ يُقَالَ : مُحَمَّدٌ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنْ كَانَ عَزِيزًا جَلِيلًا لَا يُحْسِنُ أَنْ يُقَالَ: أَبُو بَكْرٍ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنْ كَانَ الصَّلَاةُ هُوَ الدُّعَاءُ .

**''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کے لیے ''الصلاۃ'' کا لفظ استعمال کرنا مکروہ ہے، کیونکہ اس میں روافض کی موافقت ہے، نیز صدرِ اول میں ''علیہ الصلاۃ والسلام'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھا، جیسا کہ ''عزوجل'' کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ جیسے محمد عزوجل کہنا درست نہیں، باوجود اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عزیز اور جلیل ہیں، اسی طرح ابوبکر صلوات اللہ علیہ کہنا بھی درست نہیں، اگرچہ صلوٰۃ دعا کے معنی میں ہے۔''**

(الوَسيط في المَذهب: 446/2)

❀ **حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) نقل کرتے ہیں:**

قَالَ الشَّيْخُ أَبُو مُحَمَّدٍ الْجُوَيْنِيُّ : وَالسَّلَامُ فِي مَعْنَى الصَّلَاةِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَرَنَ بَيْنَهُمَا فَلَا يُفْرَدُ بِهٖ غَائِبٌ غَيْرُ الْأَنْبِيَاءِ فَلَا يُقَالُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعَلِيٌّ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَإِنَّمَا يُقَالُ ذٰلِكَ خِطَابًا لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ فَيُقَالُ : السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

''شیخ ابو محمد جوینی رحمہ اللہ (۴۳۸ھ) فرماتے ہیں کہ ''سلام'' صلاۃ کے معنی میں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ صلاۃ اور سلام کو جمع کیا ہے، لہٰذا انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ کسی غائب کو اس لفظ کے ساتھ متصف نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا یہ نہیں کہا جا سکتا: ابو بکر، عمر اور علی علیہم السلام۔ البتہ زندوں اور مردوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ الفاظ بولے جا سکتے ہیں، پس السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا جا سکتا ہے، واللہ اعلم!''

(شرح النّووي : 128/4)

❀ علامہ نسفی حنفی رحمہ اللہ (۷۱۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنْ صَلّٰى عَلٰى غَيْرِهٖ عَلٰى سَبِيلِ التَّبَعِ كَقَوْلِهٖ : صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهٖ، فَلَا كَلَامَ فِيهِ، وَأَمَّا إِذَا أَفْرَدَ غَيْرَهٗ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ بِالصَّلَاةِ، مَكْرُوهٌ، وَهُوَ مِنْ شَعَائِرِ الرَّوَافِضِ .

''اگر کوئی شخص غیر نبی پر تبعاً درود پڑھے، مثلاً کہے: ''صلی اللہ علی النبی وآلہ''، تو اس میں کوئی اختلاف نہیں، مگر اہل بیت میں غیر نبی کے لیے انفرادی طور پر درود پڑھنا مکروہ ہے۔ یہ روافض کا شعار ہے۔''

(تفسير النّسفي : 44/3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



✿ علامہ ابن العطار رحمہ اللہ (۷۲۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّحِيحُ الَّذِي عَلَيْهِ الْأَكْثَرُونَ مِنْهُمْ : أَنَّهُ مَكْرُوهٌ كَرَاهَةَ تَنْزِيهٍ، قَالُوا : لِأَنَّهُ شِعَارُ أَهْلِ الْبِدَعِ، وَقَدْ نُهِينَا عَنْ شِعَارِهِمْ، لٰكِنَّ الْمُعْتَمَدَ فِي دَلِيلِ الْمَنْعِ أَنَّ الصَّلَاةَ فِي لِسَانِ السَّلَفِ صَارَتْ مَخْصُوصَةً بِالنَّبِيِّ وَغَيْرِهِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ اسْتِقْلَالًا، كَمَا أَنَّ قَوْلَنَا : عَزَّ وَجَلَّ، مَخْصُوصٌ بِاللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى، فَكَمَا لَا يُقَالُ : مُحَمَّدٌ عَزَّ وَجَلَّ، وَإِنْ كَانَ عَزِيزًا جَلِيلًا، لَا يُقَالُ : أَبُو بَكْرٍ أَوْ عَلِيٌّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَإِنْ كَانَ مَعْنَاهُ صَحِيحًا .

''جو بات اکثر علما نے کی ہے، وہی صحیح ہے کہ (غیر نبی کے لیے ''الصلاۃ'' وغیرہ کا لفظ استعمال کرنا) مکروہ تنزیہی ہے، علما نے اس کی وجہ یہ بتائی کہ یہ اہل بدعت کا شعار ہے اور ہمیں ان کے شعار کو اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے، لیکن ممانعت کی سب سے قوی دلیل یہ ہے کہ سلف صالحین ''صلاۃ'' مستقل طور پر انبیائے کرام کے لیے خاص سمجھتے تھے۔ جیسا کہ ہم ''عزوجل'' کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص سمجھتے ہیں، اسی طرح ہم محمد عزوجل نہیں کہہ سکتے، بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم عزیز وجلیل ہیں۔ اسی طرح ابوبکر وعلی رضی اللہ عنہما کے ناموں کے ساتھ ''صلی اللہ علیہ'' نہیں کہہ سکتے، باوجود اس کے کہ اس کا معنی درست ہے۔''

(العُدّة في شرح العُمدة : 612/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



❁ علمائے احناف کا فتویٰ ہے:

اَلْأَوْلٰی أَنْ یَّدْعُوَ لِلصَّحَابَةِ بِالرِّضَا فَیَقُولَ: رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ، وَلِلتَّابِعِیْنِ بِالرَّحْمَةِ فَیَقُولَ: رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی، وَلِمَنْ بَعْدَهُمْ بِالْمَغْفِرَةِ وَالتَّجَاوُزِ فَیَقُولَ: غَفَرَ اللّٰهُ لَهُمْ وَتَجَاوَزَ عَنْهُمْ.

”بہتر یہی ہے کہ صحابہ کرام کے لیے ”رضی اللہ عنہم“ کہا جائے، تابعین کے لیے ”رحمہم اللہ تعالیٰ“ کہا جائے اور بعد والوں کے لیے غَفَرَ اللّٰهُ لَهُمْ وَتَجَاوَزَ عَنْهُمْ ”اللہ تعالیٰ انہیں معاف کرے اور ان سے درگزر کرے۔“ کہا جائے۔“

(فتاویٰ عالمگیری:446/6)

❁ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّمَا أَحْدَثَهُ الرَّافِضَةُ فِي بَعْضِ الْأَئِمَّةِ وَالتَّشَبُّهُ بِأَهْلِ الْبِدَعِ مَنْهِيٌّ عَنْهُ فَتَجِبُ مُخَالَفَتُهُمْ.

”یہ بدعت روافض نے اپنے بعض ائمہ کے لئے ایجاد کر لی ہے اور اہل بدعت سے مشابہت اختیار کرنا ممنوع ہے، سو ان کی مخالفت واجب ہے۔“

(فتاویٰ شامی:753/6)

## محدثین کا شعار:

❁ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّلَاةُ وَالرِّضْوَانُ وَالرَّحْمَةُ مِنَ اللّٰهِ بِمَعْنًی وَّاحِدٍ إِلَّا أَنَّهَا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



وَإِنْ كَانَتْ كَذٰلِكَ فَإِنَّا نَسْتَحِبُّ أَنْ يُقَالَ لِلصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَلِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْرِيفًا لَّهٗ وَتَعْظِيمًا .

''صلی اللہ علیہ، رضی اللہ عنہ اور رحمہ اللہ کا ایک ہی معنی ہے، لیکن اس کے باوجود ہم (محدثین) صحابی کے لیے ''رضی اللہ عنہ'' کہنا پسند کرتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی شرف و تعظیم کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کے لیے ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کہنا پسند کرتے ہیں۔''

(الجامع لأخلاق الرّاوي وآداب السّامع : 106/2)

**سوال**: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ علمائے اہل بیت کسی سے علم نہیں سیکھتے یہ بات کس حد تک صحیح ہے۔

**جواب**: یہ کہنا ہے کہ علمائے اہل بیت کسی سے علم نہیں سیکھتے، یہ بات غلو پر مبنی ہے۔ بے دلیل ہونے کی وجہ سے نا قابل التفات ہے۔ علم سیکھنے سکھانے سے آتا ہے۔ انبیا کے علاوہ ہر ایک علم سیکھنے کا محتاج ہے۔

❀ ابو اسحاق سبیعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ، أَنَّهٗ كَانَ عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ وَأَبُوهُ وَعِنْدَهٗ قَوْمٌ فَسَأَلُوهُ عَنِ الْغُسْلِ، فَقَالَ : يَكْفِيكَ صَاعٌ .

''ہم کو ابو جعفر نے بیان کیا کہ وہ اور ان کے والد اس وقت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے پاس تھے کہ بعض لوگوں نے ان سے غسل کے متعلق سوال کیا، فرمایا: آپ کو ایک صاع پانی کافی ہوگا۔''

(صحيح البخاري : 252، صحيح مسلم : 329)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّ سَادَاتِ أَهْلِ الْبَيْتِ كَانُوا يَطْلُبُونَ الْعِلْمَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا كَانَ يَطْلُبُهٗ غَيْرُهُمْ، فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى كِذْبِ مَا تَزْعُمُهُ الشِّيعَةُ، أَنَّهُمْ غَيْرُ مُحْتَاجِينَ إِلٰى أَخْذِ الْعِلْمِ عَنْ غَيْرِهِمْ، وَأَنَّهُمْ مُخْتَصُّونَ بِعِلْمٍ، يَحْتَاجُ النَّاسُ كُلُّهُمْ إِلَيْهِ، وَلَا يَحْتَاجُونَ هُمْ إِلٰى أَحَدٍ، وَقَدْ كَذَّبَهُمْ فِي ذٰلِكَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَّغَيْرُهٗ مِنْ عُلَمَاءِ أَهْلِ الْبَيْتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

”یہ دلیل ہے کہ اہل بیت کے سادات صحابہ سے علم حاصل کیا کرتے تھے، جیسا کہ دیگر لوگ حاصل کیا کرتے تھے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ شیعہ کا یہ نظریہ جھوٹ ہے کہ علمائے اہل بیت کسی غیر سے علم لینے کے محتاج نہیں ہوتے، بلکہ لوگ ان کے محتاج ہوتے ہیں اور وہ کسی کے محتاج نہیں ہیں، اس سلسلہ میں امام جعفر بن محمد اور دیگر علمائے اہل بیت نے (دوسروں سے علم حاصل کر کے) روافض کو جھوٹا ثابت کیا ہے۔“

(فتح الباري: 252/1)

**سوال**: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے افضل ہے؟

**جواب**: ملحد اور بے دین صوفیاء کی اصطلاح ہے، دراصل یہ لوگ مرتبہ ولایت کو مرتبہ نبوت سے افضل ثابت کرنا چاہتے ہیں، اس لئے مذکورہ ضلالت کا ارتکاب کیا ہے، ان

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



کا اصل نعرہ یہ تھا کہ ولایت نبوت سے افضل ہے، لیکن جب دیکھا کہ امت اس طرح کی ضلالت ماننے کو تیار نہیں ہے تو ایک نئی چال کے طور پر یوں کہنے لگے کہ نبی کریم ﷺ کی ولایت آپ کی نبوت سے افضل ہے، اس عبارت کا ماحاصل بھی یہی ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے۔ یہ بے دینی وکفر کی انتہائی قبیح صورت ہے جسے دین کے نام پر عام کیا جا رہا ہے، اجماع امت، احادیث صریحہ اور قرآن مجید اس گم راہ کن نظریہ کا انکار کرتے ہیں، سلف صالحین اور ائمہ دین میں کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔

**سوال**: لَوْلَاكَ لَمَا أَظْهَرْتُ الرُّبُوبِيَّةَ کہنا درست ہے؟

**جواب**: یہ گمراہ صوفیاء کا قول ہے، یہ لوگ یہود ونصاری اور مجوس سے متاثر ہیں، لیکن واضح طور پر اپنا کفر بیان کرنے سے قاصر ہیں، اس لئے تصوف کے لبادے میں یہود ونصاری اور مجوس کے عقائد عام کرتے رہتے ہیں، اللہ رب العزت اپنے افعال میں کسی کا محتاج نہیں نہ ہی اسے ربوبیت ظاہر کرنے میں مخلوق کی احتیاج ہے۔

❀ امام بریلویت احمد رضا خان صاحب کہتے ہیں:

”میں نے حدیث میں نہیں دیکھا، ہاں صوفیہ کی کتاب میں آیا ہے، لولاک لما اظہرت ربوبیتی، بایں ہمہ معنی صحیح اور صحیح حدیث کے موافق ہیں، صحیح حدیث میں ہے: خَلَقْتُ الْخَلْقَ لِأَعْرِفَهُمْ كَرَامَتَكَ وَمَنْزِلَتَكَ عِنْدِي وَلَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا.“ اے میرے حبیب! میں نے خلق کو اس لئے پیدا کیا کہ عزت ومنزلت تمہاری میرے یہاں ہے میں ان کو پہنچا دوں اور اے میرے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ پیدا کرتا۔“ یعنی اور نہ آخرت کو کہ دنیا دار العمل اور آخرت دار الجزا ہے، جب دار العمل نہ ہوتا دار الجزا کہاں سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



آتا۔ یہ تو اس پر متفرع ہے تو جب نہ دنیا ہوتی نہ آخرت تو خدا کا خدا ہونا کس پر ظاہر ہوتا یہی معنی ہیں اس کے کہ اے میرے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں اپنا خدا ہونا اپنی الوہیت ظاہر نہ کرتا صلی اللہ علیہ وسلم۔''

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ چہارم، ص411)

اعلی حضرت بریلوی صاحب جسے صحیح حدیث باور کروا رہے ہیں، اس قسم کی کوئی حدیث دنیا میں موجود ہی نہیں، صحیح ضعیف ہونا تو بہت بعد کی بحث ہے۔

یہ لوگ کس قدر جری ہیں، اپنے باطل نظریات ثابت کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ پر کتنا بڑا جھوٹ باندھ دیا گیا ہے، کیا اللہ موجود نہیں؟

**سوال**: كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِأُعْرَفَ۔ ''میں مخفی خزانہ تھا، تو میں نے اپنی پہچان کے لئے مخلوق پیدا کی۔'' کیا یہ حدیث کے الفاظ ہیں؟

**جواب**: بے اصل روایت ہے، ایسی کوئی حدیث دنیا میں موجود نہیں۔

❁ حافظ سخاوی (۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ : إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا يُعْرَفُ لَهُ سَنَدٌ صَحِيحٌ وَلَا ضَعِيفٌ، وَتَبِعَهُ الزَّرْكَشِيُّ وَشَيْخُنَا .

''(شیخ الاسلام) ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں کہ یہ کلام رسول ﷺ نہیں، اس کی کوئی صحیح یا ضعیف سند دنیا میں موجود نہیں (احادیث القصاص، ص۶۹) علامہ زرکشی رحمہ اللہ اور ہمارے شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی یہی بات کی ہے۔''

(المَقاصد الحَسَنة ص 327)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



❁ حافظ سیوطی (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَصْلَ لَهٗ . "بے اصل ہے۔"

(الدُّرر المُنتثرة ص 147)

**سوال**: امام بریلویت احمد رضا خان صاحب کہتے ہیں:

"بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے۔"

(ملفوظات: 115/1)

اس کی کیا حقیقت ہے؟

**جواب**: یہ گمراکن صوفیا کا نظریہ ہے، جو اعلیٰ حضرت صاحب نے اختیار کر رکھا ہے، باطنی صوفیا علم وحی سے خود کو بے نیاز سمجھتے ہیں، اس طرح کی واہی تباہی کا صدور ایسوں سے عین ممکن ہے۔

**سوال**: اعلی حضرت بریلوی صاحب کہتے ہیں: "شب میلاد کعبہ نے سجدہ کیا اور جھکا مقام ابراہیم کی طرف اور کہا حمد ہے اس کے وجہ کریم کو جس نے مجھے بتوں سے پاک کیا۔" (ملفوظات: 114/1) اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

**جواب**: اس دعویٰ پر کوئی دلیل نہیں، بھلا جو بات نبی کریم ﷺ، صحابہ اور تابعین کو معلوم نہ ہوئی، اعلیٰ حضرت صاحب کو کیسے معلوم ہو گئی؟

**سوال**: "وجود ہستی بالذات واجب تعالیٰ کے لئے ہے، اس کے علاوہ جتنی موجودات ہیں، اس کی ظل پرتو ہیں، تو یقیناً وجود ایک ہی ٹھہرا۔" نیز "وجود ایک اور موجود ہے باقی سب اس کی ظل ہیں۔" یہ عقیدہ کیسا ہے؟

**جواب**: وحدت الوجود کا یہ نظریہ کفر ہے، اس کا بانی ابن عربی تھا، جسے باتفاق علماء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کافر کہہ کر سولی لٹکا دیا گیا تھا، اس نظریہ کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، مخلوق کو خالق کا ظل اور پَرتو قرار دینا اللہ کے غیر کا تصور ختم کرنے کی کوشش ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ کسی بت، شجر حجر، یا خود کو سجدہ کریں یا اپنے آپ کو خدا کہیں، تو آپ پر کوئی عتاب نہیں، کیونکہ آپ اللہ کا ظل ہی تو ہیں، عقیدہ وحدت الوجود کا قائل کوئی کالے دل والا گم راہ صوفی تو ہوسکتا ہے لیکن مسلمان اس کا قائل نہیں ہوسکتا۔

**سوال**: قضا عمری کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

**جواب**: رمضان میں جمعۃ الوداع کے موقع پر ایک بدعت تراش لی گئی ہے، اسے قضائے عمری کہتے ہیں۔ یہ ستم فقہائے احناف نے ڈھایا۔ نماز ایجاد کر کے اس کے ثبوت میں ایک حدیث بھی گھڑ ڈالی۔ ائمہ محدثین کے عقیدہ وعمل کے خلاف اپنا مذہب ایجاد کیا۔ علمائے امت کے متفقہ فہم اور اجماع کے مقابلہ میں فرد واحد کا فہم دین قرار دینے والوں نے اسلام میں رخنہ اندازی کی قبیح مثال قائم کی۔

❀ علامہ طیبی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ : «الزَّائِدُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ»، يَجُوزُ أَنْ يُّرَادَ بِهِ مَنْ يُدْخِلُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَا لَيْسَ مِنْهُ، أَوْ أَنْ يُّأَوِّلَ بِمَا يَأْبٰى عَنْهُ اللَّفْظُ وَيُخَالِفُ الْمُحْكَمَ، كَمَا فَعَلَتِ الْيُهُودُ بِالتَّوْرَاةِ مِنَ التَّبْدِيلِ وَالتَّحْرِيفِ، وَالزِّيَادَةُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ كُفْرٌ، وَتَأْوِيلُهُ بِمَا يُخَالِفُ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ بِدْعَةٌ.

”کتاب اللہ میں زیادتی سے مراد ان چیزوں کا اضافہ ہے، جو کتاب اللہ میں نہیں تھیں یا یہود ونصاری کی طرح تحریف وتبدل پر مبنی ایسی تاویل کرنا، جو ظاہر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



نص اور محکم کے مخالف ہو۔ کتاب اللہ میں زیادتی کفر ہے اور اس کی قرآن وسنت کے مخالف تاویل بدعت ہے۔''

(شرح المِشكاة : 772/2)

❁ علامہ فخر رازی رحمہ اللہ (۶۰۶ھ) اپنے استاذ سے نقل کرتے ہیں:

قَدْ شَاهَدْتُ جَمَاعَةً مِنْ مُقَلِّدَةِ الْفُقَهَاءِ، قَرَأْتُ عَلَيْهِمْ آيَاتٍ كَثِيرَةً مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى فِي بَعْضِ الْمَسَائِلِ، وَكَانَتْ مَذَاهِبُهُمْ بِخِلَافِ تِلْكَ الْآيَاتِ، فَلَمْ يَقْبَلُوا تِلْكَ الْآيَاتِ وَلَمْ يَلْتَفِتُوا إِلَيْهَا وَبَقَوا يَنْظُرُونَ إِلَيَّ كَالْمُتَعَجِّبِ، يَعْنِي كَيْفَ يُمْكِنُ الْعَمَلُ بِظَوَاهِرِ هٰذِهِ الْآيَاتِ مَعَ أَنَّ الرِّوَايَةَ عَنْ سَلَفِنَا وَرَدَتْ عَلٰى خِلَافِهَا، وَلَوْ تَأَمَّلْتَ حَقَّ التَّأَمُّلِ وَجَدْتَ هٰذَا الدَّاءَ سَارِيًا فِي عُرُوقِ الْأَكْثَرِينَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا.

''میں مقلدین فقہا کی ایک جماعت کے سامنے بعض ایسے مسائل پر آیات سے استدلال کرتا، جو مذہب امام کے خلاف ہوتے، تو ان آیات کو قبول کرنے کی بجائے تعجب سے میری طرف دیکھنے لگتے، یعنی ان آیات پر عمل کیسے ممکن ہے، ہمارے اسلاف کا مذہب جن کے مخالف ہو؟ اگر آپ تدبر کریں، تو نظر آئے گا کہ یہ بیماری اکثر اہل دنیا کی رگوں میں سرایت کر چکی ہے۔''

(تفسير الرّازي : 31/16)

قضائے عمری کا اسلام میں وجود نہیں، معلوم نہیں کہ کس نے گھڑ کر نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کر دی؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

حَدِيثُ مَنْ قَضٰى صَلَاةً مِّنَ الْفَرَائِضِ فِي آخِرِ جُمُعَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ كَانَ ذٰلِكَ جَابِرًا لِّكُلِّ صَلَاةٍ فَائِتَةٍ فِي عُمُرِهِ إِلٰى سَبْعِينَ سَنَةً، بَاطِلٌ قَطْعًا لِّأَنَّهُ مُنَاقِضٌ لِّلْإِجْمَاعِ عَلٰى أَنَّ شَيْئًا مِّنَ الْعِبَادَاتِ لَا يَقُومُ مَقَامَ فَائِتَةِ سَنَوَاتٍ ثُمَّ لَا عِبْرَةَ بِنَقْلِ النِّهَايَةِ وَلَا بِبَقِيَّةِ شُرَّاحِ الْهِدَايَةِ فَإِنَّهُمْ لَيْسُوا مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَلَا أَسْنَدُوا الْحَدِيثَ إِلٰى أَحَدٍ مِّنَ الْمُخَرِّجِينَ .

”حدیث ’جس نے رمضان کے آخری جمعہ کو قضا نماز پڑھی، یہ اس کی عمر کے ستر برس تک فوت ہونے والی تمام نمازوں کا کفارہ ہوگی۔‘ قطعی باطل ہے، کیوں کہ اجماع سے ثابت ہے کہ فوت شدہ عبادات کی کمی پوری نہیں ہو سکتی اور یہ اس اجماع کے مخالف ہے، دوسرے یہ کہ صاحب نہایہ اور شارحین ہدایہ کی نقل غیر معتبر ہے، یہ لوگ نہ تو خود محدث تھے، نہ انہوں نے روایت کی نسبت کسی محدث کی طرف کی ہے۔“

(الأسرار المرفوعة، ص 356، ح: 519)

❁ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا مَوْضُوعٌ لَّا إِشْكَالَ فِيهِ وَلَمْ أَجِدْهُ فِي شَيْءٍ مِّنَ الْكُتُبِ الَّتِي جَمَعَ مُصَنِّفُوهَا فِيهَا الْأَحَادِيثَ الْمَوْضُوعَةَ وَلٰكِنَّهُ اشْتَهَرَ عِنْدَ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْمُتَفَقِّهَةِ بِمَدِينَةِ صَنْعَاءَ فِي عَصْرِنَا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



هٰذَا وَصَارَ كَثِيرٌ مِّنْهُمْ يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ وَلَا أَدْرِي مَنْ وَّضَعَهٗ لَهُمْ، فَقَبَّحَ اللّٰهُ الْكَذَّابِينَ .

”اس کے من گھڑت ہونے میں کوئی دوسری رائے ہی نہیں۔ یہ تو موضوعات پر لکھی کتابوں میں بھی نہیں پائی جاتی، اس دور میں فقیہانِ صنعاء کے ہاں مشہور ہو چکی ہے۔ وہ کثیر تعداد میں اس پر عامل ہیں، میں نہیں جانتا اسے کس نے گھڑا؟ بہر کیف اللہ جھوٹوں کو برباد کرے۔“

(الفوائد المَجموعة، ص 54، ح : 115)

## الحاصل:

فوت شدہ نمازوں پر توبہ ہے۔ قضائے عمری نامی کسی نماز کا اسلام میں وجود نہیں، لہٰذا اس بدعت سے خود بھی بچیں اور لوگوں کو بھی آگاہ کریں۔

**سوال**: لاکھ نکالنا کیسا ہے؟

**جواب**: قبیح بدعت ہے، قرآن وحدیث اور فہم سلف صالحین میں اس کا ثبوت نہیں ملتا، یہ گمراہ صوفیوں کی اختراع ہے۔

❁ اعلیٰ حضرت بریلوی صاحب سے سوال ہوا:

”حضور ایک شخص نے اپنی لڑکی کے انتقال کے بعد دیکھا کہ وہ علیل اور برہنہ ہے، یہ خواب چند بار دیکھ چکا ہے۔“

تو اعلیٰ حضرت صاحب جواب دیتے ہیں:

”کلمہ طیبہ ستر ہزار مرتبہ معہ درود شریف پڑھ کر بخش دیا جائے، انشاء اللہ پڑھنے والے اور جس کو بخشتا ہے، دونوں کے لئے ذریعہ نجات ہوگا۔ اور پڑھنے والوں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



کو دونا ثواب ہوگا اور اگر دو کو بخشے گا تو تگنا اسی طرح کروڑوں بل کہ جمیع مومنین ومومنات کو ایصال ثواب کر سکتا ہے، اسی نسبت سے اس پڑھنے والے کو بڑا ثواب ہوگا، حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک جگہ دعوت میں تشریف لے گئے، آپ نے دیکھا کہ ایک لڑکا کھانا کھا رہا ہے، کھانا کھاتے ہوئے دفعتاً رونے لگا۔ وجہ دریافت کرنے پر کہا کہ میری ماں کو جہنم کا حکم ہے اور فرشتے اسے لئے جاتے ہیں (اس شہر میں یہ لڑکا کشف میں مشہور تھا) حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے پاس یہی کلمہ ستر ہزار مرتبہ پڑھا ہوا محفوظ تھا، آپ نے اس کی ماں کو دل میں ایصال ثواب کر دیا فوراً وہ لڑکا ہنسا، آپ نے سبب ہنسنے کا دریافت فرمایا، لڑکے نے جواب دیا کہ حضور میں نے ابھی دیکھا میری ماں کو فرشتے جنت کیطرف لئے جا رہے ہیں، شیخ ارشاد فرماتے ہیں: اس حدیث کی تصدیق مجھے اس لڑکے کے کشف سے ہوئی اور اس کے کشف کی تصدیق اس حدیث سے!''

(ملفوظات حصہ اول ص81۔82، المِرقاة للمُلا علي القاري تحت الرّقم : 1142)

ان لوگوں نے کس قبیل کی بدعات داخل اسلام کر رکھی ہیں، کیا جہنم سے آزادی دلوانے کا یہ کامیاب نسخہ محمد عربی ﷺ اور آپ کے صحابہ کو نہیں ملا، جو انہیں مل گیا ہے؟

اسی طرح کشف سے روایت صحیح یا ضعیف ہونا اصول محدثین سے انحراف اور خالص یہودیانہ رَوش ہے، اسلام کا اس سے دور کا بھی واسطہ نہیں، محدثین جنہوں نے ہمیں یہ احادیث دی ہیں، وہ احادیث کے اصل وارث ہیں، انہوں نے کبھی اس طرح کے دعوے نہیں کیئے، انہیں تو اس طرح کا خیال بھی نہیں گزرا کہ کشف وغیرہ سے احادیث کا صحیح یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ضعیف ہونا معلوم ہو جاتا ہے۔

رہا ابن عربی (٦٣٨) جس کا لقب محی الدین تھا، تو وہ زندیق، ملحد، ضال، مضل، غالی صوفیوں کا گرو، عقیدہ وحدت الوجود کا موجد تھا۔ اس نے فصوص الحکم اور الفتوحات المکیہ جیسی ردی کتابیں لکھیں، اہل علم نے اس کے رد میں کتابیں لکھیں، ان میں علامہ بقاعی رحمہ اللہ (٨٨٥ھ) کی کتاب «تَنْبِيهُ الْغَبِيِّ إِلٰى تَكْفِيرِ ابْنِ عَرَبِيٍّ» نہایت اہم ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (٧٤٨ھ) فرماتے ہیں:

مِنْ أَرْدَإِ تَوَالِيفِهِ كِتَابُ الْفُصُوصِ، فَإِنْ كَانَ لَا كُفْرَ فِيهِ، فَمَا فِي الدِّينِ كُفْرٌ، نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالنَّجَاةَ.

”اس (ابن عربی) کی سب سے بدترین کتاب الفصوص ہے۔ اگر اس میں کفر نہیں تو دنیا میں کہیں بھی کفر موجود نہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت اور نجات کا سوال کرتے ہیں۔“

(سِيَر أعلام النُّبَلاء : 48/23)

❁ نیز فرماتے ہیں:

مِمَّنْ أَفْتٰى بِأَنَّ كِتَابَهُ الْفُصُوصَ، فِيهِ الْكُفْرُ الْأَكْبَرُ قَاضِي الْقُضَاةِ بَدْرُ الدِّينِ ابْنُ جَمَاعَةٍ، وَقَاضِي الْقُضَاةِ سَعْدُ الدِّينِ الْحَارِثِيُّ، وَالْعَلَّامَةُ زَيْنُ الدِّينِ عُمَرُ بْنُ أَبِي الْحَرَمِ الْكَتَّانِيُّ، وَجَمَاعَةٌ سِوَاهُمْ.

”جن اہل علم نے فتویٰ دیا کہ ابن عربی کی کتاب ”فصوص“ میں کفر اکبر موجود ہے، ان میں قاضی قضاۃ بدر الدین ابن جماعہ، قاضی قضاۃ سعد الدین حارثی،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



علامہ زین الدین عمر بن ابی حرم کتانی اور اہل علم کی بڑی جماعت شامل ہے۔''

(تاریخ الإسلام: 520/14)

❁ نیز فرماتے ہیں:

رَحِمَ اللّٰهُ السَّيْفَ ابْنَ الْمَجْدِ وَرَضِيَ عَنْهُ، فَكَيْفَ لَوْ رَأَى كَلَامَ الشَّيْخِ ابْنِ الْعَرَبِيِّ الَّذِي هُوَ مَحْضُ الْكُفْرِ وَالزَّنْدَقَةِ؟ لَقَالَ: إِنَّ هٰذَا الدَّجَّالُ الْمُنْتَظَرُ.

''اللہ تعالیٰ سیف ابن مجد پر رحم کرے اور ان سے راضی ہو، اگر وہ شیخ ابن عربی کا کلام جو کفر محض اور زندقہ ہے، دیکھ لیتے، تو ان کا کیا حال ہوتا؟ جھٹ سے کہہ دیتے: ابن عربی دجال منتظر ہے۔''

(تاریخ الإسلام: 520/14)

❁ علامہ اسماعیل بن محمد کورانی رحمہ اللہ (۶۶۵ھ) نے ابن عربی کو ''شیطان'' کہا ہے۔

(مَجموع الفتاویٰ لابن تیمیة: 247/2)

❁ علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (۷۷۱ھ) لکھتے ہیں:

مَنْ كَانَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الصُّوفِيَّةِ الْمُتَأَخِّرِينَ كَابْنِ عَرَبِيٍّ وَغَيْرِهِ، فَهُمْ ضَلَالٌ جُهَّالٌ، خَارِجُونَ عَنْ طَرِيقَةِ الْإِسْلَامِ، فَضْلًا عَنِ الْعُلَمَاءِ.

''متاخرین صوفیا میں سے جو ابن عربی وغیرہ کی طرح کے لوگ ہیں، وہ تو گمراہ، جاہل اور اسلام کے راستے سے نکلے ہوئے ہیں، چہ جائیکہ کہ یہ علما شمار ہوں۔''

(تنبیه الغبي على تكفير ابن عربي للبقاعي، ص ۱۴۳)

❁ علامہ ابراہیم بن معضاد ابو اسحاق جعبری رحمہ اللہ (۶۸۷ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



هُوَ شَيْخٌ نَجِسٌ يَكْفُرُ بِكُلِّ كِتَابٍ أَنْزَلَهُ اللّٰهُ وَكُلِّ نَبِيٍّ أَرْسَلَهُ اللّٰهُ .

''یہ ناپاک شخص ہے، اس نے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہر کتاب اور ہر نبی کے ساتھ کفر کیا ہے۔''

(مَجموع الفتاوی لابن تیمیة : 246/2)

❁ **شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے شیخ علامہ رشید الدین ابوعبداللہ عامری رحمہ اللہ** نے ابن عربی کو ''زندیق'' کہا ہے۔

(مَجموع الفتاویٰ لابن تیمیة : 246/2)

❁ **علامہ ابوالمحاسن ترکمانی حنفی رحمہ اللہ (۸۲۳ھ) کے بارے میں ہے:**

إِكْثَارُهُ الْحَطَّ عَلَى ابْنِ الْعَرَبِيِّ وَنَحْوِهِ مِنْ مُتَصَوِّفِي الْفَلَاسِفَةِ وَمُبَالَغَتُهُ فِي ذٰلِكَ بِحَيْثُ صَارَ يُحَرِّقُ مَا يَقْدُرُ عَلَيْهِ مِنْ كُتُبِهِ .

''آپ رحمہ اللہ بکثرت ابن عربی اور دیگر فلسفی صوفیا کا رد کیا کرتے تھے، اس میں اس قدر سختی کرتے کہ آپ رحمہ اللہ کو ابن عربی کی جو کتاب ملتی، اسے جلا دیتے۔''

(الضّوء اللّامع للسّخاوي : 31/3)

❁ **حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) ابن الفارض کے حالات زندگی میں لکھتے ہیں:**

قَدْ كُنْتُ سَأَلْتُ شَيْخَنَا الْإِمَامَ سَرَاجَ الدِّينِ الْبُلْقِينِيَّ عَنِ ابْنِ عَرَبِيٍّ، فَبَادَرَ الْجَوَابَ بِأَنَّهُ كَافِرٌ .

''میں نے اپنے شیخ سراج الدین عمر بن رسلان بلقینی (۸۰۵ھ) سے ابن عربی کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فوراً جواب دیا: وہ کافر ہے۔''

(لسان المیزان : ۳۱۸/٤)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



❁ حافظ سخاوی رحمہ اللہ (۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

تَنْفِيرُهُ عَنِ ابْنِ عَرَبِيِّ وَمُطَالَعَةِ كُتُبِهِ .

”علامہ بلقینی رحمہ اللہ ابن عربی اور اس کی کتابوں کے مطالعہ سے نفرت دلاتے تھے۔“

(الضّوء اللّامع للسّخاوي : 89/6)

❁ علامہ عزالدین ابن عبدالسلام رحمہ اللہ (۶۶۰ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ شَيْخٌ سُوْءٌ شِيعِيٌّ كَذَّابٌ .

”ابن عربی برا شخص تھا، جھوٹا شیعہ تھا۔“

(لسان الميزان لابن حجر : 311/5)

❁ نیز ”زندیق“ کہا ہے۔

(فتاویٰ شامی : 239/4)

❁ علاء الدولہ، بیابانکی رحمہ اللہ (۷۲۶ھ) کے بارے میں ہے:

كَانَ يَحُطُّ عَلٰى مُحْيِي الدِّينِ ابْنِ عَرَبِيٍّ وَعَلٰى كُتُبِهِ وَيُكَفِّرُهُ .

”آپ رحمہ اللہ محیی الدین ابن عربی اور اس کی کتب پر سخت طعن کرتے تھے اور اسے کافر قرار دیتے تھے۔“

(الوافي بالوفيّات للصّفدي : 233/7)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) ابن عربی کی کتاب ”فصوص الحکم“ کے بارے میں لکھتے ہیں:

فِيهِ أَشْيَاءُ كَثِيرَةٌ ظَاهِرُهَا كُفْرٌ صَرِيحٌ .

”اس میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں، جن کا ظاہر صریح کفر ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(البداية والنّهاية : ۲۵۳/۱۷، هجر)

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

لٰكِنَّ ابْنَ عَرَبِيٍّ وَأَمْثَالَهُ مُنَافِقُونَ زَنَادِقَةٌ .

''ابن عربی اور اس جیسے (گمراہ صوفیا) منافق اور زندیق ہیں۔''

(شرح الطّحاوية، ص 494)

❁ علامہ محمد بن محمد ابو عبد اللہ بخاری عجمی حنفی رحمہ اللہ (۸۴۱ھ) نے ابن عربی کو کافر کہا ہے۔

(الضّوء اللّامع للسّخاوي : 294/9)

❁ علامہ عبد السلام بن داود المعروف بہ عز قدسی رحمہ اللہ (۸۵۰ھ) کے بارے میں ہے:

إِنَّهُمْ أَكْفَرُ الْكُفَّارِ .

''ابن عربی اور اس جیسے عقائد کے حاملین سب سے بڑے کافر ہیں۔''

(الضّوء اللّامع للسّخاوي : 205/4)

❁ علامہ سراج بن مسافر قیصری حنفی رحمہ اللہ (۸۵۶ھ) کے بارے میں ہے:

كَانَ يُبَالِغُ فِي التَّحْذِيرِ مِنْ كَلَامِ ابْنِ عَرَبِيٍّ .

''آپ رحمہ اللہ ابن عربی کے کلام سے سختی کے ساتھ منع کرتے تھے۔''

(الضّوء اللّامع للسّخاوي : 244/3)

❁ علامہ عمر بن موسیٰ بن حسن سراج رحمہ اللہ (۸۶۱ھ) کے بارے میں ہے:

نَظَمَ هُنَاكَ رَدًّا عَلَى الْفُصُوصِ لِابْنِ عَرَبِيٍّ فِي مِائَةٍ وَّأَرْبَعِينَ بَيْتًا .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



”آپ رحمہ اللہ نے فصوص لابن عربی کے رد میں نظم لکھی، جو (۱۴۰) اشعار پر مشتمل تھی۔“

(الضّوء اللّامع للسّخاوي : 141/6)

❀ علامہ عبد الرحمٰن بن خلیل بن سلامہ رحمہ اللہ (۸۶۹ھ) کے بارے میں ہے:

شِدَّةُ إِنْكَارِهِ عَلٰى مُعْتَقِدِي ابْنِ عَرَبِيٍّ .

”آپ رحمہ اللہ ابن عربی کے معتقدین کا سخت رد کرتے تھے۔“

(الضّوء اللّامع للسّخاوي :166/1)

❀ علامہ بقاعی رحمہ اللہ (۸۸۵ھ) لکھتے ہیں:

وَبَعْدُ، فَإِنِّي لَمَّا رَأَيْتُ النَّاسَ مُضْطَرِبِينَ فِي ابْنِ عَرَبِيٍّ الْمَنْسُوبِ إِلَى التَّصَوُّفِ، الْمَوْسُومِ عِنْدَ أَهْلِ الْحَقِّ بِالْوَحْدَةِ، وَلَمْ أَرَ مَنْ شَفَى الْقَلْبَ فِي تَرْجَمَتِهٖ، وَكَانَ كُفْرُهٗ فِي كِتَابِهِ الْفُصُوصِ أَظْهَرَ مِنْهُ فِي غَيْرِهٖ، أَحْبَبْتُ أَنْ أَذْكُرَ مِنْهُ مَا كَانَ ظَاهِرًا، حَتّٰى يُعْلَمَ حَالُهٗ، فَيُهْجَرَ مَقَالُهٗ، وَيُعْتَقَدَ انْحِلَالُهٗ، وَكُفْرُهٗ وَضَلَالُهٗ، وَأَنَّهٗ إِلَى الْهَاوِيَةِ مَآبُهٗ وَمَآلُهٗ .

”حمد و صلاۃ کے بعد، جب میں نے لوگوں کو اس ابن عربی کے بارے میں مضطرب (مختلف الرائے) دیکھا، جو تصوف کی طرف منسوب ہے اور اہل حق کے نزدیک وحدت الوجودی (ایک شرکیہ عقیدہ والا) تھا، پھر میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے اس کے (مکمل) حالات لکھ کر دل کو تسلی دی ہو، اور اس کا کفر اس کی کتاب الفصوص میں دوسری کتب سے زیادہ ظاہر تھا، تو میں نے پسند کیا کہ میں اس کی ظاہری صورت حال کو ذکر کروں، تاکہ اس کی (دینی) حالت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



معلوم ہو، اس کا قول چھوڑ دیا جائے، اس کے اسلام سے خارج ہونے، کافر وگمراہ ہونے اور اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہونے کا عقیدہ بنالیا جائے۔“

(تنبيه الغبي، ص 21)

❁ نیز فرماتے ہیں:

مَذْهَبُ الْمُلْحِدِينَ كَابْنِ عَرَبِيٍّ وَّابْنِ سَبْعِينَ وَابْنِ الْفَارِضِ مِمَّنْ يَجْعَلُ الْوُجُودَ الْخَالِقَ هُوَ الْوُجُودَ الْمَخْلُوقَ .

”ملحدین مثلاً ابن عربی، ابن سبعین اور ابن فارض کا مذہب ہے کہ وہ خالق کے وجود کو مخلوق کا وجود قرار دیتے ہیں۔“

(تنبيه الغبي، ص 162)

❁ قاضی اسماعیل بن ابی بکر ابن المقری رحمہ اللہ (۸۳۷ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ شَكَّ فِي [كُفْرِ] الْيُهُودِ وَالنَّصَارٰى وَطَائِفَةِ ابْنِ عَرَبِيٍّ فَهُوَ كَافِرٌ .

”جس نے یہود ونصاریٰ اور ابن عربی کے ہم نواؤں کے کفر میں شک کیا، وہ بھی کافر ہے۔“

(تنبيه الغبي للبقاعي، ص ٢٥٣، الفتاوى الحديثية للهيتمي، ص 38)

❁ علامہ محمد بن محمد ابن شہاب غازی حلبی رحمہ اللہ (۸۹۰ھ) کے بارے میں ہے:

شَدِيدُ الْإِنْكَارِ عَلَى ابْنِ عَرَبِيٍّ .

”آپ رحمہ اللہ ابن عربی پر سخت تنقید کرتے تھے۔“

(الضّوء اللّامع للسّخاوي : 301/9)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



❁ ابوزکریا یحییٰ بن محمد مناوی رحمہ اللہ (۸۷۱ھ) کے بارے میں ہے:

تَبَرَّأَ مِنْ كُتُبِهِ وَمُطَالَعَتِهَا .

"آپ رحمہ اللہ نے ابن عربی کی کتب اوران کے مطالعہ سے اظہار برأت کر دیا تھا۔"

(الضّوء اللّامع للسّخاوي : 256/10)

❁ علامہ امیر صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) نے ابن عربی کو "ملحد" کہا ہے۔

(إجابة السّائل شرح بغية الآمل، ص 365)

❁ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) نے ابن عربی کو کافر کہا ہے۔

(الفتح الرّبّاني : 1010/2)

پچاس کے قریب علمائے کرام اور قاضیوں نے اسے زندیق، ملحد اور کافر کہا ہے، بعض کے اسمائے گرامی ملاحظہ ہوں؛

۱۔ الحافظ ابن حجر العسقلانی

۲۔ سراج الدِّین عمر البلقینِی

۳۔ زین الدِّین العراقی

٤۔ أبو زرعة ولیُّ الدِّین العراقی

٥۔ شمس الدِّین الذهبی

٦۔ عبد الرحمن بن خلدون

۷۔ بدر الدِّین بن جماعة

۸۔ شمس الدِّین محمد بن یوسف الجزری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



٩ـ إمام القرَّاء محمد بن محمد الجزرى صاحب الجزرية

١٠ـ على بن يعقوب البكرى

١١ـ محمد بن عقيل البالسى

١٢ـابن هشام، صاحب مغنى اللبيب، وأوضح المسالك فى ألفية ابن مالك

١٣ـ شمس الدِّين محمد العيزرى

١٤ـ علاء الدِّين البخارى الحنفى

١٥ـ على بن أيوب

١٦ـ شرف الدِّين عيسى بن مسعود الزواوى المالكى

١٧ـ شمس الدِّين الموصلى

١٨ـ زين الدِّين عمر الكتانى

١٩ـ برهان الدِّين السفاقينِى

٢٠ـ سعد الدِّين الحارثى الحنبلى

٢١ـ أحمد بن علي الناشري

٢٢ـ أبو بكر بن محمد بن صالح المعروف بإبن الخياط .

٢٣ـ العلامة السخاوي

٢٤ـ العلامة السعد التفتازاني .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ نے ابن عربی کے کفر پر اَلرَّدُّ عَلَى الْقَائِلِينَ بِوَحْدَةِ الْوُجُودِ نامی کتاب لکھی ہے۔

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ مَنِ اعْتَقَدَ حَقِيقَةَ عَقِيدَةِ ابْنِ عَرَبِيٍّ فَكَافِرٌ بِالْإِجْمَاعِ مِنْ غَيْرِ النِّزَاعِ .

”جان لیجئے کہ جس نے ابن عربی کا حقیقی عقیدہ اپنایا، وہ بالاجماع کافر ہے، اس کے کافر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔“

(الرّدّ علی القائلین بوحدة الوُجود، ص 154)

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:

يُحَرَّمُ تَحْرِيمًا غَلِيظًا أَنْ يُّفَسَّرَ الْقُرْآنُ بِمَا لَا يَقْتَضِيهِ جَوْهَرُ اللَّفْظِ، كَمَا فَعَلَ ابْنُ عَرَبِيٍّ الْمُبْتَدِعُ، الَّذِي يُنْسَبُ إِلَيْهِ كِتَابُ الْفُصُوصِ الَّذِي هُوَ كُفْرٌ كُلُّهُ .

”قرآن کریم کے الفاظ جس کا تقاضا نہیں کرتے، اس طرح سے قرآن کریم کی تفسیر کرنا سخت حرام ہے، جیسا کہ ابن عربی بدعتی نے کیا ہے۔ اس کی طرف الفصوص نامی کتاب منسوب ہے، جو کہ پیکر کفر ہے۔“

(التحبير في علم التفسير، ص ٥٣٧)

ابن عربی حاتمی کے رد میں بے شمار اہل علم نے کتابیں لکھی ہیں۔ جو یہ کہتے ہیں کہ صوفیا کی خاص اصطلاحات ہوتی ہیں، جنہیں علما اپنے علم ونظر سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، جب ان اصطلاحات کے حقیقی معنی تک نہیں پہنچ پاتے، تو ان صوفیا کی تکفیر کر دیتے ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



ہمارے مطابق باطنی صوفیا نے دین اسلام کے مقابلہ میں نیا دین متعارف کرایا، جس دین کی اپنی اصطلاحات ہیں، جن کا مقصد اسلامی عقائد واعمال کی بیخ کنی کرنا ہے، یقیناً علمائے حق ان کی کفریات سے اچھی طرح واقف تھے۔ انہوں نے بجا طور پر اِن کی تکفیر کی۔ صوفیا کا دین ایسا معمہ ہے، جو عیسائیوں کے عقیدۂ تثلیث کی طرح کبھی حل نہیں ہوگا۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''وحدۃ الوجود کے قائلین مثلاً ابن عربی، ابن سبعین، قونوی اور تلمسانی کا مذہب تین چیزوں سے مرکب ہے: ① جہمیہ کا انکارِ صفات ② صوفیا کا مجمل کلام۔ اس سے مراد ان کے کلام میں پائے جانے والے مجمل اور متشابہ کلمات ہیں، جس طرح عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایسے گمراہ کن کلمات حکایت کرتے ہیں۔ یہ صوفیا متشابہات کا اتباع کرتے ہیں اور محکم کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اسی طرح مجذوب (صوفیا) کا وہ کلام، جو ''سکر'' کی حالت میں ان سے سرزد ہوتا ہے۔ ③ فلسفیانہ زندیقیت، جو کہ جہمیہ کی بنیاد ہے۔''

(مَجموع الفتاویٰ: 175/2)

**سوال**: کیا مکھی کے چڑھاوے والا واقعہ ثابت ہے؟

**جواب**: جی ہاں ثابت ہے۔

n سیدنا سلمان فارسی t بیان کرتے ہیں:

دَخَلَ رَجُلٌ الْجَنَّةَ فِي ذُبَابٍ، وَدَخَلَ آخَرُ النَّارَ فِي ذُبَابٍ، قَالُوا: وَكَيْفَ ذَاكَ؟ قَالَ: مَرَّ رَجُلَانِ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ عَلٰى نَاسٍ مَّعَهُمْ صَنَمٌ لَّا يَمُرُّ بِهِمْ أَحَدٌ إِلَّا قَرَّبَ لِصَنَمِهِمْ، فَقَالُوا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



لِأَحَدِهِمْ : قَرِّبْ شَيْئًا، قَالَ : مَا مَعِي شَيْءٌ، قَالُوا : قَرِّبْ وَلَوْ ذُبَابًا، فَقَرَّبَ ذُبَابًا وَمَضٰى فَدَخَلَ النَّارَ، وَقَالُوا لِلْآخَرِ : قَرِّبْ شَيْئًا، قَالَ : مَا كُنْتُ لِأُقَرِّبَ لِأَحَدٍ دُونَ اللّٰهِ فَقَتَلُوهُ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ .

''ایک مکھی کی وجہ سے ایک شخص جنت میں داخل ہوا اور دوسرا جہنم میں، لوگوں نے عرض کیا: وہ کیسے؟ فرمایا: پچھلی امتوں میں دو آدمی سفر پر جا رہے تھے کہ راستے میں چند لوگوں کو دیکھا ایک بت کی پوجا کر رہے ہیں اور شرط لگا رکھی ہے کہ یہاں سے وہی گزر پائے گا، جو اس بت پر چڑھاوا دے گا، ایک شخص سے کہا چڑھاوا دو، کہنے لگا: میرے پاس تو کچھ بھی نہیں، کہنے لگے: چڑھاوا ضرور دو، بھلے ایک مکھی ہی کیوں نہ ہو، اس نے ایک مکھی کا چڑھاوا دے دیا اس کی جان خلاصی ہو گئی، اسی باعث جہنم میں چلا گیا، دوسرے سے کہا چڑھاوا دو، کہنے لگا: میں غیر اللہ کے لئے چڑھاوا نہیں دے سکتا، بت پرستوں نے اسے قتل کر دیا، اللہ نے اسے جنت کا وارث بنا دیا۔''

(حلية الأولياء لأبي نعيم الأصبهاني :203/1، وسندهٗ صحيحٌ)

معلوم ہوتا ہے کہ شرک ہر دور میں ممنوع، حرام اور رب کریم کے نزدیک مبغوض رہا ہے، اسی لئے تو مجبوری کے عالم میں ایک مکھی چڑھاوا دینے والے کو جہنم میں جانا پڑا، آستانوں پر بکرے قربان کرنے سے پہلے اس حدیث کو بار بار پڑھ لینا چاہیے۔

**سوال**: کیا محمد کریم ﷺ کی تخلیق اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوئی ؟

**جواب**: نبی کریم ﷺ جنس بشر سے ہیں، یہ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے۔ قرآن و حدیث اور اجماع امت اسی پر شاہد ہیں۔ اسلام کی ابتدائی تاریخ میں کوئی فرد بشر ایسا نظر نہیں آتا، جو رسول اللہ ﷺ کو بشر تسلیم نہ کرتا ہو، البتہ بعد کے صوفیا نے اسلام کے چشمہ صافی میں بہت سارے گندے عقائد انڈیلنے کی کوشش کی ہے۔ انھی میں سے ایک رسول اللہ ﷺ کی بشریت سے انکار کا عقیدہ بھی تھا۔ انہوں نے یہ عقیدہ عام کیا کہ اگر آقائے کریم ﷺ کی بشریت کو تسلیم کیا جائے، تو اس سے آپ کی شان میں کمی آجائے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یوں انہوں نے آپ ﷺ کو جنس بشریت سے نکال کر پیش کیا، انہوں نے یہ عقیدہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کا نور ہیں، آپ بشریت کے لبادے میں آئے ہیں۔

یہ بات قرآن وسنت میں کہیں مذکور نہیں ہوئی، بلکہ روافض نے گھڑی ہے اور گمراہ صوفیا نے ان سے مستعار لی ہے، اس کی تائید کے لئے انہوں نے من گھڑت روایات کا انبار لگایا ہے۔ بعد میں کئی گمراہ قوموں نے ان صوفیا کے نظریے کو اپنا لیا اور اب وہ آقائے کریم ﷺ کی بشریت سے انکار کرنے لگے ہیں، وہ آپ کو نور ثابت کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں اور اس پر روایات بھی پیش کرتے ہیں۔ حالاں کہ انہوں نے جن روایات سے استدلال لینے کی کوشش کی ہے، وہ روایات اصول محدثین پر پوری نہیں اترتی ہیں، محدثین نے ان کو من گھڑت قرار دیا ہے۔ ان کے راویوں کو کذاب اور دجال کہا ہے۔ نیز وہ روایات مسلمانوں کے اجماعی عقیدے اور قرآن وسنت کی ثقہ تعلیمات کے بھی خلاف جاتی ہیں، ذیل میں اس قسم کی روایات پر تحقیق پیش کی جا رہی ہے، ملاحظہ ہو:

① ایک روایت جسے بعض جوانب سے بطور حجت و دلیل اور نبی کریم ﷺ کے نور ہونے پر بطور استدلال پیش کیا جاتا ہے، اس پر بعض گزارشات ملاحظہ ہوں:

أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورِي .

''اللہ کی اولین تخلیق میرا نور ہے۔''یا:

أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورَ نَبِيِّكَ يَا جَابِرُ .

''سب سے پہلے اللہ نے تیرے نبی کا نور پیدا کیا اے جابر!''

اصول حدیث میں یہ باطل اور موضوع روایت ہے۔

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (911ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لَيْسَ لَهٗ إِسْنَادٌ يُّعْتَمَدُ عَلَيْهِ .

''اس کی کوئی قابل اعتماد سند نہیں۔''

(الحاوي للفَتاوِي : ٣٢٥/١)

❀ نیز فرماتے ہیں:

قُلْتُ : حَدِيثُ الْعَقْلِ مَوْضُوعٌ، وَالثَّلَاثَةُ الْأُخَرُ لَمْ تَرِدْ بِهٰذَا اللَّفْظِ فَاسْتَغْنٰى عَنِ التَّأْوِيلِ .

''میں کہتا ہوں کہ حدیث عقل تو موضوع ہے اور دوسری تین احادیث (جن میں أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورِي بھی ہے) ان الفاظ کے ساتھ سرے سے موجود ہی نہیں ہیں، تو تاویل کی ضرورت کہاں رہی۔''

(قوت المُغتذي على جامع التّرمذي : ٥١٦/١)

اندازہ ہے کہ اس روایت کو ابن عربی (638ھ) جو کہ ایک ملحد اور غالی صوفی تھا، نے خود گھڑ کر امام عبدالرزاق کی طرف منسوب کر دیا ہے اور بعد والوں نے بغیر تحقیق کے امام عبدالرزاق کی طرف اس کا انتساب کر دیا ہے، یہ ان کی واضح خطا ہے۔

ہمارے دور میں بعض لوگوں نے مصنف عبدالرزاق کا ایک جھوٹا جزء مفقود دریافت کیا ہے، اس میں یہ روایت موجود ہے اور جن لوگوں نے یہ روایت امام عبدالرزاق کی طرف منسوب کی ان کے بیان کردہ الفاظ اور جزء مفقود نامی کتاب کے الفاظ ایک دوسرے سے مماثل نہیں ہیں، بلکہ ان میں فرق ہے، یہ روایت مصنف عبدالرزاق تو کجا متقدمین ائمہ دین کی کسی کتاب میں نہیں ہے۔ جزء مفقود کی سند میں عبدالرزاق کا عنعنہ ہے، لہٰذا اس بنیاد پر یہ سند بھی ''ضعیف'' ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حافظ سیوطی رحمہ اللہ جیسا معروف ناقل حدیث بھی اس کی سند سے واقف نہیں ہو سکا، بلکہ واشگاف الفاظ میں اعتراف کرتا ہے کہ یہ روایت سرے سے موجود ہی نہیں، یہ روایت اگر مصنف عبدالرزاق میں ہوتی، تو اہل علم ضرور بالضرور اسے ذکر کرتے۔ اسی طرح یہ دوسری روایات صحیحہ اور قرآن اور اجماع کے بھی خلاف ہے۔

② سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُنَّا أَنَا وَعَلِيٌّ نُورًا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ آدَمَ بِأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ، فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ قَسَمَ ذٰلِكَ النُّورَ جُزْءَيْنِ، فَجُزْءٌ أَنَا، وَجُزْءٌ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

”تخلیق آدم سے چودہ ہزار سال قبل اللہ تعالیٰ کے ہاں میں اور علی محض نور تھے، آدم کو پیدا کیا گیا، تو اللہ نے اس نور کو دو حصوں میں تقسیم کیا، ایک حصہ میں اور دوسرا حصہ علی ہے۔“

(فضائل الصّحابة لأحمد: 1130، مناقب عليّ لابن المَغازلي، ص 87)

یہ جھوٹی روایت ہے۔

۱۔ اسے حسن بن علی بن زکریا بن صالح ابوسعید عاصمی بصری نے گھڑا ہے۔

✿ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَضَعُ الْحَدِيْثَ. ”یہ احادیث گھڑتا تھا۔“

(المُغني في الضّعفاء: 253/1)

✿ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ذَاكَ مَتْرُوْكٌ. ”یہ متروک الحدیث ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(سؤالات السّهمي: 253)

❁ نیز ''متروک'' بھی کہا ہے۔

(تاریخ بغداد للخطیب: 384/7، وسندہٗ حسنٌ)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَضْعُ الْحَدِيْثَ، وَيَسْرِقُ الْحَدِيْثَ وَيَلْزِقُهُ عَلٰى قَوْمٍ آخَرِيْنَ وَيُحَدِّثُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يَعْرِفُوْنَ، وَهُوَ مُتَّهَمٌ فِيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَخْلُقْهُمْ.

''احادیث گھڑتا اور روایات سرقہ کر کے انہیں دوسرے راویوں سے منسوب کر دیتا ہے۔ وہ ان لوگوں سے روایات بیان کرتا ہے، جو پیدا ہی نہیں ہوئے۔''

(الکامل في ضُعَفاء الرّجال: 338/2)

❁ نیز فرماتے ہیں:

لِلْعَدَوِيِّ عَلٰى أَهْلِ الْبَيْتِ أَحَادِيثُ قَدْ وَضَعَهَا غَيْرُ مَا ذَكَرْتُ وَعَامَةُ مَا حَدَّثَ بِهِ الْعَدَوِيُّ إِلَّا الْقَلِيلَ مَوْضُوعَاتٌ وَكُنَّا نَتَّهِمُهُ بَلْ نَتَيَقَّنُهُ أَنَّهُ هُوَ الَّذِي وَضَعَهَا عَلٰى أَهْلِ الْبَيْتِ وَغَيْرِهِمْ.

''مذکورہ روایات کے علاوہ عدوی نے اہل بیت کے متعلق احادیث وضع کی ہیں، سوائے چند روایات کے اکثر من گھڑت ہیں، ہم اس کو متہم قرار دیتے ہیں، بلکہ یقین سے کہتے ہیں کہ اسی نے اہل بیت وغیرہم کے فضائل میں احادیث وضع کی ہیں۔'' (الکامل في ضُعَفاء الرّجال: 343/2)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدَّثَ عَنِ الثِّقَاتِ بِالْبَوَاطِيلِ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



''ثقہ راویوں سے باطل روایات بیان کرتا ہے۔''

(میزان الاعتدال :507/1)

نیز فرماتے ہیں:

هٰذَا شَيْخٌ قَلِيْلُ الْحَيَاءِ مَا تَفَكَّرَ فِيمَا يَفْتَرِيْهِ .

''شرم سے عاری بوڑھا، جھوٹ بولتے ہوئے ذرا نہیں سوچتا۔''

(میزان الاعتدال :508/1)

❀ خطیب بغدادی رحمہ اللہ بھی ''وضاع'' سمجھتے ہیں۔

(تاریخ بغداد : 383/7)

❀ حمزہ سہمی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو محمد حسن بن علی بصری رحمہ اللہ کو اس کے متعلق فرماتے ہوئے سنا:

كَذَّابٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يَقُوْلُ عَلَى النَّبِيِّ مَا لَمْ يَقُلْ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسی روایتیں بیان کرتا ہے، جو آپ کے فرامین نہیں۔''

(سؤالات السّهمي : 253)

اس کی توثیق ثابت نہیں۔

۲۔ زاذان کی سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے سماع کی تصریح نہیں مل سکی۔ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا قول اس حوالے سے ثابت نہیں، کیونکہ محمد بن حسین بغدادی متہم ہے۔

③ روایت ہے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



لَمْ نَزَلْ فِي شَيْءٍ وَّاحِدٍ حَتّٰى أُخْتُرِقْنَا فِي صُلْبِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَجُزْءٌ أَنَا وَجُزْءٌ عَلِيٌّ .

''ہم ایک ہی چیز میں رہے، بالآخر ہمیں عبدالمطلب کی صلب سے جدا کر دیا گیا، اس کا ایک حصہ میں اور دوسرا علی ہیں۔''

(تاریخ دِمَشق لابن عساکر : 67/42)

روایت من گھڑت ہے۔ حسن بن علی بصری عدوی ''وضاع'' ہے۔

④ روایت ہے:

خُلِقْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ مِّنْ نُّورٍ وَّاحِدٍ .

''مجھے اور علی کو ایک نور سے پیدا کیا گیا ہے۔''

(المَوضوعات لابن الجوزي : 156/1)

جھوٹی روایت ہے، اسے احمد بن جعفر بن علی بن بیان نے جمع کیا ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَافِضِيًّا وَضَّاعًا . ''یہ رافضی اور ''وضاع'' تھا۔''

(تلخیص المَوضُوعات : 110/1)

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُنَّا نَتَّهِمُهٗ بِوَضْعِهَا بَلْ نَتَيَقَّنُ فِي ذٰلِكَ وَكَانَ مَعَ ذٰلِكَ رَافِضِيًّا .

''ہم یقین سے اسے جھوٹی احادیث گھڑنے کا مجرم قرار دیتے ہیں، یہ رافضی تھا۔''

(الكامل في ضُعَفاء الرِّجال : 156/2)

❀ نیز فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



عَامَّةُ أَحَادِيْثِهِ مَوْضُوْعَةٌ وَكَانَ قَلِيْلُ الْحَيَاءِ فِي دَعَاوِيهِ عَلٰى قَوْمٍ لَعَلَّهٗ لَمْ يَلْحَقْهُمْ وَوضع مِثْلَ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثُ وَأَنَّهٗ كَانَ يُحَدِّثُنَا عَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ بِأَحَادِيْثَ مُسْتَقِيْمَةٍ بِنُسْخَةِ اللَّيْثِ وَيُشَوِّبُهَا بِمِثْلِ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثُ الَّتِي ذَكَرْتُهَا عَنْهُ وَغَيْرَ ذٰلِكَ .

''اس کی اکثر روایات خانہ ساز ہیں، ایسے راویوں پر جھوٹ باندھنے میں بے حیا واقع ہوا تھا، جنہیں ملا تک نہیں، ایسی احادیث اس نے وضع کر رکھی ہیں، لیث کے نسخہ سے یحییٰ بن بکیر کی سند سے مستقیم احادیث بیان کرتا تھا، پھر ان میں ایسی روایتیں شامل کر دیتا، جن کا ہم نے ذکر کیا ہے، ان کے علاوہ اور بھی ہیں۔''

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال : 2/158-159)

✿ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ كَذَّابٌ يَضَعُ الْحَدِيْثَ .

''یہ ''کذاب'' ہے، احادیث وضع کرتا ہے۔''

(سؤالات السّهمي : 236)

✿ امام ابن یونس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَافِضِيًّا يَضَعُ الْحَدِيْثَ .

''یہ رافضی تھا اور احادیث گھڑتا تھا۔''

(لسان الميزان لابن حجر : 2/108)

✿ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا وَضَعَهٗ جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ وَكَانَ رَافِضِيًّا يَضَعُ الْحَدِيْثَ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



”اس روایت کو جعفر بن احمد نے گھڑا ہے، وہ رافضی احادیث وضع کرتا تھا۔“

(الموضوعات: 1/156)

اس روایت میں اور بھی علتیں ہیں۔ یہ روایت موضوع ومکذوب ہے۔

⑤ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْزَلَ قِطْعَةً مِّنْ نُّوْرٍ فَأَسْكَنَهَا فِي صُلْبِ آدَمَ، فَسَاقَهَا حَتّٰى قَسَّمَهَا جُزْئَيْنِ: جُزْءً فِي صُلْبِ عَبْدِ اللّٰهِ، وَجُزْءً فِي صُلْبِ أَبِي طَالِبٍ فَأَخْرَجَنِي نَبِيًّا وَأَخْرَجَ عَلِيًّا وَصِيًّا.

”اللہ عزوجل نے نور کا ٹکڑا نازل کیا، اسے سیدنا آدم علیہ السلام کی صلب میں ٹھہرایا، اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا، ایک حصے کو عبداللہ کی صلب میں ڈال دیا، دوسرے کو ابو طالب کی صلب میں رکھ دیا گیا، عبداللہ کی صلب سے میں نبی پیدا ہوا۔ ابو طالب کی صلب سے علی وصی پیدا ہوئے۔“

(مَناقب علي بن أبي طالب لابن المَغازلي، ص 87)

انتہائی جھوٹی روایت ہے۔

① احمد بن علی قواریری واسطی کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

② محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن ثابت ابوبکر اشنانی ہے۔

۞ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دجال اور وضاع ہے۔

(المُغني في الضُّعفاء: 2/601)

۞ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَذَّابٌ دَجَّالٌ ــ يَضَعُ الْأَحَادِيْثَ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”جھوٹا دجال تھا......احادیث گھڑتا تھا۔“

(الضّعفاء والمتروکون: 495)

❀ خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ كَذَّابًا يَضَعُ الْحَدِيْثَ .

”یہ کذاب احادیث وضع کرتا تھا۔“

(تاریخ بغداد: 440/5)

③ محمد بن مصفی کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”تدلیس التسویہ کا مرتکب ہے۔“

(تہذیب التّہذیب: 427/4)

④ بقیہ بن ولید بھی تدلیس التسویہ کرتا تھا۔

⑤ ابوالزبیر محمد بن مسلم مکی مدلس ہیں۔

⑥ سوید بن عبدالعزیز جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ أَحْمَدُ وَ جُمْهُوْرُ الْأَئِمَّةِ .

”امام احمد بن حنبل اور جمہور ائمہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔“

(مَجمع الزّوائد: 148/3، 89/7)

⑥ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

كُنْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ نُورًا عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُ اللّٰهَ ذٰلِكَ النُّورُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



وَيُقَدِّسُهُ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ اللّٰهُ آدَمَ بِأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ، فَلَمْ أَزَلْ أَنَا وَعَلِيٌّ فِي شَيْءٍ وَّاحِدٍ حَتّٰى افْتَرَقْنَا فِي صُلْبِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ .

''میں اور علی عرش الٰہی کے دائیں جانب ایک نور کی صورت میں تھے، یہ نور اللہ کی تسبیح وتقدیس کرتا تھا، یہ آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال قبل کی بات ہے۔ میں اور علی ایک نور ہی رہے، یہاں تک کہ ہمیں عبدالمطلب کی صلب میں جدا کر دیا گیا۔'' (مناقب عليّ لابن المَغازلي، ص 131)

سند سخت ضعیف ہے۔

① محمد بن حسن بن سلیمان قزوینی کے متعلق خطیب بغدادی فرماتے ہیں:

كَانَ فِي أَكْثَرِ الْأَحَادِيثِ تَخْلِيطٌ فِي الْأَسَانِيدِ وَالْمُتُونِ .

''اس کی اکثر احادیث کی اسانید اور متون میں تخلیط ہے۔''

(تاریخ بغداد : 2/616)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِمُعْتَمَدٍ . ''یہ قابل اعتبار نہیں۔''

(میزان الاعتدال : 3/521)

② حفص بن غیاث مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ اعمش مدلس ہیں، سماع کی تصریح موجود نہیں۔

④ سالم بن ابی الجعد کا سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

⑤ اس میں مجہول راوی ہیں۔

⑦ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



كُنْتُ نُورًا بَيْنَ يَدَيْ رَبِّي قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ آدَمَ بِأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ .

''آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے میں اپنے رب کے سامنے نور کی صورت میں موجود تھا۔''

(المَواهب اللَّدُنّية للقَسطلاني :49/1)

بے سند اور جھوٹی روایت ہے۔

⑧ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُنْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ نُورَيْنِ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مُطِيعَيْنِ مِنْ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ اللّٰهُ آدَمَ بِأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ، فَلَمَّا خَلَقَ آدَمَ قَسَمَ ذٰلِكَ النُّورَ جُزْءَ يْنِ، جُزْءٌ أَنَا، وَجُزْءٌ عَلِيٌّ .

''میں اور علی نور تھے، آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال قبل اللہ کے سامنے فرماں بردار بن کر کھڑے تھے، جب آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی، تو اللہ تعالیٰ نے اس نور کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا، ایک حصہ میری صورت میں اور ایک حصہ علی کی صورت میں۔''

(اليَقين في امرة أمير المؤمنين لأبي القاسم ابن طاؤس الرّافضي :212/1)

جھوٹی روایت ہے۔

① محمد بن حسن بن سعید ہاشمی کی توثیق ثابت نہیں۔

② فرات بن ابراہیم بن فرات کوفی کی توثیق نہیں ملی۔

③ محمد بن علی بن معمر ہمدانی کی توثیق نہیں ملی۔

④ ابو یحییٰ قتات جمہور ائمہ حدیث کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



⑨ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ خَبَرَ آدَمُ بَنِيهِ، فَجَعَلَ يَرٰى فَضَائِلَ بَعْضِهِمْ عَلٰى بَعْضٍ، قَالَ : فَرَأَى نُورًا سَاطِعًا فِي أَسْفَلِهِمْ، فَقَالَ : يَا رَبِّ، مَنْ هٰذَا؟ قَالَ : هٰذَا ابْنُكَ أَحْمَدُ، هُوَ الْأَوَّلُ وَهُوَ الْآخِرُ، وَهُوَ أَوَّلُ شَافِعٍ .

”جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی، تو آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد کی خبر گیری کی، آپ علیہ السلام اپنی اولاد کی ایک دوسرے پر فضیلت دیکھنے لگے، تو آپ نے دیکھا کہ ان کے پیچھے نور پھیلا ہوا ہے، آدم علیہ السلام نے پوچھا: میرے رب! یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ آپ کے بیٹے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ یہ (فضیلت میں) پہلے ہیں اور (بعثت کے اعتبار سے) آخری ہیں۔ (روز قیامت) سب سے پہلے شفاعت یہی کریں گے۔“

(حديث السّراج : 2628، دلائل النّبوة للبَيْهقي : 483/5)

روایت ضعیف ومنکر ہے۔ مبارک بن فضالہ کی عبید اللہ بن عمر عمری سے کئی منکر روایات ہیں، یہ روایت انہی میں سے ہے۔

✿ امام علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عِنْدَ مُبَارَكٍ أَحَادِيثُ مَنَاكِيرُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ .

”مبارک بن فضالہ کی عبید اللہ بن عمر سے کئی منکر روایات ہیں۔“

(تاريخ بغداد للخطيب : 279/15، وسندهٗ صحيحٌ)

اگر کوئی اس روایت کو صحیح بھی کہے، تب بھی اسے نور محمدی کی تخلیق پر دلیل نہیں بنایا جا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



سکتا۔ سیدنا آدم علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے نور پھیلتا دیکھا، جو اس بات پر دلیل ہے کہ آپ ﷺ سے نور ہدایت سب سے زیادہ پھیلے گا۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ تمام انبیا کی بہ نسبت میرے متبعین زیادہ ہوں گے۔

اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی تخلیق نور سے ہوئی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو آدم علیہ السلام کا بیٹا قرار دیا، جب باپ آدم علیہ السلام مٹی سے تخلیق ہوئے، تو بیٹا بھی آدم علیہ السلام کی جنس بشریت سے ہے۔

**سوال**: امام بریلویت احمد رضا خان صاحب کہتے ہیں:

''انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام حج کرتے رہے، حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ہوا پر اڑتا جارہا تھا، جب کعبہ معظّمہ سے گزرا تو کعبہ رویا اور بارگاہ احدیت میں عرض کی کہ ایک نبی تیرے انبیاء سے اور ایک لشکر تیرے لشکروں سے گزرا نہ مجھ میں اترا، نہ نماز پڑھی، اس پر ارشاد باری تعالی ہوا نہ رو! میں تیرا حج اپنے بندوں پر فرض کروں گا جو تیری طرف ایسے ٹوٹیں گے کیسے پرندے اپنے گھونسلوں کی طرف اور ایسے روتے ہوئے دوڑیں گے جس طرح اونٹنی اپنے بچہ کے شوق میں اور تجھ میں نبی آخر الزمان کو پیدا کروں گا جو مجھے سب انبیاء سے زیادہ پیارا ہے صلی اللہ تعالے علیہ وسلم۔''

(ملفوظات، حصہ اول، ص74)

یہ واقعہ کہاں تک درست ہے؟

**جواب**: یہ سراسر جھوٹ ہے، کسی ثقہ روایت میں اس کا وجود نہیں۔

**سوال**: نبی کریم ﷺ کے چچا ابو طالب کا نام کیا تھا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جواب: نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے چچا ابو طالب کا نام عبد مناف تھا۔ روافض نے بغیر دلیل کے عمران نام مشہور کر دیا۔

سوال: کیا نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی پرورش آپ کے چچا ابو طالب نے کی؟

جواب: نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی پرورش آپ کے چچا ابو طالب نے نہیں کی۔ اس پر روافض نے چند روایات گھڑ کر عام کر دی ہیں۔

سوال: کیا نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنے چچا ابو طالب کا دودھ پیا تھا؟

جواب: روافض کی کتاب اصول کافی (۱/ ۶۵۸) میں ہے کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنے چچا ابو طالب کا دودھ پیا تھا۔ یہ دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ اسے ابو بصیر یحییٰ بن ابی قاسم، علی بن ابی حمزہ وغیرہ نے گھڑا ہے۔

سوال: کیا ابو طالب مسلمان تھے؟

جواب: ابو طالب کی موت ملت عبد المطلب پر ہوئی، یہ کافر ملت تھی۔ اس پر بے شمار احادیث صحیحہ دال ہیں، ائمہ اہل سنت میں ابو طالب کے اسلام کا کوئی بھی قائل نہیں۔

سوال: کیا یہ واقعہ ثابت ہے کہ ایک بڑھیا نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر کوڑا پھینکتی تھی؟

جواب: یہ واقعہ کسی مستند کتاب میں مذکور نہیں۔

سوال: اس حدیث کا کیا حکم ہے، جس میں ہے کہ قیامت کے قریب خاوند اپنی بیوی سے زنا کرے گا؟

جواب: ایسا کچھ ثابت نہیں، اس مفہوم کی ایک روایت منقول ہے۔

❀ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُطَلِّقُ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ، ثُمَّ يَجْحَدُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



طَلَاقَهَا فَيُقِيمُ عَلٰى فَرْجِهَا، فَهُمَا زَانِيَانِ مَا أَقَامَا.

''لوگوں پر ایک دور آئے گا، جب آدمی بیوی کو طلاق دے گا، پھر طلاق سے مکر جائے گا اور اس سے تعلق قائم کرنے لگے گا، یہ دونوں جب تک اکٹھے رہیں گے، زنا کرتے رہیں گے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 127/5)

باطل روایت ہے۔

① ابو عبیدہ عبد الوارث بن ابراہیم عسکری مجہول ہے۔

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَعْرِفْهُ.

''میں اسے نہیں جانتا۔''

(مَجمع الزّوائد : 212/5)

② سیف بن مسکین بصری ضعیف ومتروک ہے۔

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

''یہ قوی نہیں ہے۔''

(العِلَل: 219/1)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَأْتِي بِالْمَقْلُوبَاتِ وَالْأَشْيَاءِ الْمَوْضُوعَاتِ لَا يَحِلُّ الْاِحْتِجَاجُ بِهٖ.

''یہ مقلوب اور جھوٹی روایتیں بیان کرتا تھا، اس سے حجت پکڑنا جائز نہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(کتاب المَجروحین :347/1)

③ مبارک بن فضالہ مدلس ہے، سماع کی تصریح نہیں کی۔

④ حسن بصری کا عنعنہ ہے۔

**سوال**: حجر اسود کے چوری ہونے کا واقعہ کیسا ہے؟

**جواب**: بے سند اور بے حقیقت ہے۔

**سوال**: کیا شیطان نماز پڑھتا ہے؟

**جواب**: شیطان کا نماز پڑھنا ثابت نہیں۔ اس بارے میں ایک جھوٹی روایت بھی آتی ہے۔

❀ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كَانَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْجِنِّ تَأْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نِسَاءٍ مِنْ قَوْمِهَا فَأَبْطَأَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ أَتَتْهُ فَقَالَ لَهَا : مَا بَطَّأَ بِكِ عَنِّي؟ قَالَتْ : مَاتَ لَنَا مَيِّتٌ بِأَرْضِ الْهِنْدِ فَذَهَبْتُ فِي تَعْزِيَتِهِمْ فَإِنِّي أُخْبِرُكَ بِعَجَبٍ رَأَيْتُ فِي طَرِيقِي، قَالَ : وَمَا رَأَيْتِ؟ قَالَتْ : رَأَيْتُ إِبْلِيسَ قَائِمًا يُصَلِّي عَلٰى صَخْرَةٍ فَقُلْتُ لَهٗ : أَنْتَ إِبْلِيسُ؟ قَالَ : نَعَمْ قُلْتُ : مَا حَمَلَكَ عَلٰى أَنْ أَضْلَلْتَ آدَمَ وَفَعَلْتَ وفَعَلْتَ؟ قال : دَعِي هٰذَا عَنْكِ قُلْتُ : تُصَلِّي وَأَنْتَ وَأَنْتَ؟ قَالَ : نَعَمْ يَا فَارِعَةُ بِنْتَ الْعَبْدِ الصَّالِحِ، إِنِّي لَأَرْجُو مِنْ رَبِّي إِذَا أَبَرَّ قَسَمَهٗ فِي أَنْ يَغْفِرَ لِي قَالَ : فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ كَذٰلِكَ الْيَوْمِ .

''ایک جنی اپنی قوم کی عورتوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی، لیکن آنے میں تاخیر کر دی، نبی کریم ﷺ نے تاخیر کی وجہ دریافت فرمائی، کہنے لگی: ہندوستانی میں ہماری ایک فوتگی ہوگئی تھی، وہاں تعزیت کو گئی تھی۔ میں نے رستے میں ایک عجوبہ دیکھا، آپ کو بھی بتاتی ہوں، فرمایا: کیا دیکھا؟ کہنے لگی: میں نے ابلیس کو ایک چٹان پر نماز پڑھتے دیکھا، تو میں نے پوچھا: تو ابلیس ہے؟ کہنے لگا: ہاں، میں نے کہا: تو نے آدم علیہ السلام کو کیوں بہکایا اور فلاں فلاں کام کیوں کیے؟ کہنے لگا: جانے دو اس بات کو۔ میں نے کہا: بڑا نمازی بنا ہوا ہے، تو وہی نہیں تھا؟ کہنے لگا: ہاں، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ قسم کرکے مجھے بھی معاف کر دے۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو جتنا اس دن ہنستے دیکھا، کبھی نہیں دیکھا۔''

(تاريخ جرجان للسّهمي، ص 245-246)

روایت جھوٹی ہے۔

① مِنقر بن حکم نامعلوم ہے۔

✿ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُدْرٰى مَنْ ذَا، وَلَعَلَّهٗ وَضَعَ هٰذَا .

''اس کا کوئی اتہ پتہ نہیں، ممکن ہے یہ حدیث اسی کی گھڑنتل ہو۔''

(ميزان الاعتدال: 190/4)

② عبدالمومن بن احمد بن حوثرہ جرجانی کی توثیق نہیں مل سکی۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



③ لہیعہ بن عبداللہ بن لہیعہ کے حالات زندگی نہیں ملے۔

④ عبداللہ بن لہیعہ مختلط، مدلس اور ضعیف ہے۔

⑤ ابوالزبیر مدلس کا عنعنہ ہے۔

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُّحَالٌ .

''اس کا حدیث ہونا محال ہے۔''

(المَوْضوعات:206/1)

**سوال**: حدیث إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي کا کیا معنی ہے؟

**جواب**: یہ متفق علیہ روایت ہے۔ صحیح بخاری (۷۱) صحیح مسلم (۱۰۳۷) میں آتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے کتاب العلم اور کتاب الغنائم میں ذکر کیا ہے۔ معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے علم نبوت سے نوازتا ہے اور میں اس کی تبلیغ کرتا ہوں۔ یا اللہ تعالیٰ مال غنیمت عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کر دیتا ہوں۔ یہ تحت الاسباب امداد ہے۔

**سوال**: ماہ محرم اور ماہ صفر میں شادی کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: جائز ہے۔ ممانعت کی کوئی دلیل نہیں۔ نکاح عمل خیر ہے، کسی بھی وقت سر انجام دیا جا سکتا ہے، البتہ حالت احرام میں نکاح کرنا، کروانا جائز نہیں۔

**سوال**: آیت: ﴿وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى﴾ کا کیا معنی ہے؟

**جواب**: معنی یہ ہے: ''اے نبی! آپ عالم نہ تھے، اللہ نے آپ کی علم وحی سے راہنمائی کی اور آپ کو سرچشمہ ہدایت بنا دیا۔''

یا اس کا معنی ہے: ''آپ (ایمان اور شریعت کی تفصیل سے) بے خبر تھے، تو اللہ تعالیٰ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



نے آپ کی راہنمائی کردی۔''

اس معنی کی تائید دیگر آیات بینات سے ہوتی ہے:

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا نَهْدِي بِهٖ مَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾(الشُّورٰی : ٥٢)

''آپ کتاب وایمان سے واقف نہ تھے، ہم نے اپنے حکم سے آپ کی طرف روح القدس جبریل امین کو (وحی دے کر) بھیجا، ہم اس وحی کو اپنے چنیدہ بندوں کے لیے راہ ہدایت بنا دیا اور آپ کو جادۂ مستقیم کا داعی بنا دیا۔''

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا﴾(النّساء : ١١٣)

''اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب وحکمت نازل کی اور آپ کو وہ کچھ سکھایا، جو آپ پہلے جانتے نہیں تھے، آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔''

❁ نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِينِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ﴾(العَنْکبوت : ٤٨)

''نزول قرآن سے قبل آپ کوئی کتاب پڑھ سکتے تھے، نہ لکھ، (کیوں کہ اگر ایسا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہوتا، تب تو) باطل لوگ شک کا شکار ہوتے۔“

لہٰذا آیت کا یہ ترجمہ کرنا ”اور تمہیں اپنی محبت میں خودرفتہ پایا، تو اپنی طرف راہ دی۔“ (کنز الایمان) درست نہیں۔

**سوال**: روایت: مَا فُقِدَ جَسَدُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ...... کیسی ہے؟

**جواب**: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی قول ہے:

مَا فُقِدَ جَسَدُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَسْرٰى بِرُوحِهٖ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم وہیں رہا، اللہ نے آپ کی روح کو معراج کروایا۔“

(سيرة ابن اسحاق، ص 295)

اس کی سند سخت ضعیف ہے۔ ”بعض آل ابی بکر“ مجہول ہیں۔

❀ امام قوام السنہ اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ، وَهُوَ مِمَّا وُضِعَ رَدًّا لِّلْحَدِيثِ الصَّحِيحِ .

”یہ روایت ثابت نہیں، اسے صحیح حدیث رد کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہے۔“

(الحُجّة في بيان المَحجّة: 540/1)

**سوال**: کیا آدم علیہ السلام نبی تھے؟

**جواب**: جی ہاں، آدم علیہ السلام نبی تھے۔

❀ سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا قَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَنَبِيًّا كَانَ آدَمُ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ :

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



كَمْ كَانَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ؟ قَالَ : عَشَرَةُ قُرُونٍ، قَالَ :

كَمْ كَانَ بَيْنَ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ؟ قَالَ : عَشَرَةُ قُرُونٍ، قَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَمْ كَانَتِ الرُّسُلُ؟ قَالَ : ثَلَاثُ مِائَةٍ وَثَلَاثَةَ عَشَرَ .

”ایک آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! کیا سیدنا آدم علیہ السلام نبی تھے؟ فرمایا: جی ہاں، پوچھا: آدم علیہ السلام اور نوح وابراہیم علیہما السلام کے درمیان کتنا وقفہ ہے؟ فرمایا: دس صدیاں، پوچھا: نوح اور ابراہیم علیہما السلام کے مابین کتنا وقفہ ہے؟ فرمایا: دس صدیاں، پوچھا: اللہ کے رسول! رسولوں کی تعداد کتنی ہیں؟ فرمایا: تین سو تیرہ۔“

(المُعجم الكبير للطّبراني : 7545، وسندهٗ حسنٌ متصلٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۶۱۹۰) نے ”صحیح“ اور امام حاکم رحمہ اللہ (۳۰۳۹) نے مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

یہ حدیث نص ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام نبی تھے، اسی طرح قرآن وحدیث میں بہت سے عمومی دلائل ہیں، جن سے سیدنا آدم علیہ السلام کا نبی ہونا ثابت ہوتا ہے۔

**سوال**: شوہر گم ہو گیا، بیوی نے عقد ثانی کر لیا، بعد میں پہلا شوہر واپس آ گیا، تو بیوی پر کس کا حق ہے؟

**جواب**: عقد ثانی کے بعد پہلا شوہر واپس آ گیا اور دوسرے شوہر نے خلوت اختیار نہیں کی، تو بیوی پہلے کے پاس جائے گی۔ اگر دوسرے شوہر نے تعلق قائم کر لیا، تو پہلا شوہر بغیر طلاق لیے اسے اپنے پاس لا سکتا ہے، لیکن تعلق قائم کرنے کے لیے ایک حیض تک انتظار کرے گا۔ اگر پہلا خاوند واپس نہ لانا چاہے، تو دوسرے خاوند سے حق مہر وصول کر لے۔

**سوال**: یہ کہنا کہ قرآن قدیم ہے، کہاں تک درست ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



**جواب**: قرآن کریم کو قدیم کہنا بدعی کلمہ ہے۔سلف امت اور ائمہ سے ثابت نہیں۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُمْ مُتَّفِقُونَ عَلٰى أَنَّهٗ لَيْسَ بِمَخْلُوقٍ مُنْفَصِلٍ وَمُتَّفِقُونَ عَلٰى أَنَّ كَلَامَ اللّٰهِ قَائِمٌ بِذَاتِهٖ وَكَانَ أَئِمَّةُ السُّنَّةِ كَأَحْمَدَ وَأَمْثَالِهٖ وَالْبُخَارِيِّ وَأَمْثَالِهٖ ودَاوُدَ وَأَمْثَالِهٖ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَأَمْثَالِهٖ وَابْنِ خُزَيْمَةَ وَعُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ الدَّارِمِيِّ وَابْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَغَيْرِهِمْ؛ مُتَّفِقِينَ عَلٰى أَنَّ اللّٰهَ يَتَكَلَّمُ بِمَشِيئَتِهٖ وَقُدْرَتِهٖ؛ وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِّنْهُمْ أَنَّ الْقُرْآنَ قَدِيمٌ؛ وَأَوَّلُ مَنْ شُهِرَ عَنْهُ أَنَّهٗ قَالَ ذٰلِكَ هُوَ ابْنُ كُلَّابٍ .

''اہل سنت کا اتفاق ہے کہ قرآن کریم مخلوق نہیں ہے، باری تعالیٰ سے صادر ہونے والا کلام ہے، نیز سب متفق ہیں کہ اللہ کا کلام اس کی ذات سے قائم ہے۔امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام داود، امام عبداللہ بن مبارک، امام ابن خزیمہ، امام عثمان بن سعید دارمی، امام ابن ابی شیبہ وغیرہم اور ان جیسے سب ائمہ رحمہم اللہ کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مشیت اور قدرت سے کلام کرتا ہے، ان میں سے کسی نے نہیں کہا کہ قرآن قدیم ہے،سب سے پہلا شخص،جس سے یہ کہنا مشہور ہوا وہ ابن کلاب ہے۔''

(مجموع الفتاوٰی : 5/532-533)

❀ نیز فرماتے ہیں:

إِنَّ السَّلَفَ قَالُوا : الْقُرْآنُ كَلَامُ اللّٰهِ مُنَزَّلٌ غَيْرُ مَخْلُوقٍ وَقَالُوا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



: لَمْ يَزَلْ مُتَكَلِّمًا إِذَا شَاءَ، فَبَيَّنُوا أَنَّ كَلَامَ اللّٰهِ قَدِيمٌ أَيْ جِنْسُهُ قَدِيمٌ لَمْ يَزَلْ وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ إِنَّ نَفْسَ الْكَلَامِ الْمُعَيَّنِ قَدِيمٌ وَلَا قَالَ أَحَدٌ مِنْهُمْ : اَلْقُرْآنُ قَدِيمٌ؛ بَلْ قَالُوا : إِنَّهُ كَلَامُ اللّٰهِ مُنَزَّلٌ غَيْرُ مَخْلُوقٍ وَإِذَا كَانَ اللّٰهُ قَدْ تَكَلَّمَ بِالْقُرْآنِ بِمَشِيئَتِهٖ كَانَ الْقُرْآنُ كَلَامَهُ وَكَانَ مُنَزَّلًا مِنْهُ غَيْرَ مَخْلُوقٍ وَلَمْ يَكُنْ مَعَ ذٰلِكَ أَزَلِيًّا قَدِيمًا بِقِدَمِ اللّٰهِ وَإِنْ كَانَ اللّٰهُ لَمْ يَزَلْ مُتَكَلِّمًا إِذَا شَاءَ فَجِنْسُ كَلَامِهٖ قَدِيمٌ .

''سلف صالحین کہتے ہیں: قرآن کریم اللہ کا نازل کردہ کلام ہے، مخلوق نہیں ہے، نیز کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے متکلم ہے، لہٰذا اہل سنت نے واضح کر دیا کہ کلام اللہ کی جنس قدیم ہے، وہ ہمیشہ سے متکلم ہے، کسی نے یہ نہیں کہا کہ کوئی معین کلام قدیم ہے، نہ کسی نے یہ کہا کہ قرآن قدیم ہے، بلکہ یہ کہا ہے: قرآن اللہ کا کلام ہے، اس کی طرف سے نازل شدہ ہے، مخلوق نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیئت سے قرآن کی صورت میں کلام کیا، تو قرآن اللہ کا کلام ہوا، جو اس کی طرف سے نازل کردہ ہے، مخلوق نہیں ہے، لیکن یہ نہیں کہ قرآن ازلی اور قدیم ہے، جیسا اللہ کی ذات قدیم ہے۔ اللہ ہمیشہ سے متکلم ہے، جب چاہتا ہے، کلام کرتا ہے، لہٰذا اس کے کلام کی جنس قدیم ہے۔''

(مجموع الفتاویٰ : 54/12)

❀ نیز فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



إِذَا قَالَ قَائِلٌ : اَلْقُرْآنُ قَدِيمٌ وَأَرَادَ بِهِ أَنَّهٗ نَزَلَ مِنْ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِمَائَةِ سَنَةٍ، وَهُوَ الْقَدِيمُ فِي اللُّغَةِ، أَوْ أَرَادَ أَنَّهٗ مَكْتُوبٌ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ قَبْلَ نُزُولِ الْقُرْآنِ، فَإِنَّ هٰذَا مِمَّا لَا نِزَاعَ فِيهِ .

''جب کوئی کہے کہ قرآن قدیم ہے اور اس کی مراد یہ ہو کہ یہ سات سو سال پہلے نازل ہوا، تو یہ لغوی طور پر قدیم ہوا، یا مراد لے کہ یہ نزول سے پہلے لوح محفوظ میں لکھا ہوا تھا، تو اس کے صحیح ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں۔''

(دَرْءُ تعارُض العقل والنّقل :67/1)

❁ مزید فرماتے ہیں:

أَمَّا صَوْتُ الْعَبْدِ، فَهُوَ مَخْلُوقٌ وَقَدْ صَرَّحَ أَحْمَدُ وَغَيْرُهٗ بِأَنَّ الصَّوْتَ الْمَسْمُوعَ صَوْتُ الْعَبْدِ وَلَمْ يَقُلْ أَحْمَد قَطُّ : مَنْ قَالَ : إِنَّ صَوْتِي بِالْقُرْآنِ مَخْلُوقٌ فَهُوَ جَهْمِيٌّ وَإِنَّمَا قَالَ : مَنْ قَالَ لَفْظِي بِالْقُرْآنِ، وَالْفَرْقِ بَيْنَ لَفْظِ الْكَلَامِ وَصَوْتِ الْمُبَلِّغِ لَهٗ فَرْقٌ وَاضِحٌ، فَكُلُّ مَنْ بَلَّغَ كَلَامَ غَيْرِهٖ بِلَفْظِ ذٰلِكَ الرَّجُلِ فَإِنَّمَا بَلَّغَ لَفْظَ ذٰلِكَ الْغَيْرِ لَا لَفْظَ نَفْسِهٖ وَهُوَ إِنَّمَا بَلَّغَهٗ بِصَوْتِ نَفْسِهٖ لَا بِصَوْتِ ذٰلِكَ الْغَيْرِ وَنَفْسُ اللَّفْظِ وَالتِّلَاوَةِ وَالْقِرَاءَةِ وَالْكِتَابَةِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ لَمَّا كَانَ يُرَادُ بِهِ الْمَصْدَرُ الَّذِي هُوَ حَرَكَاتُ الْعِبَادِ وَمَا يَحْدُثُ عَنْهَا مِنْ أَصْوَاتِهِمْ وَشَكْلِ الْمِدَادِ وَيُرَادُ بِهٖ نَفْسُ الْكَلَامِ الَّذِي يَقْرَؤُهُ التَّالِي وَيَتْلُوهُ وَيَلْفِظُ بِهٖ وَيَكْتُبُهٗ مَنَعَ أَحْمَدُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



وَغَيْرُهُ مِنْ إِطْلَاقِ النَّفْيِ وَالْإِثْبَاتِ الَّذِي يَقْتَضِي جَعْلَ صِفَاتِ اللّٰهِ مَخْلُوقَةً أَوْ جَعْلَ صِفَاتِ الْعِبَادِ وَمِدَادِهِمْ غَيْرَ مَخْلُوقٍ، وَقَالَ أَحْمَدُ : نَقُولُ : الْقُرْآنُ كَلَامُ اللّٰهِ غَيْرُ مَخْلُوقٍ حَيْثُ تَصَرَّفَ، أَيْ حَيْثُ تُلِيَ وَكُتِبَ وَقُرِءَ مِمَّا هُوَ فِي نَفْسِ الْأَمْرِ كَلَامُ اللّٰهِ فَهُوَ كَلَامُهُ وَكَلَامُهُ غَيْرُ مَخْلُوقٍ وَمَا كَانَ مِنْ صِفَاتِ الْعِبَادِ وَأَفْعَالِهِمُ الَّتِي يَقْرَؤُونَ وَيَكْتُبُونَ بِهَا كَلَامَهُ كَأَصْوَاتِهِمْ وَمِدَادِهِمْ فَهُوَ مَخْلُوقٌ وَلِهٰذَا مَنْ لَمْ يَهْتَدِ إِلٰى هٰذَا الْفَرْقِ يَحَارُ فَإِنَّهُ مَعْلُومٌ أَنَّ الْقُرْآنَ وَاحِدٌ وَيَقْرَؤُهُ خَلْقٌ كَثِيرٌ وَالْقُرْآنُ لَا يَكْثُرُ فِي نَفْسِهٖ بِكَثْرَةِ قِرَاءَةِ الْقُرَّاءِ وَإِنَّمَا يَكْثُرُ مَا يَقْرَءُونَ بِهِ الْقُرْآنَ فَمَا يَكْثُرُ وَيَحْدُثُ فِي الْعِبَادِ فَهُوَ مَخْلُوقٌ وَالْقُرْآنُ نَفْسُهُ لَفْظُهُ وَمَعْنَاهُ الَّذِي تَكَلَّمَ اللّٰهُ بِهٖ وَسَمِعَهُ جِبْرِيلُ مِنَ اللّٰهِ وَسَمِعَهُ مُحَمَّدٌ مِنْ جِبْرِيلَ وَبَلَّغَهُ مُحَمَّدٌ إِلَى النَّاسِ وَأَنْذَرَ بِهِ الْأُمَمَ؛ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿لِأُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ﴾ قُرْآنٌ وَاحِدٌ وَهُوَ كَلَامُ اللّٰهِ لَيْسَ بِمَخْلُوقٍ .

”انسان کی آواز تو مخلوق ہے، امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ نے صراحت کی ہے کہ جو آواز سنی جاتی ہے، وہ انسان کی اپنی آواز ہے، امام احمد رحمہ اللہ نے ایسا کبھی نہیں فرمایا: جس شخص نے کہا کہ میری تلاوتِ قرآن کی آواز مخلوق ہے، وہ جہمی ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



بلکہ امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: جس نے کہا کہ میں جو الفاظ ادا کر رہا ہوں، وہ مخلوق ہیں، (وہ جہمی ہے۔) کلام اوراس کی تبلیغ کرنے والے کی آواز، دونوں میں واضح فرق ہے۔لہٰذا جو کسی دوسرے کی بات اسی کے الفاظ میں آگے بیان کرتا ہے،تو وہ اسی کے الفاظ آگے بیان کر رہا ہے، اپنے الفاظ نہیں۔ ہاں اس نے اپنی آواز سے آگے بیان کیا، نہ کہ دوسرے شخص کی آواز سے۔لہٰذا الفاظ، تلاوت، قرأت اور کتابت وغیرہ سے مراد اگر ان کی جائے صدور مثلاً بندوں کی حرکات، ان سے پیدا ہونے والی آواز اور سیاہی سے لکھے گئے الفاظ کی ساخت وغیرہ کو بھی لیا جائے اور اس کلام کو بھی مراد لیا جائے، جو تلاوت کرنے والا تلاوت کرتا ہے اور لکھتا ہے،تو اس بارے میں امام احمد اور دیگر اہل علم رحمہم اللہ نے نفی یا اثبات کرنے سے منع کیا ہے، کہ جو باری تعالیٰ کی صفات کو مخلوق بنا دے اور مخلوق کی صفات اور سیاہی کو غیر مخلوق قرار دے۔امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قرآن اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے، جیسے بھی تصرف کرے، یعنی جہاں بھی تلاوت کیا جائے،لکھا جائے اور اس حقیقی کلام اللہ کی قرأت کی جائے،تو یہ اللہ کا کلام ہے اور اس کا کلام مخلوق نہیں ہوتا، ہاں جو بندوں کی صفات اور افعال مثلاً اپنی آواز کے ساتھ کلام اللہ کی قرأت کرتے ہیں اور اپنی سیاہی سے اسے لکھتے ہیں،تو یہ مخلوق ہے۔اس لیے جو اس فرق کو سمجھ نہیں پایا، وہ پریشان ہے، کیونکہ یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ قرآن ایک ہی ہے،لیکن اسے پڑھنے والے بہت سے لوگ ہیں، قارئین کی قرأت سے قرآن زیادہ نہیں ہو سکتے، ہاں وہ (آوازیں) زیادہ ہو سکتی ہیں، جن سے لوگ قرآن کو پڑھتے ہیں، جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



چیز زیادہ ہو جائے اور بندوں میں پیدا ہو، وہ مخلوق ہے، لیکن قرآن کے الفاظ اور معانی کہ جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کلام کیا، جبریل امین علیہ السلام نے اللہ سے سنا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے سنا اور لوگوں تک پہنچایا، اس سے امتوں کو خبردار کیا جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ''تا کہ میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس قرآن کے ذریعہ تمہیں اور جن تک قرآن پہنچے ان کو (اللہ کے عذاب) سے ڈراؤں۔'' وہ قرآن واحد ہے، جو کہ اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے۔''

(مَجموع الفتاوي: 12/74-75)

**سوال**: اللہ تعالیٰ کی جوہر و اعراض سے تنزیہ کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: اللہ تعالیٰ کے حق میں یہ بدعی الفاظ ہیں، شریعت میں ان پر کوئی دلیل نہیں۔ نہ ہی سلف امت ان کے قائل تھے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الشَّرْعُ فَلَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ هٰذِهِ الْأَسْمَاءِ فِي حَقِّ اللّٰهِ، لَا بِنَفْيٍ وَّلَا إِثْبَاتٍ، وَلَمْ يَنْطِقْ أَحَدٌ مِّنْ سَلَفِ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّتِهَا فِي حَقِّ اللّٰهِ تَعَالٰى بِذٰلِكَ، لَا نَفْيًا وَّلَا إِثْبَاتًا، بَلْ قَوْلُ الْقَائِلِ: إِنَّ اللّٰهَ جِسْمٌ أَوْ لَيْسَ بِجِسْمٍ، أَوْ جَوْهَرٌ أَوْ لَيْسَ بِجَوْهَرٍ، أَوْ مُتَحَيِّزٌ أَوْ لَيْسَ بِمُتَحَيِّزٍ، أَوْ فِي جِهَةٍ أَوْ لَيْسَ فِي جِهَةٍ، أَوْ تَقُومُ بِهِ الْأَعْرَاضُ وَالْحَوَادِثُ أَوْ لَا تَقُومُ بِهِ، وَنَحْوُ ذٰلِكَ، كُلُّ هٰذِهِ الْأَقْوَالِ مُحْدَثَةٌ بَيْنَ أَهْلِ الْكَلَامِ الْمُحْدَثِ، لَمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



يَتَكَلَّمِ السَّلَفُ وَالْأَئِمَّةُ فِيهَا، لَا بِإِطْلَاقِ النَّفْيِ وَلَا بِإِطْلَاقِ الْإِثْبَاتِ، بَلْ كَانُوا يُنْكِرُونَ عَلَى أَهْلِ الْكَلَامِ الَّذِينَ يَتَكَلَّمُونَ بِمِثْلِ هٰذَا النَّوْعِ فِي حَقِّ اللّٰهِ تَعَالٰى نَفْيًا وَّإِثْبَاتًا .

”شریعت میں یہ نام اللہ تعالیٰ کے حق میں مستعمل نہیں، نہ نفی میں اور نہ اثبات میں۔ اسلاف اُمت اور ائمہ سلف میں سے کسی نے اللہ تعالیٰ کے لیے یہ الفاظ استعمال نہیں کیے،نفی میں، نہ اثبات میں، بلکہ یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ جسم ہے، یا جسم نہیں ہے، جوہر ہے یا جوہر نہیں ہے، جگہ گھیرتا ہے یا نہیں گھیرتا، سمت میں ہے، یا نہیں ہے، اس کے ذریعے تمام اعراض وحوادث قائم ہیں یا قائم نہیں ہیں، وغیرہ وغیرہ، یہ تمام باتیں اہل کلام کی گھڑنتل ہیں، اس کی نفی یا اثبات کے بارے میں سلف اور ائمہ میں سے کسی نے گفتگو نہیں کی، بلکہ وہ تو اہل کلام پر رد کرتے تھے، جو اللہ تعالیٰ کے لیے نفی یا اثبات میں ایسی باتیں کرتے تھے۔“

(دَرء تعارُض العَقل والنّقل :133/1)

**سوال**: کیا کلام الٰہی صوت وحروف کا نام ہے؟

**جواب**: قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا حقیقی کلام ہے، جسے اس نے صوت وحروف کے ساتھ تکلم کیا ہے، جبریل امین علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل سے سنا اور اُمت تک پہنچایا۔ قرآن کریم کے الفاظ ومعانی من جانب اللہ ہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِذَا تَكَلَّمَ اللّٰهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّمَاءِ .

”جب اللہ تعالیٰ وحی کے ساتھ کلام کرتا ہے،تو آسمان والے فرشتے سنتے ہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(التّوحید لابن خُزَیمة : 351/1، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْأَئِمَّةَ وَالسَّلَفَ اتَّفَقُوا عَلٰى أَنَّ الْقُرْآنَ كَلَامُ اللّٰهِ غَيْرُ مَخْلُوقٍ، بَلْ هُوَ الَّذِي تَكَلَّمَ بِهٖ بِقُدْرَتِهٖ وَمَشِيئَتِهٖ، لَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ: إِنَّهٗ مَخْلُوقٌ، وَلَا إِنَّهٗ قَدِيمٌ.

''ائمہ اور سلف اُمت کا اتفاق ہے کہ قرآن کلام اللہ ہے، مخلوق نہیں، یہ وہی کلام ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور مشیئت سے کلام کیا، کسی امام نے اسے مخلوق یا قدیم نہیں کہا۔''

(مِنھاج السّنة : 416/5)

❁ نیز فرماتے ہیں:

اِسْتَفَاضَتِ الْآثَارُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ أَئِمَّةِ السُّنَّةِ أَنَّهٗ سُبْحَانَهٗ يُنَادِي بِصَوْتٍ، نَادٰى مُوسٰى وَيُنَادِي عِبَادَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَوْتٍ وَيَتَكَلَّمُ بِالْوَحْيِ بِصَوْتٍ وَلَمْ يُنْقَلُ عَنْ أَحَدٍ مِنَ السَّلَفِ أَنَّهٗ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ يَتَكَلَّمُ بِلَا صَوْتٍ أَوْ بِلَا حَرْفٍ وَلَا أَنَّهٗ أَنْكَرَ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللّٰهُ بِصَوْتٍ أَوْ بِحَرْفٍ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور بعد والے ائمہ اہل سنت سے روایات مشہور ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آواز کے ساتھ صدا لگاتا ہے، اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نے موسیٰ علیہ السلام کو ندا لگائی، نیز اللہ تعالیٰ روز قیامت اپنے بندوں کو آواز کے ساتھ ندا لگائے گا۔ اللہ تعالیٰ وحی کو آواز کے ساتھ کلام کرتا ہے، سلف میں سے کسی سے منقول نہیں کہ اس نے کہا ہو: اللہ تعالیٰ بغیر صوت یا حروف کے کلام کرتا ہے، یہ بھی سلف میں سے کسی سے منقول نہیں کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے صوت و حروف سے تکلم کرنے کا انکار کیا ہو۔“

(مَجموع الفتاویٰ: 304/12)

❁ نیز فرماتے ہیں:

مِنَ الْإِيمَانِ بِاللّٰهِ وَكُتُبِهِ؛ الْإِيمَانُ بِأَنَّ الْقُرْآنَ كَلَامُ اللّٰهِ مُنَزَّلٌ غَيْرُ مَخْلُوقٍ مِنْهُ بَدَأَ وَإِلَيْهِ يَعُودُ؛ وَأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى تَكَلَّمَ بِهِ حَقِيقَةً وَأَنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ الَّذِي أَنْزَلَهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ كَلَامُ اللّٰهِ حَقِيقَةً لَا كَلَامُ غَيْرِهِ؛ وَلَا يَجُوزُ إِطْلَاقُ الْقَوْلِ بِأَنَّهُ حِكَايَةٌ عَنْ كَلَامِ اللّٰهِ أَوْ عِبَارَةٌ عَنْهُ بَلْ إِذَا قَرَأَهُ النَّاسُ أَوْ كَتَبُوهُ بِذٰلِكَ فِي الْمَصَاحِفِ، لَمْ يَخْرُجْ بِذٰلِكَ عَنْ أَنْ يَكُونَ كَلَامَ اللّٰهِ تَعَالٰى حَقِيقَةً فَإِنَّ الْكَلَامَ إِنَّمَا يُضَافُ حَقِيقَةً إِلٰى مَنْ قَالَهُ مُبْتَدِئًا لَا إِلٰى مَنْ قَالَهُ مُبَلِّغًا مُؤَدِّيًا، وَهُوَ كَلَامُ اللّٰهِ؛ حُرُوفُهُ وَمَعَانِيهِ؛ لَيْسَ كَلَامُ اللّٰهِ الْحُرُوفَ دُونَ الْمَعَانِي وَلَا الْمَعَانِيَ دُونَ الْحُرُوفِ.

”اللہ اور اس کی کتب پر ایمان لانے میں سے ہے کہ اس بات پر ایمان لایا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



جائے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ کلام ہے،مخلوق نہیں ہے،اس کی ابتدا اللہ سے ہوئی اور اسی کی طرف لوٹ جائے گا، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو حقیقت میں کلام کیا، یہ قرآن، جسے اللہ تعالیٰ نے محمد کریم ﷺ نازل کیا، یہ اللہ تعالیٰ کا حقیقی کلام ہے، نہ کہ کسی دوسرے کا۔ یہ کہنا جائز نہیں کہ قرآن اللہ تعالیٰ کے کلام کی حکایت ہے یا اس کے کلام کی تعبیر ہے۔ بلکہ جب اسے لوگ پڑھتے ہیں یا مصحف میں لکھتے ہیں، تب بھی یہ اللہ تعالیٰ کے حقیقی کلام ہونے سے خارج نہیں ہوتا، کیونکہ کلام کو حقیقت میں اسی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، جس نے اسے سب سے پہلے تکلم کیا ہو، نہ کہ اس شخص کی طرف، جس نے اسے حکایت کے طور پر تکلم کیا ہو۔ کلام اللہ حروف ومعانی دونوں کا نام ہے، کلام اللہ صرف حروف یا صرف معانی کا نام نہیں۔''

(مجموع الفتاویٰ: 3/144)

❀ نیز فرماتے ہیں:

إِنَّ كَلَامَ اللّٰهِ هَلْ هُوَ حَرْفٌ وَّصَوْتٌ أَمْ لَا؟ فَإِنَّ إِطْلَاقَ الْجَوَابِ فِي هٰذِهِ الْمَسْأَلَةِ نَفْيًا وَإِثْبَاتًا خَطَأٌ وَهِيَ مِنَ الْبِدَعِ الْمُوَلَّدَةِ الْحَادِثَةِ بَعْدَ الْمِائَةِ الثَّالِثَةِ لَمَّا قَالَ قَوْمٌ مِنْ مُتَكَلِّمَةِ الصِّفَاتِيَةِ : إِنَّ كَلَامَ اللّٰهِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلٰى أَنْبِيَائِهِ كَالتَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَالَّذِي لَمْ يُنَزِّلْهُ وَالْكَلِمَاتِ الَّتِي كَوَّنَ بِهَا الْكَائِنَاتِ وَالْكَلِمَاتِ الْمُشْتَمِلَةِ عَلٰى أَمْرِهٖ وَنَهْيِهٖ وَخَبَرِهٖ لَيْسَتْ إِلَّا مُجَرَّدَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



مَعْنًى وَاحِدٍ هُوَ صِفَةٌ وَاحِدَةٌ قَامَتْ بِاللّٰهِ إِنْ عُبِّرَ عَنْهَا بِالْعِبْرَانِيَةِ كَانَتْ التَّوْرَاةَ وَإِنْ عُبِّرَ عَنْهَا بِالْعَرَبِيَّةِ كَانَتْ الْقُرْآنَ وَإِنَّ الْأَمْرَ وَالنَّهْيَ وَالْخَبَرَ صِفَاتٌ لَّهَا لَا أَقْسَامٌ لَهَا وَإِنَّ حُرُوفَ الْقُرْآنِ مَخْلُوقَةٌ خَلَقَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ بِهَا وَلَيْسَتْ مِنْ كَلَامِهِ؛ إِذْ كَلَامُهُ لَا يَكُونُ بِحَرْفٍ وَصَوْتٍ، عَارَضَهُمْ آخَرُونَ مِنَ الْمُثْبِتَةِ فَقَالُوا : بَلِ الْقُرْآنُ هُوَ الْحُرُوفُ وَالْأَصْوَاتُ وَتَوَهَّمَ قَوْمٌ أَنَّهُمْ يَعْنُونَ بِالْحُرُوفِ الْمِدَادَ وَبِالْأَصْوَاتِ أَصْوَاتَ الْعِبَادِ وَهٰذَا لَمْ يَقُلْهُ عَالِمٌ، وَالصَّوَابُ الَّذِي عَلَيْهِ سَلَفُ الْأُمَّةِ كَالْإِمَامِ أَحْمَدَ وَالْبُخَارِيِّ صَاحِبِ الصَّحِيحِ فِي كِتَابِ خَلْقِ أَفْعَالِ الْعِبَادِ وَغَيْرِهِ وَسَائِرِ الْأَئِمَّةِ قَبْلَهُمْ وَبَعْدَهُمْ أَتْبَاعُ النُّصُوصِ الثَّابِتَةِ وَإِجْمَاعِ سَلَفِ الْأُمَّةِ وَهُوَ أَنَّ الْقُرْآنَ جَمِيعَهُ كَلَامُ اللّٰهِ حُرُوفُهُ وَمَعَانِيهِ لَيْسَ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ كَلَامًا لِغَيْرِهِ؛ وَلٰكِنْ أَنْزَلَهُ عَلٰى رَسُولِهِ وَلَيْسَ الْقُرْآنُ اسْمًا لِمُجَرَّدِ الْمَعْنٰى وَلَا لِمُجَرَّدِ الْحَرْفِ؛ بَلْ لِمَجْمُوعِهِمَا وَكَذٰلِكَ سَائِرِ الْكَلَامِ لَيْسَ هُوَ الْحُرُوفَ فَقَطْ؛ وَلَا الْمَعَانِي فَقَطْ، كَمَا أَنَّ الْإِنْسَانَ الْمُتَكَلِّمَ النَّاطِقَ لَيْسَ هُوَ مُجَرَّدَ الرُّوحِ وَلَا مُجَرَّدَ الْجَسَدِ؛ بَلْ مَجْمُوعُهُمَا، وَأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَتَكَلَّمُ بِصَوْتٍ كَمَا جَاءَتْ بِهِ الْأَحَادِيثُ الصِّحَاحُ وَلَيْسَ ذٰلِكَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



كَأَصْوَاتِ الْعِبَادِ لَا صَوْتِ الْقَارِءِ وَلَا غَيْرِهٖ، وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ لَا فِي ذَاتِهٖ وَلَا فِي صِفَاتِهٖ وَلَا فِي أَفْعَالِهٖ، فَكَمَا لَا يُشْبِهُ عِلْمُهٗ وَقُدْرَتُهٗ وَحَيَاتُهٗ عِلْمَ الْمَخْلُوقِ وَقُدْرَتَهٗ وَحَيَاتَهٗ، فَكَذٰلِكَ لَا يُشْبِهُ كَلَامُهٗ كَلَامَ الْمَخْلُوقِ وَلَا مَعَانِيهِ تُشْبِهُ مَعَانِيَهٗ وَلَا حُرُوفُهٗ تُشْبِهُ حُرُوفَهٗ وَلَا صَوْتُ الرَّبِّ يُشْبِهُ صَوْتَ الْعَبْدِ فَمَنْ شَبَّهَ اللّٰهَ بِخَلْقِهٖ فَقَدْ أَلْحَدَ فِي أَسْمَائِهٖ وَآيَاتِهٖ وَمَنْ جَحَدَ مَا وَصَفَ بِهٖ نَفْسَهٗ فَقَدْ أَلْحَدَ فِي أَسْمَائِهٖ وَآيَاتِهٖ.

”کلام اللہ کیا حرف وصوت ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں نفیا یا اثباتا کوئی جواب دینا خطا ہے۔ یہ بدعت ہے اور تیسری صدی کے بعد پیدا ہوئی ہے۔ یہ بدعی نظریہ ہے، جس کا آغاز تین سو سال کے بعد اس وقت ہوا، جب صفات (کا انکار کرنے والے) اہل کلام کی ایک جماعت نے کہا: ”اللہ کا وہ کلام جو انبیا پر نازل ہوا، مثلاً تورات، انجیل اور قرآن۔ اور وہ کلام جو اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں کیا، وہ کلمات جن سے کائنات کی تخلیق کی اور وہ کلمات، جو اللہ تعالیٰ کے حکم، نہی اور خبر پر مشتمل ہیں، وہ فقط ایک معنوی کلام ہے، ایک صفت ہے، جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہے، اسے عبرانی میں تعبیر کیا گیا، تو تورات بن گئی، عربی میں تعبیر کیا گیا، تو قرآن بن گیا۔ اور امر، نہی اور خبر ان کی صفات ہیں، اقسام نہیں۔ قرآن کے حروف مخلوق ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا ہے، ان سے کلام نہیں کیا اور نہ یہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں سے ہیں، کیونکہ باری تعالیٰ کا کلام

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



نہ حرف کے ساتھ ہوتا ہے اور نہ صوت (آواز) کے ساتھ۔‘‘

ان (اہل کلام) کی مخالفت دوسروں نے کی، جو (کلام الٰہی کے صوت وحروف کا) اثبات کرتے ہیں، انہوں نے کہا: بلکہ قرآن حروف اور اصوات (آواز) پر مشتمل ہے۔ کچھ لوگوں کو وہم ہوا کہ ان اہل علم نے حروف سے (مصحف کی) سیاہی اور اصوات سے (قرآن کی تلاوت کرنے والے) بندوں کی آوازیں مراد لی ہے۔ حالانکہ اس کا قائل کوئی بھی عالم نہیں ہے۔ درست بات، جس پر سلف امت ہیں، جیسے امام احمد بن حنبل، صاحب صحیح امام بخاری رحمہ اللہ نے (اپنی کتاب) خلق افعال العباد وغیرہ میں اور ان سے پہلے اور بعد کے اہل علم ہیں، وہ یہ کہ ثابت نصوص اور سلف اُمت کے اجماع کا اتباع کیا جائے، سلف کا اجماع ہے کہ قرآن پورے کا پورا کلام اللہ ہے، اس کے حروف بھی اور اس کے معانی بھی، اس میں سے کوئی چیز بھی غیر اللہ کا کلام نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے رسول پر نازل کیا ہے اور قرآن صرف معنوی یا صرف حرف کا نام نہیں، بلکہ معنوی اور حروف دونوں پر مشتمل ہے، اسی طرح دیگر کلام بھی نہ صرف حروف ہیں اور نہ صرف معانی ہیں، (بلکہ حروف اور معانی دونوں پر مشتمل ہیں۔) جیسے ایک انسان جو کلام کر سکتا ہے، بول سکتا ہے، وہ صرف روح یا صرف جسم پر مشتمل نہیں، بلکہ دونوں پر مشتمل ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ آواز کے ساتھ کلام کرتا ہے، جیسا کہ اس بارے میں صحیح احادیث آئی ہیں، البتہ یہ بندوں کی آواز کی طرح نہیں ہے، نہ کسی قاری کی آواز کی طرح اور نہ کسی دوسرے کی، اللہ تعالیٰ کے ہم مثل کوئی شے نہیں، نہ اس کی ذات میں، نہ صفات

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



میں اور نہ افعال میں۔تو جس طرح باری تعالیٰ کا علم، قدرت اور حیات، مخلوق کے علم، قدرت اور حیات کے مشابہ نہیں، بالکل اسی طرح باری تعالیٰ کا کلام مخلوق کے کلام کے مشابہ نہیں، نہ اس کے معانی مخلوق کے معانی کے مشابہ ہیں، نہ اس کے حروف مخلوق کے حروف کے مشابہ ہیں، نہ رب تعالیٰ کی آواز مخلوق کی آواز کے مشابہ ہے۔پس جس نے اللہ تعالیٰ کو اس کی مخلوق کے ساتھ تشبیہ دی، اس نے باری تعالیٰ کے اسماء اور آیات میں الحاد کیا اور جس نے اس صفت کا انکار کیا، جس سے اللہ تعالیٰ نے خود کو متصف کیا، تو اس نے بھی اللہ کے اسما اور آیات میں الحاد کیا۔“(مجموع الفتاوی : 243/12)

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُ لَيْسَ الْمُرَادُ أَنَّ الْقُرْآنَ نَزَلَ مَعْنَاهُ عَلَى الرُّسُلِ بِلُغَتِهِمْ، بَلِ الْمُرَادُ مِنْ كَوْنِهِ فِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ذِكْرُهُ وَالْإِخْبَارُ عَنْهُ، وَإِلَّا فَالْقُرْآنُ لَمْ يَنْزِلْ إِلَّا مَرَّةً وَّاحِدَةً عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ، مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَمْ يَنْزِلْ عَلٰى غَيْرِهِ مِنَ الرُّسُلِ، وَلَيْسَتِ التَّوْرَاةُ هِيَ الْإِنْجِيلَ، وَلَا الْإِنْجِيلُ التَّوْرَاةَ، بَلْ كُلٌّ مِّنْهُمَا غَيْرُ الْآخَرِ وَغَيْرُ الْقُرْآنِ أَيْضًا .

”اس آیت کا یہ مفہوم نہیں کہ قرآن کریم کا معنی (پہلے) رسولوں پر ان کی زبان میں نازل ہوا، بلکہ قرآن کا پہلی کتابوں میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا تذکرہ پہلی کتب میں موجود تھا اور اس کے متعلق خبر دی گئی تھی۔ورنہ تو قرآن

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



کریم ایک ہی مرتبہ محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا، آپ کے علاوہ کسی رسول پر نازل نہیں ہوا۔ تورات انجیل نہیں اور نہ انجیل تورات ہے، بلکہ دونوں ایک دوسرے سے الگ کتابیں ہیں، اسی طرح قرآن سے بھی الگ ہیں۔''

(التّنبیه علی مُشکِلات الهِدایة : 527/2)

❀ نیز فرماتے ہیں:

''جس نے یہ کہا کہ کلام اللہ معنی واحد ہے، جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ قائم ہے، اس سے سنا نہیں گیا۔ اگر اُسے عربی میں ڈھالا جائے، تو وہ قرآن ہے اور اگر سریانی زبان میں ڈھالا جائے، تو وہ انجیل ہے۔ تو یہ بات بہت اشکال والی ہے، کیونکہ جب یقینی طور پر سورت تبت (لہب) سورت اخلاص کا غیر ہے اور سورت بقرہ، سورت فیل کا غیر ہے، تو قرآن کریم کیسے تورات اور انجیل کا غیر نہیں؟ قرآن کا پہلے انبیا کی کتابوں میں ہونے سے مراد یہ ہے کہ قرآن کا ذکر اور اس کے متعلق خبر پہلے انبیا کی کتابوں میں موجود ہے، اس پر دلیل لفظ زُبُر ہے، کیونکہ یہ زبور بمعنی مزبور کی جمع ہے، اس کا معنی ہے: لکھا ہوا۔ لہٰذا قرآن کا وجود ان کی کتابوں میں لکھا ہوا تھا، جیسا کہ نبی کریم ﷺ، کہ جن پر قرآن نازل ہونا تھا، کا وجود ان کی کتابوں میں موجود تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے: ﴿يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ﴾ ''وہ نبی کریم ﷺ (کے ذکر) کو تورات اور انجیل میں اپنے پاس لکھا ہوا پاتے ہیں۔''

پس آیت سے مراد یہ ہے کہ قرآن کے متعلق خبر کا ذکر پہلی کتابوں میں موجود ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ (کا ذکر) ان کے پاس موجود تورات اور انجیل میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

مندرج ہے۔ شبہ اس لیے پیدا ہوا کہ قرآن کے لفظ سے کبھی قرآن لکھنا مراد ہوتا ہے اور کبھی قرآن کا نام لکھنا۔ اس کے برعکس رسول کے لکھے جانے سے مراد ان کا نام ہی ہوتا ہے۔ جبکہ تورات میں بدر و اُحد کا واقعہ موجود نہیں، نہ نماز میں کعبہ کی طرف منہ پھیرنے کا حکم اور بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کا نسخ وغیرہ موجود ہے۔

جس نے یہ کہا کہ قرآن فقط کلامِ معنوی ہے اور اس کا نظم (الفاظ اور ترتیب) مخلوق ہیں۔ اس کی یہ بات معتزلہ کے مشابہ ہے، جو خلق قرآن کے قائل ہیں۔ حق بات یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ اور معانی دونوں کلام اللہ ہیں، جیسا کہ شیخ حافظ الدین نسفی رحمہ اللہ (۷۱۰ھ) نے ''المنار'' میں اور دیگر مشائخ نے ذکر کیا ہے۔ جب یہ معلوم ہو چکا کہ قرآن عربی نظم (الفاظ وترتیب) کا نام ہے اور ہمیں نماز میں قرآن کریم کی قرأت کا حکم دیا گیا، تو جس نے عربی کے علاوہ کسی زبان میں قرأت کی، وہ قرآن کی قرأت کرنے والا شمار نہ ہوگا۔ بلکہ اس نے ایسا کلام کیا، جو نماز کے منافی ہے، لہٰذا اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ چاہے وہ عربی سے واقف ہو یا نہ ہو، اگرچہ وہ قرآن نہ جانتا ہو اور قرآن (کے معانی) کی تعبیر فارسی زبان میں کرنا جانتا ہو اور اسے زبانی یاد ہو (تو بھی جائز نہیں)۔ یہ اُمی (اَن پڑھ) ہے، اس پر قرآن سیکھنا واجب ہے۔''

(التّنبیہ علی مُشکِلات الهِدایة : 2/528-530)

❀ علامہ زرقانی رحمہ اللہ (۱۳۶۷ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أُسِفَ بَعْضُ النَّاسِ فَزَعَمَ أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يَنْزِلُ عَلَى النَّبِيِّ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعَانِي الْقُرْآنِ وَالرَّسُولُ يُعَبِّرُ عَنْهَا بِلُغَةِ الْعَرَبِ، وَزَعَمَ آخَرُونَ أَنَّ اللَّفْظَ لِجِبْرِيلَ وَأَنَّ اللّٰهَ كَانَ يُوحِي إِلَيْهِ الْمَعْنٰى فَقَطْ وَكِلَاهُمَا قَوْلٌ بَاطِلٌ أَثِيمٌ مُصَادِمٌ لِصَرِيحِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ وَلَا يُسَاوِي قِيمَةَ الْمِدَادِ الَّذِي يُكْتَبُ بِهٖ، وَعَقِيدَتِي أَنَّهٗ مَدْسُوسٌ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فِي كُتُبِهِمْ، وَإِلَّا فَكَيْفَ يَكُونُ الْقُرْآنُ حِينَئِذٍ مُعْجِزًا وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ أَوْ لِجِبْرِيلَ؟ ثُمَّ كَيْفَ تَصِحُّ نِسْبَتُهٗ إِلَى اللّٰهِ وَاللَّفْظُ لَيْسَ لِلّٰهِ؟ مَعَ أَنَّ اللّٰهَ يَقُولَ: ﴿حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ﴾ إِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا يَطُولُ بِنَا تَفْصِيلُهٗ، وَالْحَقُّ أَنَّهٗ لَيْسَ لِجِبْرِيلَ فِي هٰذَا الْقُرْآنِ سِوٰى حِكَايَتِهٖ لِلرَّسُولِ وَإِيحَائِهٖ إِلَيْهِ وَلَيْسَ لِلرَّسُولِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْقُرْآنِ سِوٰى وَعْيِهٖ وَحِفْظِهٖ ثُمَّ حِكَايَتِهٖ وَتَبْلِيغِهٖ ثُمَّ بَيَانِهٖ وَتَفْسِيرِهٖ ثُمَّ تَطْبِيقِهٖ وَتَنْفِيذِهٖ.

’’ایک شخص پر افسوس ہوا، اس کا کہنا تھا کہ جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کے معانی لے کر نازل ہوتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعبیر لغت عرب سے کر دیتے تھے۔ کچھ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ لفظ جبریل علیہ السلام کے ہیں اور اللہ تعالیٰ جبریل کی طرف صرف معنی کو وحی کرتا تھا۔ یہ دونوں قول باطل، گناہ اور کتاب وسنت اور اجماع کے مخالف ہیں، جس سیاہی سے یہ کچھ لکھا گیا ہے، اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کتابوں میں مسلمانوں کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(عقائد کے) بارے میں سازش کی گئی ہے۔ ورنہ اگر قرآن کے الفاظ محمد کریم ﷺ یا جبریل علیہ السلام کے ہیں، تو قرآن معجزہ کیسے ہوسکتا ہے؟ نیز اگر الفاظ اللہ تعالیٰ کے نہیں ہیں، تو ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کیسے کی جاسکتی ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا کلام کہا ہے۔ اس پر تفصیلی بحث ذکر کی جاسکتی ہے۔ حق بات یہ ہے کہ قرآن کے حوالہ سے جبریل علیہ السلام کی ذمہ داری صرف یہ تھی کہ اسے رسول اللہ ﷺ کو حکایت کرتے تھے اور وحی کرتے تھے اور ہمارے نبی اور رسول علیہ السلام کی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ اس قرآن کو محفوظ کرتے، اسے یاد کرتے، پھر اسے دوسرے تک پہنچاتے، پھر اس کی وضاحت اور تفسیر کرتے، پھر اس پر عمل کرتے اور اسے نافذ کرتے تھے۔''

(مَناهل العِرفان: 49/1)

**سوال**: کیا باتھ روم میں وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھی جاسکتی ہے؟

**جواب**: جی ہاں! باتھ روم میں وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھی جاسکتی ہے، اسی طرح چھینک آنے پر الحمد للہ کہا جاسکتا ہے۔ پاکیزہ کلمات اللہ کی طرف اٹھ جاتے ہیں۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾(فاطر: ١٠).

''پاکیزہ کلمات اسی کی طرف چڑھتے ہیں اور نیک عمل پاکیزہ کلام کو بلند کرتا ہے۔''

❁ شعبی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا:

الرَّجُلُ يَعْطَسُ عَلَى الْخَلَاءِ، قَالَ: يَحْمَدُ اللّٰهَ.

''ایک آدمی کو بیت الخلا میں چھینک آجائے؟ فرمایا: الحمد للہ کہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

(مصنّف ابن أبي شيبة :113/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَحْمَدُ اللّٰهَ، فَإِنَّهٗ يَصْعَدُ .

”وہ الحمدللہ کہے، کیونکہ یہ اوپر چڑھ جاتا ہے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة :113/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ ابن سیرین رحمہ اللہ سے باتھ روم میں چھینک کے جواب میں الحمدللہ کہنے کی بابت سوال ہوا، تو فرمایا:

لَا أَعْلَمُ بَأْسًا بِذِكْرِ اللّٰهِ .

”اللہ کا ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة :114/1، وسندهٗ صحيحٌ)

## فائدہ:

❀ ابووائل شقیق بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِثْنَتَانِ لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ الْعَبْدُ فِيهِمَا؛ إِذَا أَتَى الرَّجُلُ أَهْلَهٗ يَبْدَأُ فَيُسَمِّي اللّٰهَ، وَإِذَا كَانَ فِي الْخَلَاءِ .

”دو اوقات میں بندہ اللہ کا ذکر نہیں کر سکتا، ایک بسم اللہ پڑھ کر اپنی بیوی کے پاس آ کر، دوسرا بیت الخلا کے وقت۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة :113/1، وسندهٗ صحيحٌ)

ابووائل رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ دوران مباشرت اور قضائے حاجت کے وقت ذکر نہیں کیا جا سکتا۔ یہ مطلب نہیں کہ باتھ روم میں ذکر نہیں کیا جا سکتا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



**سوال**: کیا پانچوں نمازوں کا ذکر قرآن مجید میں ہے؟

**جواب**: جی ہاں۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ، إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِينَ﴾(هود: ١١٤)

''دن کی دونوں اطراف اور رات کی گھڑی میں نماز قائم کیجیے، نیکیاں گناہوں کا کفارہ ہیں، نیز یہ نصیحت قبول کرنے والوں کو نصیحت ہے۔''

نیز اجماع ہے کہ اس آیت کریمہ میں پانچوں نمازوں کا ثبوت ہے۔

❀ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ أَنَّهَا تَضَمَّنَتِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ.

''اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ یہ آیت پانچوں نمازوں کو شامل ہے۔''

(أحكام القرآن: 28/3)

دیگر اہل علم نے بھی اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

(المُحرّر الوَجيز لابن عَطِيّة: 28/4، الجامع لأحكام القرآن للقُرطبي: 226/11، البَحر المُحيط لأبي حيّان: 222/6، وغيرها)

﴿طَرَفَيِ النَّهَارِ﴾ غداة اور عشي ہے۔''غداۃ'' میں نماز فجر اور ''عشی'' میں نماز عصر وظہر داخل ہے اور ﴿زُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ﴾ نماز مغرب اور عشا کو شامل ہے۔

**سوال**: کیا انساب الاشراف علامہ بلاذری کی تالیف ہے؟

**جواب**: انساب الاشراف بے سند کتاب ہے، اس میں مذکورہ روایات کا کوئی اعتبار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نہیں، صاحب کتاب کی بھی معتبر توثیق نہیں۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَبُو بَكْرٍ الْبَغْدَادِيُّ الْبَلَاذُرِيُّ صَاحِبُ التَّارِيخِ الْمَنْسُوبِ إِلَيْهِ .

''ابو بکر بغدادی بلاذری کی طرف تاریخ (کی کتاب انساب الاشراف) منسوب ہے۔''

(البِداية والنِّهاية :65/11)

**سوال**: آیت کریمہ: ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ (التّكوير : ٢٤) کا کیا معنی ہے؟

**جواب**: اس آیت کا معنی یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ تبلیغ وحی میں بخیل نہیں۔

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُفَسِّرُونَ عَلٰى أَنَّ الْغَيْبَ هٰهُنَا الْقُرْآنُ وَالْوَحْيُ .

''مفسرین کا اجماع ہے کہ یہاں غیب سے مراد قرآن اور وحی ہے۔''

(التِّبيان في أقسام القرآن، ص 75)

**سوال**: آیت کریمہ: ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ أَحَدًا ۞ إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُولٍ﴾ (الجِنّ : ٢٦ـ٢٧) کا کیا مطلب ہے؟

**جواب**: اللہ تعالیٰ ہی غیب دان ہے۔ وہ وحی پر صرف اپنے رسولوں کو مطلع کرتا ہے۔ یہاں غیب سے مراد وحی ہے، جو اللہ صرف اپنے رسولوں پر نازل کرتا ہے۔

❀ علامہ صنع اللہ حنفی رحمہ اللہ (۱۱۲۰ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ غَيْرُ الرَّسُولِ مَحْجُوبًا عَنْ مِّثْلِهٖ، وَقَدِ انْسَدَّ بَابُ الرِّسَالَةِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بِمَوْتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْقَطَعَ خَبَرُ الْغَيْبِ، هُوَ مِنْ خَصَائِصِ اللّٰهِ ...... ﴿فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ﴾(یونُس : ۲۰)

''یہ خاصیت رسول کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی موت کے بعد رسالت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا، غیب کی خبر، جو کہ اللہ کا خاصہ ہے (وحی کا سلسلہ) منقطع ہو گیا۔ ...... فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ﴾(یونس : ۲۰) ''فرما دیجیے! غیب اللہ کا خاصہ ہے۔''

(سَيْفُ اللّٰه عَلٰى مَنْ كَذَبَ عَلٰى أولياءِ اللّٰه، ص 57)

**سوال**: قاتل حسین رضی اللہ عنہ کون ہے؟

**جواب**: سیدنا حسین رضی اللہ عنہ دس محرم 61ھ کو شہید ہوئے، آپ کی شہادت برحق ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہم کے بیان کے مطابق آپ کو اہل کوفہ نے شہید کیا۔ اس وقت کوفہ میں دشمنان صحابہ کے دو بڑے گروہ خوارج اور روافض موجود تھے، جنھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی جنگ کی اور ان کو شہید کیا۔

یزید کو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل قرار دینا بے ثبوت اور بے حقیقت بات ہے۔ یہ در اصل قاتلین حسین رضی اللہ عنہ نے سازش کی کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا خون یزید کے ہاتھوں میں تلاش کیا جائے۔ اس سے ان کو بڑا فائدہ یہ ہوا کہ وہ اہل بیت کی دشمنی سے بری ہو گئے۔ اسی کو بنیاد بنا کر امت مسلمہ میں پھوٹ ڈال دی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں یہ تاثر دیا کہ قتل حسین رضی اللہ عنہ میں ان کا ہاتھ ہے، خصوصا وہ صحابہ کرام، جنھوں نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ یزید کو قاتل حسین رضی اللہ عنہ قرار دے کر مسلمانوں کی حمایت اور مدارت حاصل کر لی۔ اس کی بنیاد جھوٹ پر تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے ہرگز ہرگز خروج نہیں کیا، کیا بچوں کے ساتھ خروج کیا جاتا ہے یا لشکر اور فوج کے ساتھ؟ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے اہل خانہ تھے، آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت مظلومانہ شہادت ہے۔ یہ روافض کی گھڑی ہوئی روایات کا اثر ہے کہ ہمارے بعض سنی بھائی بھی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو خروج کے پس منظر میں دیکھنے لگتے ہیں، حالاں کہ کوئی صحیح یا حسن سند اس پر دلالت نہیں کرتی کہ آپ کا کربلا میں کسی سے کوئی معرکہ ہوا ہو، جنگ ہوئی ہو، تیر چلے ہوں، پانی بند ہوا ہو، خواتین کی بے حرمتی ہوئی ہو، بچوں کو نوکِ نیزہ پر چڑھایا گیا ہو، یا آپ نے کوئی فوجیں تیار کی ہوں۔ اسلام کی ثقہ تاریخ میں ایسی باتوں کا کوئی ذکر نہیں ملتا، حتی کہ دورِ صحابہ میں بھی ایسی بات کا کوئی وجود نہیں۔ یہ سب جھوٹ ہے، جو روافض نے اسلامی تاریخ میں داخل کرنے کی سازش کی ہے۔

صرف اتنا ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بے خبری میں شہید کر دیا گیا۔ آپ کی شہادت باسعادت کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں دے دی تھی۔ ہر مسلمان آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر دکھی ہے۔ ہمیں آپ کی شہادت پر وہی انداز اختیار کرنا چاہیے، جو اس وقت صحابہ، اہل بیت رسول اور دیگر مسلمانوں نے اختیار کیا تھا۔

ہم کہتے ہیں کہ جس نے جگر گوشہ رسول کو شہید کیا یا آپ کی شہادت میں معاونت کی یا آپ کی شہادت پر راضی ہوا، اس پر اللہ، فرشتوں اور ساری کائنات کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ اس سے اس کے نوافل اور فرائض قبول نہ کرے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی بنیاد پر اہل اسلام سے الگ فرقہ بنا لینا اور کئی ایک ضروریات دین کا انکار کر دینا درست نہیں۔ جو کچھ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر کیا جاتا ہے، یہ اسلام کو بدنام کرنے کی ناکام کوشش اور مجرمانہ سازش ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(سوال): آزاد مردوں میں سب سے پہلے مشرف بہ اسلام کون ہوا؟

(جواب): آزاد مردوں میں سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے تھے۔

✿ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ وَأَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَظُنُّ أَنَّ النَّاسَ عَلٰى ضَلَالَةٍ، وَأَنَّهُمْ لَيْسُوا عَلٰى شَيْءٍ وَّهُمْ يَعْبُدُونَ الْأَوْثَانَ، فَسَمِعْتُ بِرَجُلٍ بِمَكَّةَ يُخْبِرُ أَخْبَارًا، فَقَعَدْتُ عَلٰى رَاحِلَتِي، فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ، فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْفِيًا جُرَءَ اءُ عَلَيْهِ قَوْمُهُ، فَتَلَطَّفْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلَيْهِ بِمَكَّةَ، فَقُلْتُ لَهٗ: مَا أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا نَبِيٌّ، فَقُلْتُ: وَمَا نَبِيٌّ؟ قَالَ: أَرْسَلَنِي اللّٰهُ، فَقُلْتُ: وَبِأَيِّ شَيْءٍ أَرْسَلَكَ، قَالَ: أَرْسَلَنِي بِصِلَةِ الْأَرْحَامِ، وَكَسْرِ الْأَوْثَانِ، وَأَنْ يُوَحَّدَ اللّٰهُ لَا يُشْرَكُ بِهٖ شَيْءٌ، قُلْتُ لَهٗ: فَمَنْ مَعَكَ عَلٰى هٰذَا؟ قَالَ: حُرٌّ، وَعَبْدٌ، قَالَ: وَمَعَهٗ يَوْمَئِذٍ أَبُو بَكْرٍ، وَبِلَالٌ مِمَّنْ آمَنَ بِهٖ.

”میں زمانہ جاہلیت میں لوگوں کو گمراہ سمجھتا تھا کہ یہ بتوں کے پجاری کسی (آسمانی) دین پر نہیں ہیں۔ مجھے معلوم ہوا کہ مکہ کا ایک آدمی خبریں دیتا ہے۔ میں سواری پر بیٹھا اور اس کے پاس جا پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے چھپ کر رہتے ہیں اور لوگ آپ کو اذیتیں دینے کے درپے ہیں۔ میں آرام سے مکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھا: آپ کون ہیں؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



فرمایا: میں نبی ہوں، میں نے پوچھا: نبی کون؟ فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے مبعوث کیا ہے۔ میں نے پوچھا: کیا دے کر؟ فرمایا: صلہ رحمی، بت شکنی اور ہر قسم کے شرک سے پاک توحید کا پیغام دے کر۔ عرض کیا: اس دعوت پر آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا: ایک آزاد اور ایک غلام۔ سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان دنوں ابھی سیدنا ابوبکر اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہما ایمان لائے تھے۔''

(صحیح مسلم: 732)

❀ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ صَدَقَ، وَوَاسَانِي بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ، فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوا لِي صَاحِبِي .

''اللہ نے مجھے مبعوث کیا، تو آپ سب نے میری تکذیب کی تھی، صرف ابوبکر نے تصدیق کی تھی اور مال وجان کے ساتھ تعاون بھی کیا، تو کیا آپ میرے لیے میرے ساتھی کو معاف بھی نہیں کر سکتے؟''

(صحیح البخاري: 3661)

یہ دونوں حدیثیں نص ہیں کہ سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہونے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا عَلِيٌّ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَإِنَّهٗ أَسْلَمَ قَدِيمًا، وَهُوَ دُونَ الْبُلُوغِ عَلَى الْمَشْهُورِ، وَيُقَالُ: إِنَّهٗ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ، وَقَدْ رُوِيَ فِي ذٰلِكَ حَدِيثٌ عَنْهُ وَلَا يَصِحُّ، وَالصَّحِيحُ أَنَّهٗ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



مِنَ الْغِلْمَانِ، كَمَا أَنَّ خَدِيجَةَ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ النِّسَاءِ، وَأَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ الْأَحْرَارِ، وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الْمَوَالِي .

''علی رضی اللہ عنہ متقدم الاسلام صحابی ہیں، مشہور قول کے مطابق آپ ابھی بلوغت کو نہیں پہنچے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے آپ ہی ہیں، اس سلسلہ میں ایک ضعیف حدیث بھی پیش کی جاتی ہے، جب کہ درست یہی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ بچوں میں، خدیجہ رضی اللہ عنہا عورتوں میں، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آزاد مردوں میں اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما آزاد کردہ غلاموں میں سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے۔''

(البِداية والنِّهاية : 31/11)

❁ **امام حاکم رحمہ اللہ (۴۰۵ھ) فرماتے ہیں:**

الصَّحِيحُ عِنْدَ الْجَمَاعَةِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ الْبَالِغِينَ .

''صحیح بات یہ ہے کہ تمام اہل علم کے نزدیک بالغ مردوں میں سب سے پہلے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔''

(مَعْرِفَة عُلوم الحديث، ص 23)

❁ **علامہ ابو المظفر سمعانی رحمہ اللہ (۴۸۹ھ) نقل کرتے ہیں:**

أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ فِي السَّابِقِينَ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَعَيَّنُوا مِنَ الرِّجَالِ أَبَا بَكْرٍ، وَمِنَ النِّسَاءِ خَدِيجَةَ، وَمِنَ الصِّبْيَانِ عَلِيًّا وَمِنَ الْعَبِيدِ بِلَالًا .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



”پہلے اسلام لانے والوں کے متعلق امت کا اجماع ہے کہ مردوں میں سیدنا ابو بکر، عورتوں میں سیدہ خدیجہ، بچوں میں سیدنا علی اور غلاموں میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہم سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے۔“

(الاصطلام: 734/2)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ .

”(بالغ آزاد مردوں میں سب سے پہلے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے) اس پر اہل علم کا اتفاق ہے۔“

(مَجموع الفتاوی: 462/4)

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

إِنِّي أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ .

”میں پہلا مسلمان ہوں۔“

(أخبار المكيّين لابن أبي خَيثمة: 84)

سند سخت ضعیف ہے۔

① یحییٰ بن العلاء متروک ہے۔

② حنظلہ بن سبرہ مسیّب مجہول الحال ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ”الثقات: ٦/ ٢٢٥“ میں ذکر کیا ہے۔

③ سبرہ بن مسیّب بھی مجہول الحال ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ”الثقات: ٤/ ٣٤١“ میں ذکر کیا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

④ مسیّب بن نجبہ کی توثیق نہیں۔

❁ لیلیٰ غفاریہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

هٰذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَوَّلُ النَّاسِ إِيمَانًا .

”یہ علی بن ابی طالب لوگوں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔“

(أخبار المكيّين لابن أبي خَيثمة : 85)

سند سخت ضعیف ہے۔

① ابوصلت عبدالسلام بن صالح ضعیف ومتروک ہے۔

② موسیٰ بن قاسم تغلبی کی توثیق نہیں۔

❁ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ .

”اس کی متابعت نہیں کی گئی۔“

(الضُّعفاء الكبير للعُقَيْلي : 4/166، وسندہٗ صحيحٌ)

❁ اس روایت کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادٌ مُظْلَمٌ .

”اس کی سند اندھیری ہے۔“

(ميزان الاعتدال : 4/217)

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

أَسْلَمْتُ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ أَبُو بَكْرٍ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پہلے مسلمان ہوا۔“

(أخبار المكيّين لابن أبي خَيْثمة : 86)

سند ضعیف ہے۔

① سلیمان بن عبداللہ ابو فاطمہ ضعیف ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ .

”اس کی متابعت نہیں کی گئی۔“

(التّاريخ الكبير : 23/4)

② سلیمان ابو فاطمہ کا معاذہ سے سماع معلوم نہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ سَمَاعُ سُلَيْمَانَ مِنْ مُعَاذَةَ .

”سلیمان کا معاذہ سے سماع معلوم نہیں۔“

(التّاريخ الكبير : 23/4)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

أَنْتَ أَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِي .

”آپ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے۔“

(مُسند البزّار : 3898)

باطل روایت ہے۔ محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

سیدنا ابو ذر غفاری اور سیدنا سلمان رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

إِنَّ هٰذَا أَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِي .

”یہ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے۔“

(المُعجم الكبير للطّبراني : 269/6، ح : 6184)

سند ضعیف ہے۔عمر بن سعد نصری ضعیف ہے۔

❀ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ حَدِيْثُهٗ . ”اس کی حدیث ثابت نہیں۔“

(التّاريخ الكبير : 158/6)

❀ روایت ہے:

كَانَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ خَدِيجَةَ .

”سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہونے والے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔“

(مُسند الإمام أحمد : 331/1)

روایت منکر ہے، جیسا کہ حافظ ذہبی اور حافظ عراقی رحمہما اللہ نے فرمایا ہے۔

(ميزان الاعتدال للذّهبي : 384/4، تخريج أحاديث الإحياء للعراقي : 1942/4)

ابو بلج یحییٰ بن سلیم کی منکر روایات بھی ہیں۔

❀ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَوٰى حَدِيثًا مُّنْكَرًا .

”اس نے ایک منکر حدیث بیان کی ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(تهذیب التّهذیب لابن حَجَر : 184/12)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَرٰی أَنْ لَّا يُحْتَجَّ بِمَا انْفَرَدَ مِنَ الرِّوَايَةِ .

”میرے مطابق اس کی منفرد روایات حجت نہیں ہیں۔“

(کتاب المَجروحین : 113/3)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَدُوقٌ، رُبَّمَا أَخْطَأَ .

”سچا ہے، لیکن بسا اوقات غلطی کر جاتا ہے۔“

(تقریب التّهذیب : 8003)

اس روایت کے بعض الفاظ میں واضح غرابت اور نکارت موجود ہے۔

❁ دوسری روایت ہے:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَا أَوَّلُ رَجُلٍ صَلّٰى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے نماز میں نے پڑھی۔“

(مُسند الإمام أحمد : 141/1)

سند ضعیف ہے۔حبہ بن جوین کو جمہور محدثین نے ضعیف کہا ہے۔

❁ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمان الٰہی: ﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ﴾ کی تفسیر میں منقول ہے:

يُوشَعُ بْنُ نُونٍ سَبَقَ إِلٰى مُوسٰى، وَمُؤْمِنُ آلِ يٰسٓ سَبَقَ إِلٰى

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



عِيسٰى، وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَبَقَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''یوشع بن نون رحمہ اللہ موسیٰ علیہ السلام کی طرف سبقت لے گئے، آلِ یٰس کا مؤمن آدمی عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سبقت لے گیا اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سبقت لے گئے۔''

(تفسير ابن مَرْدَوَيه :241/1)

باطل روایت ہے۔

① محمد بن احمد بن یعقوب کا تعین و توثیق درکار ہے۔

② ابو سہل اسماعیل بن ابراہیم مدائنی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

③ سفیان بن عیینہ کا عنعنہ ہے۔

❀ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلسُّبَّقُ ثَلَاثَةٌ؛ فَالسَّابِقُ إِلٰى مُوسٰى يُوشَعُ بْنُ نُونَ، وَالسَّابِقُ إِلٰى عِيسٰى صَاحِبُ يَاسِينَ، وَالسَّابِقُ إِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ.

''سبقت لے جانے والے تین ہیں؛ موسیٰ علیہ السلام کی طرف سبقت لے جانے والے یوشع بن نون ہیں، عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی طرف سبقت لے جانے والے صاحب یاسین ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سبقت لے جانے والی علی بن ابی طالب ہیں۔''

(الضُّعفاء الكبير للعُقَيْلي :249/1، المُعجم الكبير للطّبراني :93/11)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



روایت باطل ومنکر ہے۔

① حسین بن حسن اشقر ضعیف ومنکر الحدیث ہے۔

② حسین بن ابی السری عسقلانی مجروح ہے۔

③ سفیان بن عیینہ کا عنعنہ ہے۔

❀ امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَصْلَ لَهُ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ .

”یہ روایت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے بے اصل ہے۔“

(الضُّعفاء الکبیر :249/1)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّهُ حَدِيثٌ مُنْكَرٌ، لَا يُعْرَفُ إِلَّا مِنْ طَرِيقِ حُسَيْنٍ الْأَشْقَرِ، وَهُوَ شِيْعِيٌّ مَتْرُوكٌ .

”یہ حدیث منکر ہے، یہ صرف حسین اشقر کی سند سے منقول ہے، وہ شیعہ اور متروک تھا۔“

(تفسیر ابن کثیر : 574/6)

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَنَدُهُ ضَعِيفٌ .

”اس کی سند ضعیف ہے۔“

(الدّر المَنثور : 52/7)

❀ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمان الٰہی: ﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ﴾ کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



تفسیر میں منقول ہے:

نَزَلَتْ فِي حُزْبِيلَ مُؤْمِنِ آلِ فِرْعَوْنَ، وَحَبِيبِ النَّجَّارِ الَّذِي ذُكِرَ فِي يٰسٓ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَكُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ سَابِقُ أُمَّتِهٖ، وَعَلِيٌّ أَفْضَلُهُمْ سَبْقًا .

''یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی: آل فرعون میں ایمان لانے والے حزبیل، حبیب نجار کہ جن کا ذکر سورت یٰسٓ میں ہے اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ ان میں سے ہر ایک اپنی امت میں سب پر سبقت لے جانے والا ہے اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان سب پر سبقت رکھتے ہیں۔''

(تفسیر ابن مَرْدَوَيْه: 243/1، ح: 487)

جھوٹی روایت ہے۔

① مقاتل بن سلیمان ''کذاب'' ہے۔

② سعد بن صلت ''ضعیف'' ہے۔

(نَتائج الأفكار لابن حَجَر: 153/1)

③ ضحاک بن مزاحم کا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں۔

❁ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَوَّلُ النَّاسِ وُرُودًا عَلَى الْحَوْضِ اَوَّلُهُمْ إِسْلَامًا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ .

''سب سے پہلے حوض کوثر پر علی بن ابی طالب آئیں گے، جنھوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔''

(المُعجم لابن الأعرابي: 1265)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

مرفوعاً وموقوفاً سخت ضعیف ہے۔

❁ الکامل لابن عدی (۴/ ۵۷۴) میں مرفوعاً آتی ہے، یہ سند موضوع ہے۔

① ابو معاویہ عبدالرحمٰن بن قیس زعفرانی وضاع اور کذاب ہے۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ حَدِيْثُهٗ بِشَيْئٍ، مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ، حَدِيْثُهٗ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ .

''اس کی حدیث کچھ بھی نہیں ہے، متروک الحدیث ہے۔ اس کی بیان کردہ حدیث ضعیف ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 278/5)

❁ امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ كَذَّاباً .          ''جھوٹا تھا۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 278/5)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُتَّفَقٌ عَلٰى تَضْعِيْفِهٖ .          ''بالاتفاق ضعیف ہے۔''

(لِسان الميزان : 283/8)

② سفیان ثوری کا عنعنہ بھی ہے۔

❁ قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ سے مروی ہے:

كُنْتُ بِالْمَدِينَةِ فَبَيْنَا أَنَا أَطُوفُ فِي السُّوقِ إِذْ بَلَغْتُ أَحْجَارَ الزَّيْتِ، فَرَأَيْتُ قَوْمًا مُجْتَمِعِينَ عَلٰى فَارِسٍ قَدْ رَكِبَ دَابَّةً، وَهُوَ يَشْتِمُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، وَالنَّاسُ وُقُوفٌ حَوَالَيْهِ إِذْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



أَقْبَلَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ : مَا هٰذَا؟ فَقَالُوا : رَجُلٌ يَشْتِمُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَتَقَدَّمَ سَعْدٌ فَأَفْرَجُوا لَهُ حَتّٰى وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ : يَا هٰذَا، عَلَامَ تَشْتُمُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ؟ أَلَمْ يَكُنْ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ؟ أَلَمْ يَكُنْ أَوَّلَ مَنْ صَلّٰى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ أَلَمْ يَكُنْ أَزْهَدَ النَّاسِ؟ أَلَمْ يَكُنْ أَعْلَمَ النَّاسِ؟ وَذَكَرَ حَتّٰى قَالَ : أَلَمْ يَكُنْ خَتَنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَتِهٖ؟ أَلَمْ يَكُنْ صَاحِبَ رَايَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَوَاتِهٖ؟ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَقَالَ : اَللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا يَشْتِمُ وَلِيًّا مِّنْ أَوْلِيَائِكَ، فَلَا تُفَرِّقْ هٰذَا الْجَمْعَ حَتّٰى تُرِيَهُمْ قُدْرَتَكَ، قَالَ قَيْسٌ : فَوَاللّٰهِ مَا تَفَرَّقْنَا حَتّٰى سَاخَتْ بِهٖ دَابَّتُهٗ فَرَمَتْهُ عَلٰى هَامَتِهٖ فِي تِلْكَ الْأَحْجَارِ، فَانْفَلَقَ دِمَاغُهٗ وَمَاتَ .

”میں مدینہ میں مقیم تھا، ایک دفعہ میں بازار میں چکر لگا رہا تھا، جب احجار زیت (جگہ کا نام) پر پہنچا، تو دیکھا کہ کچھ لوگ ایک فارسی شخص کے پاس جمع ہوئے ہیں، جو اپنی سواری پر سوار تھا، وہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کر رہا تھا، لوگ اس کے اردگرد کھڑے تھے، اسی اثنا میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تشریف لائے، لوگوں کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا: کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا: یہ آدمی سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کر رہا ہے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



آگے بڑھے اور لوگوں کو چیرتے ہوئے اس شخص کے پاس آ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے فلاں! تم کس بنا پر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کر رہے ہو؟ کیا وہ پہلے مسلمان نہ تھے؟ کیا انہوں نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟ کیا وہ سب سے زیادہ زہد وتقویٰ والے انسان نہ تھے؟ کیا وہ سب سے زیادہ علم والے نہ تھے؟ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کچھ مزید خوبیاں گنوائیں۔ پھر یہ بھی فرمایا: کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد نہ تھے؟ کیا وہ غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو اٹھانے والے نہ تھے؟ پھر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ قبلہ رخ ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی: ''اے اللہ! یہ آدمی تیرے اولیا میں سے ایک ولی کو سب وشتم کرتا ہے، لوگوں کے جانے سے پہلے پہلے تو انہیں اپنی قدرت دکھادے۔'' قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! ہم ابھی وہاں سے ہٹے نہ تھے کہ اس کے جانور نے اسے زمین پر گرایا اور اسی احجار زیت (بازار) میں اس کی کھوپڑی پر ٹانگ ماری، جس سے اس کا دماغ پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔'' (المُستدرك للحاكم: 6121)

سند ضعیف ہے۔

① حسن بن علی بن زیاد سری کی توثیق نہیں۔

② سفیان بن عیینہ کا عنعنہ ہے۔

③ اسماعیل بن ابی خالد کا عنعنہ ہے۔

**تنبیہ:**

حافظ سیوطی رحمہ اللہ (اللآلی المصنوعۃ: ۳۲۶/۱) نے ابو صادق اور سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



درمیان علیم الکندی کا واسطہ بھی ذکر کیا ہے، علیم الکندی کو صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۵/۲۸۶'' میں ذکر کیا ہے، لہٰذا مجہول الحال ہے۔

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَبُو مُعَاوِيَةَ كَذَّابٌ يَصْنَعُ وَتَابَعَهٗ سَيْفُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الثَّوْرِيِّ وَهُوَ شَرٌّ مِّنْهُ .

''ابو معاویہ جھوٹا اور وضاع ہے، سفیان ثوری سے بیان کرنے میں اس کی متابعت سیف بن محمد نے کر رکھی ہے، جو اس سے بھی زیادہ برا ہے۔''

(اللّآلي المَصنوعة :326/1)

سیف بن محمد کذاب وضاع کی یہ روایت مستدرک حاکم (۱۳۶/۳) اور تاریخ بغداد للخطیب (۸۱/۲) میں آتی ہے۔

اس میں بھی سفیان ثوری کا عنعنہ بھی ہے۔ اس میں علیم کی جگہ اغر ہے۔

❁ ایک سند ابن مردویہ کے حوالے سے العِلل المتناہیہ لابن الجوزی (۳۳۳) اللآلی المصنوعۃ للسیوطی (۳۲۷/۱) میں آتی ہے۔

یہ جھوٹی سند ہے۔

① محمد بن احمد واسطی اگر لسان المیزان والا ہے، تو ضعیف ہے۔ اگر محمد بن احمد بن حمدان بن عیسیٰ وراق ابو الطیب ہے، تو وضاع اور کذاب ہے۔

② سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔

③ علیم الکندی مجہول الحال ہے۔

❁ ایک سند حارث بن ابی اسامہ کے حوالے سے اللآلی المصنوعۃ للسیوطی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(۱/ ۳۲۷) میں آتی ہے، یہ بھی جھوٹی سند ہے۔

① یحییٰ بن ہاشم سمسار کذاب ہے۔

② سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔

③ علیم الکندی مجہول ہے۔

④ حنش بن معتمر جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

❁ ایک سند المعجم لابن الاعرابی (۲۲۶۵) اور مناقب علی لابن المغازلی (۲۲) میں ہے۔ یہ جھوٹی سند ہے۔

① عبدالسلام بن صالح ابوصلت ہروی متروک، کذاب اور وضاع ہے۔

②، ③ عبدالرزاق اور سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔

④ علیم الکندی مجہول الحال ہے۔

یوں یہ سند باطل ہے۔

❁ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ أَوَّلَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وُرُودًا عَلٰى نَبِيِّهَا الْحَوْضَ أَوَّلُهَا إِيمَانًا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

”حوض کوثر پر سب سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوں گے۔ سب سے پہلے آپ ایمان لائے۔“

(اللآلي المَصنوعة للسّيوطي :327/1)

روایت منقطع ہے۔ ابو صادق کا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سماع ولقا نہیں، جیسا کہ امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔ اس کی روایت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے واسطہ کے ساتھ ذکر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



ہوئی ہے،لہٰذا سَمِعْتُ ناسخ کی غلطی ہے یا راوی کا وہم۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بچوں میں سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے۔

❁ حسن بصری وغیرہ رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ عَلِيًّا أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ بَعْدَ خَدِيجَةَ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، أَوْ سِتَّ عَشْرَةَ سَنَةً.

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد اسلام لائے،اس پر آپ رضی اللہ عنہ کی عمر پندرہ یا سولہ سال تھی۔''

(جامع مَعمر بن راشِد :20391، فضائل الصّحابة لأحمد بن حَنبل : 998)

سند ضعیف ہے۔

① معمر بن راشد کی اہل بصرہ سے روایت میں کلام ہے۔

② قتادہ بصری مدلس ہیں،سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ حسن بصری کا عنعنہ ہے،نیز ان کا علی رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔

تنبیہ:

❁ سالم بن ابی الجعد رحمہ اللہ نے محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ سے کہا:

أَبُو بَكْرٍ كَانَ أَوَّلَ الْقَوْمِ إِسْلَامًا؟ قَالَ : لَا، قُلْتُ : فِيمَا عَلَا وَسَبَقَ، حَتّٰى لَا يُذْكَرَ أَحَدٌ غَيْرُ أَبِي بَكْرٍ؟ قَالَ : كَانَ أَفْضَلُهُمْ إِسْلَامًا حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

''کیا (مطلق طور پر) سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مسلمان ہوئے تھے؟،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کہا: نہیں، کہا: پھر کس بنا پر اس درجہ فائق ہوئے کہ ان کے بغیر کسی کا ذکر ہی نہیں ہوتا، فرمایا: آپ رضی اللہ عنہ اسلام میں تا حیات افضل رہے۔"

(السّنّة لابن أبي عاصم : 1255، مصنّف ابن أبي شيبة : 12/7، وسندهٗ حسنٌ)

**سوال**: آیت کریمہ: ﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ (التوبة : ٤٠) میں "صاحب" سے کون مراد ہیں؟

**جواب**: اس آیت میں صاحب سے مراد بالا جماع سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ فَرَأَيْتُ آثَارَ الْمُشْرِكِينَ، قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ رَفَعَ قَدَمَهٗ رَآنَا، قَالَ : مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا .

"میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غار (ثور) میں تھا، میں نے مشرکین کے آثار دیکھے، عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر کسی نے اپنا پاؤں اٹھالیا، تو وہ ہمیں دیکھ لے گا، فرمایا: (ابو بکر!) آپ ان دو کے بارے کیا کہتے ہیں، جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہو؟"

(صحيح البخاري : 4663، صحيح مسلم :2381)

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

يَعْنِي بِالصَّاحِبِ أَبَا بَكْرٍ بِلَا خِلَافٍ .

"(آیت میں) صاحب سے مراد بلا اختلاف سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(التّبصِرة :405/1)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ أَيْضًا أَنَّ ذٰلِكَ فِي أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ شَهِدَتْ لَهُ الرُّبُوبِيَّةُ بِالصُّحْبَةِ وَبَشَّرَهُ بِالسَّكِينَةِ وَحَلَّاهُ بِثَانِي اثْنَيْنِ .

''اس آیت میں بلا اختلاف سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے صحابی ہونے کی گواہی رب تعالیٰ نے دی ہے، آپ رضی اللہ عنہ کو سکینت کی خوش خبری دی ہے اور ''ثانی الاثنین'' کے معزز و مکرم لقب سے نوازا ہے۔''

(الکبائر، ص 240)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

مِنْ أَعْظَمِ مَنَاقِبِهٖ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى : ...... فَإِنَّ الْمُرَادَ بِصَاحِبِهٖ أَبُو بَكْرٍ بِلَا نِزَاعٍ ...... وَالْأَحَادِيثُ فِي كَوْنِهٖ كَانَ مَعَهٗ فِي الْغَارِ كَثِيرَةٌ شَهِيرَةٌ، وَلَمْ يَشْرَكْهُ فِي هٰذِهِ الْمَنْقَبَةِ غَيْرُهٗ .

''سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی منقبت (مذکورہ) آیت ہے۔......کیونکہ (اس آیت میں) صاحب سے مراد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔......سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں ہونے پر کئی مشہور احادیث ہیں۔ اس فضیلت میں آپ رضی اللہ عنہ کا کوئی شریک و سہیم نہیں۔''

(الإصابة في تمييز الصّحابة : 148/4)

حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّ الصَّاحِبَ الْمَذْكُورَ أَبُو بَكْرٍ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



”مسلمانوں کا اجماع ہے کہ (آیت میں) مذکور ”صاحب“ سے مراد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔“

(تاریخ الخلفاء، ص 41)

❀ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْمُفَسِّرُونَ.

”(اس آیت میں صاحب سے مراد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔) اس پر مفسرین کا اجماع ہے۔“

(جمع الوسائل: 221/2)

**سوال**: کیا آیت کریمہ: ﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (المائدة: ٤٥) کا حکم باقی ہے؟

**جواب**: اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خبر دی ہے کہ یہ حکم اہل کتاب کے لیے تھا، ﴿عَلَيْهِمْ﴾ میں ضمیر یہود کی طرف راجع ہے۔

❀ علامہ نحاس رحمہ اللہ (۳۳۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الضَّمِيرُ لِلْيَهُودِ بِإِجْمَاعٍ.

”اجماع ہے کہ یہ ضمیر یہودیوں کی طرف لوٹتی ہے۔“

(إعراب القرآن: 21/2)

لیکن یہ حکم اس امت میں بھی باقی ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



❁ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ الرُّبَيِّعَ وَهِيَ ابْنَةُ النَّضْرِ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ، فَطَلَبُوا الْأَرْشَ، وَطَلَبُوا الْعَفْوَ، فَأَبَوْا، فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَهُمْ بِالْقِصَاصِ، فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ: أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا، فَقَالَ: يَا أَنَسُ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ، فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَعَفَوْا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ.

''ربیع بنت نضر نے ایک لڑکی کے اگلے دانت توڑ دیے، ورثا نے دیت کا مطالبہ کیا، ربیع کے ورثا نے معافی مانگی، لیکن دیت والوں نے معزرت قبول نہ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم فرما دیا۔ سیدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! ربیع کے (قصاصا) دانت توڑے جائیں گے! اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! ایسا نہیں ہو گا۔ فرمایا: انس! کتاب اللہ قصاص کا حکم دیتی ہے۔ بعد میں دیت والے ورثا راضی ہو گئے اور معاف کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اللہ پر قسم ڈال دیں، تو اللہ اسے ضرور پورا کرتا ہے۔''

(صحيح البخاري: 2703، صحيح مسلم: 1675)

❁ علامہ رازی رحمہ اللہ (۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ قَوْلَهٗ تَعَالٰى: ﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



النَّفْسَ بِالنَّفْسِ﴾ حُكْمُهُ بَاقٍ فِي شَرْعِنَا .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ اس آیت کا حکم ہماری شریعت میں بھی باقی ہے۔“

(تفسير الرّازي :359/11)

## فائدہ:

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

يُشْتَرَطُ لِوُجُوبِ الْقِصَاصِ فِي الْجُرُوحِ ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ : أَحَدُهَا : أَنْ يَكُونَ عَمْدًا مَحْضًا، فَأَمَّا الْخَطَأُ فَلَا قِصَاصَ فِيهِ إِجْمَاعًا، لِأَنَّ الْخَطَأَ لَا يُوجِبُ الْقِصَاصَ فِي النَّفْسِ، وَهِيَ الْأَصْلُ، فَفِيمَا دُونَهَا أَوْلٰى، وَلَا يَجِبُ بِعَمْدِ الْخَطَأِ، وَهُوَ أَنْ يَقْصِدَ ضَرْبَهُ بِمَا لَا يُفْضِي إِلٰى ذٰلِكَ غَالِبًا، مِثْلُ أَنْ يَضْرِبَهُ بِحَصَاةٍ لَا يُوضِحُ مِثْلُهَا، فَتُوضِحَهُ، فَلَا يَجِبُ بِهِ الْقِصَاصُ؛ لِأَنَّهُ شِبْهُ الْعَمْدِ، وَلَا يَجِبُ الْقِصَاصُ إِلَّا بِالْعَمْدِ الْمَحْضِ .

”جروحات کے قصاص میں تین شرائط ہیں۔ایک یہ کہ وہ عمد محض ہو، اجماع ہے کہ غلطی سے سرزد ہونے پر قصاص نہیں ہے، کیوں کہ خطا سے سرزد ہونے والے قتل میں قصاصا قتل نہیں کیا جا سکتا، اور قتل ہی اصل قصاص ہے، لہٰذا اس سے کم جرم میں تو بالاولیٰ خطا پر قصاص نہیں ہونا چاہیے۔اسی طرح عمد خطا (شبہ عمد) میں بھی قصاص نہیں ہے۔عمد خطا کی صورت یہ ہے کہ مارنے کا ارادہ تو ہو، ایسے آلہ کے ساتھ، جو عموماً قصاص والے زخم کا باعث نہیں بنتا، مثلاً ایسی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



کنکری مارے کہ جس سے ہڈی ظاہر ہونے والا زخم نہیں ہوتا، لیکن ایسا زخم ہو جائے، تو اس میں قصاص نہیں ہوگا، کیوں کہ یہ شبہ عمد ہے اور قصاص عمد محض میں ہی ہوتا ہے۔''

(المُغني : 317/8)

❁ علامہ ابوعبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ قَوْلَهٗ تَعَالٰى : ﴿وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ﴾ أَنَّهٗ فِي الْعَمَدِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ یہ آیت عمد (جان بوجھ کر ارتکاب کرنے والے) کے بارے میں ہے۔''

(تفسير القُرطبي : 202/6)

❁ علامہ زرکشی رحمہ اللہ (۷۷۲ھ) فرماتے ہیں:

لَا قِصَاصَ فِي الْخَطَإِ إِجْمَاعًا .

''اجماع ہے کہ خطا میں قصاص نہیں ہے۔''

(شرح الزّركشي على مُختصر الخِرَقِي : 93/6)

**سوال**: کیا ٹڈی حلال ہے؟

**جواب**: ٹڈی بالاتفاق حلال ہے۔ مچھلی کی طرح اسے بھی ذبح نہیں کیا جاتا۔ اس کا شمار حشرات الارض میں ہوتا ہے۔ یہ چھ ٹانگوں والا کیڑا ہے۔ اس میں خون نہیں ہوتا۔ کئی بیماریوں میں بطور علاج استعمال ہوتا ہے۔ قوم موسیٰ پر ٹڈیوں کا عذاب آیا تھا۔ (سورت اعراف: ۱۳۳) سیدنا ایوب علیہ السلام پر سونے کی ٹڈیوں کا لشکر اُتارا گیا۔ (صحیح بخاری: ۲۷۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سیدنا ایوب علیہ السلام صابر نبی تھے، قضائے الٰہی پر راضی ہونے والے تھے، یہ ان کے لیے بطور معجزہ واکرام صلہ تھا۔

❁ سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ الْجَرَادَ .

”ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات غزوات میں شریک ہوئے، جن میں ہم ٹڈیاں کھاتے رہے۔“

(صحيح البخاري : 5495، صحيح مسلم : 1952)

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ٹڈی کے بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا:

وَدِدْتُ أَنَّ عِنْدِي قَفْعَةً نَأْكُلُ مِنْهُ .

”دل کرتا ہے کہ میرے پاس ٹڈیاں سے بھری ٹوکری ہو اور ہم کھائیں۔“

(مؤطأ الإمام مالك : 933/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ؛ الْجَرَادُ وَالْحِيتَانُ وَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ .

”ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کر دیے گئے ہیں؛ (مردار میں) ٹڈی اور مچھلی، (اور خون میں) جگر اور تلی۔“

(السّنن الكبرى للبيهقي : 1196، وسندهٗ صحيحٌ)

✿ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

❁ امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



مَا رَأَيْتُ الْمَيِّتَ يَحِلُّ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الْجَرَادُ وَالْحُوتُ .

''میں کسی مردہ چیز کو حلال نہیں جانتا، سوائے ٹڈی اور مچھلی کے۔''

(كتاب الأم : 233/2، ط النّجّار)

## اجماع:

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى إِبَاحَةِ أَكْلِ الْجَرَادِ إِذَا وُجِدَ مَيِّتًا .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ ٹڈی مردہ بھی ملے، تو اسے کھانا حلال ہے۔''

(الإجماع : 744)

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَخْتَلِفِ الْعُلَمَاءُ فِي أَكْلِهِ عَلَى الْجُمْلَةِ، وَأَنَّهُ إِذَا أُخِذَ حَيًّا وَقُطِعَتْ رَأْسُهُ أَنَّهُ حَلَالٌ بِاتِّفَاقٍ .

''مجموعی طور پر اہل علم نے ٹڈی کو کھانے میں اختلاف نہیں کیا۔ ٹڈی کو زندہ پکڑ کر اس کا سر کاٹ دیا جائے، تو یہ بالاتفاق حلال ہے۔''

(تفسير القُرطبي : 268/7)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

اَلسَّمَكُ وَالْجَرَادُ إِذَا مَاتَا طَاهِرَانِ بِالنُّصُوصِ وَالْإِجْمَاعِ .

''مچھلی اور ٹڈی مر جائیں، تو نصوص شرعیہ اور اجماع کی رُو سے پاک ہیں۔''

(المَجموع شرح المُهذّب : 561/2)

**سوال**: آیت کریمہ: ﴿حَتّٰى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ﴾ (النّسآء : ٦) میں نکاح سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کیا مراد ہے؟

**جواب**: یہاں نکاح سے بالا جماع بلوغت مراد ہے۔

❁ علامہ ماوردی رحمہ اللہ (۴۵۰ھ) فرماتے ہیں:

﴿حَتَّى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ﴾ يَعْنِي الْحُلُمَ فِي قَوْلِ الْجَمِيعِ.

”سب کے نزدیک آیت میں نکاح سے مراد بلوغت ہے۔“

(النُّكت والعُيون: 453/1)

❁ علامہ العزبن عبدالسلام (۶۶۰ھ) فرماتے ہیں:

﴿النِّكَاحَ﴾ الْحُلُمَ اتِّفَاقًا.

”اس آیت میں نکاح سے مراد بالا تفاق بلوغت ہے۔“

(تفسير العِزّ بن عبد السّلام، ص 190)

**سوال**: کیا قبر میں سوال وجواب کرنے والے دو فرشتوں کے نام ثابت ہیں؟

**جواب**: قبر میں سوال وجواب کرنے والے فرشتوں کے نام منکر، نکیر ہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا قُبِرَ الْمَيِّتُ أَوْ قَالَ: أَحَدُكُمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ أَسْوَدَانِ أَزْرَقَانِ، يُقَالُ لِأَحَدِهِمَا: الْمُنْكَرُ، وَلِلْآخَرِ: النَّكِيرُ.

”جب میت کو دفنا دیا جاتا ہے، تو اس کے پاس دو سیاہ نیل رنگ فرشتے آتے ہیں، ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نکیر ہے۔“

(سنن التّرمذي: 1071، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ .

”حدیث ابی ہریرہ حسن غریب ہے۔“

امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۱۱۷) نے صحیح کہا ہے۔

✿ علامہ طیبی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

اَلنَّكِيرُ فَعِيلٌ بِمَعْنٰی مَفْعُولٍ مِنْ نَكِرَ بِالْكَسْرِ، وَالْمُنْكَرُ مَفْعُولٌ مِنْ أَنْكَرَ، كِلَاهُمَا ضِدُّ الْمَعْرُوفِ، سُمِّيَا بِهِ؛ لِأَنَّ الْمَيِّتَ لَمْ يَعْرِفْهُمَا وَلَمْ يَرَ صُورَةً مِّثْلَ صُورَتِهِمَا .

”نکیر باب نَكِرَ سے فعیل بمعنی اسم مفعول ہے اور منکر باب افعال سے اسم مفعول ہے۔ معنی میں دونوں معروف ومشہور کی ضد ہیں۔ ان فرشتوں کا نام منکر ونکیر اس لیے رکھا گیا ہے کہ میت نے انہیں پہچان نہیں سکے گی اور نہ اس نے اس سے پہلے ایسی کوئی صورت دیکھی ہوگی۔“

(شرح الطّيبي : 554/2)

**سوال**: گناہوں پر تقدیر کو دلیل بنانا کیسا ہے؟

**جواب**: بعض لوگ گناہوں کو تقدیر کے سپرد کر دیتے ہیں، مثلاً قتل، زنا، چوری جیسے گناہ کر کے کہتے ہیں: میرا کیا قصور؟ تقدیر میں ایسا ہی لکھا تھا۔ ایسا کہنا بذات خود گناہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سب کچھ تقدیر میں لکھا جا چکا ہے، لیکن اسے ذنوب وعیوب پر دلیل بنایا جائز نہیں۔

مسئلہ تقدیر میں دو انتہائیں ہیں، ایک انتہا یہ کہ ہم مجبور محض ہیں، جو کچھ تقدیر میں لکھ دیا گیا، ہم وہی کرنے پر مجبور ہیں، لہذا ہم سے گناہوں کا کوئی حساب نہیں ہوگا، اس کا قائل

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



جبریہ فرقہ ہے۔ دوسری انتہا یہ ہے کہ انسان اپنے افعال کا خالق ہے، اس میں اللہ کی مشیت شامل نہیں، یہ نظریہ قدریہ کا ہے۔

لیکن اہل سنت ہمیشہ کی طرح راہ اعتدال پر ہیں، ہمارا عقیدہ ہے کہ جو ہو چکا اور جو ہونے والا ہے، سب تقدیر میں ہے، لیکن انسان کو کسی کام پر مجبور نہیں کیا گیا اور نہ ہی اتنا آزاد کیا گیا کہ وہ رب تعالیٰ کی مشیت سے ہی نکل جائے، اسے نیکی و بدی کی راہنمائی کی گئی ہے، باقی اختیار اسے دیا گیا ہے، بالفاظ دیگر اعمال کا خالق اللہ اور ''کاسب'' (سرانجام دینے والا) انسان ہے۔

اب یہاں اشکال پیدا ہوتا ہے کہ جب سب کچھ پہلے سے ہی تقدیر میں درج ہے، تو اپنے اعمال پر تقدیر کو دلیل کیوں کر بنانا جائز نہیں؟ جواب یہ ہے کہ مصائب پر تقدیر کا سہارا لیا جا سکتا ہے، کیونکہ مصائب سے دوچار آدمی کے لیے اب سہارا صرف تقدیر ہی رہ جاتا ہے۔ لیکن اپنا گناہوں اور عیوب پر تقدیر کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْقَدْرُ يُؤْمَنُ بِهٖ وَلَا يُحْتَجُّ بِهٖ، بَلِ الْعَبْدُ مَأْمُورٌ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْقَدْرِ عِنْدَ الْمَصَائِبِ، وَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ عِنْدَ الذُّنُوبِ وَالْمَعَايِبِ كَمَا قَالَ تَعَالٰى: ﴿فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ﴾.

''تقدیر پر ایمان لایا جائے گا، اسے (معائب پر) دلیل نہیں بنایا جائے گا۔ انسان کو مصائب کے وقت تقدیر کی طرف رجوع کا حکم ملا ہے اور گناہوں وعیوب کے وقت توبہ واستغفار کا کہا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ﴾ ''(اے نبی!) صبر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کیجیے، کیونکہ اللہ کا وعدہ حق ہے اور اپنے گناہوں پر استغفار کیجیے۔''

(اقتصاد الصِّراط المُستقيم لمُخالفة أصحاب الجَحيم : 389/2)

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْقَدَرَ يُحْتَجُّ بِهِ عِنْدَ الْمَصَائِبِ، لَا عِنْدَ الْمَعَائِبِ .

''تقدیر کو مصائب پر دلیل بنایا جائے گا، عیوب پر نہیں۔''

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 147)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِحْتَجَّ آدَمُ وَمُوسٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ عِنْدَ رَبِّهِمَا، فَحَجَّ آدَمُ مُوسٰى، قَالَ مُوسٰى : أَنْتَ آدَمُ الَّذِي خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهٖ، وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهٗ، وَأَسْكَنَكَ فِي جَنَّتِهٖ، ثُمَّ أَهْبَطْتَ النَّاسَ بِخَطِيئَتِكَ إِلَى الْأَرْضِ، فَقَالَ آدَمُ : أَنْتَ مُوسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ وَأَعْطَاكَ الْأَلْوَاحَ فِيهَا تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ وَقَرَّبَكَ نَجِيًّا، فَبِكَمْ وَجَدْتَ اللّٰهَ كَتَبَ التَّوْرَاةَ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ، قَالَ مُوسٰى : بِأَرْبَعِينَ عَامًا، قَالَ آدَمُ : فَهَلْ وَجَدْتَ فِيهَا﴿وَعَصٰى آدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى﴾، قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : أَفَتَلُومُنِي عَلٰى أَنْ عَمِلْتُ عَمَلًا كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ أَنْ أَعْمَلَهٗ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي بِأَرْبَعِينَ سَنَةً؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فَحَجَّ آدَمُ مُوسٰى .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



”رب تعالیٰ کے پاس آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی گفتگو ہوئی۔ آدم علیہ السلام دلیل میں غالب آ گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آپ آدم ہیں کہ جنہیں اللہ نے اپنے ہاتھوں سے پیدا فرمایا، آپ میں روح پھونکی، مسجود ملائکہ بنایا اور جنت میں ٹھکانا دیا، پھر آپ نے اپنی غلطی کی وجہ سے سب کو زمین پر اتار دیا۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا: آپ موسیٰ ہیں، جنہیں اللہ نے رسالت اور کلام کے چنا ہے، آپ کو تختیاں عطا کیں کہ جن میں ہر چیز کی وضاحت ہے، سرگوشی کے لیے اپنے قریب کیا۔ بھلا اللہ نے میری تخلیق سے کتنا پہلے تورات لکھی تھی؟ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: چالیس سال پہلے۔ سیدنا آدم علیہ السلام نے فرمایا: کیا آپ نے اس میں یہ آیت: ﴿وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى﴾ دیکھی ہے؟ فرمایا: جی ہاں، آدم علیہ السلام نے فرمایا: کیا آپ مجھے ایک ایسے کام پر ملامت کر رہے ہیں کہ جو اللہ نے میری تخلیق سے چالیس سال پہلے ہی میرے متعلق لکھ دیا تھا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدم علیہ السلام دلیل میں موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔“

(صحيح البخاري: 4736، صحيح مسلم: 2652، واللّفظ لهٗ)

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ عِنْدَ جَمَاعَةِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ صَحِيحٌ مِنْ جِهَةِ الْإِسْنَادِ وَكُلُّهُمْ يَرْوِيهِ وَيُقِرُّ بِصِحَّتِهٖ وَيَحْتَجُّ بِهٖ أَهْلُ الْحَدِيثِ وَالْفِقْهِ وَهُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ فِي إِثْبَاتِ قِدَمِ عِلْمِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ذِكْرُهٗ ...... لِأَنَّهٗ خَبَرٌ جَاءَ مَجِيئًا مُتَوَاتِرًا فَاشِيًا، وَأَمَّا أَهْلُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



الْبِدَعِ فَيُنْكِرُونَهُ وَيَدْفَعُونَهُ وَيَعْتَرِضُونَ فِيهِ بِدُرُوبٍ مِنَ الْقَوْلِ كَرِهْتُ ذِكْرَ ذٰلِكَ لِأَنَّ كِتَابَنَا هٰذَا كِتَابُ سُنَّةٍ وَاتِّبَاعٍ لَا كِتَابُ جِدَالٍ وَابْتِدَاعٍ، وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ سَبَقَ فِي عِلْمِهٖ مَا يَكُونُ وَأَنَّهُ فِي كِتَابٍ مَسْطُورٍ جَرَى الْقَلَمُ فِيهِ بِمَا يَكُونُ إِلٰى آخِرِ الْأَبَدِ وَأَنَّ الْعِبَادَ لَا يَعْمَلُونَ إِلَّا فِيمَا قَدْ عَلِمَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَقَضٰى بِهٖ وَقَدَّرَهُ.

”اس حدیث کی سند جماعت محدثین کے نزدیک صحیح ہے۔ تمام محدثین نے اسے روایت کیا ہے اور اس کے صحت کا اقرار کیا۔ اہل سنت محدثین اور فقہا نے اس حدیث کو اللہ تعالیٰ کے علم سابق (تقدیر) پر دلیل بنایا ہے۔ ...... یہ ایسی حدیث ہے، جو متواتر حدیث کی طرح روایت کی گئی ہے۔ جبکہ اہل بدعت اس حدیث کا انکار کرتے ہیں اور بڑی مہارت کے ساتھ اس پر اعتراض کرتے ہیں، ایسی باتوں کو ذکر کرنا میں پسند نہیں کرتا، کیونکہ ہماری یہ کتاب حدیث اور اتباع پر مشتمل ہے، یہ جدال اور بدعت کی کتاب نہیں ہے۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے، سب کچھ پہلے سے ہی اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور وہ لوح محفوظ میں ہے، زمانے کی انتہا تک جو کچھ ہونے والا ہے، سب کچھ اس میں لکھ دیا گیا ہے، نیز دلیل ہے کہ لوگ وہی عمل کرتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا ہے اور جس کو باری تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔“

(الاستذکار: 258/8)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ ضَلَّتْ فِيهِ طَائِفَتَانِ، طَائِفَةٌ كَذَّبَتْ بِهٖ لَمَّا ظَنُّوا أَنَّهٗ يَقْتَضِي رَفْعَ الذَّمِّ وَالْعِقَابِ عَمَّنْ عَصَى اللّٰهَ لِأَجْلِ الْقَدَرِ، وَطَائِفَةٌ شَرٌّ مِنْ هٰؤُلَاءِ جَعَلُوهُ حُجَّةً وَقَدْ يَقُولُونَ : الْقَدَرُ حُجَّةٌ لِأَهْلِ الْحَقِيقَةِ الَّذِينَ شَهِدُوهُ أَوِ الَّذِينَ لَا يَرَوْنَ أَنَّ لَهُمْ فِعْلًا، وَمِنَ النَّاسِ مَنْ قَالَ : إِنَّمَا حَجَّ آدَمُ مُوسٰى لِأَنَّهٗ أَبُوهُ أَوْ لِأَنَّهٗ كَانَ قَدْ تَابَ أَوْ لِأَنَّ الذَّنْبَ كَانَ فِي شَرِيعَةٍ وَاللَّوْمَ فِي أُخْرٰى أَوْ لِأَنَّ هٰذَا يَكُونُ فِي الدُّنْيَا دُونَ الْأُخْرٰى، وَكُلُّ هٰذَا بَاطِلٌ، وَلٰكِنَّ وَجْهَ الْحَدِيثِ أَنَّ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَلُمْ أَبَاهُ إِلَّا لِأَجْلِ الْمُصِيبَةِ الَّتِي لَحِقَتْهُمْ مِنْ أَجْلِ أَكْلِهٖ مِنَ الشَّجَرَةِ فَقَالَ لَهٗ : لِمَاذَا أَخْرَجْتَنَا وَنَفْسَكَ مِنَ الْجَنَّةِ؟ لَمْ يَلُمْهُ لِمُجَرَّدِ كَوْنِهٖ أَذْنَبَ ذَنْبًا وَتَابَ مِنْهُ؛ فَإِنَّ مُوسٰى يَعْلَمُ أَنَّ التَّائِبَ مِنَ الذَّنْبِ لَا يُلَامُ وَهُوَ قَدْ تَابَ مِنْهُ أَيْضًا وَلَوْ كَانَ آدَمُ يَعْتَقِدُ رَفْعَ الْمَلَامِ عَنْهُ لِأَجْلِ الْقَدَرِ لَمْ يَقُلْ : ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾، وَالْمُؤْمِنُ مَأْمُورٌ عِنْدَ الْمَصَائِبِ أَنْ يَصْبِرَ وَيُسَلِّمَ وَعِنْدَ الذُّنُوبِ أَنْ يَسْتَغْفِرَ وَيَتُوبَ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”اس حدیث میں دو فرقے گمراہ ہو گئے۔ ایک نے تو اس حدیث کا ہی انکار کر دیا اور یہ گمان کر بیٹھا کہ یہ حدیث متقاضی ہے کہ تقدیر کی وجہ سے اللہ کے نافرمان سے ذم وعقاب کی ختم ہوتی ہے۔ دوسرا فرقہ تو اس سے بھی برا ہے، انہوں نے اس حدیث کو دلیل بناتے ہوئے کہا ہے: تقدیر ان اہل حقیقت کی دلیل ہے، جو اس کی گواہی دیتے ہیں یا ان کی، جو خود کو فعل کے ذمہ دار نہیں سمجھتے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام پر تقدیر کو دلیل اس لیے بنایا، کیوں کہ وہ باپ تھے یا اس لیے کہ وہ اس غلطی سے تائب ہو گئے تھے یا اس لیے کہ ایک شریعت میں وہ غلطی تھی اور دوسری میں ملامت تھی یا اس لیے کہ یہ بات دنیا کی ہے، نہ کہ آخرت کی۔ یہ سب تاویلات باطل ہیں۔ جبکہ حدیث کا درست مفہوم یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے باپ کو صرف اس مصیبت پر ملامت کیا، جو انہیں اس لیے لاحق ہوئی کہ آدم علیہ السلام نے درخت کھا لیا تھا، لہٰذا انہیں کہا: آپ ہمیں اور خود کو جنت سے نکالنے کا سبب کیوں بنے؟ ایسا نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے صرف گناہ کرنے اور اس سے تائب ہونے پر ملامت کیا ہو، کیوں کہ موسیٰ علیہ السلام جانتے تھے کہ گناہ سے توبہ کرنے والے کو ملامت کرنا جائز نہیں، جب کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے بھی توبہ کر لی تھی۔ اگر آدم علیہ السلام تقدیر کا سہارا لے کر خود سے ملامت ختم کرنے کا اعتقاد رکھتے ہوتے، تو یہ دعا کبھی نہ کرتے: ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾

”ہمارے رب! ہم نے خود پر ظلم کیا، اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا، تو ہم خسارہ پانے والے ہو جائیں گے۔“ مومن کو مصیبت کے وقت صبر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



کرنے اور فیصلہ پر راضی ہونے کا حکم دیا گیا ہے اور گناہ کے وقت توبہ استغفار کا۔"

(مَجموع الفتاوٰی: 11/258-259)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

"گناہ پر تقدیر کو دلیل بنانا ایک جگہ مفید ہوتا ہے اور دو جگہ نقصان دہ۔ نفع مند تب ہوتا ہے، جب گناہ کر کے توبہ کر لی جائے اور اس پر ہمیشگی کو ترک کر دیا جائے، جیسا کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے کیا تھا۔ اس موقع پر تقدیر کو دلیل بنانا توحید باری تعالیٰ اور اسما وصفات کی معرفت ہے۔ نیز یہ کہنے والے اور سننے والے کے لیے مفید ہے، کیوں کہ وہ تقدیر سے کسی حکم یا ممانعت کو رد نہیں کر رہا اور نہ کوئی شرعی مسئلہ کو جھٹلا رہا ہے، بل کہ وہ توحید پر مبنی حق کا آشکارا کر رہا ہے اور خود سے نیکی کی طاقت اور گناہ سے بچنے کی قوت کا انکار کر رہا ہے۔ یوں سمجھئے کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: کیا آپ مجھے ایسے عمل پر ملامت کر رہے ہیں، جو میری تخلیق سے پہلے ہی لکھ دیا گیا تھا؟ کیوں کہ انسان جب گناہ کر کے تائب ہو جائے اور اس کی قباحت بھی زائل ہو جائے، تو اسے تنبیہ و ملامت کرنا بہتر ہے، بجائے اس سے کہ وہ تقدیر کو دلیل بناتے ہوئے کہے: یہ معاملہ تخلیق سے پہلے ہی لکھ دیا گیا تھا۔ سیدنا آدم علیہ السلام نے تقدیر کے سہارے حق کو رد نہیں کیا اور نہ ہی اسے باطل پر دلیل بنایا۔ ایسے موقع پر تقدیر کو دلیل بنانا حرام نہیں ہے۔ تقدیر کو دلیل بنانا تب نقصان دہ ہے، جب حال یا مستقبل میں ہو، مثلاً کوئی شخص حرام کا ارتکاب کرے یا واجب کو ترک کرے اور کوئی ملامت کرنے والا اسے ملامت کرے، تو گناہ پر مصرّ رہنے کے لیے تقدیر کی آڑ لے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ایسا شخص تقدیر کے سہارے حق کو ٹھکرا رہا ہے اور باطل کا مرتکب ہو رہا ہے۔ جیسے مشرکین مکہ نے شرک اور غیر اللہ کی پوجا پر تقدیر سے دلیل لی تھی، فرمان باری تعالیٰ ہے:﴿لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا﴾، ﴿لَوْ شَاءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ﴾ ''اللہ چاہتا، تو ہم اور ہمارے آباء واجداد شرک نہ کرتے۔''، ''رحمٰن چاہتا، تو ہم بتوں کی پوجا نہ کرتے۔'' انہوں نے اپنے عمل کو درست ثابت کرنے لیے تقدیر کا سہارا لیا۔ انہیں اپنے کیے پر ندامت تھی، نہ اسے چھوڑنے کا کوئی ارادہ تھا اور نہ ہی شرک کو برائی سمجھتے تھے۔ یہ صورت حال اس شخص کی نہیں ہے، جو اپنے خطا کو بھانپ گیا ہے اور نادم ہو کر آئندہ کبھی نہ کرنے کا عزم بالجزم کیے ہوئے ہے، لہٰذا ایسے شخص کو اگر کوئی سابقہ گناہ پر ملامت کرے، تو وہ کہے: وہ (گناہ) تقدیر کا فیصلہ تھا۔ مسئلہ کی علت یہ ہے کہ جب گناہ (سے توبہ کر لینے سے اس) کی ملامت ختم ہو جائے، تو تقدیر سے دلیل لینا جائز ہے۔ اور جب ملامت موجود ہو، تو تقدیر سے دلیل لینا باطل ہے۔ اگر کوئی کہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قیام اللیل کے ترک پر تقدیر کو دلیل بنایا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اعتراض بھی نہیں فرمایا، جیسا کہ صحیح حدیث میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو جگایا اور فرمایا: تہجد نہیں پڑھیں گے؟ میں نے کہا: اللہ کے رسول! ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں، جب چاہے اٹھا دے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بات سن کر واپس چلے گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ پھر جب واپس پلٹے، تو اپنی ران پر ہاتھ مار کر فرمایا:﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ ''انسان سب سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



زیادہ جھگڑالو واقع ہوا ہے۔'' جواب یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تقدیر کو حرام یا واجب کے ترک پر دلیل نہیں بنایا، بل کہ انھوں نے تو یہی کہا: میری اور فاطمہ کی جان اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ ہمیں جب چاہے، اٹھا دے گا اور ہماری روحیں واپس بھیج دے گا۔ نیز یہ بات فرمان نبوی کے ہی موافق ہے، جب وادی میں سب صحابہ سوئے رہ گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے، ہماری روحیں قبض کر لیتا ہے اور جب چاہتا ہے، واپس بھیج دیتا ہے۔ اس طرح تقدیر کو دلیل بنانا درست ہے اور ایسا شخص معذور ہے، کیوں کہ سویا ہوا شخص زیادتی کا مرتکب نہیں اور جو شخص زیادتی کا مرتکب نہ ہو، اس کا تقدیر کو دلیل بنانا جائز ہے۔ تقدیر کو دلیل بنانے کی جو صورت سود مند ہے، اس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی راہنمائی فرمائی ہے۔ صحیح مسلم (۲۶۶۴) میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جسمانی طور پر) طاقت ور مومن، کمزور مومن سے زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کو بھی زیادہ محبوب ہے، لیکن ہر دو مومن میں خیر ہے۔ اپنے لیے نفع مند چیزوں کی حرص کیجیے، اللہ سے مدد مانگیے، درماندگی کا مظاہرہ مت کیجیے، اگر کوئی مصیبت آن پہنچے، تو آپ کا وظیفہ یہ نہیں ہو چاہیے: اگر میں یوں کر دیتا، تو یوں ہو جاتا، بلکہ یہی کہنا چاہیے: اللہ نے جو تقدیر میں لکھا تھا، کر دیا، کیوں لَوْ (اگر) کا لفظ شیطانی چالبازیوں کا دروازہ کھول دیتا ہے۔''

(شِفاء العَليل في مَسائل القَضاء والقدر والحِكمة والتّعليل، ص 18)

**سوال**: کیا مسلمان کافر کا وارث بن سکتا ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



(جواب): مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔

❁ سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ عَقِيلٌ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ، وَلَمْ يَرِثْهُ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، شَيْئًا لِأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ، وَكَانَ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ .

”عَقیل اور طالب دونوں ابوطالب کے وارث بنے تھے، لیکن (ابوطالب کے بیٹے) سیدنا جعفر اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہما نے اُن کی وراثت سے کچھ بھی نہیں لیا، کیونکہ وہ دونوں مسلمان اور عَقیل اور طالب کافر تھے۔“

(صحيح البخاري : 1588، صحيح مسلم : 1614)

❁ سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ .

”مسلمان کافر کا وارث بن سکتا ہے، نہ کافر مسلمان کا۔“

(صحيح البخاري : 6764، صحيح مسلم : 1614)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ شَتّٰى .

”دو مختلف ملت والے ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے۔“

مسند الإمام أحمد : 178/2، 195، سنن أبي داوٗد : 2911، سنن ابن ماجه : 2731، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۹۶۷) نے صحیح کہا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



❁ سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

تُوُفِّيَتْ عَمَّةٌ لِلْأَشْعَثِ وَهِيَ يَهُودِيَّةٌ، فَأَتَى عُمَرَ، فَأَبٰى أَنْ يُوَرِّثَهُ وَقَالَ: يَرِثُهَا أَهْلُ دِينِهَا.

”اشعث کی پھوپھی فوت ہوگئی، وہ یہودیہ تھی۔ اشعث سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں وارث بننے سے انکار کر دیا اور فرمایا: اس یہودیہ کے وارث یہودی ہی بنیں گے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 31438، السّنن الكبرٰى للبَيْهقي: 359/5، ح: 12233، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام مالک بن انس رحمہ اللہ (۱۷۹ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا، وَالسُّنَّةُ الَّتِي لَا اخْتِلَافَ فِيهَا، وَالَّذِي أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا، أَنَّهٗ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ بِقَرَابَةٍ، وَلَا وَلَاءٍ، وَلَا رَحِمٍ، وَلَا يَحْجُبُ أَحَدًا عَنْ مِيرَاثِهٖ.

”مسلمان کسی کافر کا قرابت، ولاء اور رشتہ داری کی بنا پر وارث نہیں بن سکتا اور نہ ہی کسی کی میراث میں کمی یا محرومی کا باعث بن سکتا ہے، اس مسئلہ پر ہمارا اجماع ہے، سنت غیر معارضہ ہے اور ہمارے علاقہ کے اہل علم کا بھی یہی مؤقف ہے۔“

(موطأ الإمام مالك: 520/2)

❁ امام شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

أَنَّ الْمُسْلِمِينَ الَّذِينَ أَدْرَكْنَا نَحْنُ وَأَنْتَ لَا يَخْتَلِفُونَ فِي أَنَّ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



الْكَافِرَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمَ وَالْمُسْلِمُ لَا يَرِثُ الْكَافِرَ .

''ہم نے اور آپ نے جتنے مسلمانوں سے ملاقات کی ہے، سب کا اتفاق ہے کہ مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔''

(الأمّ : 384/7)

✿ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ عُلَمَاءُ الْمُسْلِمِينَ أَنَّ الْكَافِرَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمَ .

''علمائے مسلمین کا اجماع ہے کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔''

(التّمهيد : 20/17)

✿ نیز فرماتے ہیں:

إِنَّ الْكَافِرَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمَ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ عَلٰى ذٰلِكَ .

''تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔''

(الإستذكار : 490/15)

✿ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّ الْكَافِرَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمَ، وَقَالَ جُمْهُورُ الصَّحَابَةِ وَالْفُقَهَاءُ : لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔ نیز جمہور صحابہ کرام اور فقہائے عظام کا بھی یہی فتویٰ ہے۔''

(المُغني : 367/6)

✿ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



قَدْ اتَّفَقَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّ الْكَافِرَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمَ؛ وَلَا يَتَزَوَّجُ الْكَافِرُ الْمُسْلِمَةَ، وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ قَدْ قَطَعَ الْوِلَايَةَ فِي كِتَابِهٖ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْكَافِرِينَ.

''مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا اور نہ کافر مسلمان عورت سے شادی کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مسلمانوں اور کافروں کے مابین دوستی وولایت ختم کر دی ہے۔''

(مَجموع الفتاوٰی: 36/32)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا تَوْرِيثُ الْكَافِرِ مِنَ الْمُسْلِمِ فَلَمْ يَخْتَلِفْ فِيهِ أَحَدٌ مِنَ الْفُقَهَاءِ: أَنَّهٗ لَا يَرِثُهٗ.

''رہی کافر کا مسلمان کا وارث بننا، تو اس میں کسی فقیہ کا اختلاف نہیں کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔''

(أحکام أهل الذِّمة: 838/2)

**سوال**: ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ کی تفسیر کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

**جواب**: یہ گمراہ صوفیوں کی تفسیر ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْوَاحِدِيُّ يَقُولُ: صَنَّفَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيُّ كِتَابَ حَقَائِقِ التَّفْسِيرِ، وَلَوْ قَالَ: إِنَّ ذَاكَ تَفْسِيرٌ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لِّلْقُرْآنِ لَكَفَرَ بِهٖ، قُلْتُ: صَدَقَ وَاللّٰهِ.

”علی بن احمد واحدی کہتے ہیں: ابو عبدالرحمٰن سلمی نے حقائق التفسیر نامی کتاب تصنیف کی، اگر اسے قرآن کی تفسیر کہا جائے، تو یہ قرآن کے ساتھ کفر ہوگا۔ میں (ذہبی رحمہ اللہ) کہتا ہوں: اللہ کی قسم! سچ کہا۔“

(تاریخ الإسلام: 264/10)

**سوال**: درج ذیل واقعہ کی سند کیسی ہے؟

❀ امام عبیداللہ بن عمر قواریری رحمہ اللہ سے مروی ہے:

لَمْ يَكُنْ يَكَادُ تَفُوتُنِي صَلاةُ الْعَتَمَةِ فِي جَمَاعَةٍ، فَنَزَلَ بِي ضَيْفٌ، فَشُغِلْتُ بِهٖ، فَخَرَجْتُ أَطْلُبُ الصَّلَاةَ فِي قَبَائِلِ الْبَصْرَةِ، فَإِذَا النَّاسُ قَدْ صَلَّوْا، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ: صَلَاةُ الْجَمِيعِ تَفْضُلُ عَلٰى صَلَاةِ الْفَذِّ إِحْدٰى وَعِشْرِينَ دَرَجَةً.

وَرُوِيَ خَمْسًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً، وَرُوِيَ سَبْعًا وَعِشْرِينَ فَانْقَلَبْتُ إِلٰى مَنْزِلِي، فَصَلَّيْتُ الْعَتَمَةَ سَبْعًا وَعِشْرِينَ مَرَّةً، ثُمَّ رَقَدْتُ، فَرَأَيْتُنِي مَعَ قَوْمٍ رَاكِبِي أَفْرَاسٍ، وَأَنَا رَاكِبٌ فَرَسًا كَأَفْرَاسِهِمْ، وَنَحْنُ نَتَجَارٰى، وَأَفْرَاسُهُمْ تَسْبِقُ فَرَسِي، فَجَعَلْتُ أَضْرِبُهٗ لِأَلْحَقَهُمْ، فَالْتَفَتَ إِلَيَّ آخِرُهُمْ، فَقَالَ: لَا تُجْهِدْ فَرَسَكَ، فَلَسْتَ بِلَاحِقِنَا، قَالَ: فَقُلْتُ: وَلِمَ ذَاكَ؟ قَالَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



: لِأَنَّا صَلَّيْنَا الْعَتَمَةَ فِي جَمَاعَةٍ .

”نماز عشاء با جماعت مجھ سے کبھی نہ چوکی تھی، (ایک بار) میرا ایک مہمان آ گیا، تو میں اس میں مصروف ہو گیا، پھر جماعت کی تلاش میں بصرہ کے قبائل میں گیا، لیکن سب نماز ادا کر چکے تھے، میں نے سوچا کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے اکیس درجہ افضل ہے، دوسری حدیث کے مطابق پچیس درجہ اور تیسری کے مطابق ستائیس درجہ افضل ہے۔ میں اپنے گھر گیا اور نماز عشاء کو ستائیس مرتبہ ادا کیا، پھر سو گیا، تو میں نے خواب دیکھا کہ میں کچھ گھوڑ سواروں کے ساتھ ہوں، میں بھی ان ہی کی طرح کے گھوڑے پر سوار ہوں، ہم دوڑ لگانے لگے۔ ان کے گھوڑے میرے گھوڑے سے آگے نکل گئے، میں نے گھوڑے کو ضرب لگائی کہ ان سے جا ملوں، ان میں سے آخری گھوڑ سوار میری طرف متوجہ ہوا اور بولا: اپنے گھوڑے کو تنگ نہ کرو، آپ ہم سے نہیں مل سکتے، میں نے پوچھا: وہ کیوں؟ کہنے لگا: اس لیے کہ ہم نے نماز عشاء جماعت کے ساتھ ادا کی ہے۔“

(تاریخ بغداد للخطیب : 25/12)

**جواب**: سند ضعیف ہے۔ علی بن الحسن بن زکریا ابو القاسم القطیعی کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

ایک نماز کو بطور فرض دو بار ادا کرنا بھی جائز نہیں، کجا کہ ستائیس بار۔

**سوال**: قید احترازی اور قید اتفاقی سے کیا مراد ہے؟

**جواب**: قید احترازی : مثلاً ① کوئی اچھا سا سیب لائیں، گلا سڑا نہیں لا سکتے،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

② کسی بڑے طالبعلم کو بلائیں، چھوٹے کو نہیں بلا سکتے۔

قید اتفاقی: مثلاً کسی طالبعلم کو بلائیں، اب کسی کو بھی بلا لائیں۔

**سوال**: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟

**جواب**: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھ سو سال کا فاصلہ ہے۔

❁ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

فَتْرَةٌ بَيْنَ عِيسٰى، وَمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمَا وَسَلَّمَ، سِتُّ مِائَةِ سَنَةٍ .

”عیسیٰ علیہ السلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھ سو سال کا فاصلہ ہے۔“

(صحيح البخاري : 3948)

**سوال**: اسرائیلی روایات کے بارے میں کیا مؤقف ہونا چاہیے؟

**جواب**: حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَخْبَارُهُمْ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ ؛ فَمِنْهَا مَا عَلِمْنَا صِحَّتَهٗ بِمَا دَلَّ عَلَيْهِ الدَّلِيلُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ أَوْ سُنَّةِ رَسُولِهٖ، وَمِنْهَا مَا عَلِمْنَا كَذِبَهٗ، بِمَا دُلَّ عَلٰى خِلَافِهٖ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ أَيْضًا، وَمِنْهَا مَا هُوَ مَسْكُوتٌ عَنْهُ، فَهُوَ الْمَأْذُونُ فِي رِوَايَتِهٖ، بِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ : حَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ، وَهُوَ الَّذِي لَا يُصَدَّقُ وَلَا يُكَذَّبُ، لِقَوْلِهٖ : فَلَا تُصَدِّقُوهُمْ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ .

”اسرائیلی روایات کی تین اقسام ہیں: ① جن کے صحیح ہونے کا علم ہمیں کتاب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



اللہ یا سنت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے ہو چکا ہے، ② جن کا جھوٹا ہونا معلوم ہو کہ اس کے خلاف کتاب وسنت میں ثابت ہو، ③ جن میں بارے میں کوئی فیصلہ کن بات نہ ہو، انہیں بیان کرنے کی اجازت ہے، جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے: بنی اسرائیل سے روایت بیان کرلیا کرو، اس میں کوئی حرج نہیں۔ اسرائیلی روایات کی اسی قسم کی تصدیق وتکذیب نہ کرنے کو کہا گیا ہے، فرمان نبوی ہے: بنی اسرائیل کی نہ تصدیق کرو، نہ تکذیب۔"

(تفسیر ابن کثیر: 528/3)

**سوال**: علامہ حسین احمد مدنی دیوبندی صاحب نے اللہ تعالیٰ کے متعلق کہا ہے:

"اس کی مثل کوئی چیز نہیں، ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ وہ نور ہے، نار سے پاک ہے، نور ونار اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں، وہ جسم اور مادہ صورت اور شکل۔ رنگت اور رُوپ سب سے منزہ ہے، یہ سب چیزیں اسی کی پیدا کی ہوئی ہیں، وہ مکان اور زمان، جہت اور جانب، دائیں اور بائیں، آگے، پیچھے، آسمان وزمین سب سے منزہ اور بلند ہے، یہ سب چیزیں محدودات کے لیے ہیں، اجسام کے لیے ہیں، وہ لامحدود اور غیر مجسم ہے۔ یہ چیزیں کمزوری کی وجہ سے ہیں، وہ ہر قسم کی کمزوری سے پاک اور اعلیٰ ہے، وہ سب جگہ ہے اور کسی جگہ مقید نہیں ہے، وہ سب کو دیکھتا ہے اور سنتا ہے اور کوئی اس کا احاطہ نہیں کر سکتا، وہ سب سے قوی تر اور بلند ہے، کوئی اس جیسی قدرت اور بلندی نہیں رکھتا، وہ ہر قسم کی شوکت وعظمت رکھتا ہے، کوئی اس کے سامنے شوکت اور دبدبہ نہیں رکھتا ہے وہ سب کے قریب ہے، مگر ہر مکان سے منزہ ہے، اس کے سوا جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کچھ ہے مخلوق اور اس کا محتاج حادث اور فانی ہے، وہ سب کو پیدا کرنیوالا ہے، سب سے مستغنی ابدی اور ازلی ہے۔''

(مکتوبات شیخ الاسلام، ج۱،ص۳۹۱)

**جواب**: یہ عبارت کفر وضلالت کا ملغوبہ ہے۔ یہ کسی صوفی گمراہ کا عقیدہ تو ہوسکتا ہے، سنی کا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق ایسا عقیدہ رکھنا قطعا جائز نہیں۔ اہل سنت والجماعت اس عقیدہ سے بری ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں وہی بات کہتے ہیں، جو اس نے اپنے لیے اپنے کتاب میں نازل کی ہے یا اس کے رسول ﷺ نے احادیث میں بیان کردی ہے۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اہل سنت جو عقیدہ رکھتے ہیں، وہی حق ہے۔ اہل کلام کا عقیدہ باطل ہے۔

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْفِقْهِ وَالْآثَارِ مِنْ جَمِيعِ الْأَمْصَارِ أَنَّ أَهْلَ الْكَلَامِ أَهْلُ بِدَعٍ وَزَيْغٍ .

''ہر علاقہ کے فقہا و محدثین کا اجماع ہے کہ اہل کلام اہل بدعت وزیغ ہیں۔''

(جامع بَيان العِلم وفَضْلِهٖ : 942/2)

اہل کلام اس لیے اہل بدعت وزیغ ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں وہ کچھ بیان کرتے ہیں، جو قرآن وحدیث سے ثابت نہیں، بلکہ اس کے برعکس ثابت ہوتا ہے۔ اہل سنت کا عقیدہ اسلم، احکم اور اعلم ہے۔ ائمہ اسلام نے عظیم قواعد بیان کیے ہیں۔

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



لَيْسَ لَنَا أَنْ نَصِفَ اللّٰهَ تَعَالٰى بِمَا لَمْ يَصِفْ بِهٖ نَفْسَهٗ وَلَا وَصَفَهٗ بِهٖ رَسُولُهٗ نَفْيًا وَّلَا إِثْبَاتًا، وَّإِنَّمَا نَحْنُ مُتَّبِعُونَ لَا مُبْتَدِعُونَ .فَالْوَاجِبُ أَنْ يُنْظَرَ فِي هٰذَا الْبَابِ، أَعْنِي بَابَ الصِّفَاتِ، فَمَا أَثْبَتَهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ أَثْبَتْنَاهُ، وَمَا نَفَاهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ نَفَيْنَاهُ، وَالْأَلْفَاظُ الَّتِي وَرَدَ بِهَا النَّصُّ يُعْتَصَمُ بِهَا فِي الْإِثْبَاتِ وَالنَّفْيِ، فَنُثْبِتُ مَا أَثْبَتَهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ مِنَ الْأَلْفَاظِ وَالْمَعَانِي، وَأَمَّا الْأَلْفَاظُ الَّتِي لَمْ يَرِدْ نَفْيُهَا وَلَا إِثْبَاتُهَا فَلَا تُطْلَقُ حَتّٰى يُنْظَرَ فِي مَقْصُودِ قَائِلِهَا، فَإِنْ كَانَ مَعْنًى صَحِيحًا قُبِلَ، لٰكِنْ يَنْبَغِي التَّعْبِيرُ عَنْهُ بِأَلْفَاظِ النُّصُوصِ، دُونَ الْأَلْفَاظِ الْمُجْمَلَةِ، إِلَّا عِنْدَ الْحَاجَةِ، مَعَ قَرَائِنَ تُبَيِّنُ الْمُرَادَ، وَالْحَاجَةَ مِثْلُ أَنْ يَكُونَ الْخِطَابُ مَعَ مَنْ لَا يَتِمُّ الْمَقْصُودُ مَعَهٗ إِنْ لَّمْ يُخَاطَبْ بِهَا، وَنَحْوُ ذٰلِكَ .

”ہمارے لیے جائز نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کو ان صفات سے متصف کریں، جن کے ساتھ اس نے خود کو یا اس کے رسول نے اسے متصف نہیں کیا، نہ نفی کی صورت میں اور نہ اثبات میں۔ ہم تو اتباع کرنے والے لوگ ہیں، بدعتی نہیں ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ صفات کے بات میں غور کیا جائے۔ جس کا اثبات اللہ اور اس کے رسول نے کیا، ہم اس کا اثبات کرتے ہیں اور جس کی اللہ اور اس کے رسول نے نفی کی، ہم اس کی نفی کرتے ہیں۔ جو الفاظ نص میں وارد

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



ہوئے ہیں، نفی اور اثبات میں ہم انہیں ہی اختیار کرتے ہیں، لہٰذا ہم انہی الفاظ ومعانی کا اثبات کرتے ہیں، جن کا اللہ اور اس کے رسول نے اثبات کیا۔ جن الفاظ کا اطلاق اللہ اور اس کے رسول نے نہیں کیا، انہیں تب تک نہیں بولا جا سکتا، جب تک بولنے والے کے مقصود کو نہ جان لیا جائے، اگر اس کا معنی صحیح ہو، تو صحیح ہے، لیکن اس کے لیے کوئی صریح لفظ بولا جائے، مجمل نہیں، الا کہ ضرورت ہو، ساتھ ایسے قرائن ہوں، جو اس کا پتہ دیں۔ ضرورت اس صورت میں کہ مثلاً کسی ایسے شخص سے گفتگو ہو کہ جس سے اگر ان الفاظ میں بات نہ کی جائے تو وہ مقصود کو صحیح طور پر سمجھنے سے قاصر رہے، یا اس طرح کی کوئی اور وجہ۔''

(شرح العقیدۃ الطّحاویۃ، ص 218)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ تَأْوِيلَ السَّلَفِ إِنْ صَدَرَ مِنَ الصَّحَابَةِ فَهُوَ مَقْبُولٌ لِأَنَّهُمْ سَمِعُوهُ مِنَ الرَّسُولِ وَإِنْ صَدَرَ مِنْ غَيْرِهِمْ وَتَابَعَهُمْ عَلَيْهِ الْأَئِمَّةُ قَبِلْنَاهُ وَإِنْ تَفَرَّدَ نَبَذْنَاهُ وَأَعْرَضْنَا عَنْهُ إِعْرَاضَنَا عَنِ تَأْوِيلِ الْخَلَفِ .

''اگر صفات کی تاویل صحابہ سے صادر ہوئی ہو، تو مقبول ہے، کیونکہ انہوں نے یہ تاویل رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ہے۔ اگر یہ تاویل کسی اور سے منقول ہو اور ائمہ نے اس پر متابعت بھی کی ہو، تو تب بھی قبول ہے اور اگر اس تاویل میں منفرد ہو، تو ہم وہ تاویل چھوڑ دیں گے اور اس سے ایسے اعراض برتیں گے، جیسے خلف کی تاویل سے اعراض کیا جاتا ہے۔''

(بیان تلبیس الجہمیّۃ : 409/6)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



❁ نیز فرماتے ہیں:

إِذَا كَانَ النِّزَاعُ فِي إِطْلَاقِ لَفْظٍ، وَقَدْ أَطْلَقَهُ أَحَدُ هٰؤُلَاءِ الْعُلَمَاءِ، إِمَّا آثِرًا، وَّإِمَّا ذَاكِرًا، وَسَمِعَهُ النَّاسُ مِنْهُ وَنَقَلُوهُ عَنْهُ وَلَمْ يُعْرَفْ أَنَّ أَحَدًا أَنْكَرَهُ، عُلِمَ أَنَّ عُلَمَاءَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا يَتَكَلَّمُونَ بِمِثْلِ هٰذَا اللَّفْظِ، وَأَنَّ الْمُتَكَلِّمَ بِهٖ لَيْسَ خَارِقًا لِّلْإِجْمَاعِ وَلَا مُبْتَدِعًا لَفْظًا لَّمْ يُسْبَقْ عَلَيْهِ.

''اختلاف لفظ کے استعمال میں ہے، ان اہل علم میں سے کسی نے لفظ کا اطلاق کیا، اپنی بات کرتے ہوئے یا کسی کی بات نقل کرتے ہوئے اور لوگوں نے اس سے وہ لفظ سنا، اسے نقل کیا، یہ بھی نہیں کہ کسی نے اس پر رد کیا ہو، تو ثابت ہو گیا کہ مسلمانوں کے علمائے کرام اس جیسے لفظ بول لیا کرتے تھے اور ایسا لفظ بولنے والا اجماع کا مخالف نہیں ہے اور نہ ہی کسی بدعی لفظ کا موجد کہ جو اس سے پہلے کسی نے استعمال نہ کیا ہو۔''

(الرّد على البِكري، ص 154)

**سوال**: بعض لوگوں کو مجالس ذکر میں وجد اور حال طاری ہو جاتا ہے، اس کی کیا حقیقت ہے؟

**جواب**: وجد اور حال جو صوفیوں کے اعمال وافعال ہیں، بے حقیقت اور بے ثبوت ہیں۔ انہیں تلبیس ابلیس کہہ سکتے ہیں۔ یہ وجد اور حال نصاریٰ سے مستعار ہے۔ نبی ﷺ، صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین سے ایسا ثابت نہیں۔

❁ فقہ حنفی کی معتبر کتاب میں لکھا ہے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



مَا يَفْعَلُهُ الَّذِينَ يَدَّعُونَ الْوَجْدَ وَالْمَحَبَّةَ لَا أَصْلَ لَهٗ .

''لوگ وجد اور محبت کے حال کا دعویٰ کرتے ہیں، اس کی کوئی اصل نہیں۔''

(فتاویٰ عالمگیری:319/5)

علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

(وَيَجِبُ مَنْعُ الصُّوفِيَةِ الَّذِينَ يَدَّعُونَ الْوَجْدَ وَالْمَحَبَّةَ عَنْ رَفْعِ الصَّوْتِ وَتَمْزِيقِ الثِّيَابِ عِنْدَ سَمَاعِ الْغِنَاءِ لِأَنَّ ذٰلِكَ) أَيْ رَفْعَ الصَّوْتِ وَتَمْزِيقَ الثِّيَابِ (حَرَامٌ عِنْدَ سَمَاعِ الْقُرْآنِ، فَكَيْفَ عِنْدَ الْغِنَاءِ الَّذِي هُوَ حَرَامٌ) خُصُوصًا فِي هٰذَا الزَّمَانِ الَّذِي اشْتُهِرَ فِيهِ الْفِسْقُ، وَظَهَرَتْ فِيهِ أَنْوَاعُ الْبِدَعِ، وَاشْتُهِرَتْ فِيهِ طَائِفَةٌ تَحَلَّوْا بِحِلْيَةِ الْعُلَمَاءِ، وَتَزَيَّوْا بِزِيِّ الصُّلَحَاءِ، وَالْحَالُ أَنَّ قُلُوبَهُمْ مَلِيءٌ مِّنَ الشَّهْوَاتِ وَالْأَهْوَاءِ الْفَاسِدَةِ، وَهُمْ فِي الْحَقِيقَةِ ذِيَابٌ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهِمْ، فَالْعَجَبُ مِنْهُمْ أَنَّهُمْ يَدَّعُونَ مَحَبَّةَ اللّٰهِ، وَيُخَالِفُونَ سُنَّةَ رَسُولِهٖ، لِأَنَّهُمْ يَصْفِقُونَ بِأَيْدِيهِمْ، وَيُطَرِّبُونَ وَيَنْعَرُونَ وَيَصْعَقُونَ، وَكُلُّ ذٰلِكَ جَهْلٌ مِّنْهُمْ، فَمَنِ ادَّعٰى مَحَبَّةَ اللّٰهِ وَخَالَفَ سُنَّةَ رَسُولِهٖ، فَهُوَ كَذَّابٌ، وَكِتَابُ اللّٰهِ يُكَذِّبُهٗ، فَلَا شَكَّ فِي أَنَّهُمْ لَا يَعْرِفُونَ مَا اللّٰهُ وَلَا يَدْرُونَ مَا مَحَبَّةُ اللّٰهِ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



وَهُمْ قَدْ يُصَوِّرُونَ فِي أَنْفُسِهِمُ الْخَبِيثَةِ صُورَةً مُعَشَّقَةً وَّخَيَالًا فَاسِدًا، فَيُظْهِرُونَ بِذٰلِكَ وَجْدًا عَظِيمًا، وَبُكَاءً جَسِيمًا، وَحَرَكَاتٍ مُّخْتَلِفَةً، وَبَعْبَعَةً عَظِيمَةً، وَالْأَزْبَادُ تَنْزِلُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ، حَتّٰى أَنَّ الْجُهَّالَ وَالْحُمْقٰى مِنَ الْعَامَّةِ يَعْتَقِدُونَهُمْ وَيُلَازِمُونَهُمْ، وَيَنْسِبُونَ أَنْفُسَهُمْ إِلَيْهِمْ، وَيَتْرُكُونَ شَرِيعَةَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُولِهٖ، فَمَا هُمْ إِلَّا فِي الدَّعَاوِي الْفَاسِدَةِ، وَالْأَقْوَالِ الْكَاسِدَةِ، أَعَاذَنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكُمْ مِنْ شَرِّ هٰؤُلَاءِ الطَّائِفَةِ، وَمِنْ شَرِّ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ .

”جو صوفیا وجد اور محبت کا دعویٰ کرتے ہیں، انھیں موسیقی سنتے وقت آوازیں بلند کرنے اور کپڑے پھاڑنے سے وجوبی طور پر روکا جائے گا، کیونکہ آوازیں بلند کرنا اور کپڑے پھاڑنا تو قرآن سنتے وقت بھی حرام ہے، تو موسیقی، جو کہ خود حرام عمل ہے، کو سنتے وقت ایسا کرنا کیونکر جائز ہوگا؟ خاص طور پر ہمارے دور میں، کہ اب گناہ عام ہو چکا ہے، قسم ہا قسم کی بدعات ظاہر ہو چکی ہے۔ ہمارے زمانے میں ایک گروہ مشہور ہو چکا ہے، جنھوں نے علما جیسا حلیہ بنا رکھا ہے اور صلحا کا روپ دھار رکھا ہے، جبکہ حقیقت میں ان کے دل شہوت اور فاسد خواہشات سے بھرے پڑے ہیں۔ درحقیقت یہ لوگ بھیڑیے ہیں، اللہ ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے کہ یہ اللہ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی مخالفت کرتے ہیں، کیونکہ یہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



تالیاں بجاتے ہیں، گانے گاتے ہیں، چیخیں مارتے ہیں اور خود پر بے ہوشی طاری کر لیتے ہیں۔ یہ سب ان کی جہالت ہے، جو شخص اللہ کی محبت کا دعویٰ کرے، مگر سنت رسول کی مخالفت کرے، وہ کذاب ہے۔ کتاب اللہ اسے جھوٹا کہتی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ کون ہے؟ نہ ہی یہ اللہ کی محبت سے واقف ہیں۔ یہ اپنے خبیث دلوں میں عشقیہ تصویر بناتے ہیں اور فاسد خیال سوچتے ہیں، پھر اس سے بہت بڑے وجد کا اظہار کرتے ہیں، بری طرح روتے ہیں، طرح طرح کی حرکات کرتے ہیں اور تیز تیز زبان سے الفاظ ادا کرتے ہیں، ان کے منہ سے جھاگ بہہ رہی ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ جاہل اور بے وقوف عوام ان پر اعتقاد رکھتے ہیں، ان کی صحبت اختیار کرتے ہیں، خود کو ان کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اللہ کی شریعت اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو ترک کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ محض فاسد دعووں اور بودے اقوال کو مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے لوگوں کے شر سے اور جن وانس کے شر سے محفوظ رکھے۔''

(مِنحَة السُّلوك في شرح تُحفة المُلوك، ص 489)

**سوال**: شفاعت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

**جواب**: لغت میں شفاعت واسطے، وسیلے اور طلب کو کہتے ہیں اور شرعا کسی کے توسط سے فائدہ کے حصول اور ضرر و نقصان سے بچاؤ کو کہتے ہیں۔

اہل سنت والجماعت کا اجماعی واتفاقی عقیدہ ہے کہ شفاعت برحق ہے، قرآن مجید نے کئی شفاعتوں کا اثبات کیا ہے، اس بارے میں احادیث متواترہ بیان ہوئیں ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



خارجی، معتزلہ، مرجئہ اور شیعہ روز محشر شفاعت کے منکر ہیں۔ خوارج کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب ابدی جہنمی ہے، شفاعت سے اسے خلاصی نہیں مل سکتی۔ یاد رہے کہ جو شفاعت کا منکر ہے، وہ گمراہ اور ظالم ہے، نصوصِ شرعیہ اور اجماع امت کا سخت مخالف ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ اول شافع (سب سے پہلے شفاعت کرنے والے) اور اول مشفع (جن کی شفاعت سب سے پہلے قبول ہوگی) ہیں۔ آپ ﷺ کے متعلق کئی طرح کی شفاعت ہوگی۔

① شفاعت کبریٰ: یہ وہ مقام محمود ہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرما رکھا ہے، کہ جب لوگ قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے، محشر برپا ہو جائے گا، لوگ حساب و کتاب کے لیے بے تاب ہوں گے، اس شدت کے عالم میں لوگ انبیا کے پاس شفاعت کی غرض سے جائیں گے، وہ معذرت کر لیں گے، بالآخر خاتم الانبیا محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس جائیں گے۔ آپ ﷺ دربارِ الٰہی میں سربسجود ہو جائیں گے اور اللہ رب العزت کی تحمید و ستائش بیان کریں گے، آپ کا شفاعت کا اذن عطا ہو جائے گا، آپ کی شفاعت سے لوگوں کو غم و کرب اور مصیبت و تکلیف سے نجات مل جائے گی۔ یہ شفاعت نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔

② بعض لوگ جہنم کی طرف روانہ ہوں گے، نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے واپس بلا لیے جائیں گے۔

③ ایک گروہ جہنم کے دروازے تک پہنچ جائے گا، اسے آپ ﷺ کی شفاعت سے جہنم سے آزادی کا پروانہ مل جائے گا۔

④ بعض لوگ جہنم رسید ہو جائیں گے، آپ ﷺ کی شفاعت سے انہیں نکالا جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



⑤ اہل جنت پل صراط پار کر کے جنت کے دروازے تک پہنچ جائیں، تو جنت کا دروازہ بند ہوگا، آپ ﷺ کی شفاعت سے جنتی دروازہ کھولا جائے گا۔

⑥ رسول اللہ ﷺ اہل جنت کے لیے درجات کی بلندی کی سفارش کریں گے، جیسا کہ دنیا میں آپ ﷺ نے اہل ایمان کے لیے درجات کی بلندی کی دعا کی۔

⑦ نبی کریم ﷺ پر احسانات کی بدولت آپ کی سفارش سے آپ کے چچا ابو طالب کے عذاب میں تخفیف ہو جائے گی، انہیں آگ کا جوتا پہنایا جائے گا، جس سے ان کا دماغ ہنڈیا کی طرح کھولے گا۔ اہل جہنم میں سے سب سے کم درجے کا عذاب آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کو ہوگا۔

دیگر کفار کے حق میں سفارش نہیں ہوگی۔ شفاعت وہی کرے گا، جسے اللہ رب العزت اذن دیں گے۔ جس کے لیے اذن ہوگا، اسی کے لیے شفاعت ہوگی۔ انبیائے کرام، مقرب فرشتے، مومنین اور صالحین کی شفاعت برحق ہے۔ شفاعت دراصل شافع اور مشفوع کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعزاز واکرام ہے۔ یہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کی کمال سلطنت و بادشاہت پر دلیل ہے۔ جس دن کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی بات نہیں کر پائے گا، اللہ تعالیٰ شفاعت کا اذن دیں گے، تو شفاعت کر سکے گا۔ افسوس صد افسوس! بعض لوگ بزرگوں کی قبروں پر جا جا کر دعائیں کرتے ہیں، اس لیے استغاثہ اور استمداد و استعانت کرتے ہیں کہ وہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے سفارشی ہوں گے۔ قرآن کریم نے ان کے اس نظریہ کی تردید کر دی ہے کہ وہ روز قیامت ان کے دشمن ہوں گے، ان سے براءت کا اعلان کریں گے۔

قرآن کریم میں شفاعت کی دو قسمیں بیان ہوئی ہیں، جن میں سے ایک کی کفار اور مشرکین کے حق میں نفی کر دی گئی ہے اور دوسری کا مومنوں اور اہل اخلاص کے حق میں اثبات کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم گناہگاروں کو اپنے حبیب نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے مشرف فرمائے، آمین یارب العالمین!

شفاعت کا ثبوت قرآن کریم، متواتر احادیث اور اجماع امت سے ملتا ہے۔

**سوال**: علامہ زمخشری کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

**جواب**: ابو القاسم، محمود بن عمر بن محمد، زمخشری (۴۶۷۔۵۳۸ھ) نحوی، لغوی، متکلم، معتزلی مفسر، علم بیان اور بلاغت کے امام تھے۔ آپ کی کئی تصانیف ہیں، ان میں مشہور الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الأقاویل في وجوہ التاویل ہے۔ آپ عقیدہ میں معتزلہ کے امام تھے۔ اس لیے آپ کی تفسیر اعتزالیات اور ضلالات سے بھرپور ہے۔ ساتھ ساتھ بیان وادب، اعجاز قرآن، نظم قرآن، بلاغت قرآن اور جمال قرآن کے دریا بہا دیے ہیں۔ لیکن قرآن آیات سے اندازِ بلاغت میں اپنے باطل معتزلی مذہب کے دلائل تراشتے ہیں، چنانچہ اس تفسیر سے بچنا ہی بہتر ہے، خصوصا اس کے لیے جو اس میدان میں نو وارد ہو۔

ان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ آیات سے اپنے باطل مذہب کی تائید حاصل کریں، اس کے خلاف آنے والی آیات کی تاویل کریں۔ قرآن کریم میں معانی و بیان کی جو دولتِ بلاغت موجود ہے اسے اہتمام سے بیان کرتے ہیں لیکن جب ایسا لفظ آ جائے جو ان کے مذہب کے موافق نہ ہو تو ظاہری معنی ترک کر دیتے ہیں۔ لغت میں موجود کوئی دوسرا لغوی معنی دینے یا اسے مجاز، استعارہ اور تمثیل قرار دینے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔

بالفاظ دیگر قرآن کریم سے انداز بلاغت میں اپنے باطل معتزلی مذہب کے دلائل تراشتے ہیں۔ کفار کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کو اہل سنت والجماعت پر چسپاں کر دیتے ہیں۔ اہل سنت کے برے برے نام رکھتے ہیں مثلا ھشویہ، مجبرہ اور مشبہہ۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



اسرائیلی روایات بہت کم ذکر کرتے ہیں۔ احادیث کو ''روی'' کے لفظ سے ذکر کرتے ہیں یا آخر میں ''اللہ اعلم'' کہہ دیتے ہیں۔ ہر سورت کی تفسیر کے آخر میں اس کے فضائل میں جھوٹی احادیث بیان کرتے ہیں۔ فقہی مسائل میں زیادہ تفصیل میں نہیں جاتے۔ اپنے مذہب حنفیہ میں متعصب نہیں۔

**سوال**: کیا پانچ رضعات کی تلاوت منسوخ ہے؟

**جواب**: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ فِيمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ، ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ، فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُنَّ فِيمَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ.

''قرآن میں نازل ہوا تھا کہ دس بار دودھ پینا حرمت کا سبب ہے، پھر یہ حکم پانچ کے ساتھ منسوخ ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت یہ حکم قرآن میں پڑھا جاتا تھا۔''

(صحیح مسلم: 1452)

اس روایت میں اشکال پیدا کیا جاتا ہے کہ بقول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت پانچ رضعات کا ذکر قرآن میں موجود تھا، تو اب وہ کہاں ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ان الفاظ کی بنیاد پر کسی نے یہ نہیں کہا کہ پانچ رضعات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی قرآن کا جزو رہے۔ البتہ ابتدا میں بعض کو ان کی تلاوت کے نسخ کا علم نہ سکا۔ اگر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یہ سمجھتی تھی کہ یہ الفاظ غیر منسوخ ہیں، تو پھر انہیں مصحف عثمانی میں شامل کرنے کی کوشش کیوں نہ کی۔ بعید نہیں کہ سیدہ کو ان کے نسخ کا علم بعد میں ہوا ہو اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اپنے علم کی بنیاد پر یہ بات کہہ دی ہو۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ النَّسْخَ بِخَمْسِ رَضَعَاتٍ تَأَخَّرَ إِنْزَالُهُ جِدًّا حَتّٰى إِنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَبَعْضُ النَّاسِ يَقْرَأُ خَمْسَ رَضَعَاتٍ وَيَجْعَلُهَا قُرْآنًا مَتْلُوًّا لِكَوْنِهٖ لَمْ يَبْلُغْهُ النَّسْخُ لِقُرْبِ عَهْدِهٖ فَلَمَّا بَلَغَهُمُ النَّسْخُ بَعْدَ ذَالِكَ رَجَعُوا عَنْ ذَالِكَ وَأَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ هٰذَا لَا يُتْلٰى، وَالنَّسْخُ ثَلَاثَةُ أَنْوَاعٍ أَحَدُهَا مَا نُسِخَ حُكْمُهُ وَتِلَاوَتُهُ كَعَشْرِ رَضَعَاتٍ وَالثَّانِي مَا نُسِخَتْ تِلَاوَتُهُ دُونَ حُكْمِهٖ كَخَمْسِ رَضَعَاتٍ وَكَالشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا وَالثَّالِثُ مَا نُسِخَ حُكْمُهُ وَبَقِيَتْ تِلَاوَتُهُ وَهٰذَا هُوَ الْأَكْثَرُ وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ﴾ الْآيَةَ .

”پانچ رضعات کا نسخ اس قدر مؤخر ہے، کہ نبی کریم ﷺ دنیائے فانی سے کوچ فرما گئے اور بعض لوگ ان پانچ رضعات کی تلاوت کرتے تھے اور اسے قرآن کا حصہ گردانتے رہے، تاخیر نسخ کی وجہ سے انہیں علم نہ ہو سکا، جب علم ہوا، تو رجوع کر لیا اور سب کا اجماع ہو گیا کہ یہ آیات متلو نہیں ہیں۔

نسخ تین طرح کا ہوتا ہے۔ ① حکم اور تلاوت دونوں منسوخ جیسا کہ دس رضعات۔ ② تلاوت منسوخ اور حکم باقی جیسا کہ پانچ رضعات اور یہ حکم کہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت زنا کریں تو انہیں رجم کردو۔ ③ حکم منسوخ اور تلاوت باقی۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ﴾ ''تمہارے جو مرد بیویاں چھوڑ کر فوت ہوں، تو ان بیویوں کے لیے وصیت ہے......۔''

(شرح مسلم :468/1)

دراصل بقیہ پانچ رضعات کی تلاوت کا نسخ نبی کریم ﷺ کی وفات کے اتنا قریب ہوا کہ بعض صحابہ وفات النبی ﷺ کے بعد بھی ان پانچ رضعات کو قرآن متلو سمجھتے رہے، کیونکہ انہیں نسخ کا علم نہیں ہوسکا تھا۔ جب علم ہوا، تو اجماع ہوگیا کہ اس کی تلاوت منسوخ ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ پانچ رضعات کی تلاوت منسوخ ہے اور حکم باقی ہے۔

**سوال**: کیا اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کا جنازہ پڑھا تھا؟

**جواب**: یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کا جنازہ پڑھا تھا مبنی بر جہالت ہے۔ اس پر کوئی معتبر دلیل نہیں۔ اس سلسلہ میں ایک جھوٹی روایت بھی پیش کی جاتی ہے۔

❀ سیدنا جابر بن عبد اللہ اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ أَوَّلَ مَنْ يُصَلِّي عَلَيَّ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ فَوْقِ عَرْشِهِ، ثُمَّ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ مِيكَائِيلُ، ثُمَّ إِسْرَافِيلُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، ثُمَّ الْمَلَائِكَةُ زُمَرًا زُمَرًا، ثُمَّ ادْخُلُوا، فَقُومُوا صُفُوفًا لَا يَتَقَدَّمُ عَلَيَّ أَحَدٌ.

''سب سے پہلے میرا جنازہ عرش پر میرا رب پڑھے گا، پھر جبرائیل، پھر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



میکائیل، پھر اسرافیل علیہم السلام اور بعد میں دیگر فرشتے گروہ در گروہ پڑھیں گے۔ پھر آپ داخل ہو جانا اور صفیں باندھ کر کھڑے ہو جانا، کوئی امام نہ بنے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 58/3، ح : 2576)

من گھڑت ہے۔

① عبدالمنعم بن ادریس ''کذاب'' ہے۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَضَعُ الْحَدِيثَ عَلٰى أَبِيهِ وَعَلٰى غَيْرِهٖ مِنَ الثِّقَاتِ لَا يَحِلُّ الْاِحْتِجَاجُ بِهٖ .

''اپنے باپ اور دوسرے ثقہ راویوں پر حدیثیں گھڑتا تھا، اس کی روایت سے حجت پکڑنا جائز نہیں۔''

(كتاب المَجروحين : 157/2)

❁ امام بخاری رحمہ اللہ نے ''ذاہب الحدیث'' کہا ہے۔

(التّاريخ الكبير : 1951)

② ادریس بن سنان ضعیف و متروک ہے۔

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''متروک'' کہا ہے۔

(الضُّعفاء والمَتروكون : 356)

③ ادریس سے جب اس کا بیٹا عبدالمنعم روایت کرے، تو ضعیف ہوتی ہے۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُتَّقٰى حَدِيثُهٗ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِهٖ عَبْدِ الْمُنْعِمِ عَنْهُ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



”ادریس کے بیٹے عبدالمنعم کی اس سے بیان کردہ روایات سے بچیں۔“

(الثِّقات : 77/6)

**سوال**: کیا سزا کے طور پر نوافل پڑھائے جا سکتے ہیں؟

**جواب**: نہیں۔کوئی بھی عبادت بطور سزا نہیں کروائی جا سکتی۔مثلاً کسی کو غلطی پر متنبہ کرنے کے لیے دس بیس تیس نوافل پڑھنے یا قیام اللیل کا کہا جائے، یہ جائز نہیں۔نیکی کو شرعی حدود سے ہٹانا جائز نہیں۔لہٰذا نوافل یا کوئی اور نیکی کو بطور سزا مقرر نہیں کیا جا سکتا۔

**سوال**: کیا سجدہ تلاوت رہ جانے پر فدیہ ہے؟

**جواب**: سجدہ تلاوت مسنون و مستحب ہے، واجب نہیں، چھوڑنے پر گناہ نہیں، نہ ہی کوئی فدیہ ہے، لہٰذا فدیہ مستحب قرار دینا ایجاد دین اور بدعت ہے۔سلف میں اس کا کوئی قائل تھا، نہ فاعل۔

❀ مفتی محمد شفیع دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

”سجدہ تلاوت رہ گئے ہوں، تو احتیاط اس میں ہے کہ ہر سجدے کے بدلے میں پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت کا صدقہ کیا جائے۔“

(جواہر الفقہ :393/1)

**سوال**: نماز کی قراءت عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں کی جا سکتی ہے؟

**جواب**: نہیں۔قرآن کریم اللہ کا کلام ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے حروف وصوت کے ساتھ عربی میں کلام کیا ہے۔لہٰذا غیر عربی میں پڑھے گئے کلام کو قرآن قرار دینا واضح کفر ہے۔نماز میں اس کی قراءت کا جواز تو دور کی بات ہے۔

**سوال**: عشاء سے پہلے چار رکعات سنتیں ادا کرنے کا کیا حکم ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(جواب): بدعت ہے۔نماز عشاء سے پہلے چار سنتوں کا کوئی ثبوت نہیں۔

(سوال): کیا مرد اور عورت کے طریقۂ نماز میں فرق ہے؟

(جواب): کوئی فرق نہیں۔

❀ فرمان نبوی ہے:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي .

”میری طرح نماز پڑھیں۔“

(صحيح البخاري :631)

یہ حکم مرد وزن کو شامل ہے۔سلف صالحین سے مرد اور عورت کے طریقۂ نماز میں فرق ثابت نہیں۔

(سوال): نماز کے وقت سے پہلے کہی گئی اذان کا کیا حکم ہے؟

(جواب): وقت داخل ہونے کے بعد اعادہ چاہیے۔

(سوال): جو اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ مانتا ہے، اسے امام بنانا کیسا ہے؟

(جواب): اسے امام نہیں بنایا جا سکتا۔امام کا صحیح العقیدہ ہونا ضروری ہے۔

(سوال): جو امام نبی کریم ﷺ کو عالم الغیب، حاضر ناظر، مختار کل، مشکل کشاہ، حاجت روا اور متصرف فی الامور مانتا ہے، اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب): درست نہیں۔اس کا عقیدہ کفریہ ہے، لہٰذا امامت کا اہل نہیں۔

(سوال): دفن کے بعد قبر پر سات دن تک قرآن خوانی کروانا کیسا ہے؟

(جواب): بدعت ہے۔قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، ورنہ صحابہ اور سلف صالحین اس کے قائل ہوتے، نیز قبرستان میں قرآن پڑھنے کی ممانعت ثابت ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



**سوال**: کیا ہر نیکی کا کام دین ہے؟

**جواب**: جی نہیں، ضروری نہیں کہ ہر نیکی کا کام دین ہو، لیکن ہر دین کا کام فی نفسہ نیکی ہے، کیونکہ بسا اوقات کوئی چیز دین نہ بھی ہو، تو بھی اچھی نیت کی بنا پر نیکی ہوسکتی ہے۔

❁ امام مالک رحمہ اللہ درس حدیث سے پہلے وضو فرمایا کرتے تھے۔

(تعظيم قَدَر الصّلاة للمَروزي : 731، حِلية الأولياء لأبي نعيم : 318/6، المُحدِّث الفاصل للرَّامَهُرمُزي، ص 585، وسندهٗ صحيحٌ)

اب امام صاحب کا یہ عمل اس مخصوص ہیئت میں دین نہیں ہے، ہاں اچھی نیت اور اجتہاد کی بنا پر نیکی ہے۔

پس ثابت ہوا کہ نیکی اور دین میں عموم وخصوص مطلق ہے۔یعنی ہر دین کا کام فی نفسہ کار ثواب ہے، لیکن ہر نیکی کا کام دین نہیں۔

ایسی نیکی جو دین نہ ہو، وہ بدعت تب بنے گی، جب اسے مستحب یا وجوب کا درجہ دیا جائے، کیونکہ کسی بھی چیز کا فی نفسہ وجوب یا استحباب شرعی دلیل پر موقوف ہے۔

**سوال**: غیر مسلم کو سلام کہنا کیسا ہے؟

**جواب**: اہل کتاب پر سلام میں پہل نہیں کرنی چاہیے، جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے، ہاں اگر وہ سلام کہیں، تو جواب میں ''وعلیکم'' کہہ دیں گے۔

(صحيح البخاري : 6256، صحيح مسلم : 2165)

جواب میں کہا گیا سلام، سلام تحیہ نہیں، بلکہ امان ہے، جو کافر کے لیے بھی ہوسکتی ہے۔

❁ سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ مَرَّ بِرَجُلٍ هَيْئَتُهٗ هَيْئَةُ رَجُلٍ مُسْلِمٍ، فَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ عُقْبَةُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ : أَتَدْرِي عَلٰى مَنْ رَدَدْتَ؟ فَقَالَ : أَلَيْسَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ؟ فَقَالُوا : لَا، وَلٰكِنَّهُ نَصْرَانِيٌّ، فَقَامَ عُقْبَةُ فَتَبِعَهُ حَتّٰى أَدْرَكَهُ فَقَالَ : إِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ وَبَرَكَاتِهِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ، لٰكِنْ أَطَالَ اللّٰهُ حَيَاتَكَ وَأَكْثَرَ مَالَكَ .

”آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کا گزر ہوا، جس کی ظاہری ہیئت مسلمانوں والی تھی، اس شخص نے آپ کو سلام کہا، تو آپ نے اس کا جواب دیا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تو آپ سے غلام نے کہا: جانتے ہیں کہ آپ نے کسے سلام کہا ہے؟ تو عقبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا یہ مسلمان نہیں ہے؟ لوگوں نے کہا: جی نہیں، یہ عیسائی ہے۔ تو سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ اس عیسائی کے پیچھے گئے اور اس کے پاس پہنچ کر فرمایا: بلا شبہ اللہ کی رحمت اور برکات صرف مومنین کے لیے ہیں، لیکن اللہ تیری عمر دراز کرے اور تجھے مال کی کثرت عطا کرے۔“

(السُّنن الكبرىٰ للبَيْهقي : 203/9، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ عَلٰى كُلِّ مَنْ لَقِيَهُ، قَالَ : فَمَا عَلِمْتُ أَحَدًا سَبَقَهُ بِالسَّلَامِ إِلَّا يَهُودِيًّا مَرَّةً اخْتَبَأَ لَهُ خَلْفَ أُسْطُوَانَةٍ، فَخَرَجَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ أَبُو أُمَامَةَ : وَيْحَكَ يَا يَهُودِيُّ، مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ : رَأَيْتُكَ رَجُلًا تُكْثِرُ السَّلَامَ، فَعَلِمْتُ أَنَّهُ فَضْلٌ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ آخُذَ بِهِ، فَقَالَ أَبُو أُمَامَةَ :

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



وَيْحَكَ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ، يَقُولُ : إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ السَّلَامَ تَحِيَّةً لِأُمَّتِنَا، وَأَمَانًا لِأَهْلِ ذِمَّتِنَا .

’’آپ رضی اللہ عنہ ہر ایک کو سلام کہا کرتے تھے، (راوی کہتے ہیں کہ) مجھے نہیں معلوم کہ کسی نے سلام کہنے میں سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے پہل کی ہو، ہاں ایک دفعہ ایک یہودی جو ستون کے پیچھے چھپا تھا، سامنے آیا اور اس نے سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو سلام کہا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: تمہاری بربادی ہو، یہودی! ایسا کیوں کیا؟ کہنے لگا: میں نے دیکھا کہ آپ کثرت سے سلام کہتے ہیں، تو میں نے جان لیا کہ یہ کوئی فضیلت والا عمل ہے، تو میں نے چاہا کہ یہ عمل میں بھی اختیار کروں، سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہاری بربادی ہو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے سلام کو ہماری امت کے لیے تحفہ اور اہل ذمہ کے لیے امان بنایا ہے۔‘‘

(المُعجم الكبير للطّبراني : 109/8، ح : 7518، وسندهٗ حسنٌ)

**تنبیہ:**

❁ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں (شعب الایمان للبیہقی : ۸۳۷۸، وسندہ حسن) ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ہر مسلم وغیر مسلم کو سلام کہا کرتے تھے۔ جبکہ مندرجہ بالا اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے غیر مسلم کو سلام کہنے سے رجوع کرلیا تھا، یہی حدیث کے موافق ہے۔

❁ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اثر (شعب الایمان للبیہقی : ۸۵۱۸) ابراہیم نخعی کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



۞ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَعَلَّهُ لَمْ يَبْلُغْهُ مَا بَلَغَ غَيْرَهُ مِنَ السُّنَّةِ، وَمُتَابَعَةُ السُّنَّةِ أَوْلٰى .

''ممکن ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو غیر مسلم کو سلام کہنے کی ممانعت کا علم نہ ہوسکا ہو۔ لہٰذا حدیث کا اتباع ہی اولیٰ ہے۔''

❁ محمد بن کعب کے قول (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۵۷۵۰) کی سند ضعیف ہے، مسعودی مختلط ہے، یزید بن ہارون بعد از اختلاط روایت لی ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا ابو درداء اور سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہم اہل شرک کو سلام کہا کرتے تھے۔

(مصنف ابن أبي شيبة : 25752)

سند ضعیف ہے۔

① اسماعیل بن عیاش کی اہل حجاز سے روایت ضعیف ہوتی ہے، محمد بن عجلان مدنی ہیں، نیز اسماعیل بن عیاش مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② ابن عجلان مدلس ہیں، ان کا سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ وغیرہ سے سماع کا مسئلہ ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اہل کتاب کو خط میں ''سلام علیک'' لکھتے تھے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 25748)

سند ضعیف ہے۔

① ''رجل'' مبہم ہے۔

② سفیان ثوری کی تدلیس ہے۔

❁ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا قصہ (مستدرک حاکم: ۴۹۴۶) مجہول رواۃ پر مشتمل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



❀ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کے قول کی سند پر آگاہی نہیں ہوسکی۔

**فائدہ:**

مشرکین، کفار اور مومنین ایک ساتھ بیٹھے ہوں، تو سلام کہہ سکتے ہیں۔

(صحیح البخاري : 6254، صحیح مسلم : 1798)

لیکن نیت مسلمانوں کو سلام کرنے کی ہوگی، کیونکہ کفار کو سلام کہنا جائز نہیں۔

حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے مسلمانوں کی جماعت کو سلام کہا، جس میں عیسائی بھی موجود تھا، تو اس پر اعتراض ہوا، اس نے کہا: میں نے نیت میں صرف مسلمانوں کو مراد لیا ہے، نیز اسے کہا گیا کہ تجھے یہ الفاظ کہنے چاہیے تھے کہ السلام علی من اتبع الہدیٰ۔ آیا اسے پہلے الفاظ (یعنی السلام علیکم) کہنا چاہیے تھا یا دوسرے الفاظ (یعنی السلام علی من اتبع الہدیٰ)؟ تو علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے جواب دیا:

لَا يُجْزِىءُ فِي السَّلَامِ إِلَّا اللَّفْظُ الْأَوَّلُ، وَلَا يُسْتَحَقُّ الرَّدُّ إِلَّا بِهٖ، وَيَجُوزُ السَّلَامُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَفِيهِمْ نَصْرَانِيٌّ إِذَا قَصَدَ الْمُسْلِمِينَ فَقَطْ، وَأَمَّا السَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى فَإِنَّمَا شُرِعَ فِي صُدُورِ الْكُتُبِ إِذَا كُتِبَتْ لِلْكَافِرِ، كَمَا ثَبَتَ فِي الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ.

"سلام کہنے میں صرف پہلے الفاظ ہی جائز ہیں، اسی طرح سلام کا جواب بھی انہی الفاظ میں دیا جائے گا، مسلمانوں کی جماعت میں عیسائی موجود ہو، تو مسلمانوں کی نیت کر کے سلام کہا جا سکتا ہے۔ اب رہے السلام علی من اتبع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



الھدیٰ کے الفاظ، تو یہ صرف ان خطوط کے آغاز میں مشروع ہے، جو کفار کو لکھے جائیں، جیسا کہ صحیح حدیث میں ثابت ہے۔‘‘

(الحاوي للفتاوي :297/1)

اگر کوئی کہے کہ کافر کو سلام میں پہل کیونکر درست ہے؟ تو اس کے جواب میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمُفَسِّرِينَ قَالُوا : لَيْسَ الْمُرَادُ مِنْ هٰذَا التَّحِيَّةَ إِنَّمَا مَعْنَاهُ : سَلِمَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مَنْ أَسْلَمَ وَلِهٰذَا جَاءَ بَعْدَهٗ أَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى .

’’مفسرین کرام نے کہا ہے کہ یہاں سلام سے مراد تحیۃ الاسلام نہیں ہے، بلکہ اس کا معنی ہے کہ اسلام قبول کرنے والا عذاب الٰہی سے سلامت رہے، اسی لیے تو اس (آیت) کے بعد (والی آیت میں) ہے کہ تکذیب اور روگردانی کرنے والے کے لیے عذاب ہے۔‘‘

(فتح الباري :38/1)

بعض سلف کا کہنا ہے کہ کافر کو ’’سلام علیک‘‘ بھی کہہ سکتے ہیں، تو اس سلام سے مراد تحیۃ الاسلام نہیں ہے، بلکہ یہ کفار کے لیے (قبول اسلام کے ذریعہ) عذاب الٰہی سے حفاظت کی دعا ہے۔

## فائدہ:

اگر مسلمان کو خط لکھا جائے تو اس میں السلام علیکم ہی کہا جائے گا۔

❁ کاتب مغیرہ، وراد ثقفی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



كَتَبَ الْمُغِيرَةُ إِلٰى مُعَاوِيَةَ : سَلَامٌ عَلَيْكَ، أَمَّا بَعْدُ !

”سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا: سلام علیک، اما بعد!“

(صحیح مسلم : 593)

## الحاصل :

غیر مسلم کو تحیۃ الاسلام یعنی السلام علیکم نہیں کہہ سکتے، نہ پہل کرتے ہوئے اور نہ ہی اس کے سلام کے جواب میں۔ اگر وہ سلام کہے، تو جواب میں صرف ”وعلیکم“ کہا جا سکتا ہے، کیونکہ کفار السام علیکم کہتے ہیں یا اسلوباً السلام علیکم کہہ کر نیت میں ہلاکت کی دعا کرتے ہیں، لہٰذا ”وعلیکم“ کہہ کر ان پر وہی لوٹا دی جائے۔

**سوال** : دعا میں چہرے کا رخ کس طرف ہونا چاہیے؟

**جواب** : دعا کسی بھی طرف منہ کر کے کی جا سکتی ہے۔

(صحیح البخاري : 1013، صحیح مسلم : 897)

لیکن رو بہ قبلہ ہو کر دعا کرنا مستحب ہے۔

(صحیح البخاري : 3960، صحیح مسلم : 1794)

اسی طرح آسمان کی طرف منہ کر کے دعا کرنا بھی مستحب ہے۔

(صحیح مسلم : 2055)

**سوال** : کیا دعائے انس رضی اللہ عنہ ثابت ہے؟

**جواب** : سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان، (ظالم) بادشاہ اور درندوں کے شر سے بچنے کے لیے مجھے یہ دعا سکھائی:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِي وَدِينِي،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ أَعْطَانِي رَبِّي، بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْأَسْمَاءِ، بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ دَاءٌ، بِسْمِ اللّٰهِ افْتَتَحْتُ، وَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ، اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّي، لَا أُشْرِكُ بِهٖ أَحَدًا، أَسْأَلُكَ اللّٰهُمَّ بِخَيْرِكَ مِنْ خَيْرِكَ، الَّذِي لَا يُعْطِيهُ أَحَدٌ غَيْرُكَ، عَزَّ جَارُكَ، وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ، اجْعَلْنِي فِي عِيَاذِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ سُلْطَانٍ، وَمِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَحْتَرِسُ بِكَ مِنْ شَرِّ جَمِيعِ كُلِّ ذِي شَرٍّ خَلَقْتَهٗ، وَأَحْتَرِزُ بِكَ مِنْهُمْ، وَأُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيَّ : بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، اللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا أَحَدٌ﴾(الإخلاص)، وَمِنْ خَلْفِي مِثْلَ ذٰلِكَ، وَعَنْ يَمِينِي مِثْلَ ذٰلِكَ، وَعَنْ يَسَارِي مِثْلَ ذٰلِكَ، وَمِنْ فَوْقِي مِثْلَ ذٰلِكَ .

(عَمَل اليَوم واللَّيلة لابن السُّنّي : 346)

سند سخت ضعیف ہے۔

① ابان بن ابی عیاش ''متروک وکذاب'' ہے۔

② بشر بن سلم کوفی کو امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ نے ''منکر الحدیث'' کہا ہے۔

(الجَرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 356/2)

❁ دوسری سند (الدعاللطبرانی:۱۰۵۹) مجہول راویوں کی بیان کردہ ہے۔

## تنبیہ:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



حجاج بن یوسف اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مابین مکالمہ اور حجاج کا سیدنا انس کے کندھوں پر دو شیر دیکھنا وغیرہ بے سند اور جھوٹا واقعہ ہے۔

(سوال): کیا میت کی طرف سے صدقہ کرنے سے اسے فائدہ ہوتا ہے؟

(جواب): اگر میت کی طرف سے صدقہ کیا جائے، تو اسے فائدہ پہنچتا ہے، کئی احادیث و آثار اس پر دلیل ہیں، اہل سنت والجماعت کا یہی مذہب ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ ثَوَابَ الصَّدَقَةِ يَصِلُ إِلَى الْمَيِّتِ عِنْدَ جُمْهُورِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ .

''اہل سنت کے جمہور اہل علم کا مذہب ہے کہ صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔''

(الإمتاع بالأربعين المُتباينة، ص 78)

(سوال): سری نمازوں میں آمین کہنی چاہیے؟

(جواب): نماز سری ہو، یا جہری، آمین کہنا مشروع ہے۔ نماز میں اصل سر ہے، یعنی آہستہ پڑھنا۔ جہاں جہر کرنے کی دلیل آ جائے، وہاں جہر کیا جائے گا۔ ایسا نہیں ہوتا کہ جس جگہ آہستہ پڑھنا نہ ہو، وہاں جہر ہو۔ جہر، اخفا کا اظہار ہے۔

❀ علامہ صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي»، قَدْ ثَبَتَ أَنَّهُ أَمَّنَ، فَيُؤَمِّنُ مِنْ كُلِّ مُصَلٍّ مِنْ مُنْفَرِدٍ وَّإِمَامٍ، وَمَأْمُومٍ؛ لِأَنَّ قَوْلَهُ: «صَلُّوا»، خِطَابٌ عَامٌّ وَّأَمْرٌ لِّكُلِّ مُؤْمِنٍ بِذٰلِكَ .

''فرمانِ نبوی: ''میری طرح نماز پڑھیں۔'' یہ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



آمین کہی ہے، لہٰذا منفرد، امام اور مقتدی سب کو (نبی کریم ﷺ کی پیروی میں) آمین کہنی چاہیے، کیونکہ یہ خطاب عام ہے اور ہر مومن کو حکم ہے۔''

(التحبير لإيضاح مَعاني التّيسير : 285/5)

❀ علامہ ابو العباس قرطبی رحمہ اللہ (۶۵۶ھ) فرماتے ہیں:

قَدِ اتَّفَقُوا عَلٰى أَنَّ الْفَذَّ يُؤَمِّنُ مُطْلَقًا، وَالْإِمَامُ وَالْمَأْمُومُ فِيمَا يُسِرَّانِ فِيهِ يُؤَمِّنَانِ سِرًّا .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ منفرد مطلق طور پر (آہستہ) آمین کہے گا۔ جبکہ امام اور مقتدی سری نمازوں میں آہستہ آمین کہیں گے۔''

(المُفْهِم لِمَا أشْكَلَ من تلخيص مسلم : 44/2، طَرح التّثريب للعِراقي : 267/2)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

قَدِ اجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى أَنَّ الْمُنْفَرِدَ يُؤَمِّنُ وَكَذٰلِكَ الْإِمَامُ وَالْمَأْمُومُ فِي الصَّلَاةِ السِّرِّيَّةِ .

''امت کا اجماع ہے کہ منفرد (آہستہ) آمین کہے گا اور اسی طرح امام اور مقتدی بھی سری نمازوں میں (آہستہ) آمین کہیں گے۔''

(شرح النّووي : 130/4)

❀ علامہ کاسانی حنفی رحمہ اللہ (۵۸۷ھ) فرماتے ہیں:

إِذَا فَرَغَ مِنَ الْفَاتِحَةِ يَقُولُ : آمِينَ إِمَامًا كَانَ أَوْ مُقْتَدِيًا أَوْ مُنْفَرِدًا وَّهٰذَا قَوْلُ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ .

''اکثر علما کا کہنا ہے کہ امام ہو، مقتدی ہو یا منفرد، فاتحہ کے بعد آمین کہے گا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com


(بَدائع الصّنائع :207/1)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ : آمِينَ، وَالْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ : آمِينَ، فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى، غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ .

”جب کوئی آمین کہے اور آسمان پر فرشتے بھی آمین کہیں اور دونوں کی آمین باہم موافق ہو جائے، تو اس کے پہلے (صغیرہ) گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔“

(صحیح مسلم : 410)

❁ علامہ زیلعی حنفی (۷۶۲ھ) اور علامہ عینی حنفی رحمہما اللہ (۸۵۵ھ) نے لکھا ہے:

فِي هٰذِهِ اللَّفْظَةِ فَائِدَةٌ أُخْرٰى، وَهِيَ انْدِرَاجُ الْمُنْفَرِدِ فِيهِ .

”حدیث کے ان الفاظ میں منفرد (اکیلا نمازی) بھی شامل ہے۔“

(نَصب الرّاية :368/1، شرح سنن أبي داود : 197/4)

❁ علامہ ابن عطار رحمہ اللہ (۷۲۴ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى اسْتِحْبَابِ التَّأْمِينِ لِلْإِمَامِ، وَالْمَأْمُومِ، وَأَمَّا الْمُنْفَرِدُ؛ فَيُسْتَحَبُّ لَهٗ أَيْضًا، وَلِكُلِّ قَارِئٍ فِي غَيْرِ الصَّلَاةِ؛ لِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ : آمِينَ»، الْحَدِيثَ؛ وَهُوَ أَعَمُّ مِنْ أَنْ يَّكُونَ إِمَامًا، أَوْ مَأْمُومًا، أَوْ مُنْفَرِدًا، أَوْ فِي غَيْرِ صَلَاةٍ .

”یہ حدیث دلیل ہے کہ امام اور مقتدی کے لیے آمین کہنا مستحب ہے، نیز منفرد کے لیے بھی آمین کہنا مستحب ہے اور اسی طرح نماز کے علاوہ (سورت فاتحہ کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



قرأت کرنے والے) قاری کے لیے بھی مستحب ہے۔ کیونکہ فرمان باری تعالیٰ: ''جب کوئی آمین کہے۔'' امام، مقتدی، منفرد اور نماز کے علاوہ قرأت کرنے والے، سب کو شامل ہے۔''

(العُدّة في شرح العُمدة: 434/1)

علامہ کرمانی رحمہ اللہ (۷۸۶ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ : «أَحَدُكُمْ» فِيهِ أَنَّ التَّأْمِينَ سُنَّةٌ لِّكُلِّ مُصَلٍّ إِمَامًا أَوْ مَأْمُومًا أَوْ مُنْفَرِدًا .

''فرمان نبوی: ''تم میں سے کوئی ایک۔'' دلیل ہے کہ آمین کہنا امام، مقتدی اور منفرد، ہر نمازی کے لیے مسنون ہے۔''

(الكَواكب الدّراري : 145/5)

## الحاصل:

امام، مقتدی اور منفرد کے لیے ہر سری اور جہری نماز میں آمین کہنا مستحب ہے۔

**سوال**: صدقہ میں بکرا ذبح کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: صدقہ میں بکرا ذبح کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس کے پیش نظر عقیدہ کی خرابی نہ ہو کہ کالا بکرا یا کالا مرغ ذبح کرنے سے فلاں کام ہو جاتا ہے۔ یا صرف بکرا ہی ذبح کرنا ہے، اس کے متبادل کوئی چیز صدقہ میں نہیں دینی، کیونکہ خون بہانا ضروری ہوتا ہے، اس سے فلاں کام ہو جائے گا، وغیرہ۔

سیدنا نبیشہ بن عبداللہ ہذلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَادٰی رَجُلٌ وَهُوَ بِمِنًى فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّا كُنَّا نَعْتِرُ عَتِيرَةً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فِي الْجَاهِلِيَّةِ فِي رَجَبٍ، فَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ : اذْبَحُوا فِي أَيِّ شَهْرٍ مَا كَانَ، وَبَرُّوا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَأَطْعِمُوا، قَالَ : إِنَّا كُنَّا نُفْرِعُ فَرَعًا فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ : فِي كُلِّ سَائِمَةٍ فَرَعٌ تَغْذُوهُ مَاشِيَتُكَ، حَتّٰى إِذَا اسْتَحْمَلَ ذَبَحْتَهُ وَتَصَدَّقْتَ بِلَحْمِهٖ .

''منی میں ایک شخص نے آواز دی : اللہ کے رسول ! زمانہ جاہلیت میں ہم ماہِ رجب میں جانور ذبح کرتے تھے، آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا: جانور کسی بھی مہینے میں ذبح کریں، اللہ کی خوشنودی کی نیت کریں اور لوگوں کو کھلائیں۔ اس شخص نے پھر عرض کیا: اللہ کے رسول ! ہم اپنے جانوروں کا پہلا بچہ (بتوں کے نام پر) ذبح کرتے تھے، آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا: مویشیوں میں چھوٹا جانور، جو اپنی ماں کا دودھ پیتا ہے، وہ (بڑا ہو کر) سواری کے قابل ہو جائے، تو اسے ذبح کریں اور اس کا گوشت صدقہ کر دیں۔''

(سنن أبي داود : 2830، سنن النّسائي : 4229، واللّفظ لهٗ، سنن ابن ماجه : 3167، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (۲۳۵/۴) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

✿ امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

خَبَرُ نُبَيْشَةَ ثَابِتٌ .

''سیدنا نبیشہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ثابت ہے۔''

(الإشراف : 425/3)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



❁ سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَذَرَ رَجُلٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّنْحَرَ إِبِلًا بِبُوَانَةَ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ إِبِلًا بِبُوَانَةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هَلْ كَانَ فِيهَا وَثَنٌ مِّنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟ قَالُوا : لَا، قَالَ : هَلْ كَانَ فِيهَا عِيدٌ مِّنْ أَعْيَادِهِمْ؟، قَالُوا : لَا، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَوْفِ بِنَذْرِكَ، فَإِنَّهُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک شخص نے ”بوانہ“ نامی مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا : میں نے ”بوانہ“ نامی مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مان لی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا اس جگہ جاہلیت کا کوئی استھان تھا، جس کی عبادت کی جاتی ہو؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا : کیا اس جگہ اہل جاہلیت کا کوئی میلہ لگتا تھا؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: اپنی نذر پوری کرلیں۔ اللہ کی نافرمانی میں کوئی نذر پوری کرنا جائز نہیں۔“

(سنن أبي داوٗد : 3313، المُعجم الكبير للطّبراني : 2/75-76، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا کردم بن سفیان ثقفی رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ بیان کئے ہیں:

هَلْ بِهَا وَثَنٌ أَوْ عِيدٌ مِّنْ أَعْيَادِ الْجَاهِلِيَّةِ؟ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”کیا اس جگہ کوئی بت یا کوئی جاہلی میلہ تھا؟“

(سنن أبي داوٗد : 3315، وسندہٗ حسنٌ)

❀ ایک صحابیہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا:

إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَذْبَحَ بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا، مَكَانٌ كَانَ يَذْبَحُ فِيهِ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ، قَالَ : لِصَنَمٍ؟، قَالَتْ : لَا، قَالَ : لِوَثَنٍ؟، قَالَتْ : لَا، قَالَ : أَوْفِي بِنَذْرِكِ .

”میں نے فلاں جگہ پر جانور ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔اس جگہ اہل جاہلیت جانور ذبح کرتے تھے۔آپ ﷺ نے پوچھا: وہ کسی بت کے لیے ذبح کرتے تھے؟ عرض کیا: نہیں۔فرمایا: کسی مُورتی کے لیے ذبح کرتے تھے؟ عرض کیا: نہیں۔اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی نذر پوری کر لیں۔“

(سنن أبي داوٗد : 3312، وسندہٗ حسنٌ)

یہ احادیث دلیل ہیں کہ قربانی، عقیقہ کے علاوہ بھی اللہ کے رستے میں جانور ذبح کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ اس کے پیچھے باطل نظریات نہ ہوں۔قبروں، مزاروں، بزرگوں کے عرس، میلوں میں یا کسی جگہ کو مبارک یا متبرک سمجھ کر وہاں جانور ذبح کرنا ناجائز و حرام ہے۔

**سوال**: مباہلہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

**جواب**: مباہلہ شرعاً جائز ہے، ہر منحرف، ملحد اور اہل باطل سے مباہلہ کیا جا سکتا ہے۔

❀ علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ (٦٠٦ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُبَاهَلَةُ الْمُلَاعَنَةُ، وَهُوَ أَنْ يَجْتَمِعَ الْقَوْمُ إِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ فَيَقُولُوا : لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِ مِنَّا .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”مباہلہ اور ملاعنہ یہ ہے کہ جب کسی جماعت کا کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جائے، تو اکھٹے ہو کر یہ کہنا: ہم میں سے جو ظالم ہے، اس پر اللہ کی لعنت ہو۔“

(النّهاية في غريب الحديث: 167/1، لِسان العَرب لابن مَنظور: 72/11)

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ﴾ (آل عمران: ٦١)

”(اے نبی!) علم آ جانے کے باوجود کوئی جھگڑے، تو اسے کہہ دیں: آیئے! ہم اپنی آل واولاد کے ساتھ آتے ہیں، آپ اپنی آل واولاد کے ساتھ آ جائیں، مباہلہ کرتے ہیں اور جھوٹے پر اللہ کی لعنت بھیجتے ہیں۔“

❀ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جَاءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ، صَاحِبَا نَجْرَانَ، إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدَانِ أَنْ يُّلَاعِنَاهُ، قَالَ: فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ: لَا تَفْعَلْ، فَوَاللّٰهِ لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَاعَنَّا لَا نُفْلِحُ نَحْنُ، وَلَا عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا.

”اہل نجران کے دو بندے عاقب اور سید ملاعنہ (مباہلہ) کے ارادے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، تو ایک ساتھی نے دوسرے سے کہا: ایسا نہ کرو، اللہ کی قسم! اگر وہ نبی ہوئے اور ہم نے ان سے ملاعنہ (مباہلہ) کر لیا، تو نہ ہم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



بچ پائیں گے اور نہ ہمارے پچھلے۔“

(صحیح البخاري : 4380، واللّفظ لهٗ، صحیح مسلم : 2420)

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

فِيهَا مَشْرُوعِيَّةُ مُبَاهَلَةِ الْمُخَالِفِ إِذَا أَصَرَّ بَعْدَ ظُهُورِ الْحُجَّةِ ...... وَوَقَعَ ذٰلِكَ لِجَمَاعَةٍ مِّنَ الْعُلَمَاءِ وَمِمَّا عُرِفَ بِالتَّجْرِبَةِ أَنَّ مَنْ بَاهَلَ وَكَانَ مُبْطِلًا لَا تَمْضِي عَلَيْهِ سَنَةٌ مِّنْ يَوْمِ الْمُبَاهَلَةِ وَوَقَعَ لِي ذٰلِكَ مَعَ شَخْصٍ كَانَ يَتَعَصَّبُ لِبَعْضِ الْمَلَاحِدَةِ فَلَمْ يَقُمْ بَعْدَهَا غَيْرَ شَهْرَيْنِ .

”اس میں دلیل ہے کہ حق واضح ہونے کے بعد اگر مخالف اصرار کرے، تو اس سے مباہلہ کرنا مشروع ہے۔...... اہل علم کی ایک جماعت نے مباہلہ کیا ہے۔ یہ بات تجربہ سے معلوم ہے کہ جس باطل پرست نے مباہلہ کیا، تو اس پر ایک سال نہیں گزرتا، (وہ مر جاتا ہے۔) میرا بھی ایک متعصب ملحد کے ساتھ مباہلہ ہوا، اس کے بعد وہ صرف دو ماہ زندہ رہا۔“

(فتح الباري : 8/95)

✿ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَوْ خَرَجَ الَّذِينَ يُبَاهِلُونَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَجَعُوا لَا يَجِدُونَ مَالًا وَلَا أَهْلًا .

”جو لوگ رسول اللہ ﷺ سے مباہلہ کے لیے آئے، اگر وہ مباہلہ کے لیے باہر نکل آتے، تو واپس لوٹنے پر انہیں مال و متاع اور اہل و عیال (صحیح سلامت) نہ ملتے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(مسند الإمام أحمد : 2225، السّنن الكبرىٰ للنّسائي : 10995، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ نیز فرماتے ہیں:

وَدِدْتُ أَنَّ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يُخَالِفُونِي فِي الْفَرِيضَةِ نَجْتَمِعُ فَنَضَعُ أَيْدِيَنَا عَلَى الرُّكْنِ، ثُمَّ نَبْتَهِلُ فَنَجْعَلُ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ .

”جو لوگ مجھ سے وراثت (کے مسئلہ عول) میں اختلاف کرتے ہیں، میرا دل کرتا ہے کہ ہم جمع ہوں، رکن یمانی پر ہاتھ رکھیں اور مباہلہ کرتے ہوئے جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں۔“

(الفقيه والمُتفَقِّه للخطيب : 123/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ عکرمہ رحمہ اللہ آیت تطہیر کے بارے میں فرماتے ہیں:

مَنْ شَاءَ بَاهَلْتُهُ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”میں اس پر مباہلے کو تیار ہوں کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ کی بیویوں کے بارے میں نازل ہوئی۔“ (تفسير ابن كثير : 411/6، وسندهٗ حسنٌ)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) کا بعض اتحادی صوفیوں سے مباہلہ ثابت ہے۔

(مَجموع الفتاوىٰ : 4/82-83)

❀ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ السُّنَّةَ فِي مُجَادَلَةِ أَهْلِ الْبَاطِلِ إِذَا قَامَتْ عَلَيْهِمْ حُجَّةُ اللّٰهِ، وَلَمْ يَرْجِعُوا، بَلْ أَصَرُّوا عَلَى الْعِنَادِ أَنْ يَدْعُوَهُمْ إِلَى الْمُبَاهَلَةِ، وَقَدْ أَمَرَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ بِذٰلِكَ رَسُولَهُ، وَلَمْ يَقُلْ : إِنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ لِأُمَّتِكَ مِنْ بَعْدِكَ، وَدَعَا إِلَيْهِ ابْنُ عَمِّهِ عَبْدُ اللّٰهِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



ابْنُ عَبَّاسٍ لِمَنْ أَنْكَرَ عَلَيْهِ بَعْضَ مَسَائِلِ الْفُرُوعِ، وَلَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِ الصَّحَابَةُ .

’’اہل باطل سے مجادلہ کرنے میں سنت طریقہ یہ ہے کہ جب ان پر اللہ کی حجت قائم ہو جائے، وہ حق کی طرف نہ پلٹیں، بلکہ عناد پر رہیں، تو انہیں مباہلہ کی دعوت دی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مباہلہ کا حکم دیا اور یہ نہیں فرمایا کہ مباہلہ آپ کے بعد امت کے لیے جائز نہیں ہے۔ نبی کریم رضی اللہ عنہما کے چچا زاد سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک شخص کو مباہلہ کی دعوت دی، جس نے ایک فروعی مسئلہ کا انکار کیا تھا، اس دعوت مباہلہ کی وجہ سے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما پر صحابہ نے نکیر نہیں کی۔‘‘

(زاد المَعاد : 561/3)

✿ علامہ محمد صدیق حسن خان رحمہ اللہ (۱۳۰۷ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُبَاهَلَةُ جَائِزَةٌ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَمْرٍ مُهِمٍّ شَرْعًا وَقَعَ فِيهِ اشْتِبَاهٌ وَعِنَادٌ لَا يَتَيَسَّرُ دَفْعُهُ إِلَّا بِهَا وَقَدْ بَاهَلَ بَعْضُ السَّلَفِ كَالْحَافِظِ ابْنِ الْقَيِّمِ فِي مَسْأَلَةِ صِفَاتِ الْبَارِي وَالْحَافِظِ ابْنِ حَجَرٍ وَغَيْرِهِمَا جَمَاعَةً مِنَ الْمَقَلَّدَةِ فَلَمْ يَقُومُوا بِهَا وَانْهَزَمُوا وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَمَنْ مَنَعَ مِنْهَا الْأُمَّةَ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُصِبْ وَلَمْ يَأْتِ بِدَلِيلٍ وَكَأَنَّهُ جَاهِلٌ بِمَسَائِلِ الدِّينِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”نبی کریم ﷺ کے بعد بھی مباہلہ جائز ہے، مگر کسی اہم شرعی مسئلہ میں، جس پر (مخالف کو) اس قدر اشتباہ اور عناد واقع ہو چکا ہو کہ اسے مباہلہ سے ہی دور کیا جا سکتا ہو۔ بعض اسلاف نے مباہلہ کیا بھی ہے، مثلاً حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے صفات باری تعالیٰ کے مسئلہ پر مباہلہ کیا۔ اسی طرح حافظ ابن حجر رحمہ اللہ وغیرہ نے مقلدین کی ایک جماعت سے مباہلہ کیا، وہ ٹھہر نہ پائے اور شکست خوردہ ہو گئے، وللہ الحمد۔ جس نے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد امت کے لیے مباہلہ کرنا جائز نہیں، اس کی بات درست نہیں، اس پر اس کے پاس کوئی دلیل نہیں، وہ تو گویا دینی مسائل سے جاہل ہے۔“

(حُسْن الأسوة، ص 62)

**سوال**: کیا نبی کریم ﷺ نے بعد از بعثت اپنا عقیقہ کیا؟

**جواب**: نبی کریم ﷺ سے اپنا عقیقہ کرنا ثابت نہیں۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنْ نَفْسِهٖ بَعْدَ مَا بُعِثَ نَبِيًّا .

”نبی کریم ﷺ نے بعثت کے بعد اپنا عقیقہ کیا۔“

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 994)

روایت ضعیف ہے۔ عبد اللہ بن مثنیٰ بن انس کثیر الغلط راوی ہے، اس لیے اس کی بعض روایات کو منکر کہا گیا ہے۔

❀ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اسے ”منکر“ کہا ہے۔

(زاد المَعاد لابن القیم : 332/2)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



❁ دوسری سند (مصنف عبد الرزاق: ۶۹۶۰) بھی سخت ضعیف ہے۔

① عبد اللہ بن محرر ''ضعیف و متروک'' ہے۔

② قتادہ کا عنعنہ ہے۔

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے اسے ''منکر'' کہا ہے۔

(السنن الکبریٰ: 300/9)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے ''باطل'' کہا ہے۔

(المَجموع: 431/8)

❁ تیسری سند (الافراد لابن شاہین: ۳) بھی باطل ہے۔

① عبد اللہ بن واقد حرانی ''متروک'' ہے۔

② قتادہ کا عنعنہ ہے۔

اس میں ایک اور علت بھی ہے۔

**سوال**: مسجد نبوی میں چالیس نمازوں کی فضیلت کے بارے میں روایت کا حکم؟

**جواب**: یہ روایت مسند احمد (۱۲۵۸۳) میں آتی ہے۔ سند ضعیف ہے۔ نبیط بن عمر مجہول ہے۔

**سوال**: کیا نماز جنازہ میں دو سلام ہیں؟

**جواب**: نماز جنازہ میں صرف ایک سلام ہے۔ احادیث و آثار صحابہ و تابعین سے یہی ثابت ہے۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

قَدِ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنَّهٗ يَكُونُ بِتَسْلِيمَةٍ وَاحِدَةٍ خَارِجًا مِنَ الصَّلَاةِ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



”اہل علم کا اجماع ہے کہ نمازی ایک سلام سے نمازِ (جنازہ) سے خارج ہو جاتا ہے۔“

(الأوسط : 446/5)

نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام کو واجب قرار دینا درست نہیں۔

**سوال:** نماز جنازہ میں ہاتھ کب چھوڑے جائیں گے؟

**جواب:** سلام پھیرنے کے بعد۔

**سوال:** قبر پر پانی چھڑکنا کیسا ہے؟

**جواب:** ثابت نہیں۔ السنن الکبریٰ للبیہقی (۳/۴۱۱) کی روایات ضعیف ہیں۔

**سوال:** قبر پر تین لپیں مٹی ڈالنا کیسا ہے؟

**جواب:** قبر پر تین لپیں مٹی ڈالنا مستحب ہے۔

❀ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

تُوُفِّيَ رَجُلٌ فَلَمْ تَصُبْ لَهٗ حَسَنَةٌ إِلَّا ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ حَثَاهَا فِي قَبْرٍ فَغُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوبُهٗ .

”ایک شخص فوت ہوا، اس کے نامہ اعمال میں صرف یہی پر خلوص نیکی تھی کہ اس نے ایک قبر پر تین لپیں مٹی ڈالی تھی، تو اسے معاف کر دیا گیا۔“

(السّنن الکبریٰ للبَیْھقي :6731، وسندہٗ حسنٌ)

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا مَوْقُوفٌ حَسَنٌ فِي هٰذَا الْبَابِ .

”اس مسئلہ میں یہ موقوف روایت حسن ہے۔“

❀ میمون بن مہران رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



إِنَّهٗ أَمَرَ أَنْ يُحْثٰى عَلَيْهِ التُّرَابُ حَثْيًا .

”آپ رحمہ اللہ نے اپنی قبر پر مٹی کی لپیں ڈالنے کا کہا تھا۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 11720، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عاصم بن بہدلہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شَهِدْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ حِينَ دُفِنَ يُسَنُّ عَلَيْهِ التُّرَابُ سَنًّا .

”میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی تدفین کے وقت موجود تھا، آپ کی قبر پر مٹی کی لپیں ڈالی گئیں۔“

(مصنف ابن أبي شيبة :11721، وسندهٗ حسنٌ)

**تنبیہ:**

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، صَلّٰى عَلٰى جِنَازَةٍ، ثُمَّ أَتٰى قَبْرَ الْمَيِّتِ، فَحَثٰى عَلَيْهِ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ ثَلَاثًا .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پڑھا، پھر قبر پر تشریف لائے اور سر کی جانب تین لپیں مٹی ڈالی۔“

(سنن ابن ماجه : 1565)

سند ضعیف ہے۔

① یحییٰ بن ابی کثیر مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② سلمہ بن کلثوم راوی صدوق حسن الحدیث ہیں، مگر کثیرالاوہام ہیں۔

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



يَهِمُ كَثِيرًا .

’’بہت زیادہ وہم کا شکار ہوتا ہے۔‘‘

(العِلَل : 24/8)

۞ امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے اس روایت کو باطل کہا ہے۔

(العِلَل لابن أبي حاتم : 483)

۞ سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ دُفِنَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ صَلَّى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا، وَحَثٰى عَلٰى قَبْرِهٖ بِيَدِهٖ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِنَ التُّرَابِ وَهُوَ قَائِمٌ عِنْدَ رَأْسِهٖ .

’’جب سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی تدفین ہوئی، تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے چار تکبیرات کے ساتھ نماز جنازہ پڑھایا اور قبر کے سرہانے کھڑے ہوکر تین لبیں مٹی ڈالی۔‘‘

(سنن الدّارقُطني : 1836)

سند ضعیف ہے۔ عاصم بن عبید اللہ سیء الحفظ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

۞ امام بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) نے اس حدیث کی سند کو ’’ضعیف‘‘ کہا ہے۔

اس باب میں دیگر مرفوع روایات بھی ضعیف ہیں۔

**سوال**: میت کا چہرہ دیکھنا کیسا ہے؟

**جواب**: میت کو کفنانے سے پہلے یا بعد اس کا چہرہ دیکھا جا سکتا ہے۔ شریعت میں منع نہیں۔ اس میں سامانِ عبرت بھی ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



سوال: نمازِ جنازہ میں نظر کہاں ہونی چاہیے؟

جواب: عام نمازوں میں سجدے والی جگہ پر نظر ہوتی ہے، نمازِ جنازہ میں بھی نظر سجدہ والی جگہ پر ہونی چاہیے۔

سوال: کیا آیت سجدہ کے لفظ بہ لفظ ترجمہ سے سجدہ تلاوت کیا جائے گا؟

جواب: یہ ترجمہ ہے، قرآن کریم نہیں۔ ترجمہ کے وہ احکام نہیں، جو کلام الٰہی کے ہیں۔ ترجمہ تو کلام الناس ہے۔ لہٰذا قرآن مجید کی آیت سجدہ کا لفظ بہ لفظ ترجمہ پڑھنے یا سننے پر سجدہ تلاوت کرنا ناجائز ہے، بلکہ لفظی ترجمہ کو قرآن کی آیت سمجھ کر سجدہ کرنا کفر ہے۔

سوال: کیا امام رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں کر سکتا۔ سجدہ تلاوت کی اپنی ہیئت ہے، اس کی ادائیگی اسی ہیئت سے ادا ہوگی۔

سوال: ٹی وی یا ریڈیو پر آیت سجدہ سننے پر سجدہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: جس طرح براہِ راست کسی قاری سے آیت سجدہ سننے پر سجدہ تلاوت مستحب ہے، اسی طرح ٹی وی اور ریڈیو وغیرہ سے آیت سجدہ سننے پر سجدہ تلاوت مستحب ہے۔

سوال: کیا نماز میں سجدہ تلاوت بھولنے پر سجدہ سہو ہے؟

جواب: بہتر ہے کہ سجدہ سہو کر لے۔

سوال: کیا کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے؟

جواب: اس بارے میں ایک روایت ضعیف ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلنَّظْرُ إِلَى الْكَعْبَةِ عِبَادَةٌ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



”کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے۔“

(الغرائب المُلْتَقَطة لابن حجَر : 2573)

سند سخت ضعیف ہے۔

① زافر بن سلیمان جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

② ابوعثمان کا تعین نہیں ہو سکا۔

**سوال**: یہ روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ضَافَ ضَيْفٌ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، وَفِي دَارِهٖ كَلْبَةٌ مُجِحٌّ، فَقَالَتِ الْكَلْبَةُ : وَاللّٰهِ لَا أَنْبَحُ ضَيْفَ أَهْلِي، قَالَ : فَعَوٰى جِرَاؤُهَا فِي بَطْنِهَا، قَالَ : قِيلَ مَا هٰذَا؟ قَالَ : فَأَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلٰى رَجُلٍ مِنْهُمْ : هٰذَا مَثَلُ أُمَّةٍ تَكُونُ مِنْ بَعْدِكُمْ، يَقْهَرُ سُفَهَاؤُهَا حُلَمَاءَ هَا .

”بنی اسرائیل کے ایک شخص کے ہاں مہمان آیا، گھر میں حاملہ کتیا تھی، اس نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں اپنے گھر کے مہمانوں پر نہیں بھونکتی، لیکن اس کے پیٹ میں پلنے والا پلا بھونکنے لگا۔ پوچھا گیا یہ کیا ماجرہ ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک نبی کی طرف وحی کی کہ اس کتیا کی مثال آپ کے بعد والی امت کی طرح ہے، جب جاہل لوگ علما کی توہین کریں گے۔“

(مسند الإمام أحمد : 6588)

**جواب**: سند ضعیف ہے۔ عطاء بن سائب صدوق مختلط ہے۔ ابوعوانہ نے ان سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



اختلاط سے پہلے اور بعد دونوں حالتوں میں سنا ہے، روایات کی تمیز نہیں ہو سکی۔

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ سَمِعَ أَبُو عَوَانَةَ مِنْ عَطَاءٍ فِي الصِّحَّةِ وَفِي الْاِخْتِلَاطِ جَمِيعًا وَلَا يُحْتَجُّ بِحَدِيثِهِ .

''ابو عوانہ نے عطا سے اختلاط سے پہلے اور بعد دونوں حالتوں میں سنا ہے۔ اس کی حدیث سے حجت نہیں پکڑی جائے گی۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : 334/6، وسندهٗ صحيحٌ)

مسند بزار میں ابو عوانہ کی متابعت ابو حمزہ عسکری نے کی ہے۔ اس کے بارے میں معلوم نہیں کہ اس نے عطاء بن سائب سے قبل از اختلاط روایت لی ہے، یا بعد از اختلاط؟

اسی طرح جریر بن عبد الحمید اور خالد بن عبد اللہ واسطی نے متابعت کی ہے۔ یہ بھی مفید نہیں، کیونکہ یہ دونوں عطاء سے بعد از اختلاط بیان کرتے ہیں۔

الادب المفرد للبخاری میں شعیب بن صفوان نے متابعت کی ہے، شعیب ان لوگوں میں سے نہیں، جنہوں نے عطاء بن سائب سے اختلاط سے پہلے روایت کی ہے۔ نیز یہ روایت موقوف بھی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ روایت مرفوعا وموقوفا عطاء بن سائب کے اختلاط کی وجہ سے ضعیف ہے۔

**سوال**: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

سیدنا ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي عَلَى الدِّينِ ظَاهِرِينَ لِعَدُوِّهِمْ قَاهِرِينَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ إِلَّا مَا أَصَابَهُمْ مِنْ لَأْوَاءَ حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كَذٰلِكَ، قَالُوا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَأَيْنَ هُمْ؟ قَالَ : بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ وَأَكْنَافِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ .

”میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ دین پر قائم رہے گا اور اپنے دشمنوں پر غالب رہے گا، انہیں ان کے مخالفین نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، البتہ انہیں کچھ نہ کچھ تکلیف ضرور پہنچ سکتی ہے، یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ جائے، وہ اسی طرح (غالب) ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وہ لوگ کہاں ہو گے؟ فرمایا: بیت المقدس میں اور اس کے اطراف میں۔“

(زوائد مسند الإمام أحمد : 269/5)

**جواب**: سند ضعیف ہے۔

① ضمرہ بن ربیعہ رملی کی بعض شاذ روایات ہیں۔

② عمرو بن عبداللہ حضرمی کا سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں۔

جمہور اہل علم کہتے ہیں کہ یہاں بیت المقدس سے مراد ملک شام ہے، وہ شام جو سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے دور میں تھا، نہ کہ موجودہ ملک شام۔

**سوال**: کیا آل نبی میں امہات المومنین بھی داخل ہیں؟

**جواب**: آل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات بھی داخل ہیں، کیونکہ درود ابراہیمی کے بعد الفاظ میں آل محمد آیا ہے اور بعض میں اس کی تفصیل ازواج اور ذریت سے کی گئی ہے۔

❀ سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ فرمایا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ.

”اللہ! محمد، ان کی ازواج اور ان کی اولاد پر رحمت فرما، جیسے تُو نے ابراہیم کی آل پر رحمت کی، محمد، ان کی ازواج اور ان کی اولاد پر برکت فرما، جیسے تُو نے ابراہیم کی آل پر برکت کی، یقیناً تو قابلِ تعریف، بڑی شان والا ہے۔“

(الموطّأ للإمام مالك: 165/1؛ صحيح البخاري: 3369؛ صحيح مسلم: 407)

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنَّ اسْمَ أَهْلِ الْبَيْتِ لَهُنَّ تَحْقِيقٌ وَقَدْ سُمِّينَ آلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْبِيهًا بِالنَّسَبِ.

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لیے اہل بیت کا لفظ ثابت ہے اور انہیں نسب کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے آل نبی بھی کہا گیا ہے۔“

(شُعَب الإيمان، تحت الرقم: 1486)

**سوال**: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُمی تھے؟

**جواب**: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُمی تھے، پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے، اُمی ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف کامل ہے، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور کمال ہے، جو آپ کی نبوت وصداقت کی دلیل ہے۔ اس میں اس نظریے کا بطلان ہے کہ نبی اُمی نہیں ہوسکتا اور وہ جو بھی وحی سے خبر دیتا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



ہے، کسی کتاب سے پڑھ کر یا خود سے گھڑ کر بیان کرتا ہے۔ یہ کفار مکہ کا نظریہ تھا، جس کا اللہ تعالیٰ نے رد کیا اور نبی کریم ﷺ کے لیے اُمی ہونے کا اثبات کیا ہے، نیز نبی کریم ﷺ کا اُمی ہونا تورات وانجیل میں بھی مذکور ہے کہ ایک اُمی نبی اُمی اُمت کی طرف معلم مبعوث ہو گا۔ پہلی وحی کے وقت جبریل علیہ السلام نے جب نبی کریم ﷺ کو پڑھنے کا کہا، تو آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: «مَا أَنَا بِقَارِئٍ» ''میں پڑھ نہیں سکتا۔'' (بخاری:۳، مسلم:۱۶۰)

❁ حافظ سہیلی رحمہ اللہ (۵۸۱ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ: «مَا أَنَا بِقَارِئٍ» أَيْ إِنِّي أُمِّيٌّ، فَلَا أَقْرَأُ الْكُتُبَ.

''فرمان نبوی: ''میں پڑھ نہیں سکتا۔'' کا معنی ہے کہ میں اَن پڑھ ہوں، کتابیں نہیں پڑھ سکتا۔''

(الرَّوْض الأُنُف: 397/2)

جب نبی کریم ﷺ پڑھنا نہیں جانتے تھے، تو لکھنا بالا ولیٰ نہیں جانتے تھے، معلوم ہوا کہ بعثت کے وقت سے ہی نبی کریم ﷺ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے، اسی کو اُمی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود نبی کریم ﷺ کا اُمی ہونا ثابت کیا ہے، نبی کریم ﷺ کے اس وصف کا انکار دراصل نبی کریم ﷺ اور قرآن کریم کی تکذیب ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ، لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ.

''ہم اَن پڑھ لوگ ہیں، ہم لکھنا اور حساب کرنا نہیں جانتے۔''

(صحيح البخاري: 1913، صحيح مسلم: 1080)

❁ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نَحْنُ أُمَّةٌ أُمِّيُّونَ .

”ہم اَن پڑھ اُمت ہیں۔“

(مسند الإمام أحمد : 122/2، وسندهٔ صحيحٌ)

❁ سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ بیٹھا۔ ہم بھی آپ ﷺ کے پاس تھے۔ اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! سلام کے بارے میں ہم جانتے ہیں، مگر نماز کا درود کیا ہے؟ اللہ آپ پر رحمت فرمائے۔ آپ ﷺ خاموش رہے، حتی کہ ہم نے خواہش کی کہ کاش یہ شخص آپ سے سوال نہ کرتا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ، وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ .

”اللہ! نبی اُمّی محمد اور ان کی آل پر رحمت فرما، جیسے تُو نے ابراہیم اور ان کی آل پر رحمت نازل کی تھی، نبی اُمی محمد اور ان کی آل پر برکت فرما، جیسے تُو نے ابراہیم اور ان کی آل پر برکت کی تھی۔ بلاشبہ تُو قابل تعریف اور بڑی شان والا ہے۔“

(مسند الإمام أحمد : 119/4؛ سنن الدّارقطني : 354/1، 355، وسندهٔ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (۷۱۱) اور امام ابن حبان (۱۹۵۹) رحمہما اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (۲۶۸/۱) نے اسے ”امام مسلم کی شرط پر صحیح“ کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ حَسَنٌ مُّتَّصِلٌ .

”یہ سند حسن اور متصل ہے۔“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ، وَبَرَأَ النَّسَمَةَ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ : لَا يُحِبُّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُنِي إِلَّا مُنَافِقٌ .

”قسم اس ذات کی، جس نے دانے کو پھاڑا، جانداروں کو پیدا کیا! نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ مجھ سے محبت صرف مومن کرے گا، مجھ سے بغض صرف منافق رکھے گا۔“

(صحيح مسلم : 78، خصائص عليّ للنّسائي : 100)

علامہ ابوجعفر نحاس رحمہ اللہ (۳۳۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأُمِّيَّةُ فِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضِيلَةٌ، لِأَنَّهَا أَدَلُّ عَلٰى مَا جَاءَ بِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا مِنْ نَفْسِهٖ، وَأَنّٰى يَكُونُ مِنْ عِنْدِهٖ وَهُوَ لَا يَكْتُبُ وَلَا يَقُولُ الشِّعْرَ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمی ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے باعث فضیلت اور خوبی ہے، کیونکہ یہ سب سے بڑی دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو (شریعت اور وحی) لے کر آئے ہیں، وہ اللہ عزوجل کی طرف سے ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی طرف سے نہیں، بھلا یہ وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خود ساختہ کیسے ہوسکتی ہے، جبکہ آپ نہ لکھنا جانتے ہیں اور نہ شعر کہہ سکتے ہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(عُمدۃ الکتاب، ص 370)

**سوال:** عذابِ قبر روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے؟

**جواب:** قبر کا عذاب اور نعمتیں روح اور جسم دونوں کو حاصل ہوتی ہیں۔ اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

الْمَذْهَبُ الْمُرَجَّحُ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ فَهُوَ أَنَّ النَّعِيمَ وَالْعَذَابَ فِي الْبَرْزَخِ يَقَعُ عَلَى الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ .

''اہل سنت کے ہاں راجح مذہب یہ ہے کہ برزخ میں نعمتیں اور عذاب روح وجسد دونوں کو حاصل ہوتا ہے۔''

(الإمتاع بالأربعین المُتبایَنة، ص 78)

**سوال:** کیا نبی کریم ﷺ کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ ﷺ ہمارے والد ہیں؟

**جواب:** نبی کریم ﷺ اُمت کے لیے استاذ اور معلم ہیں اور باپ کے قائم مقام ہیں، والد نہیں، بلکہ والد کے قائم مقام ہیں، جس طرح والد اپنی اولاد پر شفقت اور رحمت کرتا ہے، تیسے ہی نبی کریم ﷺ اُمت کے لیے شفیق ورحیم ہیں۔ اسی طرح اُمت کے صلحا واتقیاء بھی نبی کریم ﷺ کی اولاد نہیں، بلکہ قائم مقام اولاد ہیں، جیسا کہ لوط علیہ السلام نے قوم کی بیٹیوں کو اپنی بیٹیاں قرار دیا تھا۔ (سورت ہود: ۷۸)

❁ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ﴾ (الأحزاب: ٤٠)

''محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کسی کے صلبی باپ نہیں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ، أُعَلِّمُكُمْ .

”یقیناً میں آپ کے لیے والد کی جگہ ہوں، آپ کو دین سکھاتا ہوں۔“

(مسند الإمام أحمد : 247/2، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۸۰) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

**سوال**: عورتوں کو سلام کہنا کیسا ہے؟

**جواب**: مرد عورتوں کو سلام کہہ سکتے ہیں، البتہ اجنبی عورتوں کو سلام کہنے سے اجتناب کرنا چاہیے، کیونکہ اس میں فتنے کا اندیشہ ہے۔

❀ سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا وَعُصْبَةٌ مِّنَ النِّسَاءِ قُعُودٌ، فَأَلْوٰى بِيَدِهٖ بِالتَّسْلِيمِ .

”ایک روز رسول اللہ ﷺ مسجد سے گزرے، تو خواتین کی ایک جماعت بیٹھی تھی، آپ نے ان کو ہاتھ کے اشارے سے سلام کہا۔“

(سنن الترمذي : 2697، وسندهٗ حسنٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”حسن“ کہا ہے۔

❀ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

مَرَّ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا .

”ہم خواتین کے پاس سے رسول اللہ ﷺ گزرے، تو ہمیں سلام کہا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(سنن الدّارمي : 2679، سنن أبي داود : 5204، سنن التّرمذي : 2697، سنن ابن ماجه :3701، وسندهٗ حسنٌ)

یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اشارہ اور تلفظ دونوں کو جمع کر کے سلام کہا تھا، کیونکہ اس میں سلام کی صراحت بھی موجود ہے۔

❁ سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ فِينَا امْرَأَةٌ تَجْعَلُ عَلٰى أَرْبِعَاءَ فِي مَزْرَعَةٍ لَهَا سِلْقًا، فَكَانَتْ إِذَا كَانَ يَوْمُ جُمُعَةٍ تَنْزِعُ أُصُولَ السِّلْقِ، فَتَجْعَلُهٗ فِي قِدْرٍ، ثُمَّ تَجْعَلُ عَلَيْهِ قَبْضَةً مِّنْ شَعِيرٍ تَطْحَنُهَا، فَتَكُونُ أُصُولُ السِّلْقِ عَرْقَهٗ، وَكُنَّا نَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ، فَنُسَلِّمُ عَلَيْهَا، فَتُقَرِّبُ ذٰلِكَ الطَّعَامَ إِلَيْنَا، فَنَلْعَقُهٗ وَكُنَّا نَتَمَنّٰى يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِطَعَامِهَا ذٰلِكَ.

”ہمارے یہاں ایک عورت تھی، جو نالوں پر اپنے ایک کھیت میں چقندر کاشت کرتی، جمعہ کا دن آتا، تو وہ چقندر اُکھاڑ لاتی، اسے ایک ہانڈی میں پکاتی، پھر اوپر سے ایک مٹھی جَو کا آٹا چھڑک دیتی، اس طرح یہ چقندر گوشت کی طرح ہو جاتی، جمعہ سے واپسی میں ہم انہیں سلام کرنے کے لیے حاضر ہوتے تو یہی پکوان ہمارے سامنے حاضر کر دیتی اور ہم اسے چاٹ جاتے، ہم لوگ ہر جمعہ کو اس کے کھانے کے آرزو مند رہا کرتے تھے۔“

(صحيح البخاري : 938؛ صحيح مسلم : 859)

❁ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



كُنَّا نَفْرَحُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قُلْتُ : وَلِمَ؟ قَالَ : كَانَتْ لَنَا عَجُوزٌ، تُرْسِلُ إِلٰى بُضَاعَةَ ـقَالَ ابْنُ مَسْلَمَةَ : نَخْلٍ بِالْمَدِينَةِـ فَتَأْخُذُ مِنْ أُصُولِ السِّلْقِ، فَتَطْرَحُهُ فِي قِدْرٍ، وَتُكَرْكِرُ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيرٍ، فَإِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ انْصَرَفْنَا، وَنُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتُقَدِّمُهُ إِلَيْنَا، فَنَفْرَحُ مِنْ أَجْلِهِ، وَمَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدّٰى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ .

''ہم جمعہ کے دن خوش ہوا کرتے تھے، میں نے عرض کیا: کس لیے؟ فرمایا: ہماری ایک بڑھیا تھی، جو مقام بضاعہ جایا کرتی تھی، ابن سلمہ نے کہا: بضاعہ مدینہ منورہ میں کھجور کا ایک باغ تھا، وہ وہاں سے چقندر لاتی تھیں، اسے ہانڈی میں ڈالتیں اور جو کے کچھ دانے پیس کر اس میں ملاتی تھیں، جب ہم جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس ہوتے، تو انہیں سلام کرنے آتے اور وہ کھانا ہمارے سامنے رکھ دیتیں، ہم اس وجہ سے جمعہ کے دن خوش ہوا کرتے تھے۔ ہمارا قیلولہ اور دوپہر کا کھانا جمعہ کے بعد ہی ہوتا تھا۔''

(صحیح البخاري : 6248)

❁ سیدہ ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں:

ذَهَبْتُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ، فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ، وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ، قَالَتْ : فَسَلَّمْتُ، فَقَالَ : مَنْ هٰذِهِ؟ قُلْتُ : أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ : مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ، قَامَ فَصَلّٰى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ اَنَّهٗ قَاتِلٌ رَجُلًا أَجَرْتُهٗ، فُلَانُ ابْنُ هُبَيْرَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِئٍ قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ : وَذٰلِكَ ضُحًى .

''فتح مکہ والے سال میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی، پتہ چلا کہ آپ ﷺ غسل کر رہے ہیں، آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک کپڑے سے آپ ﷺ کو پردہ کر رہی ہیں، آپ ﷺ نے پوچھا: کون؟ عرض کیا: ام ہانی بنت ابی طالب، فرمایا: ام ہانی کو خوش آمدید! غسل سے فارغ ہوئے تو ایک کپڑا لپیٹ کر آٹھ رکعت نماز ادا کی، پھر آپ ﷺ فارغ ہوئے، تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میری ماں کے بیٹے ارادہ رکھتے ہیں کہ وہ شخص فلاں بن فلاں بن ہبیرہ کو قتل کر دیں، جبکہ میں نے اسے پنا دی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ام ہانی! آپ نے جسے پناہ دی ہے، ہم نے بھی اسے پناہ دی، سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ یہ چاشت کا وقت تھا۔''

(صحيح البخاري : 357؛ صحيح مسلم : 336)

**سوال**: جو قریب المرگ ہو، اس کا طہارت و نظافت حاصل کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: جو زندہ سے مایوس ہو چکا ہو اور قریب الموت ہو، تو اس کے لیے مستحب ہے کہ طہارت و نظافت حاصل کرے، جسم کے زائد بال تلف کر لے، غسل کرے، میل کچیل دور کرے، منہ کی صفائی کے لیے مسواک وغیرہ کا استعمال کرے، صاف ستھرا لباس زیب تن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کرے، خوشبو لگائے، الغرض پاک صاف ہو کر رب تعالیٰ سے ملاقات کرے، کیونکہ جس طرح نماز میں بندہ اپنے رب تعالیٰ سے مناجات کرتا ہے اور اس کے لیے عمدہ لباس پہنا جاتا ہے، زینت اختیار کی جاتی ہے، اسی طرح موت کے وقت بھی تیار ہو، کیونکہ یہ رب تعالیٰ سے ملاقات ہے۔ کئی احادیث صحیحہ میں اس کی اصل ہے۔

❁ نبی کریم ﷺ نے بوقت وفات مسواک کی۔

(صحيح البخاري : 3100)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا، فَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عِيَاضٍ، أَنَّ بِنْتَ الحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ : أَنَّهُمْ حِينَ اجْتَمَعُوا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسٰى يَسْتَحِدُّ بِهَا، فَأَعَارَتْهُ .

”سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ نے بدر والے دن حارث بن عامر کو قتل کیا تھا، سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ ان کے پاس قید میں رہے، مجھے عبیداللہ بن عیاض نے خبر دی کہ اسے حارث کی بیٹی نے بیان کیا کہ مشرکین سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے لیے جمع ہوئے، تو انہوں نے غیر ضروری بال صاف کرنے کو مجھ سے استرا مانگا، میں نے انہیں استرا دے دیا۔“

(صحيح البخاري : 3045)

**سوال**: نکاح ہوا، مہر مقرر نہیں ہوا، رخصتی سے پہلے فوت ہو گیا، تو مہر کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: مہر مقرر نہیں ہوا، رخصتی سے پہلے شوہر فوت ہو گیا، تو بیوہ مہر مثل کی حق دار

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



ہے، اس پر عدت ہے اور وراثت کی حق دار بھی ہوگی۔ مہر مثل سے مراد وہ مہر ہے، جو دلہن کی بہنوں اور دادھیالی خاندان کی عورتوں کو دیا گیا ہو۔

❀ علقمہ بن قیس نخعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ أَتَاهُ قَوْمٌ فَقَالُوا : إِنَّ رَجُلًا مِنَّا تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا، وَلَمْ يَجْمَعْهَا إِلَيْهِ حَتّٰى مَاتَ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : مَا سُئِلْتُ مُنْذُ فَارَقْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ هٰذِهِ، فَأْتُوا غَيْرِي، فَاخْتَلَفُوا إِلَيْهِ فِيهَا شَهْرًا، ثُمَّ قَالُوا لَهُ فِي آخِرِ ذٰلِكَ : مَنْ نَسْأَلُ إِنْ لَمْ نَسْأَلْكَ، وَأَنْتَ مِنْ جِلَّةِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَلَا نَجِدُ غَيْرَكَ؟ قَالَ : سَأَقُولُ فِيهَا بِجَهْدِ رَأْيِي، فَإِنْ كَانَ صَوَابًا فَمِنَ اللّٰهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَإِنْ كَانَ خَطَأً فَمِنِّي وَمِنَ الشَّيْطَانِ وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ مِنْهُ بُرَآءُ، أُرٰى أَنْ أَجْعَلَ لَهَا صَدَاقَ نِسَائِهَا، لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ، وَلَهَا الْمِيرَاثُ، وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، قَالَ : وَذٰلِكَ بِسَمْعِ أُنَاسٍ مِنْ أَشْجَعَ، فَقَامُوا فَقَالُوا : نَشْهَدُ أَنَّكَ قَضَيْتَ بِمَا قَضٰى بِهٖ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي امْرَأَةٍ مِنَّا يُقَالُ لَهَا : بَرْوَعُ بِنْتُ وَاشِقٍ، قَالَ : فَمَا رُئِيَ عَبْدُ اللّٰهِ فَرِحَ فَرْحَةً يَوْمَئِذٍ إِلَّا بِإِسْلَامِهٖ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ لوگ آئے، عرض کیا: ہمارے ایک آدمی نے کسی خاتون سے شادی کی، اس کا حق مہر مقرر نہیں کیا اور خلوت اختیار کرنے سے پہلے ہی وفات پا گیا (کیا حکم ہے؟) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے جدا ہوئے ہیں، مجھے اس سے زیادہ مشکل سوال نہیں ہوا، لہٰذا کسی اور کے پاس چلے جائیں (مجھے اس مسئلہ کا یقینی علم نہیں)۔ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مہینہ تک آتے رہے، بالآخر لوگوں نے بھی کہہ دیا کہ اگر ہم آپ سے سوال نہیں کریں گے، تو کس سے سوال کریں، جبکہ آپ کا شمار اس علاقے (کوفہ) کے جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے، ہمیں آپ جیسا کوئی نہیں ملتا۔ تو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر میں اس مسئلہ میں اجتہاد کر کے اپنی رائے پیش کرتا ہوں، اگر وہ رائے درست ہوئی، تو وہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کی طرف سے ہے، اگر میری رائے خطا ہوئی، تو وہ میری طرف سے ہے اور شیطان کی طرف سے ہے۔ اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہوں گے۔ میری رائے یہ ہے کہ ایسی بیوہ کو وہی مہر دیا جائے گا، جو اس کے خاندان کی عورتوں کو دیا گیا ہے، نہ کم نہ زیادہ۔ اسے میراث بھی ملے گی اور اس پر چار ماہ دس دن عدت بھی ہے۔ یہ بات قبیلہ اشجع کے چند لوگوں کے سامنے بیان ہوئی، تو وہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے وہی فیصلہ کیا ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری ایک خاتون بروع بنت واشق کے بارے میں کیا تھا۔ (یہ سننا تھا کہ) اس نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اتنے خوش ہوئے کہ اسلام لانے کے علاوہ کسی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



موقع پر اتنے خوش نہ ہوئے تھے۔“

(مسند الإمام أحمد: 280/4، سنن النّسائي: 3358، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ (۱۱۴۵) نے ”حسن صحیح“، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۱۰۱) نے ”صحیح“ اور امام حاکم رحمہ اللہ (۲/۱۸۰) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

**سوال:** مسند الامام احمد کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

**جواب:** امام اہل سنت محدث اُمت احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۲۴۱ھ) کی تصنیف لطیف ”مسند“ حدیث کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ کتب حدیث میں سب سے ضخیم کتاب ہے، یہ کتاب ہر دور میں متداول رہی ہے، یہ مسند تواتر کے ساتھ نقل ہوئی ہے۔

اس کتاب کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے آپ کے بیٹے عبداللہ نے نقل کیا ہے اور ان سے احمد بن جعفر ابوبکر قطیعی رحمہ اللہ (۳۶۷ھ) نے روایت کیا ہے اور ان سے ابو علی حسن بن علی تمیمی رحمہ اللہ (۴۴۴ھ) نے روایت کیا ہے، ان سے ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن محمد بن عبدالواحد شیبانی رحمہ اللہ (۵۲۵ھ) نے نقل کیا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ سے یہ کتاب نقل کرنے والے سارے کے سارے راوی ثقہ و معتبر ہیں۔ ابوبکر قطیعی کا مختلط ہونا ثابت نہیں۔

ہر دور کے محدثین اور اہل علم اس کتاب سے مستفید ہوتے رہے ہیں۔ کتب ستہ کی تقریباً تمام احادیث مسند احمد میں مندرج ہیں۔ ہر دور کے علما نے مسند احمد پر مختلف انداز سے کام کیے ہیں، اس کتاب کی تخریج، ترتیب، تلخیص، شرح و حاشیہ اور دفاع کے حوالے سے خدمت کی ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



هٰذَا الْمُصَنَّفُ الْعَظِيمُ الَّذِي تَلَقَّتْهُ الْأُمَّةُ بِالْقُبُولِ وَالتَّكْرِيمِ وَجَعَلَهُ إِمَامُهُمْ حُجَّةً يُرْجَعُ إِلَيْهِ وَيُعَوَّلُ عِنْدَ الِاخْتِلَافِ عَلَيْهِ.

''مسند احمد عظیم الشان تصنیف ہے، جسے ہر دور میں اُمت نے قبول کیا اور عزت دی، اسے حجت کا درجہ دیا گیا، اسے مرجع کی حیثیت کی دی اور اختلاف کی صورت میں اس پر اعتماد کیا گیا۔''

(القَوْل المُسدّد، ص 3)

**سوال**: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ عَادٰى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ.

''(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:) جس نے میرے کسی بھی ولی سے دشمنی کی، میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔''

(صحيح البخاري: 6502)

جب اللہ تعالیٰ کے کسی ولی سے دشمنی رکھنا اللہ تعالیٰ سے اعلان جنگ ہے، تو پھر بعض صحابہ نے ایک دوسرے سے لڑائیاں کیوں کیں یا باہم اختلافات کیوں کیے، حالانکہ سارے کے سارے صحابہ اللہ کے ولی ہیں؟

**سوال**: سب سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ یہاں ولی سے کس طرح کی دشمنی رکھنا مراد ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے اعلان جنگ قرار دی گئی ہے، ایسا نہیں کہ کسی معاملہ میں ولی اللہ سے اختلاف ہو جائے، تو وہ اللہ سے اعلان جنگ ہو جاتا ہے۔

دراصل یہاں ولی سے عداوت رکھنے سے مراد یہ ہے کہ جو کسی شخص سے اس بنا پر دشمنی کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے، یعنی جن عقائد واعمال کی بنا پر اسے اللہ تعالیٰ کی ولایت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حاصل ہوئی ہے، اس کی مخالفت کرتے ہوئے اس ولی کے بارے میں بغض رکھے، تو گویا اس ولی سے دشمنی اللہ تعالیٰ کی وجہ سے رکھی گئی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ اپنے ولی کی نصرت وتائید کرتے ہوئے اس سے دشمنی کرنے والے اور عداوت رکھنے والے سے اعلان جنگ کرتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین جو اختلافات اور تنازعات ہوئے ہیں، ان کی بنیاد محض دنیاوی معاملات تھے یا اجتہادی۔ وہ ایک دوسرے کو مسلمان اور مؤمن سمجھتے تھے، نیز وہ ایک دوسرے سے عقائد کے معاملات میں بغض ہرگز نہیں رکھتے تھے، بلکہ بعض اُمور میں اختلاف کی بنا پر ان میں تنازع ہو گئے، ورنہ وہ سب ایک دوسرے کو سچا مسلمان، اللہ کا ولی اور جنتی خیال کرتے تھے، بالفاظ دیگر ان کے جھگڑوں کی بنیاد ایمان اور کفر ہرگز نہیں تھا۔ لہٰذا مشاجرات صحابہ اس حدیث میں داخل نہیں ہیں۔

❁ حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَرَى الْمَعْنٰى إِلَّا مَنْ عَادَاهُ لِأَجْلِ وِلَايَةِ اللّٰهِ، وَأَمَّا إِذَا كَانَتْ لِأَحْوَالٍ تَقْتَضِي نِزَاعًا بَيْنَ وَلِيَّيْنِ لِلّٰهِ مُحَاكَمَةً أَوْ خُصُومَةً رَاجِعَةً إِلَى اسْتِخْرَاجِ حَقٍّ غَامِضٍ فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَدْخُلُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ، فَإِنَّهُ قَدْ جَرٰى بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا خُصُومَةٌ، وَبَيْنَ الْعَبَّاسِ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَبَيْنَ كَثِيرٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَكُلُّهُمْ كَانُوا أَوْلِيَاءُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

”میرے مطابق اس حدیث کا یہی معنی ومفہوم ہے کہ یہاں وہ دشمنی مراد ہے،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



جس کی بنیاد یہ ہو کہ وہ اللہ کا ولی ہے، البتہ اگر اللہ کے دو ولیوں کے درمیان کسی اختلاف کی بنا پر دشمنی پیدا ہو جائے، مثلاً کسی تنازعہ کا فیصلہ کرانے میں یا جھگڑا ہو جائے، جس کا مقصد حق بات کو سامنے لانا ہو، تو یہ دشمنی اور عداوت اس حدیث میں داخل نہیں ہے، کیونکہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے درمیان جھگڑا ہوا ہے، اسی طرح سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے درمیان اور دیگر کئی صحابہ کے مابین اختلافات ہوئے ہیں یہ سب اللہ عزوجل کے اولیاء ہیں۔"

(شرح الأربعين النّوَوية، ص 128)

**سوال:** لوح قرآنی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

**جواب:** لوح قرآنی یقیناً اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اس کا معنی و مفہوم اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ یہ بابرکت کلمات ہیں، جیسے سارے کا سارا قرآن بابرکت ہے۔

مگر بعض لوگ خاص نظریہ کے تحت اسے اپنی دکانوں اور مکانات میں لٹکاتے ہیں، کہ ان کے لٹکانے سے یہ یہ ہو جائے گا، ایسا نظریہ رکھنا درست نہیں، کیونکہ خیر القرون میں اس کا وجود نہیں۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ گھروں میں اور دکانوں پر قرآن کریم کی تلاوت کریں، اس میں برکت کا بہترین سامان ہے۔

**سوال:** ایک شخص قیام اللیل کا پابند ہے، بیماری کی وجہ سے کچھ دن قیام نہ کر سکا، تو کیا وہ اس کی قضا دے گا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(جواب): جو شخص قیام اللیل یا رات کا وظیفہ پابندی سے کرتا ہے، اگر وہ رات کو سو یا رہ جائے یا کسی اور وجہ سے وظیفہ ادا نہ کر سکے، تو طلوع آفتاب کے بعد اس کی قضا کر لے، البتہ اگر بیماری کی وجہ سے دو چار رات قیام نہ کر سکے، تو اس کی قضا نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ اسے اس کی گزشتہ پابندی کی وجہ سے بغیر عمل کیے ہی اجر و ثواب عطا فرما دیتا ہے۔

❁ سیدنا جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

اِشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دو راتیں قیام اللیل نہیں کر سکے۔“

(صحيح البخاري : 1124، صحيح مسلم : 1797)

❁ سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ، أَوْ سَافَرَ، كُتِبَ لَهٗ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيمًا صَحِيحًا .

”اگر کوئی حالت اقامت یا صحت یابی میں نیک عمل کرتا ہے، اسے بیماری یا سفر میں بھی ویسے ہی اجر ملتا ہے۔“

(صحيح البخاري : 2996)

مسافر اور بیمار کو ہر اس عمل کا اجر ملتا ہے، جو وہ حالت اقامت اور حالت صحت میں کیا کرتا تھا، مگر سفر اور بیماری کی وجہ سے نہیں کر سکتا۔

(سوال): کیا اللہ تعالیٰ پچھلی رات آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں؟

(جواب): اہل سنت والجماعت کا اجماعی و اتفاقی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر رات آسمانِ دنیا پر اترتا ہے۔ یہ اترنا حقیقی ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت برحق ہے، یہ عقیدہ احادیث صحیحہ اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔ ائمہ محدثین رحمہم اللہ کی تصریحات اس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



پر شاہد ہیں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ، فَيَقُولُ: مَنْ يَّدْعُونِي، فَأَسْتَجِيبَ لَهٗ؟ مَنْ يَّسْأَلُنِي، فَأُعْطِيَهٗ؟ مَنْ يَّسْتَغْفِرُنِي، فَأَغْفِرَ لَهٗ؟

''ہر رات جب آخری ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے، تو ہمارا رب تبارک وتعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے: کون ہے، جو مجھے پکارے، میں اس کی پکار کو قبول کروں؟ کون ہے، جو مجھ سے مانگے، میں اس کی دست گیری کروں؟ کون ہے، جو مجھ سے معافی مانگے، میں اسے معاف کر دوں؟''

(صحيح البخاري: 1145، صحيح مسلم: 758)

اس کے برعکس جدید جہمیہ اللہ کے شایانِ شان حقیقی نزول کا انکار کرتے ہیں اور تاویل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس سے مراد ہے کہ اللہ خصوصی رحمت بھیجتا ہے یا حکم نازل فرماتا ہے یا فرشتہ بھیجتا ہے یا نزولِ اجلال کرتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

یہ تاویل قرآن، حدیث، اجماعِ امت اور ائمہ محدثین وسلف صالحین کی متفقہ تصریحات کے خلاف ہے، لہٰذا ناقابل التفات ہے، نصوص بھی ان تاویلات بعیدہ کا رد کرتی ہیں، جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں ہے کہ ہر رات آسمان دنیا پر ہمارا رب نازل ہوتا ہے۔

❀ صحیح مسلم (۷۵۸) کے الفاظ ہیں:

يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَنَا الْمَلِكُ.

''(آسمان دنیا پر نزول کے بعد) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں ہی (قادر مطلق)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بادشاہ ہوں، میں ہی بادشاہ ہوں۔“

کیا کوئی فرشتہ خود کو قادر مطلق بادشاہ کہہ سکتا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ کا یہ نزول حقیقی ہے، اس کی کیفیت کیا ہے؟ اس کا علم اللہ کے پاس ہے، اس کی کیفیت کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے۔ اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ اہل حق اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے۔

**سوال**: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ .

”جبریل علیہ السلام نے اپنے گھٹنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں کے ساتھ ملائے اور اپنی ہتھیلیاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رانوں پر رکھ دیں۔“

(صحيح مسلم : 8)

جبریل علیہ السلام نے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رانوں پر؟

**جواب**: سیدنا جبریل علیہ السلام نے اپنے ہاتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رانوں پر رکھے۔ اس کی وضاحت دوسری حدیث میں موجود ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى رُكْبَتَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”جبریل علیہ السلام نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں پر رکھا۔“

(سنن النّسائي :4991، وسندهٗ صحيحٌ)

**سوال**: نماز جنازہ کا اعلان کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: نماز جنازہ کی اطلاع دینا اور اعلان کرنا جائز ہے۔ یہ اعلان مسجد میں بھی کیا جا سکتا ہے، اسی طرح میڈیا پر بھی اطلاع دی جا سکتی ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى، فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی رحمہ اللہ کی وفات کی خبر دی اور اسی دن دی، جس دن ان کی وفات ہوئی تھی، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ گاہ کی طرف نکلے، صحابہ کی صفیں بنائیں اور چار تکبیرات کے ساتھ (غائبانہ) نماز جنازہ ادا کی۔''

(صحيح البخاري: 1245، صحيح مسلم: 951)

**سوال**: کیا شریعت ظاہر پر حکم لگاتی ہے؟

**جواب**: شریعت انسان کے ظاہری اعمال پر حکم لگاتی ہے، اس کے دل میں کیا ہے، اس کا علم اللہ کے سپرد ہے، وہ خود اس کے مطابق اس سے معاملہ کرے گا۔

❁ سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ، فَصَبَّحْنَا الْحُرَقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ، فَأَدْرَكْتُ رَجُلًا فَقَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَطَعَنْتُهُ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذٰلِكَ، فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَقَتَلْتَهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِّنَ السِّلَاحِ، قَالَ: أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتّٰى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا؟ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّي أَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



”رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا، ہم نے صبح سویرے قبیلہ جہینہ کی شاخ حرقات پر چڑھائی کی، میں نے ایک آدمی پر قابو پالیا، تو وہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنے لگا، مگر میں نے اسے نیزہ مار دیا۔ میرے دل میں اس کا کھٹکا پیدا ہوا، تو میں نے یہ بات نبی کریم ﷺ کے گوش گزار کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا کلمہ پڑھنے کے بعد بھی آپ نے اسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اس نے کلمہ اسلحہ کے خوف سے پڑھا تھا۔ فرمایا: بھلا آپ نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا کہ اس نے دل سے کلمہ پڑھا تھا یا نہیں؟ نبی کریم ﷺ بار بار مجھے یہی بات فرماتے رہے، حتیٰ کہ میں نے تمنا کی کہ کاش میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا (تاکہ مجھ سے یہ کوتاہی سرزد ہی نہ ہوتی)۔“

(صحیح مسلم: 96)

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَلَا إِنَّا إِنَّمَا كُنَّا نَعْرِفُكُمْ إِذْ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِذْ يَنْزِلُ الْوَحْيُ، وَإِذْ يُنْبِئُنَا اللّٰهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ، أَلَا وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ انْطَلَقَ وَقَدِ انْقَطَعَ الْوَحْيُ .

”لوگو! نبی ﷺ کے ہوتے ہم آپ کی کیفیت جان لیتے تھے، کیوں کہ تب وحی نازل ہوتی تھی اور اللہ ہمیں آپ کی خبر دے دیا کرتا تھا۔ خبردار! نبی ﷺ دنیا سے چلے گئے اور وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔“

(مُسند الإمام أحمد: 41/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ایک دفعہ فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



إِنَّ أُنَاسًا كَانُوا يُؤْخَذُونَ بِالْوَحْيِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ .

''رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں انسانوں کے معاملات بذریعہ وحی کھول دیئے جاتے تھے، مگر اب وحی منقطع ہو چکی ہے۔''

(صحيح البخاري :2641)

**سوال**: کیا نبی کریم ﷺ بھی اجتہاد کرتے تھے؟

**جواب**: اگر کوئی مسئلہ پیش آتا اور اس کی اصل پہلے ہی موجود ہوتی، تو نبی کریم ﷺ بھی بعض فقہی وفروعی مسائل میں اجتہاد فرماتے تھے، اگر کبھی اس اجتہاد میں سہو ہو جاتا، تو اللہ تعالیٰ فوراً بذریعہ وحی تنبیہ فرما دیتا تھا، پھر نبی کریم ﷺ اس سے رجوع کر لیتے تھے۔ قرآن اور احادیث صحیحہ میں اس کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ أَعْمٰى، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّهٗ لَيْسَ لِي قَائِدٌ يَقُودُنِي إِلَى الْمَسْجِدِ، فَسَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرَخِّصَ لَهٗ، فَيُصَلِّيَ فِي بَيْتِهٖ، فَرَخَّصَ لَهٗ، فَلَمَّا وَلّٰى، دَعَاهُ، فَقَالَ : هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : فَأَجِبْ .

''نبی کریم ﷺ کے پاس ایک نابینا شخص آیا، عرض کیا: اللہ کے رسول! (میں نابینا ہوں اور) مجھے مسجد تک پکڑ کر لانے والا کوئی نہیں (کیا میں گھر میں ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نماز پڑھ سکتا ہوں؟) اس نے رسول اللہ ﷺ سے (جماعت سے) رخصت چاہی کہ وہ گھر میں ہی نماز ادا کرلیا کرے، تو نبی کریم ﷺ نے اسے رخصت دے دی، جب وہ واپس ہوا، تو اسے بلایا، پوچھا: کیا تمہیں اذان سنائی دیتی ہے؟ کہنے لگا: جی ہاں، فرمایا: پھر (لازمی طور پر) جماعت میں حاضر ہوئیے۔''

(صحيح مسلم: 653)

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ بھی اجتہاد سے رجوع فرما لیتے تھے۔

**سوال**: کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی علم غیب جانتا ہے؟

**جواب**: علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے، اس کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا، البتہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں اور نبیوں کو بذریعہ وحی غیب کی خبروں پر مطلع فرما دیتا ہے۔

❀ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا ۞ إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُولٍ﴾ (الجنّ: ٢٦، ٢٧)

''(وہی) عالم الغیب ہے، وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا، سوائے رسول کے، جسے وہ پسند کرے۔''

❀ علامہ ابو عبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاءُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ: لَمَّا تَمَدَّحَ سُبْحَانَهٗ بِعِلْمِ الْغَيْبِ وَاسْتَأْثَرَ بِهٖ دُونَ خَلْقِهٖ، كَانَ فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ أَحَدٌ سِوَاهُ، ثُمَّ اسْتَثْنٰى مَنِ ارْتَضَاهُ مِنَ الرُّسُلِ، فَأَوْدَعَهُمْ مَا شَاءَ مِنْ غَيْبِهٖ بِطَرِيقِ الْوَحْيِ إِلَيْهِمْ، وَجَعَلَهٗ مُعْجِزَةً لَّهُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



وَدِلَالَةً صَادِقَةً عَلٰى نُبُوَّتِهِمْ .

”اہل علم رحمہم اللہ نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت علم غیب بیان کی اور اسے اپنے ساتھ خاص کیا، مخلوق کو نہیں دیا، تو اس میں دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے چنیدہ رسولوں کو مستثنیٰ کیا اور انہیں غیبی خبروں میں سے جتنا چاہا بذریعہ وحی عطا کیا اور اسے ان کا معجزہ اور نبوت کی صداقت پر دلیل بنایا۔“

(تفسير القرطبي : 28/19)

**سوال**: کیا حائضہ یا جنبی درس و دروس میں شریک ہو سکتے ہیں؟

**جواب**: حائضہ اور جنبی درس میں شرکت کر سکتے ہیں، بشرطیکہ مسجد میں نہ ہو، کیونکہ حائضہ اور جنبی کے لیے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهُ وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ : فَانْخَنَسْتُ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ فَقَالَ : أَيْنَ كُنْتَ أَوْ أَيْنَ ذَهَبْتَ؟ قُلْتُ : إِنِّي كُنْتُ جُنُبًا، قَالَ : إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی ملاقات ہوئی۔ اس وقت ابو ہریرہ جنبی تھے، کہتے ہیں: میں وہاں سے کھسک گیا اور غسل کر کے واپس آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: آپ کہاں چلے گئے تھے؟ عرض کیا: میں جنبی تھا، فرمایا: مسلمان نجس نہیں ہوتا۔“

(صحيح البخاري : 283، صحيح مسلم : 371، المُنتقٰى لابن الجارود : 96)

❁ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ نُخْرِجَهُنَّ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحى، الْعَوَاتِقَ، وَالْحُيَّضَ، وَذَوَاتِ الْخُدُورِ، فَأَمَّا الْحُيَّضُ؛ فَيَعْتَزِلْنَ الصَّلَاةَ، وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ، وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ، قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِحْدَانَا لَا يَكُونُ لَهَا جِلْبَابٌ، قَالَ : لِتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا .

”رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں دوشیزائیں، حائضہ عورتیں اور پردہ نشین خواتین کو بھی عیدگاہ میں لے کر جائیں، البتہ حائضہ نماز سے الگ رہیں، جبکہ خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔ عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو؟ فرمایا: اس کی اسلامی بہن اسے اپنی چادر دے دے۔“

(صحيح البخاري : 981، صحيح مسلم : 890)

ان احادیث میں دلیل ہے کہ جنبی یا حائضہ اہل علم و فضل کے پاس بیٹھ سکتا ہے، نیز ان کی نصائح اور وعظ بھی سن سکتا ہے۔

**سوال**: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ، دَخَلَ رَجُلٌ عَلٰى جَمَلٍ، فَأَنَاخَهُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهُ .

”ایک دفعہ ہم مسجد کے اندر نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھے تھے، کہ اونٹ سوار ایک شخص آیا، اس نے مسجد میں اونٹ بٹھایا اور اس کا گھٹنا باندھ دیا۔“

(صحيح البخاري : 63)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



کیا اس شخص نے اپنا اونٹ مسجد کے اندر بٹھایا تھا؟

(جواب): آنے والے نے اونٹ مسجد کے احاطہ یا صحن میں بٹھایا تھا، جو دروازے کے پاس ہوتا ہے، اس سے مسجد کا وہ حصہ مراد نہیں، جہاں جہاں نماز پڑھی جاتی ہے۔ دیگر روایات کے الفاظ سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ أَقْبَلَ عَلٰى بَعِيرٍ لَّهٗ حَتّٰى أَتَى الْمَسْجِدَ فَأَنَاخَهٗ ثُمَّ عَقَلَهٗ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ .

”قبیلہ بنو سعد بن ابی بکر کا ایک شخص (ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ) اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مسجد کے پاس آیا، اونٹ بٹھایا، اس کا گھٹنا باندھا اور خود مسجد میں داخل ہو گیا۔“

(مَعرفة الصّحابة لأبي نعيم : 3910، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

بَعَثَ بَنُو سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ ضِمَامَ بْنَ ثَعْلَبَةَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمَ عَلَيْهِ فَأَنَاخَ بَعِيرَهٗ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ، ثُمَّ عَقَلَهٗ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ .

”قبیلہ بنو سعد بن بکر نے سیدنا ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، جب آپ رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے، تو اپنا اونٹ مسجد کے دروازے پر بٹھایا، پھر اس کا گھٹنا باندھا، پھر خود مسجد میں داخل ہوا۔“

(مسند الإمام أحمد : 261/1، سنن أبي داود : 487، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (۵۴/۳) نے ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



موافقت کی ہے۔

ثابت ہوا کہ بخاری کی روایت میں ''فی المسجد'' سے مراد مسجد کا صحن یا مسجد کا احاطہ ہے، اہل عرب کے ہاں صحن گھر کے باہر والے حصہ کو کہتے ہیں۔

**سوال**: بعض کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے قرأت کرنے والے کی نماز نہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: امام، مقتدی، منفرد ہر ایک کے لیے ہر نماز کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا واجب ہے، اس کے بغیر نماز نہیں۔ اس کے برعکس جن احباب کا یہ مؤقف ہے کہ مقتدی سورت فاتحہ نہیں پڑھے گا، وہ ممانعت پر نا قابل احتجاج روایات پیش کرتے ہیں کہ مقتدی اگر قرأت کرے، تو اس کے لیے یہ یہ وعید ہے۔

اولاً وہ روایات اُصول محدثین کی روشنی میں نا قابل قبول ہیں، ان سے کسی صورت حجت پکڑنا جائز نہیں، جبکہ مقتدی کے لیے سورت فاتحہ پڑھنے پر صریح اور صحیح ترین احادیث، آثار اور عمل سلف موجود ہے۔

اس کے باوجود بعض غالی دعویٰ کرتے ہیں کہ مقتدی کے قرأت کرنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے، جبکہ عہد سلف میں کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا، بلکہ سب کے ہاں اس کی نماز صحیح ہے۔

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۵۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ أَهْلَ الصَّلَاةِ لَمْ يَخْتَلِفُوا مِنْ لَدُنِ الصَّحَابَةِ إِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا مِمَّنْ يُنْسَبُ إِلَى الْعِلْمِ مِنْهُمْ أَنَّ مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ تُجْزِيهِ صَلَاتُهُ.

''عہد صحابہ سے آج تک کے تمام اہل علم نمازی میں کوئی اختلاف نہیں کہ جو امام کے پیچھے (سورت فاتحہ کی) قرأت کرے، اس کی نماز درست ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



(کتاب المَجروحین : 5/2)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ فَصَلَاتُهٗ تَامَّةٌ وَلَا إِعَادَةَ عَلَيْهِ.

''اس پر اہل علم کا اجماع ہے کہ جس نے امام کے پیچھے قرأت کی، اس کی نماز مکمل ہے، اس پر اعادہ نہیں۔''

(الاستذکار :470/1)

**سوال**: نماز میں قیام کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: عذر نہ ہو، تو فرض نماز کھڑے ہو کر ادا کرنا فرض اور واجب ہے، اس کے بغیر نماز نہیں، البتہ نوافل میں رخصت ہے، مگر اجر و ثواب آدھا ملے گا۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ﴾ (البقرة : ۲۳۸)

''(نماز میں) اللہ کے لیے فرمانبردار بن کر کھڑے ہو جاؤ۔''

❁ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ بِي بَوَاسِيرُ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ : صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ.

''مجھے بواسیر کا مرض تھا، لہذا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے متعلق پوچھا، فرمایا: کھڑے ہو کر نماز پڑھیے، اگر ممکن نہ ہو، تو بیٹھ کر پڑھ لیجیے، اگر اس کی بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



طاقت نہیں، تو پہلو کے بل پڑھ لیجئے۔“

(صحيح البخاري : 1117)

❀ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ الْقِيَامَ فِي صَلَاةِ الْفَرِيضَةِ فَرْضٌ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ صَحِيحٍ قَادِرٍ عَلَيْهِ لَا يُجْزِيهِ غَيْرُ ذٰلِكَ إِنْ كَانَ مُنْفَرِدًا أَوْ إِمَامًا .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ جو شخص تندرست ہو اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی استطاعت رکھتا ہو، اس کے لیے فرض نماز میں کھڑا ہونا فرض اور واجب ہے، اس کے لیے قیام کے بغیر نماز جائز نہیں، خواہ وہ منفرد ہو یا امام۔“

(التّمهيد : 138/6)

**سوال**: پل صراط کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

**جواب**: پل صراط حق ہے، قرآن، احادیث صحیحہ اور اجماع اُمت اس پر دلالت کناں ہیں، اس پر ایمان لانا واجب ہے۔

یہ جہنم کے اوپر ایک پُل ہے، جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ (مسلم:۱۸۳) ہر ایک کو یہاں سے گزرنا ہے، خواہ جنتی ہو یا جہنمی۔ مگر گزرنے کی کیفیت ہر ایک کی اعمال کے مطابق ہوگی، کوئی برق رفتاری سے گزر جائے گا، تو کوئی لڑھکتا ہوا، کوئی جہنم رسید ہو جائے گا۔ سب سے پہلے نبی کریم ﷺ پل صراط سے گزریں گے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

...... يُضْرَبُ جِسْرُ جَهَنَّمَ ...... فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُجِيزُ، وَدُعَاءُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ: اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ، وَبِهِ كَلالِيبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ، أَمَا رَأَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ؟ قَالُوا : بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ : فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ، غَيْرَ أَنَّهَا لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا إِلَّا اللّٰهُ، فَتَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ، مِنْهُمُ الْمُوبَقُ بِعَمَلِهِ، وَمِنْهُمُ الْمُخَرْدَلُ .

''جہنم پر پل رکھا جائے گا۔......سب سے پہلے میں پل کو عبور کروں گا، اُس دن تمام انبیا یہی پکار رہے ہوں گے: اللہ! سلامتی کا سوال ہے (سلامتی سے گزار دے۔) پل صراط پر سعدان (ایک درخت کا نام) کے کانٹوں کی طرح کانٹے ہوں گے۔ (اے صحابہ!) کیا آپ نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا: جی ہاں، اللہ کے رسول! فرمایا: پل صراط پر بھی اس طرح کے کانٹے ہوں گے، مگر وہ کتنے بڑے ہوں گے، یہ اللہ ہی جانتا ہے، وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق پکڑیں گے، بعض اپنے (برے) اعمال کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے اور بعض زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے۔''

(صحيح البخاري : 6573، صحيح مسلم : 182)

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

...... ثُمَّ يُضْرَبُ الْجِسْرُ عَلٰى جَهَنَّمَ، وَتَحِلُّ الشَّفَاعَةُ ...... .

''پھر جہنم پر پل ڈال دیا جائے گا اور شفاعت کا اذن ہو جائے گا۔''

(صحيح مسلم : 183)

❁ امام ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ (۳۲۴ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ الصِّرَاطَ جِسْرٌ مَّمْدُودٌ عَلٰى جَهَنَّمَ يَجُوزُ عَلَيْهِ الْعِبَادُ بِقَدَرِ أَعْمَالِهِمْ، وَأَنَّهُمْ يَتَفَاوَتُونَ فِي السُّرْعَةِ وَالْإِبْطَاءِ عَلٰى قَدَرِ ذٰلِكَ.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ پل صراط جہنم پر رکھا ہوا ایک پل ہے، جس سے بندوں کا اپنے اپنے اعمال کے مطابق گزر ہوگا، وہ سُرعت اور سستی کے ساتھ گزرنے میں مختلف احوال پر ہوں گے۔''

(رِسالة إلي أهل الثّغر، ص 163)

جولوگ پل صراط یا اس کی حقیقت کا انکار کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ جہنم کے پُل کو عبور کرنا ایک طرح کا عذاب ہے، بھلا نبیوں اور مؤمنوں کو عذاب سے دوچار کیونکر کیا جائے گا، لہٰذا پل صراط سے حقیقی گزر نہ ہوگا۔

ہمارا جواب یہ ہے کہ پل صراط حق ہے، اس سے حقیقی گزر ہوگا، جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے، کوئی بھی نیک و بد اس سے مستثنیٰ نہیں۔ اب یہ کہنا کہ پل صراط سے گزر نافی نفسہٖ عذاب ہے، واضح خطا ہے، کیونکہ یہ ایک امتحان ہے، جس میں اللہ تعالیٰ مؤمنوں اور نیکوکاروں کا کامیاب کردے گا اور انہیں اپنے ایمان اور اعمال کے مطابق جلدی یا بدیر گزار دے گا اور اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ پل صراط سے گزر اپنے نیک بندوں کے لیے آسان کردے گا۔ جو بدعقیدہ اور بدعمل ہوں گے، وہ اس آزمائش میں ناکام ہوجائیں گے اور ان کے لیے یہ گزر باعث عذاب بن جائے گا۔

جیسے موت کی سختی و تلخی کا سامنے ہر نیک و بد کو کرنا پڑتا ہے، لیکن عذاب قبر اسی کو ہوتا ہے، جو اس کا مستحق ہے، حشر کا دن بھی ایک آزمائش ہے، جس کا سامنا ہر ایک کو ہوگا، مگر اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تعالیٰ اپنے نیکوکاروں کو عرش کا سایہ عطا فرما دے گا اور ان سے اس دن کی سختی و حشت دور کر دے گا۔ معلوم ہوا کہ ایک ہی شے بعض بندوں کے حق میں آزمائش ہوگی اور بعض کے حق میں عذاب و سزا۔ یہی معاملہ پل صراط کا ہے۔

**سوال**: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِجْعَلُوا أَئِمَّتَكُمْ خِيَارَكُمْ فَإِنَّهُمْ وَفْدُكُمْ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

”(نمازوں کے لیے) ائمہ انہیں بنائیں، جو آپ میں بہترین لوگ ہوں، کیونکہ ائمہ ہی آپ کے درمیان اور اللہ عزوجل کے درمیان (وفد) واسطہ و وسیلہ ہوتے ہیں۔“

(سنن الدّارقطني : 1881، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 129/3، الرقم : 5133)

**جواب**: روایت سخت ضعیف ہے۔

① حسین بن نصر مؤدب مجہول ہے۔

❀ حافظ ابن قطان فاسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ لَا يُعْرَفُ .

”یہ غیر معروف ہے۔“

(بَيان الوهم والإيهام : 149/3)

② ابوالعباس سلام بن سلیمان مدائنی ضعیف ہے، اس نے منکر روایات بیان کر رکھی ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



③ عمر بن عبد الرحمٰن بن یزید کے حالات زندگی نہیں ملے۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اسے عمر بن یزید قاضی مدائن قرار دیا ہے، جو کہ ضعیف ومنکر الحدیث ہے۔

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُ هٰذَا الْحَدِيثِ ضَعِيفٌ .

''اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔''

(السّنن الکبریٰ، تحت الرقم : 5133)

❁ حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ .

''یہ حدیث منکر ہے۔''

(تنقیح التّحقیق : 468/2)

**سوال**: سب سے افضل صحابی کون ہیں؟

**جواب**: انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد کائنات کی سب سے افضل ہستی خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، اس پر کتاب وسنت کے متعدد دلائل ہیں، نیز صحابہ، تابعین اور ہر دور کے اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے، جبکہ روافض ان تمام دلائل کو پس پشت ڈالتے ہوئے دعویٰ کرتے ہیں کہ اُمت کی سب سے افضل ہستی سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

❁ علامہ محمد بن محمد بابرتی حنفی رحمہ اللہ (۷۸۶ھ) فرماتے ہیں:

نَعْتَقِدُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ بَعْدَ النَّبِيِّينَ أَفْضَلُ الْعَالَمِينَ، ثُمَّ عُمَرُ الْفَارُوقُ، ثُمَّ عُثْمَانُ ذُو النُّورَيْنِ، ثُمَّ عَلِيٌّ الْمُرْتَضٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



”ہمارا عقیدہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد تمام جہانوں میں افضل ترین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، اس کے بعد سیدنا عثمان ذوالنورین پھر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔“

(الإرشاد، ص 144-147)

❁ نیز فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ عَلٰى أَنَّ أَفْضَلَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَأَكْثَرُ الْمُعْتَزِلَةِ وَجَمِيعُ الرَّوَافِضِ يَزْعُمُونَ أَنَّ أَفْضَلَ الْأُمَّةِ عَلِيٌّ .

”اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ اس اُمت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ہستی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، جبکہ اکثر معتزلہ اور سارے کے سارے روافض کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اُمت کی افضل ترین شخصیت ہیں۔“

(شرح وَصِيّة الإمام أبي حَنيفة، ص 108-109)

**سوال**: کیا سارے سر کا مسح کیا جائے گا؟

**جواب**: پورے سر کا مسح واجب ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ﴾(المائدة : ٦)

”(وضو کرتے ہوئے) سر کا مسح کریں۔“

یہاں مطلق سر کا مسح کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جو اپنے عموم کی وجہ سے سارے سر کو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



شامل ہے۔ بغیر دلیل اسے ربع سر یا نصف سر کے ساتھ خاص کرنا بلا دلیل ہے۔ متعدد صحیح احادیث میں نبی کریم ﷺ کا وضو بیان ہوا ہے، آپ ﷺ نے سر کے اگلی جانب سے پچھلی جانب تک اور پچھلی طرف سے سر کے اگلے حصے تک مسح کیا ہے۔ جب پگڑی پر مسح کیا، تب بھی مکمل سر کا مسح کیا اور سر کے جس حصہ پر پگڑی کا کپڑا نہیں تھا، وہاں بھی مسح کیا، یہ بین دلیل ہے کہ پورے سر کا مسح واجب ہے۔

کسی صحیح حدیث سے چوتھائی یا نصف سر کا مسح کرنا ثابت نہیں۔

❀ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے وضو کا طریقہ بیان کرتے ہیں:

ثُمَّ مَسَحَ مِنْ مُقَدَّمِهٖ إِلٰى مُؤَخَّرِهٖ، وَمِنْ مُؤَخَّرِهٖ إِلٰى مُقَدَّمِهٖ .

”پھر آپ نے سر کی اگلی جانب سے مسح شروع کیا اور پیچھے لے گئے اور پیچھے سے آگے لے آئے۔“

(سنن أبي داود : 124، المُعجم الكبير للطّبراني : 886، الرقم : 377/19، حسنٌ)

**سوال**: کیا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو پیکر حیاء کہا جا سکتا ہے؟

**جواب**: نبی کریم ﷺ کے سارے کے سارے صحابہ ہی شرم و حیا کے پیکر تھے، اس میں کوئی شبہ نہیں، مگر بعض صحابہ کو بعض خصوصیات عطا ہوئی ہیں، اسی طرح سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے لیے خاص حیا کا وصف بیان کیا گیا ہے، لہٰذا سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو پیکر حیاء کہا جا سکتا ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”عثمان حیا کے مجسم پیکر ہیں۔“

(صحیح مسلم: 2402)

**سوال**: ایک شخص بے ہوش رہا، اس دوران اس کی نمازیں رہ گئیں، ہوش آنے پر نمازوں کا کیا کرے؟

**جواب**: اگر کوئی شخص ایک دن یا دن کا ایک حصہ بے ہوش رہا، تو آفاقہ کے بعد جتنی نمازیں رہ جائیں، سبھی کی قضا دے دے، اگر دو دن یا زیادہ دن تک بے ہوش رہا، تو آفاقہ ہونے پر چھوڑی گئی نمازوں کی قضا نہیں، وہ فقط استغفار کرے اور آئندہ کی نمازوں کی پابندی کرے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾(الحجّ: ٧٨)

”اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے دین میں کوئی تنگی نہیں بنائی۔“

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ أُغْمِيَ عَلَيْهِ يَوْمَيْنِ فَلَمْ يَقْضِ .

”آپ رضی اللہ عنہ پر دو دن تک غشی طاری رہی (آفاقہ کے بعد) آپ رضی اللہ عنہ نے نمازوں کی قضا نہیں دی۔“

(موطأ الإمام مالك: 13/1، مصنّف ابن أبي شيبة: 6600، وسندهٗ صحيحٌ)

ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی بعض نمازیں رہ گئیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کو تمام نمازوں کی اکٹھی قضا دی۔

(صحيح البخاري: 598، صحيح مسلم: 631)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



معلوم ہوا کہ کسی وجہ سے ایک دن کی نمازیں رہ جائیں، تو ان کی قضا دی جائے گی۔

**سوال**: نماز مغرب سے پہلے دو سنتوں کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا مشروع و مستحب ہے۔ اس بارے میں قولی، فعلی اور تقریری احادیث ہیں، جس سے اس کا مسنون ہونا ثابت ہوتا ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صَلُّوا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، قَالَ فِي الثَّالِثَةِ : لِمَنْ شَآءَ، كَرَاهِيَةَ أَنْ يَّتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً .

”نمازِ مغرب سے پہلے (دو رکعت) پڑھیں، (ایسا دو بار فرمایا۔) تیسری بار فرمایا: جو چاہے، اس خدشہ سے کہ لوگ اسے سنت نہ بنالیں۔“

(صحيح البخاري : 1183، سنن أبي داوٗد : 1281)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنا مسنون ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جس سنتیت کی نفی کی ہے، اس سے مراد واجبی سنت ہے یا اس کے سنت راتبہ ہونے کی نفی ہے۔ اس سے ان دو رکعتوں کے مسنون اور مستحب ہونے کی نفی نہیں۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) علامہ محبّ طبری رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

لَمْ يُرِدْ نَفْيُ اسْتِحْبَابِهَا، لِأَنَّهُ لَا يُمْكِنُ أَنْ يَّأْمُرَ بِمَا لَا يُسْتَحَبُّ، بَلْ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ أَقْوَى الْأَدِلَّةِ عَلَى اسْتِحْبَابِهَا .

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد مغرب سے پہلے دو رکعت کے استحباب کی نفی نہیں، کیوں کہ یہ ناممکن ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک چیز کے بارے میں حکم دیں اور وہ مستحب بھی نہ ہو، بلکہ یہ حدیث تو مغرب سے پہلے دو رکعت کے استحباب پر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



قوی ترین دلائل میں سے ہے۔"

(فتح الباري: 60/3)

**سوال**: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❀ نبی کریم ﷺ سے منقول ہے:

لَا تُسَيِّدُونِي فِي الصَّلَاةِ.

"مجھے نماز میں سیدنا مت کہیں۔"

**جواب**: کتب حدیث میں اس کا ذکر نہیں۔

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَرِدْ ذٰلِكَ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

"(حدیث کی کسی کتاب میں) اس کا ذکر نہیں، واللہ اعلم!"

(الحاوِي للفتاوي: 410/1)

❀ حافظ سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَصْلَ لَهٗ. "بے سند ہے۔"

(المَقاصد الحَسَنة، ص 720)

❀ علامہ حصکفی حنفی رحمہ اللہ نے اسے "جھوٹ" قرار دیا ہے۔

(الدّر المختار، ص 71)

❀ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بَاطِلٌ لَا أَصْلَ لَهٗ، كَمَا قَالَهٗ بَعْضُ مُتَأَخِّرِي الْحُفَّاظِ.

"یہ روایت باطل اور بے اصل ہے، جیسا کہ بعض متاخرین حفاظ نے فرمایا ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(فتاویٰ شامی:513/1)

**سوال**: رفع الیدین کرتے ہوئے انگوٹھے کانوں کے برابر اٹھانا کیسا ہے؟

**جواب**: نماز میں رفع الیدین کرتے وقت ہاتھ کندھوں اور کانوں کے برابر اٹھانا ثابت ہے، البتہ انگوٹھے کانوں کے برابر تک اٹھانا یا کانوں سے مَس کرنا ثابت نہیں۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فَحَاذٰى بِإِبْهَامَيْهِ أُذُنَيْهِ .

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اپنے انگوٹھے کانوں تک اٹھائے۔“

(سنن الدّارقُطني :345/1، المُستدرك للحاكم :266/1، الكُبرٰى للبيهقي : 99/2)

سند ضعیف ہے۔

① علاء بن اسماعیل عطار ”مجہول“ ہے، اسے حافظ ابن حجر (التلخیص: ۱/۲۷۱) نے ”مجہول“ کہا ہے۔

② حفص بن غیاث کا عنعنہ ہے۔

❁ اس روایت کو امام ابوحاتم نے ”منکر“ کہا ہے۔

(العِلل :188/1)

حدیث براء بن عازب بھی ”ضعیف“ ہے، اس میں یزید بن ابی زیاد جمہور محدثین کے نزدیک ”ضعیف“ و ”مدلس“ ہے۔

❁ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ حَتّٰى رَأَيْتُ إِبْهَامَيْهِ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا حَتّٰى سَلَّمَ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ نے جب نماز شروع کی، تو اللہ اکبر کہا، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے انگوٹھے کانوں کے برابر تھے۔ اس کے بعد سلام تک آپ ﷺ نے رفع الیدین نہیں کیا۔''

(تاريخ أصبهان لأبي نُعَيْم الأصبهاني :370/1)

سند ضعیف ہے۔

① محمد بن جعفر بن محمد کا تعین نہیں ہو سکا۔

② قاضی ابو یوسف ضعیف وغیر مقبول الروایۃ ہے۔

③ محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سی ء الحفظ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَفَرُّدُ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى بِرِوَايَتِهٖ، وَقَدِ اتَّفَقَ أَئِمَّةُ الْحَدِيثِ عَلٰى تَرْكِ الْاِحْتِجَاجِ بِرِوَايَتِهٖ .

''اس میں ابن ابی لیلیٰ منفرد ہے، ائمہ حدیث کا اتفاق ہے کہ اس کی روایت سے حجت نہیں لی جائے گی۔''

(الخِلافيّات، تحت الحديث : 1732)

❀ امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ نے اسے ''مضطرب الحدیث جداً'' کہا ہے۔

(شرح مشكل الآثار : 226/3)

❀ علامہ ابو العباس احمد بن ابراہیم سروجی حنفی رحمہ اللہ (۷۱۰ھ) فرماتے ہیں:

سَيِّءُ الْحِفْظِ، ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ .

''سی ء الحفظ ہے، حدیث میں ضعیف ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(الغاية في شرح الهداية : 432/8)

④ حکم بن عتیبہ ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

✿ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ نے انہیں ''مدلس'' کہا ہے۔

(عُمدة القاري : 248/21، أسماء المُدَلِّسِين للسّيوطي : 96)

**سوال**: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت کا انکار کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مواقع پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صداقت کی گواہی دی ہے، امت نے بھی آپ رضی اللہ عنہ بالاجماع صدیق کے لقب سے ملقب کیا ہے، لہٰذا جانتے بوجھتے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت کا انکار کرنا اور کسی اعتبار سے بھی انہیں جھوٹا باور کرانا کفر ہے، کیونکہ اس سے کئی احادیث صحیحہ اور اجماع اُمت کا انکار لازم آتا ہے۔

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الْأَئِمَّةُ عَلٰى تَسْمِيَتِهٖ صِدِّيقًا .

''ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لقب ''صدیق'' پر ائمہ مسلمین کا اجماع ہے۔''

(تهذيب الأسماء واللّغات : 181/2)

✿ علامہ زرکشی رحمہ اللہ (٧٩٤ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى تَسْمِيَةِ أَبِي بَكْرٍ صِدِّيقًا كَمَا أَجْمَعُوا عَلٰى تَسْمِيَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ''صدیق'' لقب پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، جیسا کہ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ''محمد'' ہے۔''

(تشنيف المَسامع : 831/4)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



❁ علامہ ابن بلبان حنفی رحمہ اللہ (۷۳۹ھ) فرماتے ہیں:

...... أَوْ جَحَدَ صَدَاقَتَهُ لِأَبِي بَكْرٍ ...... يَكْفُرُ إِنْ كَانَ طَائِعًا .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سچا قرار دیا، جس نے بغیر کسی مجبوری کے اس بات کا انکار کیا، وہ کافر ہو گیا۔''

(الرّوضة السّنية في فِقه الحَنَفية، ص 167-169)

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "